بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رفعت قرآن

جلد دوم

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی

اسسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی، لیکچرار آغا خان ایجوکیشنل یونیورسٹی کراچی

Fazlee BOOK

جملہ حقوق بہ حق مصنفہ محفوظ ہیں

کتاب: رفعتِ قرآن جلد دوم
مصنفہ: ڈاکٹر زہرا بتول
اشاعت: ۲۰۲۵
صفحات: ۸۳۲
پیشکش: فضلی بک، اردو بازار کراچی۔
021-32633887/
03362633887

انتساب

اس کتاب کا انتساب **نویں امام سیدنا امام محمد تقیؒ** بن علی رضاؒ بن موسیٰ کاظمؒ بن جعفرؒ بن باقرؒ بن زین العابدینؒ بن حسینؒ بن علیؒ بن ابی طالب کے نام ہے، آپؒ کی کنیت ابوجعفر اور القابات جواد، قانع، مرتضیٰ اور تقی ہیں۔

امام محمد تقیؒ نہایت عبادات گزار اور پرہیز گار انسان تھے، آپؒ کا زہد وتقویٰ، دین داری، عبادت، ریاضت، صبر وشکر اور ذکر الٰہی کی عادت کسی سے پوشیدہ نا تھی، ہر خاص وعام آپؒ کا گرویدہ تھا دوسری جانب قرآن کریم سے آپؒ کو بے حد لگاؤ تھا آپؒ نہایت توجہ سے قرآن کا مطالعہ فرماتے آپؒ کی ذات مجموعہ اوصاف وکمالات تھی جس سے ہمہ وقت خیر وبرکت کا ظہور ہوتا۔

ایک مرتبہ ایک خشک درخت کی جڑ میں آپؒ نے وضو کیا تاہم آپؒ کے وضو کی برکت سے وہ خشک خزاں رسیدہ درخت سرسبز وشاداب اور پھل دار ہوگیا، دین اسلام کی تبلیغ واشاعت، پندو نصائح اور اخلاق کا عملی درس دینا آپؒ کا خاندانی طرہ امتیاز تھا، آپؒ نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے، دنیا کی کشش آپؒ کو ہرگز متاثر نا کرتی حالانکہ آپؒ خلیفہ وقت کے داماد تھے لیکن اس کے باوجود آپؒ دنیا کو اپنی ٹھوکر میں رکھتے، آپؒ ضرورت مندوں کی حاجت روی کر کے خوشی محسوس کرتے، غرباء کی پوشیدہ خبر گیری فرماتے مہمانوں کی خاطر داری میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے دوسری جانب اللہ کی زمین پر اس کے دین کے قیام کی ہر ممکن کوشش، عدل وانصاف، مساوات، رواداری اور مذہبی تعلیم کی مسلسل کوشش جاری رکھتے آپؒ سرچشمہ نور وہدایت تھے۔

فہرست مضامین

۱۴۔سورہ ابراہیم (مہربان باپ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔28-14۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنا اور ان کی قوم کا انھیں بطور سزا آگ میں ڈالنا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت۔ ہجرتیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں۔حوالہ کتب۔

۱۵۔سورہ الحجر (پہاڑ میں رہنے والے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔46-29۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔قوم لوط۔حضرت لوط علیہ السلام کا شجرہ نسب۔حضرت لوط علیہ السلام کا مقام بعثت۔حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب الٰہی کی کیفیات۔ایڈز۔حوالہ کتب۔

۱۶۔سورہ النحل (شہد)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔69-47۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔شہد/عسل/نحل۔شہد۔شہد کے فوائد۔دیگر مذاہب میں شہد کی اہمیت۔ ۱۔یہودیت۔۲۔عیسائیت۔۳۔ہندومت۔۴۔بدھ مت۔۵۔اسلام۔شہد کی مکھیاں۔ وحی سے کیا مراد ہے؟۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔لون/رنگ۔رنگوں کی تاریخ۔ رنگوں کی اقسام۔۱۔سفید رنگ۔۲۔سیاہ رنگ۔۳۔سبز رنگ۔۴۔نیلا رنگ۔۵۔سرخ رنگ۔ رنگ اور روشنی سے علاج۔حسابی پہلو۔حوالہ کتب۔

۱۷۔سورہ بنی اسرائیل (قوم بنی اسرائیل)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔224-70۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد۔واقعہ معراج۔معراج پر عطا کی گئی ہدایات۔۱۔توحید (شرک بالذات۔شرک فی الصفات۔شرک خفی سے اجتناب کیا جائے) ۲۔نیت (اخلاص)۔۳۔ایمان۔حدیث جبرائیل علیہ السلام۔ایمان کی حقیقت۔

۴۔ایثار (قربانی)۔۵۔حقوق اللہ کا اہتمام۔۶۔قرآنی تعلیمات پر عمل۔۷۔ذکر الٰہی۔
(ذکر قولی، ذکر عملی، ذکر قلبی)۔۸۔کفر و شرک کی پہچان۔اللہ کی صفات۔۹۔نفاذ عدل۔
۱۰۔حلال اور حرام کا فرق۔۱۱۔دل کو آئینے کی طرح شفاف رکھنا۔۱۲۔چال میں عجز و انکساری۔
۱۳۔حقوق العباد کی ادائے گی۔ ۱۴۔اپنی اور دوسروں کی عزت کی حفاظت۔ ۱۵۔والدین کی
اطاعت۔۱۶۔اونچی آواز سے اجتناب۔۱۷۔سوچ کی پاکیز گی۔۱۸۔اتفاق۔
۱۹۔خرافات سے اجتناب۔۲۰۔تحصیل علم۔۲۱۔امانت داری۔ ۲۲۔منافقت سے اجتناب۔
۲۳۔نفس کی پیروی سے گریز۔ ۲۴۔ظاہری اور باطنی پاکیز گی کا حصول۔ ۲۵۔برے ناموں
سے پکارنے سے اجتناب ۲۶۔تانک جھانک اور جاسوسی سے گریز۔۲۷۔حق بات کرنا۔
۲۸۔وعدے کی پابندی۔۲۹۔لوگوں کے عیوب کی پردہ داری۔مقام محمود۔سدرۃ المنتھیٰ۔
قوم بنی اسرائیل کی تاریخ۔بنی اسرائیل کا زوال۔قبطی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت۔بنی اسرائیل کی ارض مقدس (فلسطین) کی جانب ہجرت اور
ان کا دوبارہ عروج۔من وسلویٰ۔بنی اسرائیل کے بارہ چشمے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر
جانا اور تجلی کا دیدار۔تورات۔موسوی شریعت کے اصول۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے
واپسی۔مقدس گائے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال۔ارض مقدس (فلسطین)۔یوم سبت
کا تقدس۔قوم بنی اسرائیل کی دو مرتبہ تباہی۔ا۔بنی اسرائیل کی پہلی تباہی۔حضرت عزیر علیہ
السلام۔۲۔بنی اسرائیل کی دوسری تباہی۔ ہیرود اعظم اول۔حضرت زکریا علیہ السلام۔
یہودیت۔حنوکہ۔دیوار گریہ یوبل۔روح انسانی۔سلطان (روح)۔انسانی روح کا وزن۔
پیدائشی شعور۔آسمان کے اوصاف۔حوالہ کتب۔

۱۸۔سورہ کہف (پہاڑ میں موجود غار)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔225-258۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔عبدیت۔ا۔اصحاب کہف (اللہ کے نیک بندے)۔
سانس کی سائنس۔فلسفہ۔زمان ومکان۔(Time and Space) کا قانون۔

آکسیجن زندگی نہیں۔قرآن، شعور اور لاشعور۔دجالی نظام اور اصحاب کہف۔
۲۔اصحاب جنتین ۔دو باغات والا (مال کی محبت)۔ ۳۔حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ (اصل منزل اللہ کی رضا اور اس کا دیدار)۔ ۴۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ (علم)۔ حضرت خضر علیہ السلام۔علم لدنی۔ ۵۔ذوالقرنین (اللہ کے بندوں کا مددگار اور اللہ کے قوانین کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔دجال کے فتنہ سے بچاؤ۔حوالہ کتب۔

۱۹۔سورہ مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔259-304۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔حضرت زکریا علیہ السلام۔حضرت زکریا علیہ السلام کا صاحب اولاد ہونا۔فلسفہ۔حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل۔حضرت یحییٰ علیہ السلام۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل حضرت مریم علیہ السلام۔حضرت مریم علیہ السلام کے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم۔انجیل مقدس۔انجیل کی تدوین۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کے معجزات۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا آسمان پر اٹھایا جانا۔قیامت سے قبل ظہور عیسیٰ ابن مریم۔حوالہ کتب۔

۲۰۔سورہ طٰحہٰ (حروف مقطعات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔305-311۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔طٰحہٰ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔اسم الرحمن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حوالہ کتب۔

۲۱۔سورہ الانبیاء (نبی کی جمع)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔312-332۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔آگ نمرود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا ہو جانا۔اسم السلام کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اسلام۔آسمان اور زمین باہم جڑے ہوئے تھے۔بگ بینگ تھیوری۔ کشش ثقل۔حوالہ کتب۔

۲۲۔سورہ الحج (اسلام کا پانچواں رکن)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔333-355۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔قیامت کا ہولناک زلزلہ۔القیامۃ۔ارشادات خداوندی۔

قیامت کی نشانیاں۔صور کا پھونکا جانا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال اہم نکتہ۔الحج۔حج کا تاریخی پس منظر۔تعمیر کعبہ۔بیت المعمور۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حجر اسود۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۲۳۔سورہ المومنون (مومن کی جمع)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔375-356۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔المومن۔ارشادات خداوندی۔مومنین کی صفات۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔مٹی سے انسان کی تخلیق۔انسان کی تعریف۔حوالہ کتب۔

۲۴۔سورہ النور (روشنی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔404-376۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔حد قذف۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔زنا۔حمل کی مدت۔اہم نکتہ۔اتہام/تہمت/بہتان/جھوٹا الزام۔ارشادات خداوندی۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔لعان۔اللہ نور السموٰت والارض ہے۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔سمندروں میں اندھیرا ہے۔حوالہ کتب۔

۲۵۔سورہ الفرقان (حق اور باطل میں فرق کرنا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔422-405۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔کل کائنات پر اللہ کی بادشاہت ہے۔اسم الملک کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔اللہ کی کرسی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔اصحاب الرس۔مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں۔عباد الرحمٰن کی خصوصیات۔میٹھے اور نمکین پانی کے مابین ایک مضبوط آڑ ہے۔سائنسی توجیہ۔حوالہ کتب۔

۲۶۔سورہ الشعراء (شاعر کی جمع)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔442-423۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔رب اللعالمین۔حضرت شعیب

علیہ السلام کی قوم ۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا نام ونسب ۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت ۔ اہل مدین ۔ ایکہ والے ۔ شعراء ۔ حوالہ کتب ۔

۲۷ ۔ سورہ النمل (چونٹی) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۔ 443-471 ۔

نام ۔ شان نزول ۔ مضامین ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ۔ حضرت داؤد علیہ السلام ۔ پتھروں کی زبان ۔ جالوت (جولیٹ) سے مقابلہ ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ۔ کتاب المبین ۔ کائناتی نقشہ ۔ چونٹیاں ۔ دابۃ الارض ۔ حوالہ کتب ۔

۲۸ ۔ سورہ القصص (قصہ کی جمع) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۔ 472-523 ۔

نام ۔ شان نزول ۔ مضامین ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ۔ حیات موسیٰ کے ماہ وسال ۔
بنی اسرائیل کی ارض مقدس (فلسطین) کی جانب ہجرت اوران کا دوبارہ عروج ۔
من وسلویٰ ۔ بنی اسرائیل کے بارہ چشمے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا اور تجلی کا دیدار ۔
تورات ۔ موسوی شریعت کے اصول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور سے واپسی ۔
مقدس گائے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال ۔ قارون ۔ حوالہ کتب ۔

۲۹ ۔ سورہ العنکبوت (مکڑی) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص ۔ 524-577 ۔

نام ۔ شان نزول ۔ مضامین ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک ۔
حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۔ مکڑی کا گھر سب سے کمزور گھر ہے ۔ ہر متنفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے ۔ اجل/موت ۔ ارشادات خداوندی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔ موت کی موت ۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال ۔ اہم نکتہ ۔ صابرین کے لئے خوش خبری ۔ ارشادات خداوندی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال ۔ اہم نکتہ ۔ رزق ۔ اسم الرزاق کا نظام کائنات میں کردار ۔ ارشادات خداوندی ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔رزق کے ۱۶ دروازے۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔
حب دنیا۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔حوالہ کتب۔

۳۰۔سورہ روم (ملک کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔578-614۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رومیوں کا غلبہ۔تاریخی پس منظر۔غزوہ روم یا غزوہ موتہ۔غزوہ تبوک
۔عہد صدیقیؓ میں روم پر پیش قدمی۔عہد فاروقیؓ میں روم پر پیش قدمی۔عہد عثمانیؓ میں روم پر
پیش قدمی۔عہد عثمانیؓ میں مضبوط بحری بیڑے کا قیام۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہل روم کے بارے
میں ارشاد (اہل روم کی پانچ خصوصیات)۔کل اشیاء کائنات کی تخلیق اولین۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اللہ زندہ کو
مردے سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندہ سے نکالتا ہے۔سانس لینا۔ارشاد خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔قرآن کریم کا واقعہ۔حکمت۔آکسیجن زندگی نہیں ہے۔
امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔المیت۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے
باعث تسکین ہیں۔حوالہ کتب۔

۳۱۔سورہ لقمان (نہایت عقلمند اور دانا انسان کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔615-629۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔شرک گناہ عظیم ہے۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ارشادات۔شرک کی اقسام۔۱۔شرک فی الذات۔۲۔شرک فی الصفات۔۳۔شرک خفی۔
امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔اہم نکتہ۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر/ نیکی کا حکم اور برائی سے
روکنا۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے
اقوال۔اہم نکتہ۔اللہ کی باتیں۔حوالہ کتب۔

۳۲۔سورہ السجدہ (اللہ کے آگے سر کو جھکانا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔630-652۔

نام۔شانِ نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔انسانی ارواح اور حسیات۔ حس سماعت۔حس بصارت۔مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔اسم الباعث کا نظام کائنات میں کردار۔حیات وممات۔مثال۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔حوالہ کتب۔

۳۳۔سورہ احزاب (حزب کی جمع/قبائل)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔653-697۔

نام۔شانِ نزول۔مضامین۔انسان کا دل۔ظہار۔منہ بولے بیٹے کی اسلام میں حیثیت۔ امہات المومنین تمام مومنین کی مائیں ہیں۔غزوہ خندق/غزوہ احزاب۔پس منظر۔ مومنین کی خصوصیات۔۱۔مسلمین۔۲۔مومنین۔۳۔قانتین۔۴۔صادقین۔۵۔صابرین۔ ۶۔خاشعین۔۷۔متصدقین۔۸۔صائمین۔۹۔اپنی عزتوں کی حفاظت کرنے والے۔ ۱۰۔ذاکرین (بکثرت ذکر کرنے والے)۔ختم نبوت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء صفاتی کا ذکر (شاھد۔مبشر۔نذیر۔داعٍ۔سراج منیر)۔۱۔سیدی شاھد۔ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔۲۔سیدی مبشر۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔۳۔سیدی نذیر۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔ ۴۔ سیدی داعٍ ۔ ارشادات خداوندی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔ ۵۔ سراج ۔ ارشاد خداوندی۔جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۶۔ سیدی منیر۔ارشاد خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔درود اور سلام کی فضیلت۔پردے کے احکامات۔سیدھی سچی بات۔ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔انسان نے امانت کا بوجھ اٹھالیا۔حوالہ کتب۔

۳۴۔سورہ سبا (ملکہ سبا کا نام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔698-714۔

نام۔شانِ نزول۔مضامین۔قوم سبا۔قدیم عرب اور اس کا جغرافیہ۔۱۔قوم سبا کا پہلا دور۔

۲۔قوم سبا کا دوسرا دور۔ ۳۔قوم سبا کا تیسرا دور۔ ۴۔قوم سبا کا چوتھا دور۔ اللہ تعالی قیامت میں اپنی تمام مخلوقات کو جمع فرمائیں گے۔اسم الجامع کو نظام کائنات میں کردار۔
ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔اہل جنت کے اہل وعیال۔حوالہ کتب۔

۳۵۔سورہ فاطر (پھاڑنا)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔715-730۔

نام ۔ شان نزول ۔مضامین ۔دنیا دھوکہ ہے۔ ارشادات خداوندی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ ۔ انسان کی عمر۔ ارشادات خداوندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال ۔ اہم نکتہ۔ پہاڑوں کی مختلف رنگت۔معزز پہاڑ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔ پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں۔
پہاڑوں کی اقسام پہاڑوں کے فوائد۔حوالہ کتب۔

۳۶۔سورہ یٰسین (حروف مقطعات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔731-736۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔کفار کے آگے اور پیچھے اللہ نے ایک دیوار کھڑی کردی ہے۔کل اشیاء کائنات کے جوڑے۔ ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا ہونا۔جان کنی کا عالم۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔حوالہ کتب۔

۳۷۔سورہ الصافات (الصّف کی جمع /صف بندی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔737-749۔

نام۔شان نزول۔مضامین ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد۔جنت نعیم ۔ارشادات خداوندی۔جنت کے سات نام۔جنت کے دروازوں کے نام۔جنت کی عمارت۔اہل جنت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔ اہم نکتہ ۔شجرۃ الزقوم/ زقوم کا درخت۔
پیغمبروں پر اللہ کی طرف سے سلامتی۔حوالہ کتب۔

۳۸۔سورہ ص (حروف مقطعات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔750-764۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔گھوڑوں سے متعلق بیان۔گھوڑا۔گھوڑوں کی اعلیٰ نسل۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ۔حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ۔ابلیس۔

ارشادات خداوندی۔حوالہ کتب۔

۳۹۔سورہ الزمر (منتشر فوج یا چھوٹے گروہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔765-786۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔عبادت میں اخلاص۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔اللہ پر جھوٹ باندھنا۔ارشادات خداوندی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔اہم نکتہ۔
نیند موت کی ایک قسم ہے۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔نیند کی اہمیت۔اللہ ہر چیز پر (وکیل) یعنی کارساز ہے۔اسم الوکیل کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔حوالہ کتب۔

۴۰۔سورہ المومن/ غافر (مومن اللہ کا ایک اسم صفاتی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔787-807۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد۔ہر لمحہ اللہ کی تسبیحات۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔موزی چیزوں اور بیماریوں سے بچانے والا ذکر۔جنت کے پودے۔اللہ کا ذکر چھوڑنے کے نقصانات۔ذکر یا تسبیحات کی اقسام۔
۱۔ذکر قلبی۔۲۔ذکر قولی۔۳۔ذکر عملی۔تسبیحات کے فوائد۔امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔
اہم نکتہ۔امر الٰہی۔ارشادات خداوندی۔امر خداوندی کی اقسام۔حوالہ کتب۔

۴۱۔سورہ حم السجدہ (حروف مقطعات)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔808-829۔

نام۔شان نزول۔مضامین۔خدائے رحمٰن اور رحیم۔الرحمٰن۔اسم الرحمٰن کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔الرحیم۔اسم الرحیم کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔المحصی۔
اسم المحصی کا نظام کائنات میں کردار۔ارشادات خداوندی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات۔
امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال۔حوالہ کتب۔

۱۴۔سورہ ابراہیم (مہربان باپ۔پیغمبر کا نام)

نام:

ابراہیم۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی مہربان باپ کے ہیں ، یہ سورہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر ہے۔

شانِ نزول:

سورہ **ابراہیم** مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۵۲ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۷ ہے۔

مضامین:

۱۔ ہر قوم کی اپنی زبان میں رسول۔

۲۔کفار اور نبیاء میں مکالمات۔

۳۔بے سود اعمال۔

۴۔توحید۔

۵۔قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔

۶۔قرآن انسان کو ہدایت اور روشنی مہیا کرتا ہے۔

۷۔حضرت نوح علیہ السلام اور قوم عاد کا ذکر۔

۸۔مہذب اقوام کا ذکر۔

۹۔مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا ذکر۔

۱۰۔انبیاء کی مدد۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالانبیاء اور خلیل اللہ بھی کہا جاتا ہے آپ اللہ تعالی کے انتہائی برگزیدہ بندے تھے جنھیں اللہ نے نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا آپ ترتیب زمانی کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے بعد تشریف لائے جبکہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام سے جاملتا ہے اور آپ حضرت نوح کے بیٹے سام کی اولادوں میں سے ہیں یعنی آپ سامی النسل ہیں، تورات کے بیان کے مطابق! حضرت ابراہیم کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام کی آٹھویں پشت ناحور سے ہوتے ہوئے ان کے بیٹے تارخ (آذر) سے جاملتا ہے کیونکہ آپ کے والد کا نام قرآن کریم میں 'آذر' ہے لیکن تورات میں آپ کے والد کا نام تارخ بیان کیا گیا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔۱

ترجمہ۔ جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا، کیا تو بتوں کو معبود ٹھہراتا ہے؟

تورات میں آپ کے والد کا نام تارخ بیان کیا گیا ہے جو کے حضرت نوح علیہ السلام کی آٹھویں پشت سے تھے اور بابل میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ لکھتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آذر بن تارح تھا جو نمرود کا چچازاد بھائی تھا قرین قیاس بھی یہی ہے کے آذر تاخ یا تارخ عربی کا لفظ ہے۔

امام راغب اصفہانی یہ لکھتے ہیں ،حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا جیسے عربی میں آذر بنادیا روایت میں آتا ہے آپ کے والد آذر نے ۲۵۰ سال کی عمر پائی، بائبل کے مطابق جب تارخ (آذر) ۷۰ برس کا ہوا تو اس کے یہاں ابراہیم، ناحور اور حاران پیدا۔

ہوئے جب تارخ کی عمر ۲۰۵ برس کی ہوئی تو حاران (ابراہیم کا بھائی اور لوط کا باپ) فوت ہوئے۔۲؎

آپ کے نسب کی تفصیل کچھ یوں ہے!

ابراہیم بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالغ بن ارفخشند بن سام بن نوح۔

اسی حوالے سے قرآن میں ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ ۔ ۳۔

ترجمہ۔(نوح) کی جماعت میں سے ابراہیم ہے۔

قرآن کریم میں آپ کا ذکر بڑے اکرام کے ساتھ کیا گیا اور قرآن کریم میں آپ کو امۃ الناس، امام الناس، حنیف، صدیق، خلیل یا دوست اور مسلم کہہ کر مخاطب کیا آپ ملت ابراہیمی کے جدامجد اور معمار کعبہ بھی ہیں اس کے ساتھ ہی کئی انبیاء کرام بھی آپ کی اولادوں میں پیدا ہوئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ ۔ ۴

ترجمہ۔ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبے عطا کرتے ہیں۔

تلمود کے مطابق جس روز حضرت ابراہیم کی پیدائش متوقع تھی اس روز نجومیوں نے آسمان پر ایک روشن ستارہ دیکھا جس کی پیشن گوئی یہ کی گئی کے ایک ایسا بچہ اس سلطنت کی حدود میں پیدا ہونے والا ہے جو مملکت کے لئے خطرہ ثابت ہوگا چنانچہ بادشاہ وقت نے حکم جاری کیا کے سلطنت کی حدود میں پیدا ہونے والے تمام لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے لہٰذا بادشاہی حکم کے مطابق ہر نوزائیدہ بچے کو بے دردی سے قتل کیا جانے لگا اسی اثناء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ’اوشہ‘ کو جب آپ کی پیدائش کے آثار محسوس ہوئے تو آپ دور ایک پہاڑ کے غار میں جا کر روپوش ہوگئیں اور وہیں آپ کی ولادت ہوئی کچھ روایات کے مطابق آپ کی والدہ نے آپ کو دس برس کی عمر تک چھپائے رکھا۔

بائبل میں آپ کے نام کی وجہ تسمیہ کو اللہ تعالی نے اس طرح سے بیان فرمایا ہے!

دیکھو میرا عہد تمھارے ساتھ ہے اور تم بہت سی اقوام کے باپ ہوگے اور تمھارا نام ابرام نہیں

بلکہ ابراہام ہوگا کیونکہ میں نے تمھیں قوموں کا باپ بنایا ہے۔۵؎
لفظ 'ابراہیم' چونکہ 'اب' اور 'ارحم' سے مرکب ہے لہٰذا اس کے معنی ہیں 'مہربان باپ' بائبل کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام ۲۲۰۰ ق م میں عراق کے ایک شہر 'ار' میں پیدا ہوئے آپ کے دو بھائی حاران اور ناحور بھی تھے جبکہ آپ کے بھائی حاران کے بیٹے حضرت لوط علیہ السلام تھے یعنی حضرت لوط علیہ السلام آپ کے بھتیجے تھے) آپ کے والد آذر اور ان کے خاندان کا تعلق کلدانیوں کے شہر 'ار' سے تھا جو کے قدیم بابل کا ایک متمدن شہر ہونے کی حیثیت سے اس دور میں اپنے اوج کمال پر تھا ایک اندازے کے مطابق اس شہر کی آبادی ڈھائی لاکھ یا تین لاکھ سے متجاوز تھی جبکہ یہ قوم انتہائی مادہ پرست، عیش وعشرت کی دلدادہ، خودغرض، سودخور اور کاروباری تھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو مال کی محبت میں گرفتار کر رکھا تھا۔

قدیم بابل آبادی کے اعتبار سے تین طبقات میں منقسم تھا:

۱۔عمیلو: عمیلو اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد تھے ان میں پروہت، پجاری، امراء، شرفاء، اعلیٰ فوجی عہدے داران، وزراء اور سفراء شامل تھے۔

۲۔مشکینو: یہ طبقہ درمیانے درجے کا لیکن اچھی آمدنی کا حامل تصور کیا جاتا تھا جن میں تجارتی کاروباری اور زراعت سے وابستہ افراد شامل تھے۔

۳۔اردو: یہ طبقہ غلاموں اور کنیزوں پر مشتمل تھا اور بابلی سماج میں یہ طبقہ غرباء کا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ اسلام قدیم بابل کے طبقہ عمیلو سے تعلق رکھتے تھے اس طبقہ سے وابستہ افراد کو سماج میں خاص امتیاز حاصل تھا جبکہ ان کی جان ومال کی قیمت بھی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تصور کی جاتی کیونکہ آپ کے والد آذر نا صرف نمرود کے چچازاد بھائی تھے بلکہ نمرود کی سلطنت کے نہایت اعلیٰ عہدے دار بھی تھے چنانچہ جب حضرت ابراہیم نے بتوں کی مخالفت کی تو آپ کے والد آذر نے ہی سب سے پہلے آپ کے خلاف نمرود کے دربار میں مقدمہ درج کروایا۔٦؎

'ار' کا شاہی خاندان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں حکمران تھا اس کے بانی اول کا نام 'ارنمو' بتایا جاتا ہے جس نے ۲۳۰۰ ق م میں ایک نہایت وسیع اور عظیم سلطنت قائم کی چنانچہ اسی تاریخی قیاس کو مدنظر رکھتے ہوئے مورخین نے آپ کا زمانہ ۲۳۰۰ ق م متعین کیا ہے اس

سلطنت کی حدود مملکت مشرق میں سوسہ سے لے کر مغرب میں لبنان تک پھیلی ہوئی تھی اسی نسبت سے اس شاہی خاندان کو 'نمو' کے نام سے جانا جاتا ہے جو بعد میں عربی زبان میں 'نمرود' ہو گیا۔ ۷ ؎

قرآن کریم اور تورات کا اس بیان پر مکمل اتفاق ہے کے آپ کی قوم بت پرست اور صنم ساز تھی تاریخی روایات کے مطابق ! آپ کے والد آذر بذات خود ایک بت تراش تھے.

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سن شعور کو پہنچے تو انھوں نے اپنے آس پاس لوگوں کو بتوں، چاند سورج، ستاروں کی عبادت کرتے دیکھا جبکہ ایک روایت کے مطابق اہل بابل تقریباً ۵۰۰۰ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے لیکن حضرت ابراہیم کے ذہن نے ان جھوٹے خداؤں کی عبادت کو قبول نہ کیا اور وہ کائنات اور اشیاء کائنات پر گہرے غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کے چونکہ تمام کائنات اور اشیاء کائنات فانی ہیں لہٰذا جو چیز فنا ہو جائے اس کی عبادت کیونکر ممکن ہے؟

قرآن کریم میں اسی حوالے سے ارشاد خداوندی !

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصۡنَامًا اٰلِهَةً‌ ۚ اِنِّىۡۤ اَرٰٮكَ وَ قَوۡمَكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ وَ كَذٰلِكَ نُرِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ مَلَـكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لِيَكُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِيۡنَ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ الَّيۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًا‌ ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ‌ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِيۡنَ فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ‌ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَٮِٕنۡ لَّمۡ يَهۡدِنِىۡ رَبِّىۡ لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ هٰذَاۤ اَكۡبَرُ‌ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا‌ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ‌ وَحَآجَّهٗ قَوۡمُهٗ‌ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّىۡ فِى اللّٰهِ وَقَدۡ هَدٰٮنِ‌ ؕ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشۡرِكُوۡنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ رَبِّىۡ شَيۡــًٔا‌ ؕ وَسِعَ رَبِّىۡ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا‌ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوۡنَ۔ ۸

ابراہیم کا واقعہ یاد کرو جب اس نے اپنے باپ آذر سے کہا، کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے؟ میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں ابراہیم کو ہم اس طرح سے زمین اور آسمان کے نظام سلطنت دکھاتے تھے اور اس لئے دکھاتے تھے کے وہ یقین کرنے والوں میں سے ہوجائے چنانچہ جب رات اس پر طاری ہوئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ ڈوب گیا تو وہ بولا کے ڈوب جانے والوں کا تو میں گرویدہ نہیں ہوں پھر جب اسے چاند چمکتا نظر آیا تو اس نے کہا یہ میرا رب ہے مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو اس نے کہا اگر میرے رب نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہوں میں شامل ہوجاتا پھر جب اس نے سورج کو روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے اور یہ سب سے بڑا بھی ہے مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو ابراہیم پکار اٹھا اے برادران قوم میں ان سب سے بے زار ہوں جنھیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو میں نے تو یکسو ہوکر اپنا رخ اسی ہستی کی جانب موڑ لیا ہے جس نے زمین و آسمانوں کو پیدا فرمایا اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں پھر اس کی قوم اس سے لڑنے لگی تو اس نے کہا کیا تم لوگ اللہ کے معاملے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہ راست دکھائی اور میں تمھارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا۔

درج بالا آیات کے تراجم کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جستجوئے حقیقت اور اشیاء کائنات پر گہرے تفکر کے نتیجے میں ستاروں، چانداور سورج سے ہوتی ہوئی بلا آخر حقیقت مطلق تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی۔

قرآن کریم میں اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ۔ ۹

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم کو ہوش مندی بخشی اور ہم اسے خوب جانتے ہیں۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ ۱۰

ترجمہ۔ یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے، جو (اے محمدؐ) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل کی

ہے، تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنا اور ان کی قوم کا انھیں بطور سزا آگ میں ڈالنا :

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کی بت پرستی سے سخت نالاں تھے جس کا وہ کھل کر اظہار بھی کیا کرتے لیکن قوم ماننے کے لئے تیار نہ تھی بلا آخر ایک دن انھوں نے موقع غنیمت جان کر سارے بتوں کو توڑ دیا جبکہ کلہاڑی بڑے بت کے کندھے پر رکھ دی جب قوم کے لوگوں نے اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو وہ سمجھ گئے کے ہو نہ ہو یہ ابراہیم کی ہی کارستانی ہے پھر یہ بات بادشاہ وقت یعنی نمرود تک پہنچی چنانچہ نمرود نے حکم دیا کے ابراہیم کو اس کے کئے کی ضرور سزا دی جائے گی لہٰذا طے یہ ہوا کے ایک بہت بڑی آگ جلائی جائے جس میں ابراہیم کو ڈال دیا جائے اور اس قصہ کو ہمیشہ کے لئے ہی ختم کر دیا جائے۔

اس واقعہ کو قرآن نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡهِ وَ قَوۡمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیۡلُ الَّتِیۡۤ اَنۡتُمۡ لَهَا عٰكِفُوۡنَ
قَالُوۡا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیۡنَ قَالَ لَقَدۡ كُنۡتُمۡ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُكُمۡ فِیۡ
ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا بِالۡحَقِّ اَمۡ اَنۡتَ مِنَ اللّٰعِبِیۡنَ قَالَ بَلۡ
رَّبُّكُمۡ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الَّذِیۡ فَطَرَهُنَّ ۖ وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكُمۡ
مِّنَ الشّٰهِدِیۡنَ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِیۡدَنَّ اَصۡنَامَكُمۡ بَعۡدَ اَنۡ تُوَلُّوۡا مُدۡبِرِیۡنَ
فَجَعَلَهُمۡ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیۡرًا لَّهُمۡ لَعَلَّهُمۡ اِلَیۡهِ یَرۡجِعُوۡنَ قَالُوۡا مَنۡ
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا فَتًی یَّذۡكُرُهُمۡ
یُقَالُ لَهٗۤ اِبۡرٰهِیۡمُ قَالُوۡا فَاۡتُوۡا بِهٖ عَلٰۤی اَعۡیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمۡ
یَشۡهَدُوۡنَ قَالُوۡۤا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبۡرٰهِیۡمُ قَالَ بَلۡ
فَعَلَهٗ ۖۗ كَبِیۡرُهُمۡ هٰذَا فَسۡـَٔلُوۡهُمۡ اِنۡ كَانُوۡا یَنۡطِقُوۡنَ فَرَجَعُوۡۤا اِلٰۤی
اَنۡفُسِهِمۡ فَقَالُوۡۤا اِنَّكُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ثُمَّ نُكِسُوۡا عَلٰی

رُءُوۡسِهِمۡ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنۡطِقُوۡنَ قَالَ اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ
دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكُمۡ شَيۡـًٔا وَّ لَا يَضُرُّكُمۡ اُفٍّ لَّكُمۡ وَ لِمَا
تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ قَالُوۡا حَرِّقُوۡهُ وَ انۡصُرُوۡۤا
اٰلِهَتَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى
اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اَرَادُوۡا بِهٖ كَيۡدًا فَجَعَلۡنٰهُمُ الۡاَخۡسَرِيۡنَ ۔١١

ترجمہ۔ یاد کرو وہ موقع جب (ابراہیم) نے اپنے باپ اور قوم سے کہا یہ مورتیاں کیسی ہیں؟ جن کے تم لوگ گرویدہ ہو؟ تو انھوں نے جواب دیا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے تو اس کے جواب میں (ابراہیم) نے کہا تم اور تمھارے باپ دادا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہو تو اس کی قوم نے کہا کے کیا تم ہمارے سامنے اپنے اصل خیالات پیش کر رہے ہو یا پھر ہم سے مذاق کر رہے ہو؟ (ابراہیم) نے جواب دیا تمھارا رب وہی ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور میں تمھارے سامنے یہ گواہی دیتا ہوں اور خدا کی قسم میں تمھاری غیر موجودگی میں ضرور تمھارے بتوں کی خبر لوں گا چنانچہ (ابراہیم) نے ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صرف ان کے بڑے بت کو چھوڑ دیا تا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں (جب اس کی قوم نے آکر) اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو وہ کہنے لگے کے ہمارے بتوں کا یہ حال کس نے کیا ہے؟ یقیناً وہ کوئی بہت بڑا ظالم ہی ہوگا؟ پھر ان میں سے کچھ لوگ بولے کے ہم نے ایک نوجوان ابراہیم کو ان بتوں کے خلاف بات کرتے سنا تھا تو (انھوں نے کہا) پکڑ لاؤ اسے سب کے سامنے تا کہ لوگ دیکھ لیں کے اس کی کیسی خبر لی جاتی ہے (پھر جب ابراہیم کو پیش کیا گیا تو) انھوں نے پوچھا کیوں ابراہیم تم نے ہمارے ان خداؤں کے ساتھ یہ کیا حرکت کی ہے؟ تو (ابراہیم) نے جواب دیا تم یہ سب اس بڑے سردار (بت) سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں تو؟ (ابراہیم کا یہ جواب سن کر) وہ سب اپنے ضمیر کی طرف پلٹے اور اپنے دلوں میں یہ کہنے لگے واقعی تم خود ہی ظالم ہو لیکن پھر ان کی مت ماری گئی اور وہ کہنے لگے کے تو جانتا نہیں ہے کے یہ بولتے نہیں ہیں؟ اس پر ابراہیم بولا کے تو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوجتے ہو جو کے تمھیں نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ تف

ہے تم پر اور تمھارے معبودوں پر جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو کیا تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا اسے جلا ڈالو اور اپنے خداؤں کی حمایت کرو اگر تمھیں کچھ کرنا ہے ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی بن جا وہ چاہتے تھے کے وہ ابراہیم کے ساتھ برائی کریں مگر ہم نے انھیں بری طرح سے ناکام کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت:

حضرت ابراہیم وہ پہلے پیغمبر ہیں کے جن کو اللہ تعالی نے بین الاقوامی اہداف دے کر بھیجا۔ ان سے پہلے جتنے بھی پیغمبر دنیا میں آئے وہ اپنے علاقے، زمانے اور قوم کے لئے بھیجے گئے تھے جبکہ حضرت ابراہیم کے دائرہ تبلیغ کو وسعت دے دی گئی، وہ عراق میں پیدا ہوئے، دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے غرض سے وہ فلسطین، مصر، جزیرہ عرب، بعض روایات میں ہے کے یورپ اور بعض اہل علم کا یہ قیاس ہے کے وہ ہندوستان بھی تشریف لے گئے۔ اس طرح سے اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کے ذریعے عالمگیریت اور بین الاقوامیت کی بنیاد رکھی تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچایا لہٰذا قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے ملت ابراہیمی کی بنیادی اساس، نظام، تصور، پیغام اور اس کی عالمگیریت کو سمجھا جا سکے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ بے شک ابراہیم (بہ نفس نفیس) ایک امت تھے، اللہ کا مطیعِ فرمان اور یکسو، وہ کبھی مشرک نہ تھا۔

قُلْ إِنَّنِي هَدَىٰنِي رَبِّيٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ اے محمدؐ! کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے، بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیمؑ کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اُس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ

تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۱۴

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو (ان کے زمانے میں) تمام جہان والوں پر فضیلت دی۔

قرآن کریم اس واقعے کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيۡنِكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ ثُمَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُ بَعۡضُكُمۡ بِبَعۡضٍ وَّ يَلۡعَنُ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ۙ وَّ مَاۡوٰٮكُمُ النَّارُ وَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوۡطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّىۡ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىۡ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔ ۱۵

ترجمہ۔ (ابراہیم نے اپنی قوم) سے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنالیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دوسرے کا انکار اور لعنت کرو گے اور آگ تمھارا ٹھکانہ ہوگی اور کوئی تمھارا مددگار نہ ہوگا اس وقت لوط نے اسے مانا اور ابراہیم نے کہا! میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں وہ زبردست ہے اور حکیم ہے۔

ہجرتیں:

تمام رسولوں نے ایک ہجرت فرمائی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دو ہجرتیں فرمائیں۔

ا۔ آپ نے پہلی ہجرت اپنے قصبہ کوثی سے کوفہ کی جانب فرمائی۔

۲۔ دوسری ہجرت کوفہ سے شام کی جانب فرمائی۔ ۱٦

اسی اعتبار سے آپ کو نبوت اور رسالت کو بین الاقوامی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے کئی مقامات اور ممالک کا سفر کیا اور اللہ کے پیغام کو عام کیا۔ آگ میں سے سلامتی کے ساتھ نکل جانے کے بعد حضرت ابراہیم نے اپنے بھتیجے حضرت لوط اور اپنی بیوی حضرت سارا کے ساتھ شام کی جانب

ہجرت کی شام وہی سرزمین ہے جس کے لئے آپ اور آپ کی اولاد سے وعدہ کیا گیا تھا اسی لئے شام کو 'وعدہ کی سرزمین' بھی کہا جاتا ہے۔

بائبل میں اس واقعے کے حوالے سے یہ درج ہے، خداوند نے ابراہام سے کہا اپنی آنکھ اٹھا اور جس جگہ تو ہے وہاں سے شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کی طرف نگاہ دوڑا یہ تمام ملک جو تو دیکھ رہا ہے میں نے تجھے اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دیا اور

میں تیری نسل کو خاک کے ذروں کی مانند بناؤں گا ایسا کے کوئی شخص اگر اس خاک کے ذروں کو گننا چاہے تو نہ گن سکے گا اٹھ اور اس ملک کے طول وعرض۔۔۔۔ میں سیر کر کیونکہ میں اس (ملک) کو تجھے دوں گا پھر ابراہام نے اپنا ڈیرہ اٹھالیا اور جبورن میں جا کر رہنے لگا اور وہیں اس نے خداوند کے لئے ایک قربان گاہ بھی بنائی۔ ۱۷؎

شام کے اس علاقے میں حام بن نوح کی اولادوں میں سے بنی کنعان کے لوگ یہاں آباد تھے لہٰذا اسی نسبت سے یہ علاقہ کنعان کہلایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں دو قربان گاہیں بنائیں ان میں سے قربان گاہ 'سکم' یعنی موجودہ نابلس میں جبکہ دوسری قربان گاہ 'بیت ایل' میں تعمیر کروائی روایت میں آتا ہے جب ملک شام میں زبردست قحط پڑا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مصر کی جانب ہجرت کی کیونکہ وہ ایک زرخیز اور سرسبز و شاداب ملک تھا اس دور میں مصر میں 'ہیکسوس فراعنہ' کا دور تھا پیشے کے اعتبار سے یہ لوگ چرواہے اور سامی النسل بھی تھے۔ مصر کے سامی النسل بادشاہ 'ہیکسوس' کو جب ایک سامی النسل خاندان کی مصر کی جانب ہجرت کی اطلاع ملی تو اس نے حضرت ابراہیم اور ان کے خاندان کی بڑی پذیرائی کی اور ان کی خوب آؤ بھگت بھی کی یہی نہیں بلکہ اس نے اپنی قدیم نسلی رشتے داری کو بھی مضبوط کرنے کی خاطر اپنی بیٹی 'ہاجرہ' سے حضرت ابراہیم کی شادی بھی کی اور تحفے میں کئی مال مویشی اور زر و جواہرات بھی پیش کئے جب کنعان (شام) میں قحط ختم ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دونوں بیویوں کے ہمراہ مصر سے واپس کنعان تشریف لے آئے دوسری جانب آپ نے اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ ہیکسوس کی جانب سے دئے گئے تحائف میں سے کئی مال و مویشی اور غلام و کنیزیں ہدیہ میں پیش کرتے ہوئے دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے سرزمین اردن کی جانب بھیجا جہاں

حضرت لوط علیہ السلام نے دریائے اردن کے کنارے واقع دو شہر 'سدوم' اور 'عمورہ' کی جانب قیام فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے دوران تین دعائیں فرمائیں۔

پہلی دعا:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔۱۸

ترجمہ۔اے ہمارے رب اور بھیج دے ان میں ایک رسول ان میں سے، جو تلاوت کرے ان پر تیری آیات، اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور ان کا تزکیہ کرے، بیشک تو ہی عزیز ہے، حکیم ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۔۱۹

اے میرے پروردگار، مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) پروردگار، میری دعا قبول کر۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۔۲۰

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبین تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں ابھی گوندھے ہوئے تھے ،میں تم کو اس کی ابتداء سے مطلع کروں گا، میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا،عیسیٰ ابن مریم کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا جس طرح نبیوں کی مائیں دیکھتی ہیں۔۲۱

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ کی ابتداء کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ ابن مریم کی بشارت اور میری ماں کا خواب ہوں، میری ماں نے خواب دیکھا کے ان کے وجود سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ ۲۲؎

ضحاکؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، جو انہوں نے بیت اللہ کی بنیادیں اٹھاتے وقت مانگی تھیں: رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یہاں تک کے اللہ نے اس دعا کو پورا فرما دیا۔ ۲۳؎

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے عرب کے لئے دعا کی، اے اللہ جو شخص ان میں سے مومن ہو کر تجھ سے ملاقات کرے آپ پر یقین (ایمان) لاتے ہوئے آپ کی ملاقات کی تصدیق کرے تو اس کو معاف فرما دیجئے گا کیونکہ یہی دعا ہے ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی تھی، اور روز قیامت میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور لوگوں میں سب سے زیادہ میرے جھنڈے کے قریب عرب ہوں گے۔ ۲۴؎

دوسری دعا:

یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی تھی، اس شہر (یعنی مکہ) کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔

رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ
ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ۔ ۲۵

امام ابن ابی حاتم نے سدیؒ سے آیت۔ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ کے بارے میں فرمایا! لوگوں کے دلوں کو مکہ کی طرف مائل کر دے، یہی وجہ ہے کے ہر مومن کا دل کعبہ کی محبت کے ساتھ معلق ہے۔ ۲۶؎

تیسری دعا:

جولوگ صلوۃ قائم کرتے ہیں، انھیں پھلوں سے روزی عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت یُّجۡبٰۤی اِلَیۡہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیۡءٍ سے مراد (مکہ کی جانب) دنیا بھر کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں۔ ۲۷؎

قبولیت دعا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ تینوں دعائیں اللہ کے حکم سے درجہ قبولیت کو پہنچیں لیکن ان دعاؤں کو قبول ہونے میں تقریباً کئی ہزار برس لگ گئے۔

پہلے دعا کے آخری نبی میری امت میں بھیجے، یہ دعا دو ہزار سات سو پچھتر سال کے بعد پوری ہوئی۔

دوسری دعا مکہ کو امن کا شہر بنائے، دنیا کے ہر ملک اور خطے میں جنگ اور خونریزی ہوئی لیکن اللہ نے حرم کعبہ کو اس سے محفوظ و مامون فرمایا۔

تیسری دعا جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آئے ہیں انھیں پھلوں سے روزی دیجئے۔

آج دنیا کا ہر موسم اور بے موسم کا پھل مکہ میں دستیاب ہے اگرچہ مکہ کی پتھریلی زمین میں سبزہ اگانا بہت مشکل ہے لیکن پیغمبر کی دعا کی بدولت دنیا کا ہر پھل مکہ میں پایا جاتا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ انعام۔آیت۔۷۴۔

۲۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔ص۔۴۶۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔

۳۔سورہ الصفات۔آیت۔۸۳۔

۴۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔

۵۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب پیدائش۔۱۷۔۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۶۔تفہیم القرآن۔سید ابو الاعلی مودودی۔ج۔۱۔ص۔۱۹۸۔حاشیہ۔۲۹ سورہ البقرہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۷ء۔

۷۔تفہیم القرآن۔سید ابو الاعلی مودودی۔ص۔۵۵۵۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۷ء۔

۸۔سورہ انعام۔آیت۔۷۴۔۸۰۔

۹۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۵۱۔
۱۰۔سورہ ص۔آیت۔۲۹۔
۱۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۵۲۔۷۰۔
۱۲۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۰۔
۱۳۔سورہ انعام۔آیت۔۱۶۱۔
۱۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔
۱۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۵۔۲۶۔
۱۶۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۱۷۔عہد نامہ قدیم وجدید۔(کتاب مقدس)۔کتاب پیدائش۔باب ۱۳۔آیت ۱۴۔۱۸۔مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔
۱۸۔سورہ بقرہ۔آیت۔۱۲۹۔
۱۹۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۰۔
۲۰۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۵۔
۲۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۲۳۔تاریخ مدینۃ دمشق (تاریخ ابن عساکر)۔امام العالم حافظ ابی القاسم علی بن الحسن ابن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی المعروف ابن عساکر (متوفی ۱۱۷۶ء)۔مکتبہ۔دار الفکر۔بیروت۔
۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۷۔
۲۶۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۷۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۱۵۔سورہ الحجر (پہاڑ میں رہنے والے)

نام:

حجر۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پہاڑ میں رہنے والی ایک قوم کے ہیں، وادی حجر مدینہ اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں واقع ہے۔

شان نزول:

سورہ الحجر مکی سورہ ہے، جس میں ۹۹ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔عظمت قرآن۔

۲۔اللہ ہر چیز کا مالک ہے۔

۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم کو رفع کرنا۔

۴۔شرف انسانیت کا بیان۔

۵۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر۔

۶۔اصحاب الایکہ کا ذکر۔

۷۔دائمی لعنت۔

۸۔انسان کی شکل میں فرشتے۔

۹۔حسین لڑکے۔

۱۰۔قوم لوط کی خرمستیاں۔

۱۱۔قوم لوط اور قوم صالح۔

قوم لوط:

قوم لوط کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ۔۱

ترجمہ۔لوط کو ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا پھر یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسے بے حیا ہو گئے کے وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے عالمین میں کسی نے نہیں کیا؟۔

اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَہۡوَۃً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ۔۲

ترجمہ۔تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، حقیقت یہ ہے کے تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

وَ مَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡہُمۡ مِّنۡ قَرۡیَتِکُمۡ ۚ اِنَّہُمۡ اُنَاسٌ یَّتَطَہَّرُوۡنَ۔۳

ترجمہ۔مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کے نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ اَہۡلَہٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَہٗ ۫ۖ کَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ۔۴

ترجمہ۔آخر کار ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو نجات دی بجز اس کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی۔

وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ؕ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۔۵

ترجمہ۔بچا کر نکال دیا اور اس قوم پر برسائی ایک بارش پھر دیکھو ان مجرموں کا کیا انجام ہوا؟۔

حضرت لوط علیہ السلام کا شجرہ نسب:

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر اور ان کے بھائی کے بیٹے یعنی (بھتیجے) تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا شجرہ نسب درج ذیل:

لوط بن ہاران (ہاران حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی تھے) بن تارخ بن ناحور بن ساروع بن ارعو بن نافع بن غابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن خنوخ (ادریس) بن مھلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم (علیہ السلام)۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں جس شخص نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں قتال کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جب اہل روم نے حضرت لوط علیہ السلام کو قید کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل روم سے قتال کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کو چھڑایا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے متعلق کوئی خبر نہ ملی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے متعلق خبر کے منتظر تھے کے قریش کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا اۓ ابوالقاسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد کو سفر میں دیکھا ہے ان کی اہلیہ کمزور لوگوں کے ساتھ ایک دراز گوش پر سوار تھیں اور وہ اس کو چلا رہے تھے اور اس کے پیچھے چل رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ ان دونوں کا صاحب ہو، بے شک لوط علیہ السلام کے بعد عثمان اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے شخص ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کا مقام بعثت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت ارض مقدس (فلسطین) کی جانب ہوئی جبکہ حضرت لوط علیہ السلام کو انسانوں کی ہدایت کے لئے چار شہروں۔ ۱۔سدوم۔ ۲۔اموراء۔ ۳۔عاموراء۔ ۴۔اور صبویراء کی جانب بھیجا گیا دوسری جانب ان میں سے ہر ایک شہر میں ایک لاکھ جنگجو تھے جن

کا کل مجموعہ چار لاکھ بنتا ہے تاہم ان سب شہروں میں سب سے بڑا شہر سدوم تھا جس میں حضرت لوط علیہ السلام رہتے تھے

عہد نامہ قدیم کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام کے شہر کو سدوم کہا گیا تاہم تحقیقات یہ بتاتی ہیں کے یہ شہر بحیرہ احمر کے شمال میں واقع ہے جبکہ قرآن کریم اور آثار قدیمہ کے مطالعے سے موجودہ دور میں اس شہر کا محل وقوع اسرائیل اور اردن کے سرحد کے ساتھ کا علاقہ جس کو بحیرہ مردار کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔شہر سدوم شام کا ایک شہر ہے اور فلسطین سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر واقع ہے۔آج کے محل وقوع کے اعتبار سے شہر سدوم اردن کا شرقی حصہ ہے اور یہ جگہ عراق اور فلسطین کے درمیان واقع ہے، تورات میں اس علاقہ کے صدر مقام کا نام سدوم بتایا جاتا ہے جو بحیرہ مردار کے قریب یا پھر اس میں غرق ہو چکا ہے تاہم بحیرہ مردار کو دنیا ایک یادگار کے طور پر جانتی ہے جیسے بحر لوط بھی کہا جاتا ہے عرصہ دراز قبل جہاں اب بحر مردار واقع ہے وہاں کبھی ایک سرسبز و شاداب شہر آباد تھا۔

قوم لوط پر عذاب الٰہی کی کیفیات:

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں عورتوں کے بجائے مردوں سے نفسانی خواہشات پوری کرنے کی ابتداء اس طرح سے ہوئی کے ان کے باغات اور گھروں میں کثرت سے پھل ہوتے تھے جو اکثر گھر سے باہر بھی لٹکتے تھے جنھیں مسافر توڑ کر کھالیا کرتے تھے تاہم ایک مرتبہ ان کے یہاں قحط ہو گیا اور پھلوں کی کافی کمی واقع ہو گئی۔تو ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کے جو مسافر ان لٹکے ہوئے پھلوں کو کھائے گا تو ہم انھیں ان پھلوں کو کھانے سے منع کریں گے تاہم منع کرنے کی تدبیر اور قانون بنایا گیا کے جو شخص یا مسافر ان لٹکے ہوئے پھلوں کو توڑے گا اور کھائے تو اسے اس کے بدلے میں چار درھم ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نکاح بھی کرنا پڑے گا اس طرح سے ہم اپنے پھلوں کو بچا سکیں گے چنانچہ اس طرح سے اس قبیح فعل یعنی دو مردوں کے درمیان جنسی تعلق استوار ہونا شروع ہو گیا تاہم یہ قبیح فعل اس سے پہلے دنیا میں کسی نے نہ کیا تھا آہستہ آہستہ شیطان نے انھیں اس فعل میں لذت کا احساس دلانا شروع کر دیا اور وہ اس قبیح فعل کے عادی بنتے چلے گئے۔

حضرت لوط کی قوم ہم جنس پرست تھی اور یہ قبیح فعل اس سے پیشتر کبھی کسی قوم نے نہ کیا تھا لہٰذا روئے زمین پر اس قبیح فعل کو سب سے پہلے قوم لوط نے ہی متعارف کروایا، حضرت لوط نے انھیں بارہا سمجھایا لیکن وہ اپنی عادات پر قائم رہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ ۫ مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔٦

ترجمہ۔ جب لوط نے اپنی قوم سے یہ کہا تم بے حیائی کے کام کرتے ہو، یہ تم سے پہلے کبھی عالمین میں کسی نے نہیں کیئے۔

اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِیۡلَ ۬ۙ وَ تَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡکُمُ الۡمُنۡکَرَ ؕ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۔٧

ترجمہ۔کیاتم مردوں سے بدفعلی کرتے ہواور (آفرینش نسل کی) راہ منقطع کرتے ہواور اپنی محفلوں میں برے کام کرتے ہوتو اس کے جواب میں ان کے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا کے وہ یہ کہہ اٹھے کے اگر تم سچے ہوتو ہم پر اللہ کا قہر نازل کردو۔

وَ تَذَرُوۡنَ مَا خَلَقَ لَکُمۡ رَبُّکُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ عٰدُوۡنَ ۔٨

ترجمہ۔تمھارے رب نے تمھارے لئے تمھاری بیویوں جو چیز پیدا کی ہے اس کو چھوڑ دیتے ہو۔

مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا، تم عورتوں کی قبل (اندام نہانی) کو چھوڑ کر مردوں اور عورتوں کی پشت میں دخول کرتے ہو۔

احادیث میں عورتوں کے ساتھ عمل معکوس کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) اپنی اسانید کے ساتھ روایت کرتے ہیں ،حضرت ابوصخرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قوم لوط مردوں کے ساتھ یہ عمل

کرنے سے چالیس برس قبل عورتوں کے ساتھ یہ عمل کرتے تھے۔

طاؤس سے اسی حوالے سے جب سوال کیا گیا کے اگر کوئی شخص عورت کی سرین (پچھلی جانب) میں یہ عمل کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے یہ اس شخص کا کفر ہے اور قوم لوط نے اس عمل کی ابتداء کی تھی پہلے وہ عورتوں کے ساتھ یہ عمل کرتے تھے بعد ازاں انھوں نے مردوں کے ساتھ یہ عمل کیا۔ ۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اس شخص کی طرف نظر (رحمت) نہیں کرتا جو اپنی بیوی کی پچھلی جانب میں جماع کرتا ہے۔ ۱۰؎

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۔۱۱

ترجمہ۔(قوم لوط نے کہا) اے لوط !اگر تم باز نہ آئے تو یہاں سے نکال باہر کیے جاؤ گے،(لوط) نے کہا میں تمہارے ان طور طریقوں سے سخت بیزار ہوں، پروردگار! تو نجات دے مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے عمل سے۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۔۱۲

ترجمہ۔تو ہم نے نجات دی (لوط) کو بھی اور اس کے سب گھر والوں کو بھی،سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۔۱۳

ترجمہ۔لوطؑ کی قوم نے بھی خبردار کرنے والوں کو جھٹلایا،ہم نے ان پر بھیج دی ایک ایسی تیز آندھی جس میں پتھر تھے سوائے لوط کے گھر والوں کے۔ان کو ہم نے نجات دے دی صبح کے وقت۔

اس آیت میں 'حَاصِبًا' کا لفظ ہے جس کے معنی وہ تیز ہوا جو کے کنکریاں برساتی ہو یعنی پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا پھر ان پر تیز ہوا جن میں کنکریاں بھی شامل تھیں اس کی بارش کی گئی۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

اَجۡمَعِیۡنَ۔ ۱۴

ترجمہ۔(فرشتوں) نے کہا کہ ہمیں بھیجا گیا ہے ایک مجرم قوم کی طرف، آل لوط کو ہم ضرور بچا لیں گے۔

ایک قول ہے کے وہ پتھر سیاہ یا سفید دھاری دار تھے جبکہ ایک دوسرے قول کے مطابق! وہ پتھر سیاہ اور سرخ دھاری دار تھے جبکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کے وہ پتھر عذاب نازل کرنے کے لئے معروف تھے اس کے ساتھ ہی یہ روایت بھی ہے کے ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جس شخص کو جا کر وہ پتھر لگنا تھا۔

قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ لِنُرۡسِلَ عَلَیۡہِمۡ حِجَارَۃً مِّنۡ طِیۡنٍ مُّسَوَّمَۃً عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُسۡرِفِیۡنَ فَاَخۡرَجۡنَا مَنۡ کَانَ فِیۡہَا مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ ۱۵

ترجمہ۔(فرشتوں) نے کہا ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف، تاکہ ہم ان پر بارش برسائیں کنکریوں کی، جو نشان زدہ ہیں آپ کے رب کے پاس حد سے بڑھ جانے والوں کے لیے، پھر ہم نکال لائے مومنین کو جو اس بستی میں تھے۔

فَاَخَذَتۡہُمُ الصَّیۡحَۃُ مُشۡرِقِیۡنَ فَجَعَلۡنَا عَالِیَہَا سَافِلَہَا وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ حِجَارَۃً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ۔ ۱۶

ترجمہ۔تو انہیں آ پکڑا ایک چنگھاڑ نے اجالا ہونے کے وقت، پھر ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو بنا دیا اس کے نچلے والا اور ہم نے برسائے ان کے اوپر پکی ہوئی مٹی کے کنکر، یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔

روایت ہے کے فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط کے پاس مہمان بن کر آئے تھے لہٰذا حسین لڑکوں کو دیکھتے ہی ان کی قوم کے اوباش لوگوں نے حضرت لوط سے کہا ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دیں لیکن حضرت لوط نے انھیں اپنی قوم کے حوالے نہ کیا جس کے نتیجے میں ان کی قوم کے بدکار نوجوانوں نے حضرت لوط کے گھر کا دروازہ توڑ دیا اور ان کے گھر میں جا گھسے۔

حضرت جبرائیل نے ان کے اوپر اپنا پر مارا جس سے وہ سب اندھے ہوگئے جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق ان کی آنکھوں کی جگہ سپاٹ ہوگئی اور آنکھوں کی جگہ کوئی گڑھا نہ رہا اسی طرح سے بعض راویوں کے نزدیک ان کی آنکھیں تو تھیں پر انھیں اس سے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا پھر اللہ تعالی نے انھیں عذاب کا مزہ چکھایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ۔ ۱۷

ترجمہ۔ بے شک انھیں طے شدہ عذاب نے علی الصبح تباہ کر دیا۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ۔ ۱۸

ترجمہ۔ جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ نیچے کر ڈالا اور ان پر مسلسل پتھر برسائے تہہ بہ تہہ (یہ پتھر) آپ کے پروردگار کے یہاں سے نشان لگے ہوئے تھے۔

قوم لوط کا یہ واقعہ جو قرآن کریم میں مذکور ہے آج سے اندازاً ۱۸۰۰ قبل مسیح میں پیش آیا یہ وہ عذاب تھا جو دنیا میں ان پر مسلسل جاری رہا اور اس عذاب نے ان کی بستی کے نچلے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا تھا جبکہ ایک روایت کے مطابق! فرشتوں نے اللہ کے حکم سے اس بستی کو اوپر کی جانب بہت بلندی پر اٹھایا اور پر الٹا کر کے زمین پر پٹخ دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۔ ۱۹

ترجمہ۔ ہم نے ان پر پتھر برسائے اور دیکھو کے مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دیکھئے کے قوم لوط کے جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی اور انھوں نے دلیری سے بے حیائی کے کام کئے اور مردوں سے خواہش نفس پوری کی ان کا انجام کیسا ہوا؟ اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کو ان شہروں کے نیچے داخل کیا اور اس زمین کو اکھاڑ کر بلند کیا حتیٰ کے آسمان والوں نے کتوں اور مرغوں کی چیخ و پکار کو سنا پھر انھوں نے بلندی سے اس زمین کو پلٹ دیا اور ان پر پتھروں کی کنکریاں برسائیں۔ ۲۰

مفسرین لکھتے ہیں کے اللہ نے زمین کا تختہ الٹ دیا دوسری جانب سخت زلزلے آئے اور زمین تقریباً چارسو میٹر سمندر کے نیچے دھنس گئی یہاں تک کے پانی ظاہر ہوگیا اوراس کا نام بحرمردار یا بحرلوط رکھ دیا گیا۔

جرمن کے ایک معروف ماہر آثار قدیمہ ورنر کیلر کے مطابق وادی سدوم بشمول سدوم وعموراہ، اوراس علاقے میں پھیلی ہوئی گہری کھائی اس جانب ایک واضح اشارہ ہے۔

ماضی میں یہاں واقع ایک شہر کو زمین کی انتہائی گہرائی میں دھنسا دیا گیا شاید یہ تباہی کسی خوفناک زلزلے کے نتیجے میں آئی ہو کیونکہ یہ علاقہ جہاں کے یہ وادی موجود ہے وہ زمین کی اس انتہائی حساس پٹی پر واقع ہے کے جہاں بے حد خوفناک زلزلے کسی بھی وقت آسکتے ہیں یا ماضی میں آتے رہے ہیں۔ ۲۱

پھر آیت میں یہ بھی کہا گیا کے ان پر مسلسل پتھر برسائے گئے۔ ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق اور خود ورنر کیلر اپنی کتاب میں یہ لکھتے ہیں کے بشان کے قریب اردن کی بالائی وادی میں اب بھی ایسے ختم شدہ آتش فشانی بلند وبالا دھانے موجود ہیں جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کے ماضی بعید میں یہاں شدید نوعیت کے زلزلے اور پوری قوت سے آتش فشاں پہاڑ پھٹے ہوں گے، کیونکہ قرآن کریم کے بیان اور ارضیاتی کیفیات اسی جانب واضح اشارے پیش کررہی ہے پھر بات یہیں ختم نہیں ہوگئی بلکہ ماہرین ارضیات کے مطابق بحیرہ مردار یا حضرت لوط علیہ السلام کی جھیل کو انگریزی زبان میں Dead sea بھی کہتے ہیں یہ زمین کا انتہائی نچلا حصہ مانا جاتا ہے اگرچہ دنیا کے وہ تمام حصے جو نچلی ترین سطح پر سمجھے جاتے ہیں ان کی سطح سمندر سے زیادہ سے زیادہ گہرائی ۱۰۰ میٹر مانی جاتی ہے جبکہ بحیرہ مردار کی سطح، سطح سمندر سے ۸۰۰ میٹر نیچے ہے اس اعتبار سے یہ دنیا کا انتہائی نچلا حصہ ہے جبکہ اس جھیل کی دوسری خصوصیت یہ ہے کے اس کے پانی کی کثافت ۳۰ فیصد ہے اس پانی میں نمک کے بڑے بڑے گلیشیئرز پائے جاتے ہیں جس میں کسی بھی قسم کی ذی روح کا زندہ رہنا انتہائی محال ہے۔

وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ۔ ۲۲

ترجمہ۔ کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا تو ان پر آ پڑا ہمارا عذاب جب وہ رات کو سو رہے تھے یا جب دوپہر کو قیلولہ کر رہے تھے۔

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ ۲۳

ترجمہ۔ ان کی پکار اس کے سوا کچھ نہیں تھی جب ان پر ہمارا عذاب آ پڑا کہ (ہائے ہماری شامت) بے شک ہم ہی ظالم تھے۔

یہاں 'بَاْسُنَا' کے معنی خوف، شدید اور جنگ میں شدت کے ہیں جبکہ علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے 'باس' کے معنی عذاب کے ہیں۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔ ۲۴

ترجمہ۔ پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ جنگ کریں اللہ کی راہ میں! آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے سوائے اپنی ذات کے البتہ اہل ایمان کو آپ اس کے لیے اکسائیں بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی ان کافروں کی قوت کو روک دے اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت شدید ہے قوت میں بھی اور سزا دینے میں بھی۔

وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔ ۲۵

ترجمہ۔ اللہ کی گرفت بہت شدید ہے اور اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوئی قوم اس وقت تک عذاب سے ہلاک نہیں ہوئی جب تک کے انھوں نے خود اس عذاب کا عذر بیان نہ کیا ہو راوی کہتے ہیں، میں نے عبدالملک سے پوچھا یہ کس طرح سے ہوسکتا ہے؟ تو انھوں نے یہ آیت پڑھی!

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا

ظٰلِمِيْنَ ۔ ۲۶

ترجمہ۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی بے شک ہم ہی ظالم تھے۔

جب عذاب الٰہی کا وقت آیا اور رات طاری ہوگئی تو فرشتوں کے اشارے پر حضرت لوط علیہ السلام اپنے خاندان کے ساتھ شہر سدوم سے دوسری جانب نکل گئے لیکن ان کی بیوی نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؕ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۔ ۲۷

ترجمہ۔ ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو نجات دی لیکن اس کی بیوی عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے ہوگئی۔

جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو ایک نہایت ہولناک چیخ نے اہل سدوم کو تہہ و بالا کر دیا اور آبادی والی زمین کو اوپر اٹھا کر الٹ دیا اور پھر آسمان سے پتھروں کی بارش شروع ہوگئی اور اس طرح سے اس قوم کا نام و نشان ہمیشہ کے لئے مٹا دیا گیا۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۲۸

ترجمہ۔ ہم نے ان پر پتھر برسائے دیکھ لو مجرموں کا کیسا انجام ہوا۔

ایڈز:

ہم جنس پرستی نہایت غیر فطری عمل ہے لہٰذا یہ انسانی جسم میں سخت تخریب پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں انسان کو ایڈز جیسا مہلک اور نا قابل علاج مرض لاحق ہو جاتا ہے ایڈز کو Human Immune Deficiency بھی کہا جاتا ہے جو ایک وائرس HIV کے ذریعے پھیلتا ہے اس مرض میں انسان کا مدافعتی نظام اس قدر کمزور ہو جاتا ہے کہ وہ نزلہ زکام جیسے معمولی امراض کا مقابلہ بھی نہیں کر پاتا اور اپنے کمزور مدافعتی نظام کی بدولت کئی چھوٹی اور بڑی بیماریوں میں مبتلا ہو کر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے عام طور پر یہ بیماری مریض کے خون، بلغم، لعاب دہن اور Vaginal Fluid کے ذریعے لگتی اور پھیلتی ہے اور مریض کے ساتھ ساتھ اس کے گھر اور آس پاس کے افراد بھی اس کا با آسانی شکار ہو جاتے ہیں، ایڈز میں انسانی خون کے سفید خلیات

ختم ہونا شروع ہوجاتے ہیں جبکہ خون کے سفید خلیات جسمانی نظام میں قوت مدافعت کو پیدا کرنے اور بیماریوں کے خلاف لڑنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ ایڈز زدہ مریض کے جسم میں چونکہ خون کے سفید خلیات کی کمی واقع ہوجاتی ہے لہٰذا بعض اوقات معمولی نوعیت کا نزلہ زکام اور بخار بھی مریض کے لئے جان لیوا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس مریض کا طبعی نظام مردہ ہوجاتا ہے۔

امام رازی (متوفی ۶۰۶ھ) نے ہم جنس پرستی کی درج ذیل عقلی خرابیاں بیان کی ہیں۔

۱۔اللہ تعالی نے نسل انسانی کی بقاء کے لئے مرد وعورت کے جنسی عمل کو نکاح کے ذریعے حلال کیا ہے لیکن ہم جنس پرستی سے اولاد کا حصول ممکن نہیں دوسری جانب یہ ایک غیر فطری عمل ہے

۲۔مرد اپنی فطری وضع قطع کے اعتبار سے فاعل ہے جبکہ عورت مفعول تاہم ہم جنس پرستی میں ایک مرد فاعل جبکہ دوسرا مفعول ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی فطرت کے خلاف ہے۔

۳۔ ہم جنس پرستی میں اگر مان لیا جائے کے فاعل کو حصول لذت ہے لیکن مفعول کو عمر بھر کا احساس ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے

۴۔ہم جنس پرستی کے بعد فاعل اور مفعول میں دائمی عداوت پیدا ہوجاتی ہے یہاں تک کے مفعول کو فاعل کی شکل تک سے نفرت ہوجاتی ہے اکثر مفعول فاعل کو قتل کرنے کی بھی سازش کرتا ہے دوسری جانب جب فطری بنیادوں پر عمل زوجیت شوہر اور بیوی میں قائم ہوتا ہے تو دونوں میں محبت اور سکون کا احساس بڑھتا ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ [۲۹]

ترجمہ۔اس نے تمھاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان سے سکون پاؤ اور اس نے تمھارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی ہے۔

۵۔اللہ تعالی نے عورت کے جسمانی نظام میں مرد کے اسپرم کو جذب کرنے کی حیرت انگیز صلاحیت پیدا کردی ہے لیکن دو مرد آپس میں جب یہ قبیح عمل کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں نہایت مہلک

امراض پیدا ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک مرض ایڈز بھی ہے اور یہ مرض دوسروں کو لگتا ہے دوسری جانب فاعل اور مفعول دونوں کے جنسی اعضاء میں انفیکشن پیدا ہو جاتا ہے اور تعفن کے باعث کئی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ) روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جن لوگوں کو تم قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو تم فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ ۳۰

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! مجھے اپنی امت پر جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ قوم لوط کا عمل ہے۔ ۳۱

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اہل ذمہ پر ظلم کیا جائے گا تو دشمن کی حکومت ہو جائے گی اور جب زنا بہ کثرت ہو گا تو قیدی بھی بہ کثرت ہوں گے اور جب قوم لوط کا عمل کرنے والے زیادہ ہوں گے تو اللہ تعالی اپنا دست رحمت مخلوق پر سے اٹھا لے گا، پھر اس کو یہ پرواہ نہیں ہوگی ہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتے ہیں۔ ۳۲

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سات قسم کے لوگوں پر سات آسمان کے اوپر سے لعنت کرتا ہے اور ان میں سے ہر ایک پر یہ لعنت تین بار دہراتا ہے:

۱۔ان میں قوم لوط کے عمل کرنے والے ملعون ہیں۔

۲۔غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کرنے والے ملعون ہیں۔

۳۔جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے والے ملعون ہیں۔

۴۔اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی اور ان سے تعلق کو توڑنے والے ملعون ہیں۔

۵۔وہ شخص بھی ملعون ہے جس نے اپنے نکاح میں ایک عورت اور اس کی بیٹی کو جمع کیا۔

۶۔وہ شخص بھی ملعون ہے جو اللہ کی قائم کردہ حدود میں ردوبدل کرے۔

۷۔وہ بھی ملعون ہے جس نے اپنے آپ کو اپنے مالکوں کے غیر کے ساتھ منسوب کیا۔ ۳۳

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چار اشخاص ایسے ہیں جو اللہ کے

غضب اور ناراضگی میں صبح اور شام کرتے ہیں۔

ا۔ وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ ۲۔ وہ عورتیں جو مردوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ ۳۔ جو لوگ جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں۔ ۴۔ ہم جنس پرست مرد (جو اپنی جنسی خواہشات مردوں سے پوری کریں)۔ ۳۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قوم لوط کو دس عادتوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا جبکہ میری امت میں ان کے مقابلے میں ایک عادت زیادہ ہوگی۔

ا۔ مرد باہم ہم جنس پرست تھے۔

۲۔ وہ غلیل سے شکار کرتے تھے۔

۳۔ وہ کنکریاں مارتے تھے۔

۴۔ وہ حمام میں کھیلتے تھے۔

۵۔ وہ دف بجاتے تھے۔

۶۔ وہ شراب پیتے تھے۔

۷۔ وہ داڑھی کٹاتے اور مونچھوں کو بڑھاتے تھے۔

۸۔ وہ سیٹی بجاتے تھے۔

۹۔ وہ تالیاں پیٹتے تھے۔

۱۰۔ وہ ریشم پہنتے تھے تاہم میری امت میں ان کے مقابلے میں ایک عادت زیادہ ہوگی اور وہ یہ کے میری امت کی عورتیں، عورتوں سے جنسی خواہش پوری کریں گی۔ ۳۵؎

قرآن کریم نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے قصے کو غیر فطری اور غیر طبعی طرز عمل قرار دیتے ہوئے اس کو سخت ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے یہ اس قدر ناپسندیدہ عمل ہے کے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **اقتلوا الفاعل والمفعول به۔**

یعنی۔ دونوں (فاعل ومفعول) کو قتل کردو۔

حضرت علیؓ کی رائے ہے کے ایسے مجرم کو تلوار سے قتل کر کے اسے دفنانے کے بجائے اس کی لاش کو جلادو، حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اسی رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ یہ کہتے ہیں کے ایسے افراد کو کسی بوسیدہ عمارت کے نیچے کھڑا کر دینا چاہیئے اور اس عمارت کو ان کے اوپر ڈھا دینا چاہیئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فتوی یہ ہے کے اس علاقے کی سب سے اونچی عمارت سے ایسے شخص کو زمین پر سر کے بل پھینک دینا چاہیئے اور پھر اس پر اوپر سے پتھر بھی برسانے چاہیئے۔

امام شافعیؒ، امام زہریؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام شعبیؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کے ایسا مجرم چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ دونوں ہی صورتوں میں اس کو رجم (سنگسار) کی سزا دینی چاہیئے۔

صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کے ہم جنس پرست مرد میں فاعل اور مفعول دونوں کو آگ میں جلا دیا جائے۔۳۶

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو بھی شخص قوم لوط کا عمل کرے ان میں دونوں کو یعنی فاعل اور مفعول کو رجم (سنگسار) کر دو۔ ۳۷

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے سوال یا گیا کے لوطی کی حد یا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو شہر کی سب سے اونچی عمارت سے نیچے پھینک دیا جائے پھر اس کو سنگسار کر دیا جائے۔ ۳۸

یزید بن قیس نے بیان کیا، حضرت علیؓ ابن طالب نے لوطی کو سنگسار کیا۔ ۳۹

زہری نے بیان کیا اگر لوطی شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے اور اگر وہ کنوارا ہے تو اس کو سو کوڑے مارے جائیں۔ ۴۰

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ہم جنس پرست شخص کو رجم (سنگسار) کر دیا جائے۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۸۰۔

۲۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۸۱۔

۳۔ سورہ اعراف۔ آیت۔ ۸۲۔

۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۳۔
۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۴۔
۶۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۸۔
۷۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۹۔
۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۶۔
۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔رقم الحدیث۔۲۰۳۲۳۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۱۰۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)۔ج۔۵۳۔ص۔۲۴۶۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔
۱۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۷۔۱۶۹۔
۱۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۷۰۔۷۱۔
۱۳۔سورہ القمر۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۱۴۔سورہ حجر۔آیت۔۵۸۔۵۹۔
۱۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۲۔۳۵۔
۱۶۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۳۔۷۵۔
۱۷۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۳۔
۱۸۔القرآن۔
۱۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۴۔
۲۰۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۲۲۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

21. Werner Keller,Und die Bibel hat doch recht(The Bible as History: a Confirmation of the Book of Book .New York: William Morrow,1964.p. 75-76. "Le Monde de la Bible",Archeologie et Histoir,Jul-Aug1993.

۲۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔
۲۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۔
۲۴۔سورہ النساء۔۸۴۔
۲۵۔سورہ النساء۔آیت۔۸۴۔
۲۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۔
۲۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۳۔
۲۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۴۔

۲۹۔سورہ الروم۔آیت۔۲۱۔
۳۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۲۔رقم الحدیث۔۱۷۵۵۔
مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔
مجمع الزاوئد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۶۔ص۔۲۵۵۔مطبوعہ دارالکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۳۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۹۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔
مجمع الزاوئد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) ج۔۶۔ص۔۲۷۲۔مطبوعہ دارالکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۳۴۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۷۔رقم الحدیث۔۶۸۵۴۔
مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔
شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۵۸۳۰۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۰ھ۔
۳۵۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔رقم الحدیث۔۱۰۳۱۴۔
مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔
۳۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔رقم الحدیث۔۵۳۸۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۰ھ۔
۳۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارا معرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔
مجمع الزاوئد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۳۸۔المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ج۔۹۔ص۔۵۲۹۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی،۱۴۰۶ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔ج۔۸۔ص۔۳۳۲۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ۔
۳۹۔المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ج۔۹۔ص۔۵۳۰۔مطبوعہ دارالقرآن

کراچی، ۱۴۰۶ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔ج۔۸۔ص۔۳۳۲۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ۔
۴۰۔المصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔ج۔۹۔ص۔۱۳۱۵۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔

١٦۔سورہ النحل (شہد)

نام:

نحل ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی شہد کے ہیں، تاہم اس سورہ میں شہد کی مکھی کے حوالے سے اس کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔

شان نزول:

سورہ النحل مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۱۲۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع ۱۲ ہیں۔

مضامین:

١۔متقین کے لئے بہترین جزا۔

٢۔قیامت کا ایک وقت مقرر ہے۔

٣۔توحید۔

۴۔رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۵۔شہد کے فوائد۔

٦۔شہد کی مکھی۔

۷۔جزا اور سزا کا بیان۔

٨۔اقوام گزشتہ کا ذکر۔

٩۔توبہ کا ذکر۔

١٠۔تبلیغ کا ذکر

۱۱۔عہد نبھانے کا ذکر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ النحل کو پڑھے گا اس سے دنیاوی نعمتوں کا حساب نہیں لیا جائے گا، اور اس شخص کو اس انسان کی طرح اجر دیا جائے گا جس نے مرتے وقت اچھی نصیحت کی ہو۔[۱]

شہد/عسل/نحل:

شہد کے حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ۔[۲]

ترجمہ۔تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کردی کے پہاڑوں، درختوں اور اونچی چھتریوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں۔

ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ یَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِہَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہٗ فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ۔[۳]

ترجمہ۔اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس، اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے، یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

شہد:

شہد ایک لیسدار میٹھا، گاڑھا، چپچپا، خوشبودار، خوش ذائقہ سنہری سیال ہے جو شہد کی مکھیوں سے حاصل ہوتا ہے، شہد کی مکھیاں شہد کو پھولوں پھلوں اور جڑی بوٹیوں سے کشید کرتی ہیں۔

شہد کی میٹھاس میں مونوسیکرائیڈ، فرکٹوز اور گلوکوز شامل ہے، شہد کے اند پوٹاشیم، کیلشیم، سودیم،

پروٹین، ویکس، کاربوہائیڈریٹ، فاسفورس، کلورین، میگنشیم، کاپر اور آئرن کی عمدہ مقدار پائی جاتی ہے، اس اعتبار سے شہد ایک مکمل غذا اور دوا ہے، یہی نہیں بلکہ قرآن کریم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قرآن اور شہد میں اللہ تعالی نے ہر مرض کا علاج رکھا ہے سوائے موت کے، شہد اللہ کی طرف سے انسانوں کے لئے ایک بہترین، ممتاز، نعمت، غذا، دوا اور تحفہ ہے، شہد کی تاثیر گرم ہے جبکہ طبی اعتبار سے اس کا مزاج خشک ہے۔

شہد کے فوائد:

شہد ایک جلد ہضم ہونے والی غذا ہے اور بچوں پیدائش کے بعد عموماً ان کی پہلی غذا یعنی (گٹھی) عام طور پر شہد کی ہی ہوتی ہے، شہد میں موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے، جس میں تمام اقسام کے انفیکشن اور ورم، ہر قسم کا موٹاپا، دمہ، کھانسی، بڑھاپا، جوڑوں کا درد اور سوزش شامل ہے۔ انسانی دماغ غذا سے صرف اور صرف گلوکوز جذب کرتا ہے چنانچہ دماغی کام کرنے والوں کو شہد کا استعمال ضرور کرنا چاہئے کیونکہ شہد کے استعمال سے ان کی ذہنی استعداد، ذہانت اور پڑھنے لکھنے کی صلاحیت میں کئی گنا اضافہ ہوسکتا ہے۔

شہد Antioxidant ہے، یہ Antibacterial and Anti Fungal بھی ہے، شہد جسم میں کولیسٹرول کی سطح کو درست رکھتا ہے، شہد کے مستقل استعمال سے جلد کے تمام مراض اور مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے، شہد کے استعمال سے زخم جلدی بھرتے ہیں جبکہ کچھ ڈاکٹرز نے تجربے کی بنیاد پر زخم پر شہد کا لیپ کیا جو کامیاب رہا۔ شہد کے استعمال سے جسم اور سر کی خشکی بھی ختم ہوجاتی ہے۔

شہد کے استعمال سے دل کے تمام امراض پر باآسانی قابو پایا جاسکتا ہے کیونکہ شہد میں موجود اینٹی ایکسیڈنٹ، دل کی شریانوں کو سکڑنے سے روکتا ہے۔

شہد کے استعمال سے نیند کے مسائل پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے کیونکہ شہد انسانی جسم میں انسولین کی سطح میں اضافہ کرتی ہے جس کے باعث سیروٹونین نامی ایک کیمیکل کا اخراج ہوتا ہے جو میلاٹونین نامی ہارمون میں تبدیل ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اچھی نیند آتی ہے۔

ماہرین تغذیہ کے مطابق! کینسر کی اصل وجہ انسانی جسم میں Free Radicals کی بلاضرورت Activity ہے، تاہم شہد میں اللہ تعالی نے وہ خصوصیات یکجا کی ہیں جو ان مضر صحت Free Radicals کو نا صرف جسم سے خارج کرتے ہیں بلکہ ان کی جسم میں بننے کے عمل کو بھی روکتے ہیں۔ شہد پھیپھڑوں سے بلغم کو خارج کرتا ہے، غذا کو ہضم کرنے میں بہت معاونت کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ جسم کی کمزوری اور ضعف کو طاقت اور توانائی میں بدل دیتا ہے۔

ترجمہ۔ تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کردی کے پہاڑوں، اور درختوں میں، اور اونچی چھتریوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے، یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ [۴]

دیگر مذاہب میں شہد کی اہمیت:

ا۔ یہودیت:

یہودیت کا شمار دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں کیا جاتا ہے، یہودی مذہب کے پیروکار شہد کو مقدس سمجھتے ہیں اور اس کے استعمال کو بڑے اعزاز کے ساتھ کرتے ہیں۔

ملک کنعان میں شہد وافر مقدار میں پیدا کیا جاتا چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا! بادشاہ مصر کے لئے شہد بطور تحفہ لے کر جاؤ۔

یہودیت میں نئے سال کی تقریبات کے موقع پر ایک رسم (رعش ہشاناھ) ادا کی جاتی ہے جس میں سیب کے ٹکڑوں کو شہد میں ملا کر کھایا جاتا ہے، اور نئے سال کی ابتداء شہد کو بطور تبرک کھایا اور عمائدین اور مذہبی پیشواؤں کو تحفے میں پیش کر کے کیا جاتا ہے۔

یہودیت میں شہد کو نئے سال کی نشانی بتایا جاتا ہے، اور شہد کھا کر نئے سال کا استقبال کیا جاتا ہے۔

بائبل میں شہد کا ذکر ۶۱ مقامات پر کیا گیا ہے، تاہم ان ۶۱ میں سے ۲۰ آیات ایسی ہیں جس میں

کنعان کو مقدس سرزمین بتایا گیا ہے جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔

۲۔عیسائیت:

عیسائیت اور قدیم لوقا کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے ان کے یہاں مقدس شہد اور خمیر کی روٹی کھائی جاتی تھی۔

عیسائیوں کی قدیم تحریروں سے یہ بھی پتا چلا ہے کے خدا کو راضی کرنے کے لئے شہد کا استعمال ضروری ہے۔

عیسائیت میں ان کے پیروکاروں کو شہد کے استعمال کی بارہا ترغیب دی جاتی ہے، تاکہ خداوند تمھارے لئے بہتری اور آسانیاں کرے۔

۳۔ہندومت:

شہد کو ہندی زبان میں مدھو کہا جاتا ہے، ہندومت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کے اس مذہب میں پانچ امرت کی ایک رسم ادا کی جاتی ہے، جس میں شہد، دودھ، مکھن، چینی اور گھی کا استعمال کیا جاتا ہے۔مندروں میں یہ عمدہ غذائی اشیاء بھگوان اور بتوں کو نذر کی جاتی ہیں اس عمل کو مدھو ابھیشکا کہا جاتا ہے

ہندوؤں کے یہاں پیدا ہونے والے بچے کو شہد کی گھٹی دی جاتی ہے، اس رسم کو جتا کرمہ کہا جاتا ہے، اس دن بچے کا نام رکھا جاتا ہے اور بچے کے کان میں ان کے بتوں کے نام لے کر پکارے جاتے ہیں۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں شہد کے چھتے کو سورج دیوتا جبکہ شہد کو سورج کی روشنی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

شہد کی مکھی کو مدھو مکھی کہا جاتا ہے جس کو ان کے دیوتا وشنو اور کرشن سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

آریووید کے معنی زندگی سے متعلق جانکاری کے ہیں، چنانچہ ہندومت میں آریووید کی کتب میں شہد کو قدرت کا عظیم تحفہ سمجھا جاتا ہے جو انسان کی جسمانی صحت اور حفاظت کے لئے نہایت اہمیت

کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

۴۔ بدھ مت:

بدھ مت میں بھی شہد کو مقدس غذا سمجھا جاتا ہے، ان کے یہاں مدھو پورنما نامی میلے میں شہد کو تبرکاً کھایا اور تحفے میں پیش کیا جاتا ہے، بدھ مذہب کے پیروکار اور بدھا کے شاگرد شہد کا باقاعدہ استعمال کیا کرتے۔

بدھ مت کی ایک روایت کے مطابق ایک بدھ پیشوا ہاریلیوک جنگل میں دھیان گیان میں مصروف تھا تو ایک بندر نے ان کو شہد سے بھرا ایک چھتہ تحفے میں پیش کیا، جب انھوں نے بندر سے یہ تحفہ قبول کرلیا تو بندر فرط جذبات سے بے ہوش ہو کر مر گیا، چنانچہ مدھو پورنما نامی میلے میں ہر سال اس بندر کی یاد بھی منائی جاتی ہے، مدھو پورنما کے معنی شہد سے بھرا چاند ہے، چنانچہ اس دن میلے میں شریک افراد بندروں کو بطور تحفہ شہد پیش کرتے ہیں تاہم بدھ مت کی قدیم رسموں میں اس رسم کا شمار کیا جاتا ہے۔

۵۔ اسلام:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے شہد سے متعلق متعدد آیات بیان فرمائی ہیں، جبکہ اہل جنت کے لئے دودھ اور شہد کی نہروں کا ذکر بھی بارہا کیا گیا ہے، یہی نہیں بلکہ ہر بیماری کا علاج قرآن کریم اور شہد میں ہے یہ بھی بتایا گیا ہے، شہد ایک مکمل غذا اور مکمل دوا ہے، اس میں دنیا کی ہر بیماری کا علاج موجود ہے سوائے موت کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد کو بڑے شوق سے تناول فرماتے۔

۶۔ شہد کی مکھیاں:

شہد مکھی، مکھی کے خاندان کا ذیلی مجموعہ ہیں، جو شہد کی پیداوار اور ذخیرہ کرنے، سالانہ موم کے گھونسلا بنانے کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ شہد کی مکھیوں کی سات انواع ہیں جبکہ 44 ذیلی انواع ہیں، تاہم شہد کی مکھیوں کی 20,000 اقسام بتائی جاتی ہیں۔

چھتے کی اقسام:

شہد کی مکھی کے چھتے میں تین قسم کی مکھیاں ہوتی ہیں۔

ا۔ملکہ

۲۔ڈرون یعنی نکھٹو جو نر مکھی ہوتی ہے۔

۳۔کارکن مکھی جو مادہ ہوتی ہے۔

ڈرون چونکہ نر ہوتا ہے اس لیے اس کا بنیادی کام ملکہ کے ساتھ ملاپ ہوتا ہے تاکہ کالونی بڑھ جائے۔ یہ چھتے سے باہر نہیں جاتا تو اسی وجہ سے شہد نہیں بناتا۔ بلکہ تیار شدہ شہد پیتا ہے۔ یہ ڈنک بھی نہیں مارتا جبکہ ورکر مکھی جو مادہ ہوتی ہے، کالونی کے مکمل امور سنبھالتی ہے۔ جیسے چھتے کا دفاع کرنا، پھولوں سے رس اور پولن لانا، بچوں کا خیال رکھنا وغیرہ۔

ملکہ مکھی کا بنیادی کام انڈے دینا اور کالونی کو اپنے جسم سے نکلنے والے کیمیکل یعنی pheromones کے ذریعے منظم رکھنا ہوتا ہے۔ ایک ملکہ مکھی کی اوسط عمر 5 سے 6 سال تک کی ہوتی ہے۔

ملکہ مکھی دو قسم کے انڈے دیتی ہے۔

1. Fertilized. 2. Unfertilized.

فرٹیلائزڈ انڈوں سے مادہ مکھیاں نکلتی ہیں جو بعد میں کارکن مکھیاں بن جاتی ہیں اور انہی مادہ مکھیوں میں سے ملکہ بھی بنتی ہے، جبکہ unfertilized انڈوں سے نر مکھیاں نکلتے ہیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب ملکہ مکھی کی طاقت کم ہو جاتی ہے یا وہ بیمار ہونے لگتی ہے تو کارکن مکھیوں کو اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ وہ فوراً چھتے میں موجود کم و بیش 20 تک صحت مند نوزائیدہ بچوں کا انتخاب کر لیتی ہیں جن کی عمریں تین دن سے کم ہوتی ہیں۔

ان بچوں کو چھتے میں موجود Queen cells، جہاں پر مستقبل کی ملکہ کا پرورش ہوتا ہے، میں منتقل کر دیتی ہیں اور ان کو ایک خاص قسم کی خوراک جس کو رایل جیلی کہا جاتا ہے، کھلانا شروع کر دیتی ہیں۔

اب ان 20 میں سے جو بھی پہلے بلوغت کو پہنچ جاتی ہے، وہ سب سے پہلے queen cells میں موجود مکھیوں کو مار دیتی ہے تا کہ اس کا کوئی حریف باقی نہ رہے۔ بعض اوقات ایسے بھی ہوجاتا ہے کہ بیک وقت 2 یا اس سے زیادہ ملکائیں نکل آتی ہیں، ایسی صورت میں یہ سب آپس میں لڑنے لگتی ہیں اور ان میں سے ایک ہی زندہ بچ جاتی ہے۔ اب باقیوں سے چھٹکارا پانے کے بعد اس کی توجہ پہلے سے موجود بوڑھی ملکہ پر مرکوز ہوجاتی ہے۔

نئی ملکہ کے نکلنے کے بعد اکثر کارکن مکھیاں پرانی ملکہ کو Balling تکنیک کے ذریعے مار دیتی ہیں۔ بالنگ میں اس طرح ہوتا ہے کہ کئی کارکن مکھیاں ملکہ کو ہر طرف سے گھیر کر اپنے پر مسلسل ہلانے لگتے ہیں۔ اس طرح ان مکھیوں کے اجسام کا درجہ حرارت بڑھتا رہتا ہے اور ملکہ ان کے درمیان پھنس کر کئی گرم اجسام کی تاب نہ لاتے ہوئے مرجاتی ہے۔ اس عمل میں تقریباً آدھا گھنٹہ بھی لگ سکتا ہے اور اس دوران بال کی درجہ حرارت 46 تک پہنچ جاتی ہے۔ انفرادی مکھیوں پر اس درجہ حرارت کا اثر نہیں ہوتا، دوسری صورت میں پرانی ملکہ کی جان بخشی کی جاتی ہے اور اس کو اپنی موت مرنے دیا جاتا ہے جبکہ کالونی نئی ملکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتی ہیں۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے اگر کالونی میں تعداد بہت زیادہ ہوجائے تو پرانی پرانی ملکہ کچھ کارکن مکھیاں لے کر وہاں سے ہجرت کر جاتی ہے۔

کبھی کبھار جب ملکہ کی اچانک موت واقع ہوجاتی ہے تو ایمرجنسی بنیادوں پر اسی طرح نئی ملکہ بنا دی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ملکہ کی اچانک موت کے بعد کارکن مکھیاں دوسری ملکہ نہیں بنا پاتی، ملکہ مکھی کے جسم سے ایک خاص قسم کا کیمیکل خارج ہوتا رہتا ہے جس کے اثر سے باقی مادہ مکھیاں انڈے دینے کے قابل نہیں رہتی۔ ملکہ مکھی کی اچانک موت کے بعد جب اس کیمیکل کا اثر ختم ہوجاتا ہے تو کارکن مکھیاں بھی انڈے دینا شروع کر دیتی ہیں مگر چونکہ یہ fertilized نہیں ہوتی، اس لیے صرف نر مکھیاں پیدا ہوجاتی ہیں جو کام کاج نہیں کرتے اور یوں وقت کے ساتھ ساتھ پوری کالونی ختم ہوجاتی ہے۔

ایک جدید تحقیق کے مطابق شہد کی مکھی کے گیارہ پیٹ ہوتے ہیں، جس میں سے تین پیٹ میں شہد اور آٹھ میں مختلف قسم کے انزائم اور ادویات موجود ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کو دیکھنے کی خصوصی طاقت بخشی ہے جس کے سبب یہ روشنی کی ان لہروں کو بھی دیکھ سکتی ہیں جن کو انسان نہیں دیکھ سکتا۔

شہد کی مکھیوں میں سونگھنے کی صلاحیت حیران کن حد تک پائی جاتی ہے یہ دو میل کے فاصلے سے با آسانی سونگھ لیتی ہیں۔

یہ جب واپس اپنے چھتے میں آتی ہیں تو محافظ یعنی کارکن مکھیاں انہیں باقاعدہ چیک کرتی ہیں کہ وہ مبادا اپنے ساتھ کسی قسم کا زہریلا مادہ تو نہیں لائیں۔

شہد کے ایک چھتے میں بیک وقت 80 ہزار تک مکھیاں ہو سکتی ہیں۔

انسانی آنکھ کے برعکس دو عدسوں کی بجائے شہد کی مکھی کی دو آنکھوں میں چھ چھ ہزار عدسے ہوتے ہیں جسکے سبب وہ دیکھنے کی غیر معمولی صلاحیت سے مالا مال ہوتی ہیں۔

محض آدھا کلو شہد کے لئے ان کو بیس لاکھ کے لگ بھگ پھولوں کا رس حاصل کرنا پڑتا ہے اور اس مقصد کے لئے انہیں ہزاروں میل تک کا سفر طے کرنا پڑ جاتا ہے۔

اگر چھتے کا درجہ حرارت زیادہ ہو تو مکھیاں اپنے پروں کو حرکت دے کر یعنی ان سے پنکھے کا کام لیکر حرارت کو روک لیتی ہیں۔

شہد کی مکھی اگر تیس گرام شہد کھالے تو اس کے جسم میں اتنی توانائی آجاتی ہے کہ وہ پوری دنیا کا چکر لگا سکتی ہے۔

شہد کی مکھیاں ہوا کی لہروں کی مدد سے سمت معلوم کر لیتی ہیں۔

جب ملکہ مکھی اپنی نشست سنبھالنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے تو وہ بھنبھنا کر اس کا اعلان کرتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کے آج سے تقریباً 130 ملین برس قبل بھی دنیا میں شہد کی مکھیوں کا وجود موجود تھا، تاہم اس ضمن میں کچھ دستاویزی ثبوت بھی اکھٹے کئے گئے ہیں، جبکہ غاروں میں بنی ہوئی کچھ تصاویر جو غالباً 8,000 برس قدیم تصور کئے جاتی ہیں اس میں دیکھا جا سکتا ہے کے ایک شخص براہ راست شہد کے چھتے سے شہد حاصل کر رہا ہے۔

شہد کے استعمال کے شواہد قدیم تہذیبوں کے مطالعے سے بھی ثابت ہوتے ہیں چنانچہ قدیم مصری، سمیری، اشوری، چینی، یونانی اور رومی تہذیبوں میں شہد کے استعمال، بیماریوں سے شفایابی اور

زخموں پر شہد کے لیپ کے شواہد دستیاب ہیں۔
سائنسدانوں نے اب تک شہد کی مکھیوں کی 20,000 سے زائد انواع اور اقسام دریافت کرلی ہیں جن کی درجہ بندی کرتے ہوئے انھیں 11-7 خاندانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
کوئین میری یونیورسٹی آف لندن کے پال ہیرڈ کی تحقیق کے مطابق! شہد کی مکھیاں ایک پیچیدہ گروہ کی شکل میں زندہ رہتی ہیں، جس میں ہزاروں کی تعداد میں انفرادی مکھیاں رہتی ہیں، ان میں زیادہ تر مادہ مکھیاں کارکنان کے طور پر کام کرتی ہیں لیکن ان میں افزائش نسل کی صلاحیت ناپید ہوتی ہے، یہ اپنی مختصر سی زندگی کو پھولوں کے رس نکالنے کے کام میں صرف کرتی ہیں۔
شہد کی مکھی کے چھتے میں ایک ملکہ مکھی بھی ہوتی ہے، جو طویل العمر ہوتی ہے، اور چھتے میں اولاد کو پیدا کرنے کے عمل کی سربراہ بھی ہوتی ہے، جب ملکہ انڈے دیتی ہے تو کارکن مکھیاں اندازہ لگاتی ہیں کے لاروا سے بالغ کارکن مکھیاں پیدا ہوں گی یا بالغ ملکہ۔
تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے لاروا کو دی جانے والی خوراک اس کی قسمت کا تعین کرتی ہیں، جن مکھیوں کو پولن اور رس کی شکل میں غذا دی جاتی ہے وہ کارکن مکھیاں بنتی ہیں، اور جن مکھیوں کی غذا رائل جیلی پر مشتمل ہوتی ہے وہ ملکہ مکھی بنتی ہیں، تاہم اس غذائی طریقے کو تمام زندگی برقرار اور قائم رکھا جاتا ہے۔
تحقیق کے مطابق یہ تبدیلیاں D-N-A کی وجہ سے نہیں بلکہ نیوکلیئس کے اندر پائی جانے والی ایک پروٹین کی وجہ سے ہوتی ہے، تاہم سائنسی اصطلاح میں ان تبدیلیوں کو ایپی جینیٹک تبدیلیاں کہا جاتا ہے۔
اقوام متحدہ نے ۲۰۱۸ میں یہ قرارداد منظور کی کے ۲۰ مئی کو شہد کی مکھی کا عالمی دن منایا جائے گا چنانچہ ۲۰ مئی کو دنیا بھر میں شہد کی مکھی کا دن منایا جاتا ہے، اس دن کو منانے کا اصل مقصد شہد کی کی عمدہ پیداوار، کاشتکاروں کے مسائل کے حل، شہد کی افادیت اور اہمیت کو اجاگر کرنا اور مگس بانی کی ترویج ہے۔
اللہ تعالی نے تمام جانداروں کی فطرت میں کچھ چیزون کو ودیعت کر دیا ہے یعنی وہ جس کام کے لئے پیدا کی گئیں ہیں وہ بلاتھکان تاعمر کرتی رہتی ہیں۔ شہد کی مکھیوں کی فطرت میں اللہ تعالی نے یہ

پیغام ودیعت کر دیا ہے کے وہ درختوں اور پھول، پودوں سے شہد کو جمع کریں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ
وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ۙ ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ
ذُلُلًا ؕ یَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِہَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہٗ فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۔ ۵

ترجمہ۔تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کردی کے پہاڑوں، اور درختوں میں، اور اونچی چھتریوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے، یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

شہد کی مکھی پر وحی سے کیا مراد ہے؟

وحی سے مراد الہام، ہدایت اور ارشاد ہے۔شہد کی مکھیوں کو اللہ کی جانب سے یہ بات ودیعت کی گئی کے وہ پہاڑوں، درختوں اور چھتوں میں شہد کے چھتے بنائے، اگرچہ شہد کی مکھی اللہ کی ایک کمزور اور ضعیف مخلوق ہے لیکن وہ کتنا مضبوط ،خوبصورت اور نہایت مشاقی اور کاری گری سے اپنا خوبصورت گھر بناتی ہے۔
شہد کی مکھی مختلف پھلوں، پھولوں، گھاس اور جڑی بوٹیوں کے رس سے شہد کشید کرتی ہے اگرچہ یہ شہد کی تلاش میں ویران، بیابان، سنسان، دور افتادہ پہاڑ، کھیت کھلیان اور باغات کا سفر طے کرتی ہے لیکن کبھی اپنا چھتہ نہیں بھولتی ہیں بلکہ سیدھی وہیں لوٹتی ہیں۔
شہد کی مکھی جن جن جڑی بوٹیوں اور پودوں کے پھولوں کا رس چوستی ہے ان کے خواص اور ان کی تاثیرات کو گویا وہ کشید کرتی ہے۔
اس طرح شہد میں مختلف ادویات کے اثرات بھی شامل ہوجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کے اس میں

بہت سی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مکھی کی عمر چالیس دن ہے، سوائے شہد کی مکھی کے۔ ۶؎
حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور کہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اسے شہد پلا دو، تو اس نے اسے شہد پلا دیا، اس کے بعد وہ پھر آیا اور کہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے اسے شہد پلایا مگر اس سے تو اس کے اسہال اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اسے شہد پلاؤ۔ وہ گیا اور اس نے اور شہد پلایا پھر آیا اور کہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ تو اور بھی زیادہ ہو رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کے اللہ نے تو سچ کہا ہے تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ بول رہا ہے، لہٰذا جاؤ اور اسے مزید شہد پلاؤ، وہ شخص گیا اور اس نے بھائی کو مزید شہد پلایا اور وہ تندرست ہو گیا۔ ۷؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمہاری دواؤں میں سے کسی میں اگر شفا ہے تو پچھنے لگانے، شہد کے پینے اور آگ سے دغوانے میں ہے۔ ۸؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم ان دونوں شفاؤں کی قدر کرتے رہو شہد اور قرآن۔ ۹؎
امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی شفا چاہے تو قرآن کریم کی کسی آیت کو کسی صحیفے پر لکھ لے اور اسے بارش کے پانی سے دھو لے اور اپنی بیوی کے مال سے اس کی اپنی رضامندی سے پیسے لے کر شہد خرید لے اور اسے پی لے پس اس میں کئی وجہ سے شفا آ جائے گی۔ ۱۰؎
ارشاد خداوندی ہے! فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ ترجمہ۔ شہد میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص ہر مہینے تین دن صبح کو شہد چاٹ لے اسے کوئی بڑی بلا یا (بیماری) نہیں پہنچے گی۔ ۱۱؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہد کو پسند فرماتے اور عموماً عصر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو پانی میں گھول کر نوش فرماتے۔

لون/ رنگ:

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر متعدد رنگوں کا ذکر فرمایا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ۔ ١٢

ترجمہ۔تمہارے واسطے جو چیزیں زمین میں رنگ برنگ کی پھیلائی ہیں اِن میں اُن لوگوں کے لیےنشانی ہے جوسوچتے ہیں۔

لون۔عربی زبان کالفظ ہے، جو(ل۔و۔ن) سےمشتق ہے۔
اللون۔سے مراد ہروہ خصوصیت جوکسی چیزکودوسری سے ممتاز کرے۔
اللون۔سے مراد۔نوع۔قسم۔صنف کے ہیں۔ ١٣؎

رنگوں کی تاریخ:

رنگ اتنے ہی قدیم ہیں جتنی قدیم یہ کائنات ہے۔کل اشیائے کائنات کی شکل ،صورت، رنگ ، مزاج ، عادات ،اطواراورفطرت ہوتی ہے ۔رنگ آفاقی قوت کا ایک مظہر ہیں،تاہم اہل علم حضرات نے رنگوں کوسمجھنے کے لئے طویل تجربات اور مطالعہ کئے ہیں۔

جہاں رنگ خوبصورتی کی علامت ہیں وہیں وہ انسانی نفسیات، عادات،مزاج،شخصیت اورفطرت پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں یہی نہیں بلکہ رنگوں کی کمی بیشی سے انسان مختلف بیماریوں کا شکار بھی ہوجاتے ہے، پھر جب ان رنگوں کی تناسب درست ہوجاتا ہےتو انسان صحت منداورتندرست بھی ہوجاتا ہے۔

رنگوں کی اقسام:

رنگوں کی بےشماراقسام ہیں،لیکن بنیادی طور پر تین پرائمری رنگ ہیں ایسے ہیں جوقدرتی طور پر حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔سرخ۔ ۲۔نیلا۔ ۳۔پیلا۔
پھران رنگوں کے آپس میں ملنے سے مزید تین رنگ حاصل ہوتے ہیں، جوسیکنڈری رنگ کہلاتے ہیں یعنی۔۱۔جامنی۔ ۲۔ہرا۔ ۳۔اورنج۔
رنگوں کی بے انتہاء اقسام اور شیڈز ہیں، تاہم ایک انسانی آنکھ 27,00000 (ستائیس لاکھ) رنگوں میں تمیز کرسکتی ہے۔

۱۔سفید رنگ/ الابیض:

عربی زبان میں سفید رنگ کو الابیض کہا جاتا ہے۔
بیاض۔عربوں میں بیاض یعنی سفید رنگ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ سفید رنگ کو زیب تن کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہے چنانچہ مسلمانوں میں سفید رنگ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔
سفید رنگ فضل وکرم اور پاکیزگی کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے، نیز اس سے مراد زندگی اور بشاشت بھی ہے۔سفید رنگ کی نفسیات یہ ہے کے اس رنگ سے اجتماع ،قوت ، بنیاد، مقام،حکومت وتسلط جماعت ،قبیلہ ،قوت، امن سلامتی، صلح، توازن اور تناسب کا اظہار ہوتا ہے نیز اس رنگ کو پسند کرنے والے افراد مدبر، اعلیٰ منتظم قابل احترام اور متوازن شخصیت کے حامل تصور کئے جاتے ہیں۔اللہ کی اس خوبصورت کائنات میں سفید رنگ اپنی قوت کے ساتھ موجود ہے۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!
كَاَنَّهُنَّ بَيۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ۔ ۱۴؎۔ترجمہ۔گویا وہ پوشیدہ رکھے ہوئے انڈے ہیں۔
وَابۡيَضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ ۔ ۱۵
ترجمہ۔اورغم سے اس کی آنکھیں سفید ہوگئیں پس وہ سخت غمگین ہوا۔
يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ۔۱۶؎۔ترجمہ۔اس دن کئی چہرے روشن ہوں گے۔
وَ اَمَّا الَّذِيۡنَ ابۡيَضَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فَفِىۡ رَحۡمَةِ اللّٰهِ‌ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ۔ ۱۷
ترجمہ۔اورجن لوگوں کے منہ سفید ہونگے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اوران میں

ہمیشہ رہیں گے

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۔۱۸

ترجمہ۔(موسیٰ) نے اپنا ہاتھ نکالا تو اسی وقت دیکھنے والوں کے لیے سفید نظر آنے لگا۔

وَ اضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۔۱۹

ترجمہ۔اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں لے لو اور بغیر کسی عیب کے روشن ہو کر نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہے۔

اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۔۲۰

ترجمہ۔اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر وہ بغیر کسی مرض کے سفید ہو کر نکلے گا۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُم أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۔۲۱

ترجمہ۔اس دن کئی چہرے روشن ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے تھے؟ تو اب اپنے کفر کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيبُ سُودٌ ۔۲۲

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کے اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے مختلف رنگوں والے پھل نکالے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگ والے راستے ہیں، ان کے مختلف رنگ ہیں اور کچھ (پہاڑ) کالے بہت ہی کالے ہیں۔

بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۔۲۳ ۔ترجمہ۔وہ شراب سفید ہوگی پینے والوں کیلئے لذیذ ہوگی۔

۲۔ سیاہ/ اسود:

عربی زبان میں الاسود کے معنی سیاہ رنگ کے ہیں، یہ (س۔و۔د) سے مشتق ہے۔
اسود۔ یسود۔ السواد۔ کے معنی تاریکی، سیاہی، مال کثیر، شہر کے اردگرد کے دیہات، عام لوگ اور قوم کا بڑا حصہ مراد ہے۔
اسود۔ کا متضاد۔ ابیض ہے۔ ۲۴ ؎
زمانہ قدیم سے ہی سیاہ رنگ کو منفی جذبات، سوگ، غم، ظلمت، غربت، پسماندگی، غلامی، کمتر سماجی حیثیت اور اظہار عجز وشرم کے مانا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں روز قیامت چہروں کی سیاہی کا ذکر بارہا کیا گیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ ۔ ۲۵

ترجمہ۔ جب ان میں سے کسی کی بیٹی کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔

يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ‌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۔ ۲۶

ترجمہ۔ جس دن چہرے سفید ہوں گے اور چہرے سیاہ ہوں گے، سو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم نے کفر اختیار کیا اپنے ایمان کے بعد، سو چکھو عذاب اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔

الۡخَيۡطُ الۡاَبۡيَضُ مِنَ الۡخَيۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ ۔ ۲۷

ترجمہ۔ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔

وَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا عَلَى اللّٰهِ وُجُوۡهُهُمۡ مُّسۡوَدَّةٌ ‌ؕ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ۲۸

ترجمہ۔ قیامت کے دن تم اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کو دیکھو گے ان کے منہ کالے ہوں

گے، کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے؟

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيۡمٌ ۔۲۹

ترجمہ۔اور جب ان میں کسی کو اس چیز کی خوشخبری سنائی جائے جس کے ساتھ اس نے رحمٰن کو متصف کیا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غم و غصے میں بھرا رہتا ہے۔

۳۔سبز/الخضرا:

الخضرا۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (خ۔ض۔ر) سے مشتق ہے۔

الخضرا۔سے مراد سبز رنگ ہے۔

قرآن کریم میں سبز رنگ کے لیے اُخضَر، خَضرَاء، خُضر، مُخضَرَّۃ اور خَضِر جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔۳۰

سبز رنگ خوش حالی، فارغ البالی، آسودگی، صحت اور توانائی کی علامت کے طور پر جانا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس خوبصورت کائنات کو سبز رنگ سے مزید خوبصورت، دلنشین، جاذب نظر اور تروتازہ کر دیا ہے۔ ہرے بھرے درخت، پھول پودے، کھیت کھلیان زندگی، خوشی اور آسودگی کا احساس پیدا کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَهُوَ الَّذِيۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا ۔۳۱

ترجمہ۔اسی نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس سے ہر چیز اگنے والی نکالی پھر ہم نے اس سے سبز کھیتی نکالی جس سے ہم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں۔

وَقَالَ الۡمَلِكُ اِنِّىۡۤ اَرٰى سَبۡعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ وَّسَبۡعَ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۔۳۲

ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا میں خواب دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں انہیں سات دبلی گائیں

کھاتی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور سات خشک۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۔۳۳

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر زمین سرسبز ہوگئی، بے شک اللہ لطیف وخبیر ہے۔

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ وَّ حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۔۳۴

ترجمہ۔ان پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے بھی اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائی جائیں گے اور ان کا رب انہیں شراب طہور پلائے گا۔

مُدْهَآمَّتٰنِ۔۳۵؎۔ترجمہ۔یہ دونوں باغ گہرے سبز رنگ کے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔مُدْهَآمَّتٰنِ سے مراد دونوں باغ سرسبزی کی وجہ سے سیاہ ہوگئے، جو پانی کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔۳۶؎

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔مُدْهَآمَّتٰنِ سے مراد دونوں باغ سرسبز اور تروتازہ ہیں۔۳۷؎

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۔۳۸

ترجمہ۔ان جنتوں میں داخل ہونے والے لوگ سبز رنگ کے نقش ونگار والے خوبصورت بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت:

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۔

ترجمہ۔قالینوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جو سبز اور نہایت قیمتی نفیس ہوں گے۔

سے مراد اہل جنت عزت کی جگہ میں سبز عمدہ، خوبصورت مسند اور قالین پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔۳۹؎

۴۔نیلا/ الزرق:

الزرق۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ز۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔
ازرق۔کی جمع زرق ہے۔
زرقاء۔مونث ہے۔[۴۰]

رنگوں کی دنیا میں نیلے رنگ کو خاص اہمیت اور حیثیت حاصل ہے، یہ رنگ بہت طاقت ور تصور کیا جاتا ہے، اس رنگ میں احساس تحفظ، وسعت، بلندی، گہرائی، ذہانت اور وجاہت پوری قوت کے ساتھ موجود ہے، نیز یہ رنگ بلند عزائم، بلند حوصلوں اور فراخ دلی کی جانب بھی اشارہ کرتی ہے۔تمام منفی جذبات، احساسات، مرض و بلاء و وباء کا توڑ نیلے رنگ میں موجود ہے۔
نیلا رنگ دماغی سکون کی علامت سمجھا جاتا ہے۔اللہ کی اس رنگا رنگ کائنات میں نیلا رنگ نہایت تمکن کے ساتھ حکمران ہے۔آسمان اور سمندر کا نیلا رنگ انسان کو سکون اور وسعت کا احساس دلاتے ہیں۔قرآن کریم میں گناہ گاروں کی علامت کو نیلی آنکھوں سے موسوم کیا گیا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۔[۴۱]

ترجمہ۔جس روز صور پھونکا جائے گا اور اس دن ہم مجرمین کو اس حالت میں جمع کریں گے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔

۵۔سرخ/ احمر:

الاحمر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔م۔ر) سے مشتق ہے۔
اُحمر۔سرخ رنگ کو کہتے ہیں۔
احمر۔مؤنث حمراء ہے، جبکہ اس کی جمع حمر آتی ہے۔
أحمَر قَان۔سے مرزاد گہرا سیاہی مائل سرخ رنگ۔[۴۲]

زمانہ قدیم سے ہی سرخ رنگ طاقت، اقتدار، انتہاء پسندی، قوت، شدت، محبت، نفرت، مضبوط

قوت ارادی، فضیلت، شرف، بلندی اور طاقت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔
تاہم بین الاقوامی سطح پر سرخ رنگ خون، حیوانیت اور خطرے کی علامت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کی اس خوبصورت کائنات میں جابجا سرخ رنگ کی موجودگی اس کائنات کی خوبصورتی میں اضافے کا سبب ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔ ۴۳

ترجمہ۔ پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگ والے راستے ہیں، ان کے مختلف رنگ ہیں اور کچھ (پہاڑ) کالے بہت ہی کالے ہیں۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۔ ۴۴

ترجمہ۔ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا سو ایسا ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا ہو۔

رنگ و روشنی سے علاج:

قدیم تہذیبوں میں بالخصوص چین اور مصر میں کلر تھراپی یعنی رنگوں سے علاج عام تھا، رنگوں سے علاج کو "کروموتھراپی" یا لائٹ تھراپی کہا جاتا ہے، عام طور پر اس طریقہ علاج میں جسم اور ذہن کو متحرک کرنے اور خون کی گردش میں تیزی پیدا کرنے کیلئے سرخ رنگ کا استعمال کیا جاتا ہے جبکہ زرد رنگ کے استعمال سے اعصابی نظام کو تحریک ملتی ہے اور جسم پرسکون رہتا ہے۔
اسی طرح اورنج رنگ سے پھیپھڑوں کا علاج کیا جاتا ہے اور توانائی میں اضافے کیلئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔
نیلے رنگ کے بارے میں کہا جاتا ہے کے یہ ذہنی سکون، اعلیٰ تخلیات، جسمانی درد، ذہنی، نفسیاتی، ذہنی اور دماغی بیماریوں سے مریض کو آرام پہنچاتا ہے۔ کلر تھراپی کے ذریعے مریض کے ذہنی دباؤ

میں کمی آتی ہے، تاہم رنگوں کو دیکھ کر اسے اپنے اندر توانائی کا احساس ہوتا ہے اور اس احساس کے جاگتے ہی وہ لمبی لمبی اور گہری سانسیں لینے لگتا ہے جس سے جسم میں زیادہ سے زیادہ آکسیجن داخل ہوتی ہے۔

سائنسدانوں نے دریافت کیا ہے کے ہلکے رنگوں سے نا صرف کمرے کے ماحول کو پرسکون رکھا جاسکتا ہے بلکہ یہ انسانی موڈ کو بھی تبدیل کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

کچھ ماہرین کے نزدیک رنگ سکون پہنچانے میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں چونکہ 75 فیصد یا اس سے زیادہ بیماریاں دباؤ اور تناؤ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں لہٰذا رنگوں کا استعمال متاثرہ شخص کے دباؤ کو ختم کر کے سکون دیتا ہے اور بعد میں پیدا ہونے والی بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

حسابی پہلو:

سورہ النحل قرآن کریم کا 16 سورہ ہے۔

شہد کی نر مکھیوں، جن کو ڈرونز کہا جاتا ہے، میں کروموسومز کی تعداد 16 ہے۔

مادہ اور ملکہ مکھی میں کروموسومز کے 16 جوڑے پائے جاتے ہیں۔

ملکہ مکھی ایک انڈے سے 16 دنوں میں نکلتی ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۔سورہ النحل۔آیت۔۶۸۔
۳۔سورہ النحل۔آیت۔۶۹۔
۴۔سورہ النحل۔آیت۔۶۸۔۶۹۔
۵۔سورہ النحل۔آیت۔۶۸۔۶۹۔
۶۔مسند ابویعلیٰ موصلی۔امام احمد بن علی المثنی التیمی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دار المامون التراث بیروت۔ ۱۴۰۴ھ۔
۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔

۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۲۔سورہ النحل۔آیت۔۱۳۔
۱۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۴۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۱۵۔سورہ یوسف۔آیت۔۸۴۔
۱۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۶۔
۱۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۷۔
۱۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۸۔
۱۹۔سورہ طحہ۔آیت۔۲۲۔
۲۰۔سورہ القصص۔آیت۔۳۲۔
۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۶۔
۲۲۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۲۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۴۶۔
۲۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۵۔سورہ النحل۔آیت۔۵۸۔
۲۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۷۔
۲۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۷۔
۲۸۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۰۔
۲۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۱۷۔
۳۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۱۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔
۳۲۔سورہ یوسف۔آیت۔۴۳۔
۳۳۔سورہ حج۔آیت۔۶۳۔
۳۴۔سورہ دھر۔آیت۔۲۱۔
۳۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۴۔
۳۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔

۳۷۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۳۸۔سورہ الرحمن۔آیت۔۶۷۔
۳۹۔ مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۴۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۱۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۰۲۔
۴۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۴۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۷۔

۱۷۔سورہ بنی اسرائیل (قوم بنی اسرائیل)

نام:

بنی اسرائیل۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی قوم بنی اسرائیل۔حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا چنانچہ اسی نسبت سے آپ کی قوم کو قوم بنی اسرائیل کہا گیا۔حضرت اسحاق علیہ السلام کے یہاں دو جڑواں بیٹے متولد ہوئے۔ایک بیٹے کا نام انھوں نے عیسو رکھا جبکہ دوسرے بیٹے کا نام یعقوب رکھا،اس طرح سے حضرت یعقوب کا لقب اسرائیل پڑا نیز حضرت یعقوب جس قوم پر پیغمبر بنا کر بھیجے گئے وہ قوم بنی اسرائیل (یہودی) کہلائی۔

سورہ بنی اسرائیل کا دوسرا نام سورہ اسراء بھی ہے کیونکہ اس میں واقعہ معراج بیان کیا گیا ہے۔

شان نزول:

سورہ بنی اسرائیل مکی سورہ ہے جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱۱ ہے جبکہ اس سورہ میں کل رکوع کی تعداد ۱۲ ہے۔

مضامین:

۱۔واقعہ معراج کا ذکر۔

۲۔شرک کی نفی۔

۳۔قرآن کریم اہل ایمان کے لئے رحمت اور شفا ہے۔

۴۔قرآن کریم بے مثل ہے۔

۵۔اللہ کی نعمتوں کا بیان،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز اور تہجد کی ادائے گی کا حکم۔

۶۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر۔
۷۔مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ کا ذکر۔
۸۔اولاد کشی۔
۹۔زنا۔
۱۰۔والدین کا احترام۔
۱۱۔فضول خرچی کی ممانیت۔
۱۲۔اسراف اور بخل کے درمیان اعتدال قائم کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

حضرت عائشہؓ صدیقہ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات میں سونے سے قبل سورہ بنی اسرائیل اور سورہ الزمر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ا؎

واقعہ معراج:

معراج۔کا مادہ عرج سے نکلا ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں معراج سیڑھی کو بھی کہتے ہیں جبکہ علماء کرام معراج کے سفر کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔
ا۔سیر (زمینی)۔۲۔معراج (سدرۃ المنتھیٰ تک)۔۳۔عراج (واپس زمین تک)۔
واقعہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا۔سورہ بنی اسرائیل اور سورہ النجم میں واقعہ معراج کا ذکر موجود ہے۔واقعہ معراج کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ بنی اسرائیل۔۲

ترجمہ۔پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تا کہ اسے کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔حقیقت میں وہی ہے

سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

واقعہ معراج کے حوالے سے حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! قرآن کریم میں لکھا ہے!

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا۔

ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گئی۔

مسجد اقصی سے متعلق صحابہ کرام سمیت غالب اکثریت کا یہ خیال ہے کے اس سے مراد بیت المقدس اور یروشلم کی مسجد ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! اس سے مراد بیت المعمور ہے یعنی ساتویں آسمان والی مسجد کچھ لوگ کہتے ہیں کے شواہد سے یہ اندازہ ہوتا ہے کے واقعی یہ بات درست ہے کیونکہ قرآن کریم نہایت فصیح اور بلیغ کلام ہے اور کلام بلیغ کا ایک تقاضا اور خوبی یہ بھی ہے کے اگر دو کارناموں کا تذکرہ کیا جائے جس میں چھوٹے کارنامہ کے تذکرہ چھوڑ دیا جائے تو یہ بلاغت نہیں اللہ تعالی کی قدرت ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راتوں رات بیت المقدس لے گئی یہ بھی بڑا کارنامہ اور معجزہ ہے لیکن اس سے بھی بڑا معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کروائی اور بیت المعمور کی زیارت بھی کروادی لیکن یہ بات عقل انسانی میں نہیں آتی ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے اس سب سے بڑے معجزے کے نسبتاً چھوٹے پہلوؤں کا تذکرہ ہو اور بڑے پہلوؤں کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہ ہو لہذا اگر اس مسجد اقصیٰ سے مراد وہ عبادت گاہ ملائکہ لی جائے جو بیت المعمور کے نام سے مشہور ہے تو تو بلاغت کا تقاضا پورا ہو جائے گا پھر دوسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کے قرآن کریم میں روم کو ادنی الارض کہا گیا یعنی قریب کا علاقہ اگر روم قریب کا علاقہ ہے جو بیت المقدس سے زیادہ دور ہے نہیں تو جو قریب کی مسجد ہے تو اس کو دور کی مسجد کیسے کہا جا سکتا ہے اس لئے دور کی مسجد سے مراد تو وہ مسجد ہونی چاہیئے جو کے روم سے بھی زیادہ دور ہو جبکہ روما کو تو قریب کی سرزمین کہا گیا ہے تیسری بات یہ ہے کے الذی بارکنا حولہ۔

یعنی۔ جس کے اطراف کو ہم نے بابرکت بنایا اس وقت تو بیت المقدس پر بت پرستوں اور مشرکین

کا قبضہ تھا اور وہاں انبیاء علیہ السلام کی تصاویر لگی ہوئی تھیں نیز وہاں شریعت کی خلاف ورزی بھی ہو رہی تھی تو بارکنا حولہ کی بات جتنی بیت المعمور پر صادق آتی ہے اتنی کسی اور جگہ پر نہیں آتی اگرچہ مسجد اقصیٰ کی موجودہ عمارت بنوامیہ کے دور خلافت میں تعمیر ہوئی جبکہ واقعہ معراج کے موقع پر یروشلم میں کوئی مسجد ہی موجود نہ تھی۔ ۳؎

روایت میں آتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتوں آسمانوں پر مختلف پیغمبروں سے ملاقات ہوئی جو کچھ یوں ہے۔

۱۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۲۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۴۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۵۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۶۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۷۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات ہوئی جو کے بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

اہل باطن کی نظر میں مختلف آسمان اور ان پر موجود مختلف پیغمبروں سے ملاقات کے درپردہ ان پیغمبروں کے علمی شعور اور تصرف کائنات کی جانب بھی ایک اشارہ ہے۔ ساتوں آسمانوں کی سیر کے بعد سدرۃ المنتھیٰ سے آگے کا سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا طے کیا جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۔ ۴

ترجمہ۔ کسی بشر کے لائق نہیں ہے کے وہ اللہ سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی فرشتہ بھیج دے جو اس کے حکم سے جو کچھ اللہ چاہے پہنچا دے۔

حضرت عائشہؓ اس بات کی قائل نہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں اللہ کا دیدار کیا کیونکہ ارشاد خداوندی ہے!

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔۵

ترجمہ۔آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتی ہیں اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے، وہ بڑا باریک بین خبردار ہے، دنیا میں دنیوی آنکھوں سے اللہ کا دیدار نہیں ہوسکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس بات کے قائل ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج اللہ کا دیدار کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو بیداری میں اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

سنن ترمذی میں یہ حدیث ہے! مجھے نیند آگئی پھر گہری نیند آگئی پھر میں نے اپنے رب کو بہت حسین صورت میں دیکھا۔۶

محمد بن کعبؓ نے کہا! ہم نے سوال کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۔۷

ترجمہ۔دل نے جو کچھ دیکھا اس میں غلطی نہیں کی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا۔۸

حسن بصری نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کے جلال کو دیکھا۔

ابوالعالیہ نے روایت کیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے دریا کو دیکھا اور میں نے دریا کے پار حجاب کو دیکھا اور میں حجاب کے پار نور کو دیکھا میں نے اس کے سوا نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل کو ان کی صورت میں دوبار دیکھا۔

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ نور ہے میں نے اس کو جہاں بھی دیکھا وہ نور ہی نور ہے۔۹

دوسری روایت یہ ہے کے میں نے نور کو دیکھا۔۱۰

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا! نیچے کی تمام چیزوں کی انتہاء اس درخت پر ہوتی ہے اوپر کی تمام چیزوں کی انتہاء بھی اس درخت پر ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! تمام نبیوں کے علوم کی انتہاء سدرہ پر ہو جاتی ہے اور اس کے پار کی چیزوں کا علم ان سے غائب ہے۔

ضحاک نے کہا! اعمال کے اوپر چڑھنے کی انتہاء سدرہ پر ہوتی ہے اور یہاں سے ان کو وصول کر لیا جاتا ہے۔

کعب نے کہا! ملائکہ اور عام انبیاء سدرہ پر ہیں۔

ربیع بن انس نے کہا! ارواح شہداء کی انتہاء سدرہ پر ہے (اس میں یہ اشکال ہے کے شہداء کی روحیں جنت کی کیاریوں میں چرتی ہیں اور عرش کی قندیلوں میں لٹکتی ہیں)۔

قتادہ نے کہا! ارواح مومنین کی انتہاء سدرہ پر ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ کے منہاج کے موافق چلنے والے ہر شخص کی انتہاء سدرہ پر ہے۔

ربیع بن انس باین کہتے ہیں! سدرہ کو رب العالمین کے نور نے ڈھانپ لیا اور اس پر فرشتے ہیں جیسے پرندے درخت پر ہوتے ہیں۔

سیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،صاحب معراج ہیں اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کا معجزہ عطا فرمایا تاہم صوفیاء اور عرفاء لکھتے ہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے موقع پر ۱۹۹ اسماء عطا ہوئے تاہم ان میں سے ۱۲۹ اسماء وہ خاص عطا ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی پیغمبر کو عطا نہ ہوئیں جبکہ بقیہ ۷۰ اسماء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القابات

ہیں کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے موقع پر مختلف مقامات کی سیر کروائی گئی تو اس مقام کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نئے القابات بھی عطا کئے گئے یا نئے القابات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا گیا بعد ازاں یہ القابات بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء کا حصہ بنے سفر معراج پر
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۲۹ چیزیں عطا ہوئیں تا ہم حروف مقطعات کی تعداد بھی ۲۹ ہے لہٰذا اہل علم کا یہ ماننا ہے کے اسماء مخصوص اور حروف مقطعات کے درمیان بھی کوئی رشتہ موجود ہے اگر چہ دین اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ہو چکا لہٰذا اللہ نے جو چاہا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کسی دوسرے پیغمبر کے حصے میں نہ آیا تھا۔

معراج پر عطا کی گئی ہدایات:

ذیل میں وہ ۲۹ سنہری قواعد وضوابط پیش کئے جا رہے ہیں جو اہل علم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر معراج پر عطا ہوئے تاہم ان قواعد وضوابط کا ایک خاص ربط اور تسلسل ہے جس سے استفادہ کے لئے ضروری ہے کہ اس ترتیب کو بالخصوص ملحوظ رکھا جائے۔

ا۔توحید (شرک بالذات۔شرک فی الصفات۔شرک خفی سے اجتناب کیا جائے):

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ ۱۱ ؎ ۔ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ ۱۲

ترجمہ۔کہو کہ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اس کا کوئی ہم سر نہیں۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ ۱۳ ؎ ۔بے شک شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ ۔ ۱۴ ؎ ۔اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۔ ۱۵ ؎ ۔ترجمہ۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۔١٦ ۔ترجمہ۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔١٧

ترجمہ۔جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے جس نے خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔۱۸

جس شخص کی محبت، دوستی اور دشمنی اللہ کے لئے ہو اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔۱۹

اس شخص نے دین کا مزہ چکھ لیا جس نے اللہ کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رسول تسلیم کیا۔۲۰

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی جس نے تجھے پیدا کیا اور تو اس کا شریک ٹھہرائے۔۲۱

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے معاذ! شرک سب سے بڑا گناہ عظیم ہے۔۲۲

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سات تباہ کن گناہ ہیں تم ان سے بچو ان میں سب سے پہلا عظیم گناہ شرک ہے۔۲۳

۲۔نیت (اخلاص):

نیت کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۔۲۴

ترجمہ۔کہہ دیجیے سب اختیار اللہ کا ہے، بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۔۲۵

ترجمہ۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے اس کو جانتا ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ۲۶؎

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے جبکہ کافر کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔ ۲۷؎

جب کوئی مسلمان کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ فرشتوں کو یہ حکم دیتے ہیں کے اس شخص کی نیک نیتی پر ثواب لکھو یہاں تک کے وہ شخص اپنے کئے ہوئے ارادے پر عمل کر لیتا ہے لیکن اگر کوئی شخص کوئی بری نیت یا گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس نیت یا ارادے کو نہیں لکھا جاتا جب تک وہ شخص عملاً وہ گناہ کر نہ لے۔ ۲۸؎

انسانوں کے لئے یہ ناممکن ہے کے وہ چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ریکارڈ کرے چہ جائیکہ نیتوں کا ریکارڈ اور جاننا تو ناممکنات میں سے ہے کیونکہ نیتوں کا حال تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

سب سے افضل عمل سچی نیت ہے۔ ۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن لوگوں کا حشر ان کی نیتوں پر ہوگا۔ ۳۰؎

ابو کشبہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس امت کی مثال چار لوگوں جیسی ہے۔

۱۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اپنے مال اور علم کے مطابق اپنے مال میں تصرف کرتے ہوئے اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔

۲۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا تو وہ یہ کہتا ہے کے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو اللہ کی راہ میں (پہلے والے شخص) کی طرح خرچ کرتا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔

۳۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے مال تو عطا کیا ہے لیکن علم عطا نہیں کیا اور وہ اپنے مال کو غلط راستے پر ناحق خرچ کرتا ہے۔

۴۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے نہ ہی علم دیا اور نہ ہی مال دیا لیکن وہ یہ کہتا ہے! اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو (تیسرے شخص) کی طرح ناحق خرچ کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ۳۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ ۳۲؎

حضرت قلندر بابا اولیاؒ فرماتے ہیں! انسان صرف نیت کے خدوخال کا نام ہے باقی تمام حرکات روشنیاں ہیں اور روشنیوں کا عمل حرکت ہے۔ ۳۳؎

رومی لکھتے ہیں! انسان کی اصل ہستی اس کی سوچ اور نیت ہے باقی جسم تو ہڈیوں اور گوشت سے مرکب ہے۔ ۳۴؎

۳۔ایمان:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا ۔ ۳۵

ترجمہ۔ بے شک حقیقت میں مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور پھر انھوں نے اس میں شک نہیں کیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔ ۳۶

ترجمہ۔اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائیں۔ اور جو شخص منکر ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا تو وہ گمراہ ہو کر دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۔ ۳۷

ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں کے تم اپنا رخ مشرق و مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ نیک وہ ہے جو اللہ پر ایمان لایا ، یوم آخرت پر ایمان لایا، ملائکہ پر ایمان لایا، اللہ کی کتابوں پر ایمان لایا اور نبیوں پر ایمان لایا۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا

يَدۡخُلِ الۡاِيۡمَانُ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَاِنۡ تُطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَا يَلِتۡكُمۡ
مِّنۡ اَعۡمَالِكُمۡ شَيۡـًٔـا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۔۳۸

ترجمہ۔گنوار بولے ! ہم ایمان لے آئے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! تم ایمان نہیں لائے ہاں تم یہ کہو کے ہم نے اطاعت کی اور ابھی تک تمھارے قلوب میں ایمان داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کروتو اللہ تمھارے (نیک) اعمال سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

حدیث جبرائیل علیہ السلام:

حضرت عمرؓ بن خطاب روایت کرتے ہیں،ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کے اچانک ایک سفید کپڑوں میں ملبوس،نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص ہمارے پاس آیا اس شخص کو ہم میں سے نہ کوئی جانتا تھا اور نہ ہی اس کے لباس اور حلیے سے اس پر سفر کے کوئی اثرات نظر آرہے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے اور اپنے دونوں زانوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوؤں کے ساتھ ملاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں گھٹنوں پر رکھ دئے اور فرمایا! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسلام کے بارے میں بتائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ۔ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کروزکوۃ ادا کرو رمضان کے روزے رکھواور اگراستطاعت ہے تو پھر اللہ کے گھر کا حج کرو،اس شخص نے یہ سن کر کہا!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح فرمایا ہے پھر اس شخص نے یہ سوال کیا کے ایمان کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایمان یہ ہے کے تو اللہ پر،اس کے فرشتوں پر،اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر،یوم آخر پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے اس شخص نے یہ جواب سن کر کہا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھیک فرمایا پھر اس شخص نے پوچھا! احسان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! احسان یہ ہے کے تم اللہ کی بندگی اس طرح سے کرو جیسے کے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا تو پھر یہ سوچو وہ اللہ تو تم کو دیکھ ہی رہا ہے پھر اس شخص نے کہا! مجھے قیامت کے بارے میں بتائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جواب دینے والا سائل سے زیادہ باخبر نہیں اس شخص نے پھر سوال کیا! اچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کی علامات بتائے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی اور تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارتوں پر اترائیں گے یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اس شخص کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا! اے عمرؓ کیا تم جانتے ہو یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمھیں دین سیکھانے کے لئے آئے تھے۔۳۹؎

مذکورہ بالا حدیث میں ا۔اسلام ۔۲۔ایمان اور ۳۔تصور احسان کی وضاحت ہوگئی۔

ایمان کی حقیقت:

ایک دفعہ حضرت زید بن حارثہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! حارثہ تم نے صبح کیسے کی؟ حضرت زیدؓ نے جواب دیا! میں نے اس حال میں صبح کی کے میں اللہ پر سچا ایمان رکھنے والا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو بات تم کہتے ہو اس پر غور کرو کیونکہ ہر چیز کی حقیقت ہوتی ہے بتاؤ تمھارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت زیدؓ نے عرض کی! میں نے اپنے نفس کو دنیا سے الگ کرلیا ہے میرے نزدیک پتھر، سونا، چاندی اور مٹی کا ڈھیلا سب برابر ہیں میں شب بیدار اور روزے دار ہوں میری حالت یہ ہے کے میں اپنے رب کو عرش پر دیکھتا ہوں اور جنت کے رہنے والوں کو آپس میں باتیں کرتا سنتا ہوں اور اہل دوزخ کو دیکھتا ہوں کے وہ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں حضرت زیدؓ کی یہ کیفیت سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے حارثہؓ تم نے اپنے رب کو خوب پہچانا ہے پس اس عرفان اور ایمان کو اپنے اوپر لازم کرلو۔۴۰؎

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! ایمان ایک ایسا جوہر ہے جس کی چاشنی اور حلاوت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہے مگر یہ حلاوت اور چاشنی اسی بندے کو حاصل ہوتی ہے جو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے۔۴۱؎

۴۔ایثار (قربانی):

راہ سلوک پر چلنے والوں پر لازم ہے کے وہ ایثار وقربانی سے دریغ نہ کرے یہاں تک کے اپنے دشمنوں کے آرام ، آسائشات، ضروریات اور تمناؤں کو بھی اپنی آرام وآسائشات پر مقدم رکھے ایثار کا مطلب اپنی ضروریات پر دوسروں کو ترجیح دینا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا کے کون سا صدقہ سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تنگ دست کی کمائی اور فرمایا! اپنے عیال سے ابتدا کرو۔ ۴۲؎

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا! تم اپنی تھیلی کا منہ بند نہ کرنا ورنہ اللہ تعالی بھی اپنے خزآنے کا منہ تم پر بند کردے گا تم جس قدر بھی خرچ کرسکتی ہو خرچ کیا کرو۔ ۴۳؎

حضرت سعد بن عبادہؓ بیان کرتے ہیں، انھوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سعد کی والدہ فوت ہوگئیں کس چیز کا صدقہ کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پانی کا تو حضرت سعدؓ نے پانی کا کنواں کھدوایا اور کہا کے یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ ۴۴؎

۵۔حقوق اللہ کا خاص اہتمام کرے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ ۴۵

ترجمہ۔ہم نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اللہ تعالی نے کل اشیائے کائنات کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، زندگی کا ہر عمل جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا ہے وہ عبادت ہے جس میں شامل سونا، جاگنا، کھانا کھانا، پانی پینا، مکمل لباس پہننا، علم حاصل کرنا، رزق حلال کمانا، اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کرنا، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، سلام میں پہل، بیمار کی عیادت، مردے کی تدفین، رشتے داروں کے حقوق ادا کرنا، روزہ، نماز، حج

،زکوۃ ادا کرنا یہاں تک راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا اور کسی سے مسکرا کے ملنا بھی عبادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اس بات کی گواہی دو کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی گواہی دو کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور اگر آمدرفت کی طاقت ہو تو خانہ خدا کا حج بھی کرو۔ ۴۶؎

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے کہا! تم جب بھی عبادت کیا کرو تو تصور احسان کے ساتھ عبادت کیا کرو، صحابہ کرام نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تصور احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اس طرح سے عبادت کرو کے جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا تو پھر یہ سوچو کے اللہ تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔ ۴۷؎

۶۔قرآن کریم کی کل تعلیمات پر عمل پیرا ہو:

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ ۴۸؎ ترجمہ۔قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔
هٰذَا هُدًى۔ ۴۹؎ ترجمہ۔(قرآن) سراسر ہدایت ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ ۵۰

ترجمہ۔یہ(قرآن) اور اس کی آیات حکمت اور دانش سے لبریز ہیں۔

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ ۵۱

ترجمہ۔(قرآن) میں ہم نے علم کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یہ اہل ایمان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔ ۵۲

ترجمہ۔اس میں (قرآن) باطل نہیں آسکتا نہ اس کے سامنے سے اور نہ ان کے پیچھے سے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا! ہر چیز کا علم قرآن میں موجود ہے لیکن عقل انسانی اس کو حاصل کرنے سے عاجز ہے۔ ۵۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں پا سکتے۔ ۵۴ے

۷۔ذکرالٰہی (ذکرعملی۔ذکرقولی۔ذکرقلبی):

انسان کوخود اپنے لئے دعا کرنی چاہئے فقیروں کو دعا کی مشین نہیں سمجھنا چاہئے اللہ اپنے ہر بندے کی خوب سنتا ہے۔

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ ۵۵

ترجمہ۔تم میرا ذکر کرو میں تمھارا ذکر کروں گا، میرا شکر کرو، اور میری ناشکری نہ کرو۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ ۵۶

ترجمہ۔اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ ۵۷ے۔ترجمہ۔تم اللہ کا ذکر کرو جیسا تمھیں سیکھایا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔جب تمھیں جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جدوجہد کرو اور کاروبار کو چھوڑ دو۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔ ۵۹

ترجمہ۔جو رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ شیطان اس کا دوست بن جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن بہترین آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ ۶۰ے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو یاد کرتا ہے۔

ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔ ۶۱ے

جولوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں انھیں فرشتے اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انھیں گھیر لیتی ہے اور اطمینان قلب انھیں میسر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ ۶۲

شیطان انسان کے قلب سے چمٹا رہتا ہے اور وہ صرف اللہ کے ذکر سے بھاگتا ہے۔ ۶۳

۸۔کفروشرک کی علیحدہ پہچان:

لوگ سمجھتے ہیں کے بت صرف پتھر کی مورتی کا نام ہے جبکہ دنیا کی ہر وہ چیز جو انسان کے دل میں اللہ سے زیادہ اہمیت اختیار کر جائے وہ ہی انسان کا بت ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ ۶۴

۱۔حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو معبود بنایا گیا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ ۶۵

۲۔علما اور صوفیا کو معبود بنایا گیا۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۔ ۶۶

۳۔پچھلی اقوام نے اپنے نیک لوگوں کو اپنا معبود بنالیا۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۔ ۶۷

۴۔نیک لوگوں کو معبود بنایا گیا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۔ ۶۸

۵۔فرشتوں کو معبود بنایا گیا۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۔ ۶۹

۶۔بدکار جو جہنم کی طرف بلاتے ان کو معبود بنایا گیا۔

۷۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو معبود بنایا گیا۔ ۷۰

۸۔قبروں کی پرستش کی گئی۔۷۱؂

۹۔مردہ نیک لوگوں کی تصاویر کی پرستش کی گئی۔۷۲؂

۱۰۔فرعون نے اپنی پرستش کروائی جیسے آج کے پیر کرواتے ہیں۔۷۳؂

اللہ کی صفات:

۱۔اَلَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ۔۷۴؂

ترجمہ۔آسمان اور زمین کا بادشاہ زندگی اور موت دینے والا ہے۔

۲۔وَسِعَ کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا۔۷۵؂۔ترجمہ۔جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

۳۔ ہَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰہِ یَرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ۔۷۶؂

ترجمہ۔(اللہ) تمہیں آسمان و زمین سے رزق عطا فرماتا ہے۔

۴۔وَ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ۚ وَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ۚ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ۔۷۷؂

ترجمہ۔بابرکت ہے وہ ذات جس کے لئے ملک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اس کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

۵۔ہُوَ الۡحَیُّ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ فَادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔۷۸؂

ترجمہ۔وہ زندہ ہے، کوئی معبود نہیں اس کے سوا جسے تم پکارو، اس طرح سے کے خالص اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہو۔سب تعریف عالمین کے رب کی ہے۔

۶۔لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ۔۷۹؂۔ترجمہ۔زندگی اور موت دینے والا، پالنے والا۔

۷۔ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ ۚ ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ۔۸۰؂

ترجمہ۔وہی اللہ ہے جس کے لیے سوا کوئی معبود نہیں وہ ظاہر اور چھپی ہوئی چیزوں کو جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۸۔رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا۔۸۱؎

ترجمہ۔مشرق اور مغرب کا رب،اور کارساز ہے۔

۹۔اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔۸۲؎

ترجمہ۔بے شک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، سوتم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ تعالی ہی معبود برحق ہے اور میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں اور جو شخص بھی ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالی کو ملے گا تو قیامت کے دن اس سے آگ کو دور کر دیا جائے گا۔۸۳؎

۹۔نفاذ عدل (ہر شے کو اس کی درست جگہ پر رکھنا):

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔۸۴

ترجمہ۔اے ایمان والو!عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ کی رضا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ یہ گواہی خود تمھارے، والدین،عزیز واقارب یا رشتہ داروں کے ہی خلاف کیوں نہ ہو۔۔لہٰذا تم خوہشات نفس کے پیچھے دوڑتے ہوئے انصاف کو نہ چھوڑنا،اگر تم کج بیانی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔۸۵؎ ترجمہ۔بے شک اللہ انصاف اور نیکی کا حکم دیتا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔۸۶

ترجمہ۔جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی فاسق ہیں۔

وَ اَقْسِطُوْا ۸۷؎ ترجمہ۔انصاف سے کام لیا کرو۔

دشمن کے معاملے میں بھی عدل وانصاف سے پیش آنا۔عادل حاکم کی دعا قبول ہوتی ہے۔۸۸؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! کفر کے ساتھ تو حکومتیں چل سکتی ہیں پر ظلم کے ساتھ نہیں۔۸۹؎

۱۰۔حلال اور حرام کے فرق کو پہچاننا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۔۹۰

ترجمہ۔کھاؤ زمین کی پاک اور حلال چیزوں میں سے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۔۹۱

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔

۱۱۔دل کو آئینے ی طرح شفاف رکھیں:

(حسد، جلن، بغض اور کینے سے دور رہیں تاہم جس دل میں کینہ ہوتا ہے اس پر علم نہیں اترتا):

قرآن کریم میں حسد کو بڑی تخریبی ذہنیت قرار دیا گیا ہے۔

’حسد‘ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں چھین لینا یعنی حسد کرنے والے کی یہ دلی خواہش اور تمنا ہوتی ہے کے وہ دوسرے کے پاس موجود نعمتوں کو چھین لے یا اس شخص سے یہ نعمت ضرور چھن جائے حسد نیکیوں کو تباہ برباد کر دیتا ہے حسد، حاسد کو گناہ پر بھی ابھارتا ہے اہل علم اس مرض کو انتہائی بدترین اور خطرناک مرض قرار دیتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کے مطابق! حسد ہی دراصل بے شمار نفسیاتی بیماریوں کی اصل جڑ ہے۔

American Heritage Dictionary میں اس کی تعریف بیان کی ہے!

حاسد میں اس بات کا شدید خوف پایا جاتا ہے کے کہیں اس سے اس کا مقام و مرتبہ یا حیثیت نہ چھن جائے اس کے ساتھ ساتھ اس میں جذبہ رقابت و نفرت، احساس محرومی، دغابازی، نفرت اور حددرجہ بے وفائی پائی جاتی ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔۹۲

ترجمہ۔ میں، حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔۹۳

ترجمہ۔اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ دل سے یہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کوتمہارے ایمان کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹالیں اپنے دلوں کے حسد کے باعث، بعد اس کے ان کے لئے حق ظاہر ہو گیا ہے، سوتم معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کے اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۔۹۴

ترجمہ۔کیا یہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔

اگرچہ اس مرض میں امیر، غریب، عالم، جاہل، فقیر اور بادشاہ سب ہی برابر کے شریک ہیں۔

امام غزالی اس حوالے سے لکھتے ہیں! چھ طرح کے لوگ چھ وجوہات کی بناء پر داخل جہنم ہوں گے۔

۱۔اہل عرب تعصب کی وجہ سے۔ ۲۔ مال دار ظلم وزیادتی کی وجہ سے۔ ۳۔سردار اور وڈیرے تکبر کی وجہ سے۔ ۴۔تاجر خیانت کی وجہ سے۔ ۵۔دیہاتی جہالت کی وجہ سے۔

۶۔جبکہ علماء حسد کی وجہ سے۔ ۹۵؎

اسی حوالے سے ابن سماک فرماتے ہیں! میں نے حاسد سے بڑھ کر کسی ظالم کو مظلوم سے مشابہہ نہیں دیکھا حاسد پر ہر وقت افسردگی اور مایوسی چھائی رہتی ہے اور اس کی عقل ہر وقت اڑی اڑی اور کھوئی کھوئی رہتی ہے اور وہ ہر وقت غم و آلام میں مبتلا رہتا ہے۔ ۹۶؎

حاسد کینہ پرور ہوتا ہے لہٰذا ذلت اس کا مقدر ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ناکام و نامراد رہتا ہے چاہے وہ دین دار ہی کیوں نہ ہو حسد ایک معاشرتی برائی ہے اور حاسد بندوں پر اللہ کی تقسیم کی گئی نعمتوں پر نا صرف کڑھتا بلکہ اللہ کی قضاء وقدر پر بھی غضبناک ہو کر یہ سوچتا ہے کے یہ تمام نعمتیں کب اور کیسے میرے پاس آئیں گی؟ وہ لوگوں کو اچھا کماتا، کھاتا، پیتا، ہنستا مسکراتا، پہنتا

،اوڑھتا، اچھے اور آسودہ ماحول میں پھلتا، پھولتا اور ان کی گھریلو زندگی میں بیوی بچوں کے ساتھ خوشحال اور پرسکون زندگی بسر کرتے ہوئے کسی بھی قیمت پر نہیں دیکھ سکتا ہے لہٰذا یہ سب دیکھنے کے بعد اس میں بے چینی، جذبہ رقابت اور جلن وحسد اپنی انتہاء کو پہنچتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات! مومن کے پیٹ میں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کی ہوا اکھٹی نہیں ہوسکتی بالکل اسی طرح سے جیسے کسی دل میں ایمان اور حسد اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ ۹۷ے

تم میں پچھلی امتوں کی ایک بیماری حسد اور بغض سرائیت کر گئی ہے۔ ۹۸ے

حسد نیکیوں کو اسی طرح سے ختم کرتا ہے جس طرح سے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے کاموں کو پوشیدہ رکھ کر ان کے حصول کی کوشش کرو اس لئے کے ہر نعمت والے پر حسد کیا جاتا ہے۔ ۹۹ے

برائیوں میں سے کوئی برائی بھی حسد سے زیادہ نقصان دہ نہیں لہٰذا محسود
(جس سے حسد کی جارہی ہے) کو کسی بھی قسم کی ناپسندیدہ بات پہنچنے سے پہلے حاسد کو پانچ سزائیں لازمی ملتی ہیں۔

۱۔ ناختم ہونے والا غم۔ ۲۔ ایسی مصیبت جو اجر سے خالی ہو۔ ۳۔ مسلسل مذمت کا سامنا۔
۴۔ اللہ کی مستقل ناراضی۔ ۵۔ اس پر توفیق الٰہی کے دروازوں کا بند ہوجانا۔

امام غزالی نے اس موضوع پر طویل کلام کرتے ہوئے یہ لکھا کے حسد سے پانچ طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۔ یہ عبادت کو تباہ اور فاسد کر دیتی ہے۔ ۲۔ حسد کی وجہ سے حاسد گناہ اور برائی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ۳۔ حاسد ہر وقت غم و غصے اور فکر و اندوہ میں مبتلا رہتا ہے۔ ۴۔ حاسد کا دل اندھا ہوجاتا ہے کیونکہ حسد سے انسان کی عقل وفہم ناکارہ ہوجاتی ہے نیز دنیا اور مال ومنال کی آرزو انسان کو بے شمار فتنوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ۵۔ ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے اور وہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہونے کے ساتھ اپنا مقام ومرتبہ اور عزت بھی کھو بیٹھتا ہے۔ ۱۰۰ے

حضرت ابوعبداللہ وہب بن منبہ فرماتے ہیں، حاسد کی تین نشانیاں ہیں۔

۱۔ حاسد لوگوں کی چاپلوسی کرتا ہے۔ ۲۔ پیٹھ پیچھے ان کی غیبت کرتا ہے۔ ۳۔ جب محسود

(جس سے حسد کی جارہی ہو) کونقصان یا مصیبت پہنچتی ہے تو حاسد کو دلی مسرت اور نا قابل یقین خوشی پہنچتی ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا! تین چیزیں انسان کو تباہ و برباد کردینے والی ہیں۔

ا۔تکبر جس نے ابلیس کو اس کے مرتبے سے گرادیا۔

۲۔حرص جس نے آدم کو جنت سے نکلوادیا

۳۔حسد جس نے قابیل سے ہابیل کو قتل کروادیا جب اللہ کسی شخص پر کسی ایسے دشمن کو مسلط کرنا چاہتا ہے جو اس پر کبھی بھی رحم نہ کرے تو اس پر کسی حاسد کو مسلط کردیا جاتا ہے۔

حسد دوعذابوں میں سے ایک عذاب ہے، حسد شیطان کا سب سے بڑا جال ہے، حسد دل کی تنگی کا سبب ہے، حاسد ہمیشہ بیمار رہتا ہے کیونکہ حسد جسم کو گھلا دیتا ہے جس کے نتیجے میں جسم کی صحت ختم ہوجاتی ہے اور انسانی جسم فنا ہوجاتا ہے حسد بدترین مرض ہے جو روح کا قید خانہ ہے کیونکہ حاسد شدید کینہ پرور اور بکثرت گناہ گار ہوتا ہے۔

ہر بلند مرتبہ شخص سے لوگ حسد کرتے ہیں۔۱۰۱؎

۱۲۔چال میں عجز وانکساری، متانت اور سنجیدگی ہو:

(تکبر اور شان وشوکت سے گریز):

اسلام میں غرور وتکبر کو سخت ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ صفت ابلیسیت ہے اور اسی نے تکبر میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے آدم کو سجدے سے انکار کیا تھا روایت میں آتا ہے کے جس نے تکبر کیا گویا اس نے اللہ کی چادر کو کھینچنے کی جسارت کی اور کائنات میں تکبر صرف اللہ کو زیب دیتا ہے لیکن اس اخلاقی بیماری میں بھی مرد وزن دونوں ہی مبتلا ہیں جس کی وجہ سے سماج میں کئی پیچیدہ نفسیاتی اور ذہنی امراض اضافہ ہورہا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو۔یقیناً اللہ تعالی کسی خود پسند،فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ هَوۡنًا ۔١٠٣

ترجمہ۔ رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں۔

وَ مَنۡ یَّسۡتَنۡکِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهٖ وَ یَسۡتَکۡبِرۡ فَسَیَحۡشُرُهُمۡ اِلَیۡهِ

جَمِیۡعًا ۔١٠٤

ترجمہ۔ جو تکبر کرتے ہیں (اللہ) انھیں دکھ دینے والا عذاب دے گا۔

قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ وَ مَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ۔١٠٥

ترجمہ۔ وہ کہیں گے کے تمھارا مال جمع کرنا اور تکبر کرنا تمھارے کچھ کام نہ آیا۔

وَ لَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ۔١٠٦

ترجمہ۔ لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو۔ یقیناً اللہ تعالی کسی خود پسند، فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں! حضرت حارثہ بن وہب زاعیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں اہل جہنم کی خبر نہ دوں؟ وہ ہر تند خو، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر انسان ہے۔١٠٧

جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔١٠٨

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔١٠٩

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بات کرنے میں بناوٹ سے کام لیتے ہیں اور منہ پھاڑ پھاڑ کر بات کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔١١٠

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! تکبر صرف پست اور گمنام لوگ ہی کرتے ہیں جو تکبر کرتا ہے وہ علم حاصل نہیں کرسکتا ہے خود پسندی دولت کے اضافے کو روک دیتی ہے جبکہ بدترین تکبر انسان کا اپنے رشتے داروں اور اپنے ہی جیسے لوگوں سے تکبر کرنا ہے۔١١١

۱۳۔حقوق العباد کی ادائے گی کا خاص اہتمام کرے

(زمین اوراس پر بسنے والی ہر شے اللہ کی مخلوق ہے):

وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی ۔ ۱۱۲

ترجمہ۔والدین اور قرابت داروں کے ساتھ نیکی کرو۔

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ۔۱۱۳

ترجمہ۔تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ صرف اللہ کی عبادت کرو،اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

وَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ ۔۱۱۴

ترجمہ۔تم سب اللہ کی بندگی کرو،اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ،ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو،قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آؤ،اور پڑوسی رشتہ دار سے،اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے،اور اُن لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں،احسان کا معاملہ رکھو،یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔

وَ اٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ وَ الۡمِسۡکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ وَ لَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا ۔۱۱۵

ترجمہ۔رشتہ دار،مساکین اور مسافروں کو ان کا حق دو اور فضول خرچی نہ کرو۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنۡہَا زَوۡجَہَا وَ بَثَّ مِنۡہُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ

الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ۔۱۱٦

ترجمہ۔لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دُنیا میں پھیلا دیے، اُس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دُوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ وقرابت کے تعلّقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی ۔۱۱۷

ترجمہ۔بے شک اللہ تمھیں عدل و احسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔

وَ الَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ وَ یَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ ۔۱۱۸

ترجمہ۔وہ رشتے داروں کو جوڑے رکھتے ہیں جن کو جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے، اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا خوف رکھتے ہیں کے کہیں ان سے بُری طرح حساب نہ لیا جائے۔

رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرما ای! رشتے داری کو ختم کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔۱۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کے وہ اپنے رشتے داروں سے صلہ رحمی کرے۔۱۲۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! جو شخص یہ چاہتا ہے کے اس کی روزی کشادہ ہو اور عمر لمبی ہو جائے تو اس کو چاہئے کے وہ اپنے رشتے داروں سے حسن سلوک کرے۔۱۲۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! نادار یا غریب کو صدقہ دینا صرف ایک نیکی ہے لیکن اگر رشتہ داروں کو صدقہ دیا جائے تو صدقہ بھی ادا ہو جائے گا اور رشتے داری کا حق بھی ادا ہو جائے گا۔۱۲۲

تاہم اگر غریب رشتے دار اگر پڑوسی بھی ہو تو اس کا حق اور زیادہ ہوتا ہے اور اس پر دگنا اجر ملتا ہے ۔ا۔ پہلا اجر صلہ رحمی کا۔ ۲۔ دوسرا اجر پڑوسی کے حقوق کی ادائے گی کا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ لٰکِنَّ

الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ
وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ
السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ
وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ
وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُوْنَ ۔ ۱۲۳

ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کے جب عہد کریں تو اسے وفا کریں، اور تنگدستی و مصیبت کے
وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میزان میں رکھی جانے والی چیزوں میں سے اخلاق حسنہ (عمدہ اخلاق) سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز وزنی نہیں ہے۔ ۱۲۴؎

۱۴۔ اپنی اور دوسروں کی عزت کی حفاظت:

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی مسلمان کو خود کو ذلت میں ڈالنا جائز نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کے ذلت میں ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ اپنے آپ کو کسی ایسی مصیبت میں ڈال لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔ ۱۲۵؎

وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ
احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۔ ۱۲۶

ترجمہ۔ جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر بغیر کسی گناہ کے انھیں ایذا پہنچاتے ہیں تو انھوں نے بے شک بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ ۱۲۷

ترجمہ۔ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لا پائیں تو تم ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو یہی بدکار رہیں۔ (اس کو حد قذف کہتے ہیں)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ ۱۲۸

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان دار اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کسی مومن یا مومنہ پر بہتان باندھا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن خبال (دوزخ کے ایک طبقہ کی کیچڑ) میں بند رکھے گا حتیٰ کے وہ اپنے بہتان سے نکل آئے لیکن وہ اس سے نہیں نکل سکے گا۔ ۱۲۹؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔ ۱۳۰؎

حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا! کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا نقصان تمھیں مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔ ۱۳۱؎

۱۵۔ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ

اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ ۱۳۲

ترجمہ۔ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے، اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ، یتیموں اور رشتے داروں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔

وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ ۱۳۳ ترجمہ۔والدین کے ساتھ احسان کرو۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ ۱۳۴

ترجمہ۔(آپ ﷺ انھیں بتادیجئے) اللہ نے تم پر حرام کی ہیں، اللہ کا شریک بنانا اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہنا۔

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ ۱۳۵

ترجمہ۔ہم نے انسان کو تاکید کی ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اس کی ماں نے اسے مشقت کے سامنے پیٹ میں رکھا اور مشقت کے ساتھ اس کو جنا، اور اس کا حمل میں رہنا اور دودھ چھڑانا تیس ماہ کی مدت میں ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ گیا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہتا کہ اے رب! مجھے اس بات پر قائم رکھئے کہ میں آپ کی نعمت کا شکر ادا کروں جس کا آپ نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمایا ہے اور اس بات پر بھی مجھے قائم رکھئے کہ میں نیک عمل کروں، جس سے آپ راضی ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاحیت پیدا فرما دیجئے، بے شک میں آپ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ فرماں برداروں میں سے ہوں۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔۱۳۶

ترجمہ۔اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۔۱۳۷

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔۱۳۸

ترجمہ۔ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ اور اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کے تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی دلیل تیرے پاس نہیں ہے سو تو ان کی فرمانبرداری نہ کرنا، میری طرف تم لوگوں کو واپس ہونا ہے سو میں تمہیں ان کاموں سے باخبر کردوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۔۱۳۹

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کردی اس کی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے یہ کے تو میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۔۱۴۰

تم والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور جب ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ

جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کرو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو، ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب ان پر رحم فرمایئے جیسا کے انہوں نے مجھے چھوٹا سا پالا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ ۱۴۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کی اجازت طلب کی لیکن اس کے والدین ضعیف اور کمزور تھے جن کی دیکھ بھال وہ شخص کیا کرتا تھا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو جہاد کی اجازت نہ دی اور اس کو حکم دیا کے وہ اپنے والدین کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال کرے۔ ۱۴۲؎

۱۶۔اونچی آواز سے اجتناب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے۔ جو بات کرنے میں بناوٹ سے کام لیتے ہیں اور منہ پھاڑ پھاڑ کر بات کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ ۱۴۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حیاء اور کم گوئی ایمان کی دوشاخیں ہیں تاہم فحش کلامی اور کثرت کلام نفاق کی دوشاخیں ہیں۔ ۱۴۴؎

۱۷۔سوچ کی پاکیزگی:

افراد یا اقوام میں جب بے یقینی، سرکشی، نافرمانی اور شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں اور وہ اپنے غرور وتکبر کے باعث فطری قوانین کو پامال وتاراج کرتے ہیں تو قانون قدرت ایسے افراد اور اقوام کو نشان عبرت بناتے ہوئے مختلف امراض وبلاء ووباء میں مبتلا کر کے انھیں صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہے ہر انسان کے دماغ میں دو کھرب (2,00000000000) خلیات پائے جاتے ہیں بہ حیثیت مجموعی اگر کسی قوم میں پائے جانے والے ان خلیات میں تخریب ونافرمانی، شک وشبہات اور بے یقینی واقع ہو جائے تو من حیث القوم اس قوم کی تباہی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہتا اس کے

برعکس جو افراد اور اقوام اپنے خالق حقیقی سے اپنے رشتے اور تعلق کو استوار اور قائم رکھتی ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں دنیا و آخرت کے خوف و غم سے آزاد فرما دیتے ہیں ایسے افراد کی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی صحت قابل رشک ہوتی ہے قرآن کریم ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش موجود نہیں۔ یہ کتاب متقین کو ہدایت دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ ۱۴۵ ؎ ترجمہ۔ متقین غیب پر یقین رکھتے ہیں۔

یقین کی انتہاء یہ ہے کے انسان کی باطنی نگاہ کھل جائے اور غیب اس کے لئے مشاہدہ بن جائے تاہم جب تک مشاہدہ عمل میں نہ آئے اس وقت تک یقین کی تعریف مکمل نہیں ہوتی یقین کی انھی کیفیات اور مشاہدے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے تا کہ وہ مایوس اور سسکتی ہوئی انسانیت کو اللہ سے قریب کر سکیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ ۱۴۶

ترجمہ۔ یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے متقین کے لئے۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ ۱۴۷

ترجمہ۔ یہ لوگوں کے لئے سوجھ کی باتیں ہیں جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ ۱۴۸ ؎ ترجمہ۔ بے شک اللہ متقین سے محبت کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ ۱۴۹ ؎ ترجمہ۔ بے شک اللہ متقین کا دوست ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یقین کامل ایمان ہے۔ ۱۵۰ ؎

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ سے دنیا و آخرت میں عفت، عافیت اور یقین کی دعا مانگو، بے شک یقین کے بعد کسی شخص کو عافیت سے بہتر کوئی شے نہیں

مل سکتی۔ ۱۵۱؎
حضرت علیؑ نے فرمایا! دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور انسان وہ ہے جو خدا پر یقین رکھتا ہے یقین عقلمند انسان کا لباس اور دین کا کل سرمایہ بھی جبکہ آخرت پر یقین ہی دراصل عنوان ایمان ہے جس کا یقین اچھا ہوگا اس کی عبادت بھی اچھی ہوگی۔ ۱۵۲؎
مغیرہ بن عامر کا قول ہے! شکر نصف ایمان ہے اور صبر نصف ایمان ہے جبکہ یقین مکمل ایمان ہے۔ ۱۵۳؎
یقین اگر ٹوٹ جائے تو اس کی حرکات دو طرح سے وقوع پذیر ہوتی ہیں اگر اس کا رخ اوپر کی جانب ہو تو پھر اس قوم پر آسمانی آفات و بلیات کا نزول ہوتا ہے اور اگر اس کا نزول زمین کی طرف ہو تو زلزلہ، قحط، سیلاب اور وبائی امراض پھوٹ پڑتے ہیں جس کی وجہ سے پوری قوم کے اعصاب بری طرح سے متاثر اور شل ہو جاتے ہیں اور وہ طرح طرح کے جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی امراض کا شکار ہو کر اس دنیا سے مٹا دئے جاتے ہیں۔

۱۸۔ اتفاق (محبت اور بھائی چارہ):

امت:

اللہ نے ایک ہزار امتیں پیدا فرمائیں جن میں سے چھ سو دریا میں رہتی ہیں اور چار سو خشکی میں رہتی ہیں۔ ۱۵۴؎
قیامت کے دن کل (۱۲۰) صفوں پر مشتمل کل امتیں پیش کی جائیں گی جن میں سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۸۰) صفیں اور دیگر امتوں کی (۴۰) صفیں ہوں گی۔ ۱۵۵؎
روز قیامت امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمادون کے لقب سے پکارا جائے گا۔ ارشادات خداوندی!

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ۔ ۱۵۶

ترجمہ۔ بے شک یہ تمہارا دین ہے جو ایک ہی طریقہ ہے، میں تمہارا رب ہوں تم میری عبادت کرو۔

وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡ فِيۡمَا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ

ترجمہ۔لوگ پہلے ایک ہی امت تھے پھرانہوں نے آپس میں اختلاف کرلیا،اوراگرآپ کے رب کی طرف سے پہلے سے بات طے نہ ہوچکی ہوتی توان کے درمیان اس چیز میں فیصلہ ہوچکا ہوتا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔۱۵۷؎

وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخۡتَلَفُوۡا وَلَوۡ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡ فِيۡمَا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ۔

ترجمہ۔لوگ پہلے ایک ہی امت تھے پھرانہوں نے آپس میں اختلاف کرلیا،اوراگرآپ کے رب کی طرف سے پہلے سے بات طے نہ ہوچکی ہوتی توان کے درمیان اس چیز میں فیصلہ ہوچکا ہوتا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔۱۵۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!مسلمان،مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی اس کورسوا کرے جوشخص اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگا رہتاہے اللہ تعالی اس کی ضروریات کو پورا کرتاہے اور جوشخص کسی مسلمان پر سے مصیبت کو دور کرتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے مصائب کو دورفرمائیں گے اور جوشخص کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے عیب کا پردہ رکھیں گے۔۱۵۹؎

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!ایک مومن دوسرے مومن کی لئے دیوار کی طرح ہے کیونکہ اس کے اجزاء ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔۱۶۰؎

۱۹۔خرافات سے اجتناب:(خرافات یعنی گناہ):

خرافات یا گناہ سے مراد اللہ کی نافرمانی ہے ہروہ کام گناہ کے زمرے میں داخل ہے جس سے خالق کائنات کی نافرمانی ظاہر ہوتی ہو اب چاہے یہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہرصورت میں ان سے اجتناب ضروری ہے لیکن انسان بشری اعتبار سے کمزور پیدا کیا گیاہے اوراس سے جانے اوران

جانے میں گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالی نے اپنی رحمت خاص سے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے چنانچہ جب کوئی انسان اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے اور اللہ کے حضور سچے دل سے معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالی اپنی رحمت خاص سے اس کے تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں اب چاہے ان گناہوں کی کثرت آسمان پر موجود ستاروں جتنی ہو، صحرا میں موجود ریت کے ذرات جتنی ہو یا سمندر میں موجود لہروں جتنی ہو اللہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان، شفیق اور رحم فرمانے والا ہیں لیکن گناہوں سے نفرت اور کراہیت ہر مسلمان کے دل میں ضرور ہونی چاہیئے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔ ۱۶۱

ترجمہ۔ بے حیائی کے کام جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ ۱۶۲

ترجمہ۔ شیطان تم سے تنگ دستی کا وعدہ کرتا ہے اور تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ۱۶۳

ترجمہ۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کے مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو تو انھیں دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب دیا جائے گا۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۔ ۱۶۴

ترجمہ۔ اگر تم کو کوئی اچھی حالت پہنچ جائے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی بری حالت پہنچ جائے تو اس سے خوش ہوتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی مکاری تمہیں کچھ بھی

ضرر نہ پہنچائے گی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا احاطہ فرمائے ہوئے ہے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔١٦٥

ترجمہ۔ پھر ان کا انجام جو برے کام کرتے ہیں برا ہی ہے کیونکہ انھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اس کی ہنسی اڑائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔١٦٦

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حیا اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں جبکہ فحش کلامی اور کثرت کلام نفاق کی دو شاخیں ہیں۔١٦٧

حضرت شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! بے معنی گفتگو سے پرہیز علم میں اضافہ کرتا ہے۔١٦٨

٢٠۔ تحصیل علم:

قرآن کریم میں ٧٥٦ مقامات پر اللہ تعالی نے مرد وعورت دونوں کو ہی کائنات میں غور فکر اور تفکر وتدبر کی بار بار ہدایت اور خاص تاکید کی ہے تا کہ اس تفکر اور تدبر کے نتیجے میں وہ اللہ کا قرب حاصل کر سکیں جبکہ اس قرب کو کوئی بھی حاصل کر سکتا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت یہ اس کی تلاش اور جستجو پر منحصر ہے کے وہ اپنے لئے کس مقام کا متمنی ہے کیونکہ روح دونوں (مرد وزن) کے وجود میں کام کر رہی ہے اور روحانی اعتبار سے دونوں یکساں روحانی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۔١٦٩ ترجمہ۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔١٧٠

ترجمہ۔ وہ جن کو (مرد وعورت) چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو (مرد وعورت) حکمت ملی اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت بھی وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔١٧١

ترجمہ۔اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۚۙ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ ۱۷۲

ترجمہ۔بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اختلاف میں صاحبان عقل وفکر (مرد وعورت) کے لئے نشانیاں ہیں وہ جو اللہ کو اٹھتے بیٹھتے ، کروٹ لیتے ہوئے یاد کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کے اے ہمارے رب! آپ نے یہ سب کچھ خواہ مخواہ پیدا نہیں کیا ہے آپ پاک ہیں ہمیں آگ (جہالت ،غصہ، فضولیات ، غیبت اور جن باتوں میں آگ کی سی جلن ہے) سے بچا لیجئے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ۔ ۱۷۳

ترجمہ۔بے شک وہ لوگ (مرد وعورت) جو تقویٰ حاصل کرنے کی چاہ رکھتے ہیں جب بھی انھیں شیطان کی طرف سے کوئی منفی بات ذہن مس کرنے لگتی ہے تو وہ اللہ کی نصیحت کو زیر نظر کر لیتے ہیں اور چوکنے ہو جاتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالی اپنے دونوں بندوں (مرد و زن) سے مخاطب ہیں اور انھیں تحصیل علم کی دعوت دی جا رہی ہے تا کہ وہ عقل وشعور اور تجربات ومشاہدات کے ذریعے اللہ کی دوستی اور معرفت کو حاصل کریں۔اسی حوالے سے معلم انسانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار احادیث بنی نوع انسانیت کو راہ ہدایت دکھا رہی ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علم کی فضیلت ،عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور تمھارے دین کی سب سے اچھی چیز تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ ۱۷۴

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ،انصار کی عورتیں اچھی عورتیں ہیں وہ دین کو سمجھنے میں شرماتی

نہیں۔۱۷۵؎

علم کا حاصل کرنا مرد و عورت پر فرض ہے۔۱۷۶؎

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عالم کے لئے آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات اور پانی کی مچھلیاں تک استغفار کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے ستاروں پر ہوتی ہے۔

علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں انبیاء اپنی میراث میں درھم یا دینار نہیں چھوڑتے انبیاء کی میراث علم ہے تاہم جس نے علم کو حاصل کیا اس نے بڑی نعمت (دولت) حاصل کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور تمھارے دین کی سب سے اچھی چیز تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔۱۷۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

کم ترین علم وہ ہے جو زبان پر رہے اور بلند ترین علم وہ ہے جو کہ عمل سے اور انسانی اعضاء سے ظاہر ہو، علم ایک کریم وراثت اور شرف ہے اگر کوئی یہ سمجھ لیتا ہے کے وہ وہ علم کی گہرائیوں سے واقف ہو گیا تو وہ گویا احکام شریعت کے چشموں سے سیراب ہو گیا۔

علم ایک ایسی سلطنت ہے جو اسے پا جاتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کرتا ہے اور جو اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے وہ اسی کے ذریعے یلغار کا نشانہ بنتا ہے لیکن جس کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کی دنیا سے لطف اندوزی کم ہو جاتی ہے اور اللہ جیسے بکثرت عقل عطا فرماتا ہے اس کا حساب اس کے رزق میں ہی کر لیتا ہے۔۱۷۸؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! ایک علم میرے سینے کی تہوں میں لپٹا اور پوشیدہ ہے اگر میں اس کو ظاہر کر دوں تو تم اسی طرح سے پیچ و تاب کھانے لگو گے جس طرح سے گہرے کنوئیں میں رسیاں لرزتی اور تھرتھراتی ہیں۔۱۷۹؎

۲۱۔امانت داری:

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ۔۱۸۰

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ تمھیں یہ تاکیدی حکم دیتا ہے کے امانت، امانت والوں کو پہنچادو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو یقیناً اللہ تمھیں بہتر چیز کی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو سائل نے پوچھا کے امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کوئی منصب کسی نااہل کے سپرد کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔۱۸۱؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجلس کی گفتگو بھی امانت ہے سوائے اس کے کسی کے قتل، زنا یا مال کو نقصان پہنچانے کی بات کی جائے تو سننے والے پر لازم ہے کے وہ اس سے متعلقہ شخص کو آگاہ کرے۔۱۸۲؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منافق کی تین علامات ہیں۔

۱۔جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا۔

۲۔جب وعدہ کرے گا تو اس کی خلاف ورزی کرے گا۔

۳۔اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھوئی جائے گی تو اس میں خیانت کرے گا۔۱۸۳؎

۲۲۔منافقت سے اجتناب (قول وفعل کا صادق ہونا):

اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنۡ تَجِدَ لَہُمۡ نَصِیۡرًا ۔۱۸۴

ترجمہ۔منافقین تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے۔

وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ۔١٨٥؎

ترجمہ۔اللہ یہ گواہی دیتا ہے کے بلاشبہ منافق ہی جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

١۔جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا۔٢۔جب وعدہ کرے گا تو وعدہ خلافی کرے گا۔

٣۔جب اس کے پاس کوئی امانت رکھوئی جائے گی تو وہ اس میں خیانت کرے گا۔١٨٦؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کو سب سے زیادہ پسند سچی بات ہے۔١٨٧؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نہیں (مومن کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا)۔١٨٨؎

٢٣۔نفس کی پیروی سے گریز:

یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً
فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ۔١٨٩

ترجمہ۔اے اطمینان پا جانے والے نفس تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کے تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی (گویا اس کی رضا تیری مطلوب ہو اور تیری رضا اس کی مطلوب) پس تو میرے کامل بندوں میں شامل ہو جا۔

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ
خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ
اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ۔١٩٠

ترجمہ۔اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ فرمایا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ایسے عمدہ مکانوں کا وعدہ فرمایا جو ہمیشگی والے باغوں میں ہوں گے اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے یہ بڑی کامیابی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ ۱۹۱

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی نفع دے گی ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ ۱۹۲

ترجمہ۔ہم تو تمھارے (نفس کے) اندر ہیں کیا تم نہیں دیکھتے؟

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ ۱۹۳

ترجمہ۔جو شخص نفسانی خواہشات کے خلاف عمل کرتا ہے اس کی جگہ جنت میں ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ ۱۹۴

ترجمہ۔ہم تو تمھاری رگ جان سے بھی قریب تر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نہ کبھی بندے سے دور ہوئے اور نہ ہی اللہ اور بندے کے درمیان کوئی فاصلہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! جہاں تم ایک ہوتے ہو وہاں دوسرا اللہ ہے اور جہاں تم دو ہوتے ہو وہاں تیسرا اللہ ہے۔ ۱۹۵

قرآن کریم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اللہ اور بندے کے درمیان کسی قسم کا کوئی فاصلہ نہیں۔

مَن عرف نفسَه فقد عرف ربَّه۔

ترجمہ۔جس نے اپنے نفس کو پہچانا گویا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ ۱۹۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تیرا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔ ۱۹۷

شداد بن اوسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سمجھ دار انسان وہ ہے جو اپنے نفس

کا محاسبہ کرتے ہوئے موت کے بعد کی (زندگی) کے لئے عمل کرے۔۱۹۸؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور بہترین ہے وہ شخص جو اللہ کے کنبے کے لئے نفع بخش ہو۔۱۹۹؎

اسی حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وضاحت میں رومی کہتے ہیں! صوفیاء کے نزدیک اصل دین ہی محبت ہے اس کے بغیر تمام شعائر اور شرائع بے معانی ہیں بعض اکابر صوفیاء اپنے مریدین کو کوئی وظیفہ تلقین نہیں کرتے سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی مخلوق سے محبت کریں کیونکہ یہی وہ معرفت الٰہی کی کنجی ہے جس سے سالک کے احوال میں ترقی اور اسے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے جس گھر میں محبت ہوتی ہے وہ گھر روشن رہتا ہے اور جس انسان نے اپنے دل میں خلق خدا کی محبت کو ترقی دی گویا اس نے سب کچھ پالیا حتیٰ کے محبت شیر کو اس کی درندگی بھی بھلا دیتی ہے چنانچہ یہ طے پایا کے محبت ہر مرض کی دوا ہے اب چاہے وہ مرض اخلاقی، ذہنی، روحانی، نفسیاتی یا جسمانی ہو۔

۲۴۔ظاہری اور باطنی پاکیزگی کا حصول (گناہوں سے بچنا):

ظاہری اور باطنی پاکیزگی سے مراد اخلاقی پاکیزگی، دین اسلام کی عمارت کا ایک اہم ستون ہے قرآن کریم اس کی بار بار تاکید کرتا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی بعثت کا بھی اصل مقصد یہی تھا کے وہ بنی نوع انسانیت کو یہ بتائیں کے ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی دو قوتیں پائی جاتی ہیں تاہم ان دونوں قوتوں کو ختم کرنا انسان کے بس میں نہیں لہٰذا ہر انسان کو اپنے نفس کے خیر کو دنیا میں عام کرتے ہوئے شر کی قوتوں کو کنٹرول کرنا چاہیئے اچھے اخلاق میں شامل ایک اللہ کی عبادت، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، اللہ کے احکامات کی بجا آوری، حصول علم، اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، صبر وشکر، استقامت، توکل، اخلاص، زہد وتقویٰ، صدق، ایفائے عہد، شیرین زبانی، عدل واحسان، قناعت، نیکی، ایثار قربانی، والدین سے حسن سلوک، صلہ رحمی پڑوسیوں کے حقوق کی ادائے گی، سلام میں پہل، مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت، مجبور اور کمزوروں کی مدد، دوستی، محبت، حب الوطنی، شرافت، وقت کی پابندی، غیرت، مہمان نوازی، حفاظت، تجارت، رزق حلال، صدقہ وخیرات، پاکی طہارت، سیاحت وعبرت، کائنات میں

غور و فکر اور ذکر الٰہی وغیرہ۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ١ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۔۲۰۰

ترجمہ۔تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو قرابت داروں، یتیموں اور مساکین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، پڑوسی رشتے دار سے، اجنبی پڑوسیوں سے اور پہلو کے ساتھی، مسافر، کنیزوں اور غلاموں سے جو تمھارے زیر دست ہیں سے احسان کا معاملہ کرو۔

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ۔۲۰۱

ترجمہ۔درگزر اختیار کرو نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارا کش رہو۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ۔۲۰۲

ترجمہ۔ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہو اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی ہدایت کرتے۔

۲۵۔برے نام سے پکارنے سے اجتناب:

وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ١ؕ۔۲۰۳

ترجمہ۔ایک دوسرے کو برے ناموں (القاب) سے نہ پکارو۔

لَا یَسْخَرْ ۔ ۲۰۴ ے ترجمہ۔ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ۔

وَ لَا تَلْمِزُوْٓا۔ ۲۰۵ ے ترجمہ۔ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو۔

۲۶۔تانک جھانک اور جاسوسی سے گریز:

وَّ لَا تَجَسَّسُوْا۔ ۲۰۶ ے ترجمہ۔جاسوسی اور ٹوہ نہ لگاؤ۔

اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔۲۰۷؎ ۔ترجمہ۔ بدگمانیوں سے بچو۔

۲۷۔حق بات کرنا۔(بات کو توڑ مروڑ کر بیان نہ کرنا):

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ ۔۲۰۸

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

وَ اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ ۔۲۰۹؎ ۔ترجمہ۔اپنے عہد کو پورا کرو۔

وَ اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ۔۲۱۰

ترجمہ۔اپنے عہد کو پورا کرو بے شک عہد سے متعلق پوچھ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سچائی انسان کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے جبکہ جھوٹ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔۲۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈالتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے۔۲۱۲؎

۲۸۔وعدے کی پابندی کرنا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۔۲۱۳

ترجمہ۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کہو اللہ تمہارے اعمال کو صحیح بنادے۔

وَ اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ۔۲۱۴

ترجمہ۔اپنے عہد کو پورا کرو بے شک عہد سے متعلق پوچھ ہوگی۔

وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمۡ وَ لَا تَنۡقُضُوا الۡاَيۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡكِيۡدِهَا وَ قَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰهَ عَلَيۡكُمۡ كَفِيۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۔۲۱۵

ترجمہ۔تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم عہد کرلو، اور اپنی قسموں کو موکد کرنے کے بعد مت توڑا، اور تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو، بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْ۔ ۲۱۶؎۔ ترجمہ۔ اللہ کے عہد کو پورا کرو۔
حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے خطبوں میں فرماتے! جس میں عہد کا پاس نہیں اس کا ایمان نہیں۔ ۲۱۷؎
حضرت علیؓ کا قول ہے! انسان کے ایمان کی پہچان وعدوں کی پابندی سے ہوتی ہے۔ ۲۱۸؎

۲۹۔ لوگوں کی عیوب کی پردہ داری کرنا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ۔ ۲۱۹؎
ترجمہ۔ تباہی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں پر طعن کرے اور پیٹھ پیچھے ان کی برائی کرے۔

وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْم۔ ۲۲۰

ترجمہ۔ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے؟ یقیناً تمھیں اس سے گھن آئے گی۔ اللہ سے ڈرو اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔
وَلَا يَغْتَبْ۔ ۲۲۱؎۔ ترجمہ۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی کا کوئی عیب دیکھے پھر اس کی پردہ داری کرے تو وہ شخص کی طرح ہے جس نے کسی زندہ دفنائی ہوئی لڑکی کوئی زندگی بخشی ہو۔ ۲۲۲؎
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل انتہائی حیاء والا اور پردہ پوش ہے اور حیاء اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے۔ ۲۲۳؎
حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مجھے معراج کروائی گئی تو میرا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے کو نوچ رہے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا کے یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبرائیل نے کہا! یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی بےعزتی کرتے تھے۔ ۲۲۴؎
حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر فرماتے ہیں! مجھے سات سو (۷۰۰) ابدال سے ملنے کا موقع ملا اور میں نے سب سے ایک ہی سوال کیا کے فقر کیا ہے؟ تو ان سب نے ایک ہی جواب دیا کے فقر

پردہ پوشی کا نام ہے۔

مقام محمود:

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! اللہ تعالی نے انسان کے لئے مقام محمود یعنی انسانیت کی معراج منزل کمال مقرر کی ہے، مقام محمود وہ حد ہے جس تک اللہ تعالی نے انسان کو اسماء الٰہیہ کے علوم عطا فرمائے ہیں اور اللہ تعالی کی صفات وکمالات، شعائر وعادات اور قوانین وتجلیات کو اللہ تعالی کے اسماء قرار دیا گیا ہے، مقام محمود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے جس تک شاذ ونادر ہی کوئی آج کے دور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت، مرشد کریم کے فیض اور اللہ کی خصوصی رحمت سے پہنچتا ہے اور وہاں کے علوم حاصل کرتا ہے۔ ۲۲۵

سدرۃ المنتہیٰ:

انسانی تفہیم وتعلیم اور شعور اور لاشعور کی معراج عالم انوار سے جس مقام تک ہے اس کا نام حجاب محمود ہے حجاب محمود عرش کی بلندی ہے وہ بلندی جس کو عرش کی انتہاء کہا جا سکتا ہے انسان کے اندر اتنا ادراک ہے کے وہ حجاب محمود کی تفہیم کا خود کو خوگر بنا سکتا ہے اور حجاب محمود میں اللہ کی تجلیات و صفات کو سمجھ سکتا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں مقرب فرشتے نہیں پہنچ سکتے اس عالم سے نیچے ایک اور عالم سدرۃ المنتہیٰ ہے سدرۃ المنتہیٰ مقرب فرشتوں کی پرواز کی انتہاء ہے،

سدرۃ المنتہیٰ سے نیچے ایک اور بلندی بیت المعمور ہے۔ ۲۲۶

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا! نیچے کی تمام چیزوں کی انتہاء اس درخت پر ہوتی ہے اوپر کی تمام چیزوں کی انتہاء بھی اس درخت پر ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! تمام نبیوں کے علوم کی انتہاء سدرہ پر ہو جاتی ہے اور اس کے پار کی چیزوں کا علم ان سے غائب ہے۔

ضحاک نے کہا! اعمال کے اوپر چڑھنے کی انتہاء سدرہ پر ہوتی ہے اور یہاں سے ان کو وصول کر لیا جاتا ہے۔

کعب نے کہا! ملائکہ اور عام انبیاء سدرہ پر ہے۔

ربیع بن انس نے کہا! ارواح شہداء کی انتہاء سدرہ پر ہیں (اس میں یہ اشکال ہے کے شہداء کی روحیں جنت کی کیاریوں میں چرتی ہیں اور عرش کی قندیلوں میں لٹکتی ہیں۔

قتادہ نے کہا! ارواح مومنین کی انتہاء سدرہ پر ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ کے منہاج کے موافق چلنے والے ہر شخص کی انتہاء سدرہ پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر اسم مبارک نہایت گہرے معانی، بصیرت اور مفاہیم سمیٹے ہوئے رنگ وخوشبو سے مزین ہیں، جیسے جیسے ان اسماء مبارکہ پر ذہن انسانی تفکر اور تدبر کرتا ہے ویسے ویسے ان کی نئی خوشبو، تازگی اور معانی ومفاہیم سے انسان ہم آہنگ ہوتا جاتا ہے اگرچہ تمام اسماء مبارکہ کی فہم وبصیرت انسان کے بس کی بات نہیں لیکن تجسس انسان کی فطرت کا خاصا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی اول اور آخر بھی ہے تاہم علماء اور صوفیاء کرام نے یہ لکھا ہے ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور علمی تکمیل کے مختلف مدارج کے تسلسل میں تمام انبیاء کرام جن میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامل ہیں سب کے سب مختلف ادوار میں مختلف اقوام کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے آتے گئے تاہم تمام پیغمبر اور رسل ایک ہی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں بالفاظ دیگر یہ سلاسل انبیاء ورسل دراصل تکمیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف منازل ہیں اگرچہ بنیادی اصول ہر جگہ ایک ہی تھا لیکن چونکہ شعور انسانی ابھی اپنے ارتقائی مراحل سے گزر رہی تھی لہٰذا بنی نوع انسان کی ذہنی سکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالی نے انسانیت کی تربیت مرحلہ وار فرمائی یہاں تک کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ ہوگیا یعنی تکمیل دین کے ساتھ ہی باب نبوت بھی قیامت تک کے لئے بند کردیا گیا دوسری جانب انسانیت بھی اپنی معراج کبریٰ تک جا پہنچی کیونکہ ہر انسان کے سامنے معراج انسانیت کا نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں موجود تھا۔

قوم بنی اسرائیل کی قدیم تاریخ:

'اسرائیل' کے معنی 'عبداللہ' یا اللہ کا بندہ ہے اور یہ لقب حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالی کی

جانب سے عطا کیا گیا جو کے حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے ان کی نسل اور قوم کو بنی اسرائیل' کہا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے سام سے جا ملتا ہے لہٰذا یہ تمام پیغمبران اسلام سامی النسل تھے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ ۔۲۲۷

ترجمہ۔ بے شک نوح کا اتباع کرنے والوں میں ابراہیم بھی تھے۔

وَ جَعَلۡنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الۡبٰقِيۡنَ۔۲۲۸۔

ترجمہ۔ہم نے (نوح) کی اولاد کو باقی رکھا۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ جَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الۡكِتٰبَ فَمِنۡهُمۡ مُّهۡتَدٍ‌ۚ وَ كَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۔۲۲۹

ترجمہ۔ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھا، سو ان لوگوں میں بعض تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے قوم بنی اسرائیل دراصل جلیل القدر پیغمبروں کی اولادوں میں سے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور صحائف نازل فرمائے تا کہ وہ راہ ہدایت اختیار کرتے ہوئے سچائی کے راستے پر چلیں یہی نہیں بلکہ قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار دنیاوی نعمتوں سے بھی نوازا جس کا قرآن کریم میں جا بجا تذکرہ موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَ اَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۔۲۳۰

ترجمہ۔اے بنی اسرائیل ! یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمھیں نوازا، اور ہم نے تمھیں عالمین میں فضیلت عطا کی۔ ۲۳۰

يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَ اَوۡفُوۡا

بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ۔ ۲۳۱

ترجمہ۔اے بنی اسرائیل تم میرے احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور پورا کرو میرے عہد کو میں پورا کروں گا تمہارے عہد کو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

قوم بنی اسرائیل فلسطین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے آباد تھی اور یہ وہاں ایک طویل عرصہ تک قیام پذیر رہے لیکن جب وہاں ایک شدید قحط پڑا اس وقت نابینا حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ۱۳۰ برس تھی دوسری جانب حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے مصر میں اختیارات عطا فرمائے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تمام بھائیوں اور اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو فلسطین سے مصر بلوا لیا۔حضرت یوسف علیہ السلام کے تمام اہل خانہ جن کی تعداد ۶۷ بتائی جاتی ہے فلسطین سے ہجرت کر کے مصر آ گئے جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام تقریباً ۱۷ برس تک حیات رہے اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر پر اگلے ۵۰ برسوں تک بلاشرکت غیرے حکمرانی کرتے رہے اور ۱۱۰ برس کی عمر میں وفات پائی یہ دور بنی اسرائیل کے عروج اور اقتدار کا دور مانا جاتا ہے لیکن پھر یہ عروج بتدریج زوال کا شکار ہوا مورخین اس حوالے سے جو اعداد و شمار بیان کرتے ہیں وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات سے اندازاً ایک صدی سے کچھ زیادہ کا وقت بتاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کا زوال:

حضرت یوسف علیہ السلام کے دنیا سے گزر جانے کے تقریباً ایک صدی بعد بنی اسرائیل کی مصر میں وہ پہلی سی قدر و منزلت باقی نہ رہی چنانچہ بنی اسرائیل بھی رفتہ رفتہ زوال آشنا ہوئے تاریخی شواہد یہ بتاتے ہیں کے مصری قبطیوں نے سب سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کی زرخیز زمین، جائیداد اور گھروں سے بے دخل کیا پھر انھیں حکومتی مناصب سے بھی بے دخل کیا پھر رفتہ رفتہ انھیں ذلت ورسوائی کے کاموں میں گھسیٹتے رہے یہی نہیں بلکہ ان سے بغیر معاوضہ مزدوری کرواتے۔قرآن کریم اس حوالے سے کہتا ہے!

وَاِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ

اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ۔ ۲۳۲

ترجمہ۔انھوں (مصریوں،قبطیوں) نے تمھیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا وہ تمھارے لڑکوں کو ذبح کرتے جبکہ تمھاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے اس حالت میں تمھارے رب کی طرف سے تمھاری بڑی آزمائش تھی۔

اس حوالے سے بائبل کا ایک اقتباس نقل کیا جارہا ہے

تب مصر میں ایک نیا بادشاہ ہوا جو یوسف کو نہیں جانتا تھا اس نے اپنی قوم (قبطی) کے لوگوں سے کہا کے دیکھو بنی اسرائیل ہم سے زیادہ قوی ہو گئے ہیں سو آؤ ہم ان کے ساتھ حکمت کے ساتھ پیش آئیں کہیں ایسا نہ ہو جائے کے وہ تعداد میں ہم سے زیادہ ہو جائیں پھر وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل کر کہیں ہم سے جنگ نہ چھیڑ دیں اور نتیجے میں ہمیں ملک بدر نہ کر دیں چنانچہ مصریوں نے بنی اسرائیل پر مظالم اور تشدد کی حکمت عملی تیار کی وہ ان سے سخت مشقت کے کام لیتے، ان سے اینٹیں بنواتے، بیگار لیتے یہی نہیں بلکہ بنی اسرائیل سے محنت مشقت اور جسمانی اذیت پر مبنی کام کاج کروایا جاتا الغرض مصریوں نے بنی اسرائیل کی زندگی اجیرن کر دی پھر مصریوں نے بنی اسرائیل کے خلاف اگلی حکمت عملی یہ طے کی کے ان کی تعداد کو گھٹا دیا جائے چنانچہ حکومتی سطح پر مصری دائیوں کو اس بات کا پابند کیا جب بھی بنی اسرائیل میں لڑکے پیدا ہوں تو انھیں کسی طور سے قتل کر دو اور ان کی لڑکیوں کو جیتا رکھو۔ ۲۳۳

قبطی:

قبطی دراصل قدیم مصری ہیں جن کی اولادوں سے اہل فراعنہ پیدا ہوئے۔حضرت یوسف علیہ السلام کے دنیا سے گزرنے کے بعد ان قبطیوں نے بنی اسرائیل پر مظالم ڈھانا شروع کر دیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش تک تو با قاعدہ قبطیوں نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا اور ان پر ظلم کی انتہا کر دی پھر جب رومی عیسائیوں نے بہت بعد میں مصر پر قبضہ کیا تو ان قبطیوں نے عیسائیت کو قبول کر لیا مورخین لکھتے ہیں کے یہ قوم مصر سے بنی اسرائیل کے زور کو توڑنے کے لئے

سرگرداں تھے لہٰذا انھوں نے بنی اسرائیل کی نسل کشی کے غرض سے ان کے بیٹوں کو نہایت حکمت سے قتل کروایا اوران کی بیٹیوں کو وہ زندہ چھوڑ دیتے بعدازاں یہی بنی اسرائیل کی بیٹیاں ان قبطیوں کے تصرف میں آتی گئیں جن سے اسرائیلیوں کے بجائے قبطی نسل پیدا ہونے لگی اگرچہ قبطیوں کی جانب سے بنی اسرائیل پر اس ظلم و جبر کا سلسلہ ایک طویل عرصہ تک جاری رہا یہاں تک مصر کا وہ فرعون (رعمیس) جس کے زمانے میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نجومیوں نے یہ بیان کی بنی اسرائیل میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جس سے تمھاری بادشاہت کو شدید خطرات لاحق ہوں گے چنانچہ شاہی محل سے ایک فرمان شاہی جاری کیا گیا کے بنی اسرائیل کے جس گھر میں بھی بیٹے کی پیدائش ہو اس بچے کو فوری طور پر قتل کر دیا جائے جبکہ قبطیوں کی جانب سے عرصہ دراز سے جاری ظلم وستم کا سلسلہ حضرت موسیٰ کی پیدائش کے بعد تک جاری رہا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک مشہور عبرانی پیغمبر ہیں آپ مصر کے شہر گوشان میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام عمران جبکہ والدہ کا نام یوکبد تھا موسی کے معنی ہیں ’پانی سے نکلا ہوا‘ قرآن کریم میں آپ کا ذکر ۲۹ مرتبہ کیا گیا ہے آپ کی پیدائش سے قبل فرعون نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نجومیوں نے اسے یہ بتائی کے ایک اسرائیلی لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری حکومت کا خاتمہ ہوگا چنانچہ فرعون نے یہ حکم شاہی اپنی سلطنت کی حدود میں نافذ کر دیا جس اسرائیلی کے یہاں کوئی بیٹی پیدا ہو تو اس کو زندہ چھوڑ دو لیکن اگر ان کے یہاں بیٹا پیدا ہو تو اس کو فوری طور پر قتل کر دیا جائے۔

ذیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو قرآن نے جس انداز سے بیان کیا گیا ہے یہاں اس کی وضاحت میں زیادہ تر قرآنی آیات کے حوالے ہی پیش کئے جائیں گے۔

ارشادات خداوندی ہے!

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

طَآئِفَةً مِّنۡهُمۡ يُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَ يَسۡتَحۡيٖ نِسَآءَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ۔۲۳۴

ترجمہ۔وہ (فرعون) بیٹوں کو ذبح کرواتا اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ فساد ڈالنے والوں میں سے تھا۔

اسی اثناء میں حضرت موسیٰ کی پیدائش ہوگئی آپ کے والدین آپ کی پیدائش پر بہت فکرمند تھے کسی طرح سے انھوں نے تین ماہ تک آپ کی پیدائش کو چھپائے رکھا لیکن جب یہ ناممکن ہوگیا اور فرعون کے ہرکارے ایک ایک گھر میں گھس گھس کر تلاشی لیتے تو آپ کی والدہ بے حد خوف زدہ اور پریشان ہوگئیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوۡسٰۤى اَنۡ اَرۡضِعِيۡهِ ۚ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَاَلۡقِيۡهِ فِى الۡيَمِّ وَ لَا تَخَافِىۡ وَ لَا تَحۡزَنِىۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَيۡكِ وَ جَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۔۲۳۵

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف حکم بھیجا کے اسے دودھ پلا پھر جب تو اس پر خوف کرے تو اسے دریا میں ڈال دے اور کسی بھی طرح کا خوف اور غم نہ کر ہم اسے پھر تیرے پاس لوٹا کر لائیں گے اور اسے پیغمبر بنائیں گے۔

حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل پر اللہ نے سکینت نازل فرمائی اور آپ کے دل کو اللہ نے اپنے حکم سے مطمئن کر دیا تو پھر آپ نے ایک لکڑی کے ایک صندوق میں حضرت موسیٰ کو لٹا دیا اور اس صندوق کو دریائے نیل کے سپرد کر دیا جبکہ آپ کی بہن (مریم) نیل کے کنارے کنارے آپ کے صندوق کو دیکھتی جاتیں تھیں کہ آیا یہ صندوق بہتا ہوا کس طرف جاتا ہے لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کے یہ صندوق بہتے بہتے فرعون کے محل کے کنارے تک جا پہنچا اس وقت فرعون کی بیوی حضرت آسیہ محل کے بام پر کھڑی یہ نظارہ دیکھ رہی تھیں انھوں نے اس صندوق کو نکالنے کا حکم دیا اور جب اس کو کھول کر دیکھا تو آپ حضرت موسیٰ کی معصومیت اور خوبصورتی سے بے حد متاثر ہوئیں اور آپ نے فرعون سے آپ کو پالنے کی اجازت طلب کی پھر تھوڑی ردوکد کے بعد بلا آخر

فرعون نے حضرت آسیہ کو اس کی اجازت دے دی۔اس حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۔۲۳۶

ترجمہ۔فرعون کی عورت بولی یہ میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید کے یہ ہمیں کچھ نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور انجام کی انھیں کچھ خبر نہ تھی اور موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہوگیا وہ تو اس کو ظاہر کر ہی دیتی اگر ہم اس کے دل کو ڈھارس نہ بندھاتے تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں ہوجائے اور اس نے اس کی بہن سے کہہ دیا کے تو اس کے پیچھے چلی جا سو وہ اسے دور تک دیکھتی رہی اور انھیں خبر بھی نہ ہوئی، ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں پر بندش کر رکھی تھی سو موسیٰ کی بہن بولی کیا

میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتادوں جو تمہارے لیے اس کی پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔

حضرت آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں، روایات کے مطابق آپ نے ہی حضرت موسی علیہ السلام کی پرورش کی آپ نہایت نیک سیرت خاتون تھیں آپ کی پارسائی ذکر تو قرآن کریم میں بھی موجود ہے یعنی قرآن کریم میں جن چار معزز خواتین کا ذکر آیا ہے ان میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ ا۔حضرت مریم۔ ۲۔حضرت خدیجہ۔ ۳۔حضرت فاطمہ۔ ۴۔حضرت آسیہ۔حضرت آسیہ نہایت پاک باز اور خدا پرست خاتون تھیں جب فرعون پر آپ کے ایمان کا حال کھلا تو اس نے آپ پر بے حد مظالم توڑے لیکن آپ صبر و تحمل سے انھیں سہتی رہیں، حضرت موسیٰ، حضرت آسیہ کی آغوش میں پرورش پانے لگے اس زمانے کے دستور کے مطاق بچے کی پرورش کی ذمہ داری اٹھانے کے

لئے مختلف آیاؤں (پرورش کی ذمہ دار خواتین) کا انتخاب کیا جانے لگا لیکن حضرت موسیٰ نے کسی بھی خاتون کا دودھ نہ پیا۔ ایسے میں آپ کی بہن نے کہا کے میں ایک ایسی خاتون کو جانتی ہوں جو اس بچے کی اچھی پرورش کرسکتی ہے چنانچہ آپ کی بہن اپنی والدہ کو اپنے ساتھ لے آئیں اور اس طرح حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے اپنی بچھڑی ہوئی ماں کی آغوش میں دوبارہ آ گئے آپ کی ماں کو ملکہ نے آپ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سپرد کی۔

قرآن کریم میں اس حوالے سے ارشادات خداوندی!

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۔۲۳۷

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہو اور تا کہ وہ اس بات کو جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے، جب موسیٰ اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور پوری طرح درست ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور اچھا کام کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ
دیا کرتے ہیں۔

وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤى اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَیْنِیْ اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ۔۲۳۸

ترجمہ۔ (موسیٰ) ہم نے پھر ایک مرتبہ تم پر احسان کیا، یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے تیری ماں کو اشارہ کیا تھا ایسا اشارہ جو وحی کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے کے اس بچے کو صندوق میں رکھ دو اور صندوق کو دریا میں چھوڑ دو پھر دریا اسے ساحل پر پھینک دے گا اور اسے میرا اور اس بچے کا دشمن اٹھا لے

گا پھر ہم نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت طاری کر دی اور ایسا انتظام کر دیا کے تو میری نگرانی میں پالا جائے یاد کرو جب تیری بہن چل رہی تھی پھر جا کر کہتی ہے کے میں تمھیں اس کا پتا بتاؤں جو اس بچے کی پرورش اچھی طرح سے کرے؟ اس طرح سے ہم نے تجھے پھر تمھاری ماں کے پاس پہنچا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہو۔

امریکن انسائیکلو پیڈیا اور برٹانیکا اور تفسیر حقانی میں فراعنہ مصر کے احوال کو بیان کیا گیا ہے اور اس تاریخ کے مطابق ۳۵۰۰ ق م سے لے کر اسکندر رومی تک مصر کے حکمرانوں کے تیس (۳۰) خاندان تھے جن کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا جو تقریباً ساڑھے تین ہزار سال تک برسر اقتدار رہے اور ان کی تعداد تقریباً ۳۰۰ کے قریب تھی۔

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے جس فرعون کا ذکر کیا گیا اس کا تعلق انیسویں سلطنت سے بتایا جاتا ہے جس کا آغاز رعمیس اول سے ہوا تھا اس خاندان کا تیسرا بادشاہ رعمیس دوم یا رعمیس اعظم تھا عام خیال کیا جاتا ہے کے حضرت موسیٰ کی پرورش رعمیس دوم کے ہی گھر پر ہوئی جبکہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ جس فرعون سے ہوا وہ رعمیس سوم یا منفتہ یا منفتاح تھا اس بیان کی تائید بائیبل اور تالمود کے اس متفقہ بیان سے ہوتی ہے کے حضرت موسیٰ اس کے محل میں چالیس برس تک رہے حضرت موسیٰ جب جوان ہوئے تو آپ نہایت قوی الحبثہ اور بہادر انسان تھے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔ ۲۳۹

ترجمہ۔ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور سنبھلا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح سے جزا دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ نے دیکھا کے مصر میں فرعونی ہرکارے، اسرائیلیوں پر بے تحاشا ظلم وستم کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسرائیلی نہایت ذلت و رسوائی اور غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے تو آپ

کے دل میں بنی اسرائیل کے لئے ہمدردی کے جذبات فزوں تر ہو گئے۔
ایک مرتبہ حضرت موسیٰ کہیں جارہے تھے تو آپ نے ایک مصری کو دیکھا جو ایک اسرائیلی کو بیگار کے لئے گھسیٹ کر لے جارہے تھے اس اسرائیلی نے جب حضرت موسیٰ کو دیکھا تو اس نے آپ کو اپنی مدد کے لئے بلایا حضرت موسیٰ نے اس مصری کو روکنے کی کوشش کی کی لیکن وہ اپنی ظالمانہ حرکت سے باز نہ آیا حضرت موسیٰ نے اس مصری کے منہ پر ایک طمانچہ مارا مصری اس طمانچے کی ضرب کو برداشت نہ کرتے ہوئے مرگیا جبکہ حضرت موسیٰ کا اس مصری کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا اس پر حضرت موسیٰ بھی اللہ کی بارگاہ میں نادم ہوئے اور آپ نے اللہ سے اپنے اس فعل کی مغفرت طلب کی اور کہا کے ایسا صرف اور صرف نادانستگی میں ہوا یہ خبر پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی دوسرے روز پھر آپ نے اسی اسرائیلی کو ایک دوسرے مصری کے ساتھ دست وگریبان ہوتے دیکھا اس اسرائیلی نے پھر آپ کو مدد کے لئے بلایا حضرت موسیٰ نے اس مصری کو اس ظلم سے باز رہنے کے لئے کہا لیکن نہایت ناگواری سے آپ اس اسرائیلی سے مخاطب ہوئے
بے شک تو بھی کھلا ہوا گمراہ ہے تو خواہ مخواہ جھگڑا مول لیتا ہے اور پھر فریاد کرتا ہے' اسرائیلی آپ کی یہ بات سن کر خوفزدہ ہوگیا اور اس نے حضرت موسیٰ سے کہا کے جس طرح سے تو نے کل ایک مصری کو قتل کیا تھا کیا۔
تو آج مجھ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے چنانچہ یہ خبر بھی فرعون کے دربار تک جا پہنچی لہٰذا فرعون نے حضرت موسیٰ کی گرفتاری کا حکم دے دیا لیکن اس سے پہلے کے درباری ہرکارے آپ کو گرفتار کرتے آپ خاموشی سے مدین کی جانب ہجرت کر گئے۔ مدین ایک قبیلے کا نام ہے جو
حضرت ابراہیم کے ایک بیٹے 'مدین' کے نام سے موسوم ہے آپ حضرت ابراہیم کی تیسری بیوی قطورہ سے پیدا ہوئے تھے جبکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا لہٰذا جس خطہ زمین پر یہ قبیلہ آباد تھا وہ مدین کے نام سے مشہور ہوگیا)۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ
فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۔۴۰

ترجمہ۔اے موسیٰ تونے ایک شخص کو قتل کردیا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دلا دی اور ہم نے تجھے کسی قدر آزمائش میں ڈالا، پھر تم اہل مدین میں کئی سال رہے پھر تم اے موسیٰ ایک خاص وقت پر چلے آئے۔

وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ۔۲۴۱

ترجمہ۔میں نے تمہیں اپنے لئے منتخب کرلیا،تم اور تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤاور دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔۲۴۲

ترجمہ۔اور وہ ایسے وقت میں شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے لوگ غافل تھے سو اس میں دو مردوں کو پایا جو آپ میں لڑ رہے تھے ایک ان کی جماعت میں تھ اور ایک دشمن کی جماعت میں سے تھا سو جو شخص ان کی جماعت میں سے تھا اس نے ان سے اس شخص کے مقابلہ میں مدد طلب کی جوان کے دشمنوں میں سے تھا۔سو موسی نے اس کا کام تمام کردیا۔موسیٰ نے کہا یہ شیطانی حرکت ہے بلاشبہ وہ دشمن ہے گمراہ کرنے والا ہے واضح طور پر،موسیٰ نے کہا اے میرے رب بلاشبہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا،سو آپ میری مغفرت فرمادیجیے سو اللہ نے ان کو بخش دیا بلاشبہ وہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

حضرت موسیٰ جب مدین پہنچے تو یہاں پہنچنے کے بعد آپ نے حضرت شعیب کے گھر پر دس سال تک قیام کیا اور ان کے حکم کے مطابق ذمہ داریاں انجام دیتے رہے یہاں تک کے ان کی صاحبزادی حضرت صفورا سے آپ کا عقد منعقد ہوا۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی!

فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ‌ؕ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ۔ ۲۴۳

ترجمہ۔ (مصر سے نکل کر) جب موسیٰ نے مدین کا رخ کیا تو اس نے کہا امید ہے میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا، مجھے ظالمین سے بچا۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلۡقَآءَ مَدۡيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يَّهۡدِيَنِىۡ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ۔ ۲۴۴

ترجمہ۔ جب موسیٰ نے مدین کی طرف توجہ کی تو یوں کہا کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ چلا دے گا۔

روایت میں آتا ہے، ایک سرد رات میں جب آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مدین سے آگے کی طرف نکل گئے سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت محسوس ہوئی لہٰذا سامنے وادی سینا میں آپ کو کوئی شعلہ چمکتا ہوا نظر آیا موسیٰ نے اپنی بیوی سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے کوئی چنگاری میں تمھارے لئے لاسکوں یا وہاں آلاؤ پر کسی رہبر کو پاسکوں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمَّا قَضٰى مُوۡسَى الۡاَجَلَ وَسَارَ بِاَهۡلِهٖۤ اٰنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا‌ ۚ قَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ جَذۡوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ۔ ۲۴۵

ترجمہ۔ پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے اہل کو لے کر روانہ ہوئے تو طور کی جانب سے آگ کو محسوس کیا اپنی اہلیہ سے کہا کہ تم ٹھہر جاؤ بے شک میں نے ایک آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر لے آؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تا کہ تم تاپ لو۔

حضرت موسیٰ جب اس درخت کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا ایک عجیب سی روشنی ہے وہ نا تو آگ ہے کے اس کی وجہ سے درخت جل جائے اور نہ ہی وہ بجھتی ہے چنانچہ آپ جیسے جیسے اس

روشنی کے قریب بڑھتے جاتے ویسے ویسے وہ روشنی دور ہوتی جاتی یہ دیکھ کر آپ کے دل میں خوف پیدا ہوا اور آپ نے واپسی کا ارادہ کیا آپ جیسے ہی واپسی کے لئے مڑے روشنی قریب آ گئی اور ایک آواز آئی:

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ ۲۴۶

ترجمہ۔ جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی! اے موسیٰ بے شک میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۔ ۲۴۷

ترجمہ۔ تم دونوں فرعون کی طرف چلے جاؤ، بے شک وہ سرکشی اختیار کئے ہوئے ہیں، ھر تم دونوں اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا ہوسکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔

حضرت موسیٰ کے پاس بکریاں چرانے کی ایک لاٹھی تھی جس سے آپ بکریاں چرایا کرتے تھے اللہ نے آپ کو حکم دیا کے اس لاٹھی کو زمین پر پھینک دو چنانچہ آپ نے حکم خداوندی کی تعمیل کی جیسے ہی لاٹھی زمین پر پھینکی وہ ایک اژدھا بن کر دوڑنے لگی پھر اللہ نے حکم دیا کے اسے اٹھا لو چنانچہ آپ نے اسے اٹھا لیا تو وہ اژدھا آپ کے ہاتھ میں آکر پھر لاٹھی بن گیا پھر اللہ نے آپ کو حکم دیا کے اے موسیٰ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکال چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا جب ہاتھ نکالا تو وہ بے حد روشن اور چمکتا ہوا تھا۔ ارشادات خداوندی!

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ۔ ۲۴۸

ترجمہ۔ بے شک ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دی ہیں۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ وَ اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ وَ اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا وَّ نَذْكُرَكَ

كَثِيرًا اِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا قَالَ قَدْ اُوتِيتَ سُؤْلَكَ يٰمُوسٰى ۔۲۴۹

ترجمہ۔(موسیٰ نے دعا کی) اے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرے کام میں آسانی پیدا فرما اور میری زبان کی گرہ کھول دے کے وہ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر مقرر کردے اس سے میری کمر مضبوط ہوجائے گی اور میرے کام میں اسے شریک کرتا کہ ہم کثرت سے تیری پاکی بیان کرسکیں اور کثرت سے تجھے یاد کرسکیں بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست منظور کی گئی۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۔۲۵۰

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے پاس بھیجا، سو انہوں نے ان آیات کے ساتھ ظلم والا معاملہ کیا سو تو دیکھ لے فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟

حضرت موسیٰ نے اللہ سے کلام کیا جس میں آپ کو سرکش فرعون کو راہ ہدایت دیکھانے کا حکم ملا پھر اس حکم خداوندی کے مطابق! جب آپ مصر میں داخل ہوئے تو رعمیس دوم یعنی رعمیس اعظم کا بیٹا منفتاح تخت حکومت پر براجمان تھا جس سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ ہوا، اسی واقعہ کو قرآن کریم اس طرح سے بیان کرتا ہے!

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ۔۲۵۱

ترجمہ۔دونوں نے عرض کیا کئے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کے وہ (فرعون) ہم پر زیادتی کرے گا یا ہم پر پل پڑے گا فرمایا (اللہ نے) ڈرومت میں تمھارے ساتھ ہوں سب کچھ سن رہا

ہوں اور دیکھ رہا ہوں جاؤ اس کے پاس اور کہو کے ہم تیرے رب کے فرستادے ہیں بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کے لئے چھوڑ دو اور ان کو تکلیف بھی نہ دو ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانیاں لے کر آئے ہیں اور سلامتی ہے اس کے لئے جو راہ راست کی پیروی کرے ہم کو وحی کے ذریعے یہ بتایا گیا ہے کے عذاب ہے اس کے لئے جو جھٹلائے اور منہ موڑے۔

وَ قَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَقِیْقٌ عَلٰۤی اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔ ۲۵۲

ترجمہ۔موسیٰ نے کہا! اے فرعون بے شک میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں، میرے لئے بھی شایان شان ہے کہ سچ کے علاوہ اللہ کی طرف کسی بات کو منسوب نہ کروں، میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل لایا ہوں، سوتو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی ۔ ۲۵۳

ترجمہ۔فرعون نے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا۔فرعون بولا اور پہلے جو نسلیں گزر چکیں ان کی کیا حالت تھی؟ موسیٰ نے کہا اس کا علم میرے رب کے پاس ایک نوشتے میں محفوظ ہے میرا رب نہ چوکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ وَّ اضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ۔ ۲۵۴

ترجمہ۔ تم اپنی لاٹھی کو ڈال دو سو جب انہوں نے دیکھا کے وہ اس طرح حرکت کر رہے کہ گویا وہ سانپ ہے تو پشت پھیر کر پلٹ گئے اور پیچھے مڑ کر دیکھا اے موسیٰ آگے آ ؤ اور مت ڈرو بے شک تم امن والوں میں سے ہو، اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر و وہ بغیر کسی مرض کے سفید ہو کر نکلے گا اور اپنے ہاتھ کو بوجہ خوف کے اپنے بازو سے ملا لو، سو تمہارے رب کی طرف سے یہ دو دلائل ہیں، فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بلاشبہ وہ نافرمان لوگ ہیں۔

وَ لَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰى قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا وَ قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ

عَذَابًا وَّ اَبْقٰى قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِیْ
فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اِنَّآ
اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَ
اللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ
فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ
الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى۔ ۲۵۵

ترجمہ۔ ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلائے چلا گیا اور نہ مانا کہنے لگا کے اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کے اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال باہر کرے؟ اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں اب طے کر لے کے کب اور کہاں مقابلہ کرنا ہے؟ نہ ہم اس قرارداد سے پھریں گے اور نہ ہی تم اس سے پھرنا موسیٰ نے کہا کے کھلے میدان میں سامنے آ جاؤ پھر جشن کا دن طے ہوا اور دن چڑھے لوگ جمع ہوں فرعون نے پلٹ کر اپنے سارے ہتھکنڈے جمع کئے اور مقابلے میں آ گیا موسیٰ نے عین موقع پر گروہ مقابل کو مخاطب کر کے کہا اے شامت کے مارو جھوٹی تہمتیں نہ باندھو اللہ پر ورنہ ایک سخت عذاب سے تمھارا ستیاناس کر دیا جائے گا اور جس نے بھی جھوٹ گھڑا وہ نامراد ہوا چنانچہ یہ سن کر ان کے درمیان اختلاف رائے ہو گیا اور وہ چپکے چپکے باہم مشورہ کرنے لگے آخر کار کچھ لوگوں نے کہا کے یہ دونوں تو محض جادوگر ہیں ان کا مقصد یہ ہے کے اپنے جادو کے زور سے تم کو تمھاری زمین سے بے دخل کر دیں اور تمھارے مثالی طریق زندگی کا خاتمہ کر دیں اپنی ساری تدبیریں آج اکھٹی کر لو اور ایک ایک کر کے میدان میں آؤ اور بس یہ سمجھ لو کے آج جو غالب رہا وہی جیت گیا جادوگر بولے موسیٰ تم پھینکتے ہو یا ہم پھینکیں؟ اس پر موسیٰ نے کہا کے نہیں تم ہی پھینکو۔ یکا یک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں اور موسیٰ اپنے دل میں ڈر گیا، پھر ہم نے (موسیٰ) سے کہا کے مت ڈرو تم ہی غالب رہو گے اور پھینکو جو کچھ تمھارے ہاتھ

میں ہے ابھی ان کی ساری بناوٹی چیزوں کو نگل لے گا یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے خواہ وہ کسی بھی شان سے آئے پھر بلا آخر یہی ہوا کہ سارے جادوگر سجدے میں گر پڑے اور پکار اٹھے کے بے شک ہم مان گئے کے ہارون اور موسیٰ کے رب کو فرعون نے کہا کے تم ایمان لے آئے قبل اس کے میں تم کو اس کی اجازت دیتا؟ معلوم ہوگیا کے یہ تمھارا گرو ہے اور اسی نے تمھیں جادوگری سیکھائی تھی اب میں تمھارے ہاتھ پیروں کو مخالف سمت سے کاٹوں گا اور کھجور کے تنوں پر تم کو سولی بھی دوں گا پھر تم کو پتا چلے گا کے ہم دونوں میں سے کس کا عذاب زیادہ دیر پا ہے یعنی میں تمھیں زیادہ سخت سزا دے سکتا ہوں اے موسیٰ اس پر جادوگروں نے جواب دیا کے قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کے ہم روشن نشانیاں سامنے آجانے کے بعد بھی صداقت پر تجھے ترجیح دیں تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کرلے تو زیادہ سے زیادہ بس اس دنیا کی زندگی کا ہی فیصلہ کرسکتا ہے لیکن ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری ساری خطائیں معاف کردے اور اس جادوگری سے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا درگزر فرمائے اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے حقیقت یہ ہے کے جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیئے گا اور نہ ہی مرے گا اور جو اس کے حضور مومن کے طور پر آئے گا اور جس نے نیک اعمال کئے ہوں گے ایسے سب لوگوں کے لئے بلند درجات اور سدا بہار جنت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ جزا اس شخص کی ہے جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَ اسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۲۵۶

ترجمہ۔ فرعون نے کہا اے میرے درباریو میرے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، اے ہامان تو میرے

لیے مٹی پر آگ جلا دے سو میرے لیے ایک محل بنا دے تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو دیکھوں اور بلا شبہ میں اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں، سو اس نے اور اس کے لشکروں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹیں گے، سو ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا سو انہیں سمندر میں پھینک دیا۔ سوائے مخاطب دیکھ لے ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۔ ۲۵۷

ترجمہ۔ ہم نے انہیں پیشوا بنا دیا جو آگ کی طرف دعوت دیتے رہے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ کی جائے گی، اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن قباحت والوں میں سے ہوں گے۔

حضرت موسیٰ کی ہجرت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت کا حکم دیا چنانچہ حضرت موسیٰ،
حضرت ہارون اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) ہجرت کے غرض سے نکلے ہی تھے کے فرعون اور اس کی فوج نے آپ کا تعاقب کیا تا کہ وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو قتل کر سکے۔ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم آگے آگے اور فرعون اور اس کی فوج آپ کے پیچھے پیچھے تھی اس اثناء میں حضرت موسیٰ کے سامنے بحیرہ قلزم آ گیا اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ کو وحی کی کے اپنا عصا سمندر پر مارئے جب آپ نے اپنا عصا مارا تو سمندر کے بیچ میں ایک راستہ بن گیا اور راستے سے آپ اور آپ کی قوم بحفاظت نکل گئی پیچھے آنے والے فرعون نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے بھی اپنی فوج کو حکم دیا کے اس سمندری راستے سے گزرو اور جیسے ہی فرعون اور اس کی فوج نے سمندر میں آگے بڑھنا چاہا ویسے ہی سمندر کا راستہ ختم ہو گیا اور فرعون اور اس کی فوج اس سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔
اس واقعے کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي

الْبَحْرِ يَبَسًاۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۔۲۵۸

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو وحی کی کے میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکلو، پھران کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دینا نہ کسی کے تعاقب کا اندیشہ کرو گے اور نہ تمہیں کسی قسم کا خوف ہوگا۔

فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِۚ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَۚ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَۚ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةًؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۔۲۵۹

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کے اپنی لاٹھی سمندر پر مارو تو سمندر پھٹ گیا اور ہر ایک پھاٹک ایسی ہوگئی جیسے بڑا پہاڑ اور وہاں ہم نے دوسروں کو قریب کر دیا اور موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو بچا لیا اور دوسروں کو ڈبو دیا بے شک اس میں قدرت کی ایک نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں اور بے شک تیرا پروردگار ہی غالب اور مہربان ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بنی اسرائیل کے لیے عاشوراء کے دن سمندر پھٹ گیا تھا۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۔۲۶۰

ترجمہ۔ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار اتار دیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے حسد کیا اور عداوت سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کے جب انھیں غرق نے آلیا تو وہ بولا میں اس بات پر ایمان لایا کے اس کے سوا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور کوئی معبود نہیں اور میں اس کے فرمانبرداروں میں ہوں اب (ایمان لاتا ہوں) پھر جب فرعون نے اپنے لشکر سمیت جب ان کا پیچھا کیا تو سمندر ان پر چھا گیا۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةًؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۔۲۶۱

ترجمہ۔ پہلے تو ،تو میری نافرمانی کرتا تھا؟ اور مفسدوں میں سے تھا سو آج ہم تیرے جسم کو بچالیں گے تا کہ تو اپنے بعد بھی لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا رہے اور بے شک کئی لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ۔ ۲۶۲

ترجمہ۔ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر وہ انھیں آگ پر لے جائے گا جو کے نہایت ہی برا گھاٹ ہے جس پر وہ اترے گا۔

وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ ۲۶۳

ترجمہ۔آل فرعون کو ہم نے غرق کر دیا اس حال میں کہ تم دیکھ رہے تھے۔

بنی اسرائیل کی ارض مقدس (فلسطین) کی جانب ہجرت اور ان کا دوبارہ عروج :

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کے دور میں بنی اسرائیل کو ایک مرتبہ پھر عروج عطا فرمایا جس کے لئے قرآن کریم میں متعدد آیات موجود ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِكُ اِلَّا نَفۡسِیۡ وَ اَخِیۡ فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ۔۲۶۴

ترجمہ۔ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کے اے میری قوم کے لوگو اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمھیں عطا کی تھی اس نے تم میں نبی پیدا کئے، تم کو فرمانروا بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی اور کو نہ دیا تھا اے برادران قوم! اس مقدس سرزمین (فلسطین) میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لئے لکھ دی ہے، پیچھے نہ ہٹو ورنہ تم ناکام و نامراد پلٹو گے انھوں نے جواب دیا کے اے موسی! وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لئے تیار ہیں ان ڈرنے والوں میں دو اشخاص ایسے بھی تھے جن کو اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا انھوں نے کہا کے ان جباروں کے مقابلے میں دروازے کے اندر گھس جاؤ جب تم اندر پہنچ جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو؟ لیکن انھوں نے پھر یہی کہا اے موسی ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک کے وہ وہاں موجود ہیں بس تم اور تمھارا رب، دونوں جاؤ اور لڑو، ہم یہاں بیٹھتے ہیں اس پر موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میرے اختیار میں کوئی نہیں مگر یا میری اپنی ذات اور یا پھر میرا بھائی پس تو ہمیں ان نافرمان لوگوں سے الگ کردے اللہ نے جواب دیا کے اچھا تو یہ ملک (فلسطین) چالیس سال تک ان پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے اور ان نافرمانوں کی حالت پر تم ہرگز بھی ترس نہ کھاؤ۔

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ كَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیۡ بٰرَكۡنَا فِیۡهَا ؕ وَ تَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ الۡحُسۡنٰی عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوۡا ؕ ۔۲۶۵

ترجمہ۔ جو لوگ کمزور کئے جا رہے تھے انھیں ہم نے اس زمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی اور تیرے پروردگار کا نیک وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا اس لئے کے انھوں نے صبر کیا۔

وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ نَجَّيْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيْمِ وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ وَ اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ
الْمُسْتَبِيْنَ وَ هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي
الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ
اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ٢٦٦

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا اور ان کو اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے نجات دی انھیں نصرت بخشی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے ان کو نہایت واضح کتاب عطا کی انھیں راہ راست دکھائی اور بعد کی نسلوں میں ان کا ذکر باقی رکھا سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں درحقیقت وہ ہمارے، مومن بندوں میں سے تھے۔

تاریخی واقعات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو ان کے آبائی وطن فلسطین کی جانب ہجرت کا مشورہ دیا۔

قرآن کریم میں اس مقام کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ
مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا۔ ٢٦٧

ترجمہ۔ (بنی اسرائیل) کو اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنادیا جیسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا۔

بائبل میں اس کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

'فلسطین' میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں اور خداوند یہوواہ نے وعدہ کیا تھا میں تمھیں فلسطین کی حکمرانی عطا کروں گا۔ ٢٦٨

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی بات مانتے ہوئے مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کی اور اپنا ساز و سامان، مال مویشی، خیمے، مال و زر سونا اور چاندی وغیرہ لے کر فلسطین کی جانب عازم سفر ہوئے بنی اسرائیل کی تعداد کے بارے میں مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کچھ ماہرین

کی رائے ہے کے فلسطین ہجرت کے وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ کے قریب تھی بیشتر محققین کا اتفاق ۴۰۰۰۰۰ پر ہے جبکہ بنی اسرائیل کا مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کا یہ واقعہ تقریباً ۱۲ صدی ق م کا بیان کیا جاتا ہے۔۲۶۹؎

بائبل کی کتاب گنتی، استثناء اور یشوع میں یہ درج ہے کے حضرت موسیٰ نے دشت فاران سے بنی اسرائیل کے ۱۲ سرداروں کو فلسطین کا دورہ کرنے کے لئے بھیجا تاکہ وہ وہاں کے حالات معلوم کر سکیں چنانچہ یہ سرداران چالیس دن بعد جب اپنا دورہ مکمل کر کے واپس آئے تو انھوں نے اپنی قوم سے کہا واقعی فلسطین میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں لیکن وہاں کے لوگ بے حد زور آور، قوی اور قد آور ہیں اور ہم ان کے مقابلے میں نہایت کمزور ہیں ان سے مقابلہ کرنے سے تو اچھا تھا کے ہم مصر میں ہی مر جاتے اس پر دو سردار یوشع اور کالب نے مجمع میں سے نکل کر کہا ہمیں بزدلی نہیں دکھانی چاہئے بلکہ ہمیں ایک دم جا کر ان پر تصرف حاصل کر لینا چاہئے پھر انھوں نے مزید کہا اگر خداوند ہم سے راضی ہے تو وہ ہمیں ضرور اس ملک میں پہنچائے گا تم ہرگز خداوند سے بغاوت نہ کرو اور نہ ہی اس ملک کے لوگوں سے ڈرو مگر قوم کے لوگوں نے کہا کے انھیں سنگسار کر دو اس پر خداوند کا غضب بھڑکا اور اس نے یہ فیصلہ کیا سوائے یوشع اور کالب کے اس قوم کا کوئی بھی بالغ مرد اس سرزمین میں داخل نہ ہو پائے چنانچہ قوم بنی اسرائیل چالیس برسوں تک وادی تیہ کے صحرا میں بھٹکتی رہی پھر جب ان کے ۲۰ برس سے زائد عمر کے سارے مرد مر گئے (ایک روایت کے مطابق مورخین ان مرنے والوں کی تعداد تین لاکھ بیان کرتے ہیں) اور ان کی نئی نسل جوان ہو گئی تو انھیں فلسطین میں داخل ہو کر اسے فتح کرنے کا موقع دیا گیا چنانچہ اس فیصلہ خداوندی کے مطابق بنی اسرائیل کو دشت فاران سے شرق اردن تک پہنچنے میں پورے ۳۸ برس لگ گئے اس دوران وہ تمام افراد مر کھپ گئے جنھوں نے اپنی جوانی کی عمر میں مصر سے ہجرت کی تھی لہٰذا شرق اردن کو فتح کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ۱۲۰ برس کی عمر میں وفات پا گئے تاہم آپ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون کے عہد خلافت میں بنی اسرائیل اس قابل ہوئے کے وہ فلسطین فتح کر سکیں۔۲۷۰؎

مفسرین اور مورخین کی رائے کے مطابق حضرت موسیٰ کا جب ان کی قوم کے ساتھ مصر سے خروج

ہوا تو وہ دوبارہ پھر کبھی مصر کی سرزمین پر تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپ کی آئندہ کی ساری زندگی وادی سینا، وادی تیہ اور فلسطین میں بسر ہوئی کیونکہ حضرت موسیٰ کی خواہش پر آپ کی حضرت خضر سے ملاقات کے واقعے کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے جو روایات بخاری اور دوسری کتب حدیث سے نقل کی ہیں وہ یہ ہیں فرعون کی ہلاکت کے بعد آپ دوبارہ کبھی بھی مصر کی جانب نہیں گئے بلکہ اپنی بقیہ تمام عمر وادی سینا، تیہ اور فلسطین میں ہی بسر کی بنی اسرائیل کی روزمرہ زندگی ویسی ہی تھی جیسی کے بھیڑ بکریاں پالنے والے مویشی چوپانوں کی دور قدیم میں ہوا کرتی تھی چونکہ قوم بارہ مختلف قبائل میں منقسم تھی اور ہر قبیلہ ایک معاشرتی اور معاشی وحدت کا علمبردار تصور کیا جاتا تھا قبیلے کا سب سے بزرگ اور عقلمند فرد عام طور پر اس کا سردار مقرر کیا جاتا اور اس کے کئے گئے فیصلوں پر سب کا اتفاق بھی ہوتا قبیلے کے ہر فرد پر قبیلے کے اصول وضوابط اور اطاعت واجب ہوتی جبکہ قبیلہ اپنے ہر فرد کی عزت، جان ومال کا محافظ تصور کیا جاتا لیکن قبیلے کے تمام مال مویشی، مال وزر اور دیگر استعمال کی اشیاء تمام قبیلے کی مشترکہ ملکیت تصور کی جاتیں اس اعتبار سے ہر فرد ان اشیاء کا مساوی حق دار ہوتا تھا۔۱۷۲ـ

واقعہ یہ ہے کے حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کا جب مصر سے خروج ہوا تو ایک طویل عرصے کی غلامی نے ان کے دین وایمان کی حالت میں تغیر بپا کر دیا چنانچہ مصریوں کی بت پرستی کے اثرات کو بنی اسرائیل نے بھی قبول کیا لہٰذا جب یہ لوگ جزیرہ نمائے سینا کے جنوبی علاقے کی طرف ساحل کے کنارے کنارے روآنہ ہوئے اس زمانے میں جزیرہ نمائے سینا کا مغربی اور شمالی حصہ مصر کی سلطنت میں شامل تھا جبکہ جنوب کے علاقے میں موجودہ شہر طور اور ابوزخیمہ کے درمیان تانبے اور فیروزے کی کانیں تھیں جن سے اہل مصر بہت فائدہ اٹھاتے اور ان کانوں کی حفاظت کے لئے مصریوں نے چند مقامات پر چھاؤنیاں بھی قائم کر رکھی تھیں۔ انھی چھاؤنیوں میں سے ایک چھاؤنی مفقہ کے مقام پر واقع تھی جہاں مصریوں کا ایک بہت بڑا مندر تھا جس کے آثار آج تک وہاں باقی ہیں اس کے ہی قریب سامی قوم کا ایک اور چاند دیوی کا مندر بھی موجود تھا غالب امکان یہی ہے بنی اسرائیل جب اس راہ گزر سے گزرے تو انھیں بھی ایک مصنوعی خدا کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بنی اسرائیل کی اس ذہنی کیفیت کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔ ۲۷۲

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی تو (بنی اسرائیل) کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنادے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں موسیٰ نے کہا تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو یہ لوگ جس طریقہ کی پیروی کرتے ہیں وہ تو برباد ہونے والا ہے جبکہ یہ عمل تو سراسر باطل ہے پھر موسیٰ نے کہا کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمھارے لئے تلاش کروں؟ اللہ نے تمھیں عالمین میں فضیلت بخشی۔

محققین کے مطابق بنی اسرائیل نے جب مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کی تو وہ ۴۰ برس تک صحرا میں بھٹکتے رہے جبکہ دشت سین میں ایلیم اور سینا کے مقام پر تو انھیں دور دور تک نا ہی کوئی شجر ملا اور نہ ہی کوئی سایہ پھر اسی اثناء میں بنی اسرائیل کے خوراک کے ذخائر بھی ختم ہو گئے جس کے سبب وہ بھوک سے بے حال ہو گئے اور بلا آخر انھوں نے تنگ آ کر یہ کہنا شروع کر دیا کے اس آزادی سے زیادہ بہتر تو مصریوں کی غلامی تھی جس میں کم از کم ہمیں دو وقت کی روٹی تو مل جاتی تھی اللہ تعالی نے انھیں من وسلویٰ عطا فرمایا یہ 'من وسلویٰ' انھیں فلسطین میں پہنچنے کے بعد بھی اگلے ۴۰ برسوں تک ملتا رہا کہا جاتا ہے 'من' دھنیے کے بیج کی مانند سفید رنگ کی ایک گوند یا دانا تھا جس کا مزہ شہد کی طرح میٹھا تھا یہ 'من' رات بھر آسمان سے اوس کی طرح گرتی جیسے بنی اسرائیل صبح جمع کر کے اوکھلی میں کوٹ کر پھر ابال کر اس کی روٹیاں بنا کر استعمال کرتے 'سلویٰ' بٹیر جیسے پرندے تھے جس کا گوشت بنی اسرائیل کھاتے اگرچہ اس بے آب وگیاہ بیاباں میں جہاں سخت دھوپ تھی اللہ تعالی نے آسمان کو ایک مدت تک ابر آلود رکھا وگرنہ یہ قوم سخت دھوپ میں ہی ہلاک ہو جاتی جبکہ عالم

مہاجرت میں چالیس برس تک ایک بڑی اور متمدن قوم کا بغیر کسی غذائی انتظام کے قیام کسی معجزے سے کم نہ تھا لیکن اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر اپنی رحمت خاص سے نہ صرف بادل کا سایہ قائم رکھا بلکہ ان کی غذائی ضروریات کو بھی ایک طویل عرصہ تک پورا کرتے رہے۔قرآن کریم اس نعمت کے بارے میں بیان کرتا ہے!

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۔۲۷۳

ترجمہ۔اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمھارے دشمن سے نجات دی اور طور کے دائیں جانب تمھاری حاضری کے لئے وقت مقرر کیا اور تم پر من وسلوی اتارا کھاؤ ہمارا دیا ہوا پاک رزق اور اسے کھا کر سرکشی نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غصہ نازل ہوگا، اور جس پر میرا غصہ نازل ہوا سو وہ تباہ ہو گیا۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُم ۔۲۷۴

ترجمہ۔ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى:

لغات القرآن میں الْمَنَّ سے مراد وہ احسان الٰہی ہے کے جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ اٹھانی پڑی ہو اسی طرح سے الْمَنَّ درختوں پر موجود جمی ہوئی گوند کو بھی کہا جاتا ہے جو کے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو بطور غذا اپنی جانب سے ایک نعمت عطا فرمائی تھی السَّلْوٰى تسلی کو کہتے ہیں اس کے علاوہ السَّلْوٰى ایک سفید رنگ کے پرندے کو بھی کہا جاتا ہے جو بٹیر سے مشابہہ ہوتا ہے جو وادی سینا میں اللہ تعالی کی جانب سے بنی اسرائیل کو کھانے کے لئے دیا گیا۔

امام راغب اصفہانی الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى سے مراد ہر اس شے کے لیتے ہیں جو کے وجہ تسلی اور

اطمینان ہو۔۲۷۵؎

بائبل میں بنی اسرائیل کی ان کیفیات کا بیان ان الفاظوں میں کیا گیا ہے!

خداوند نے (بنی اسرائیل) پر آسمان سے الْمَنّ کی بارش کی اور موسیٰ نے ان سے کہا یہ وہی روٹی ہے جو خداوند نے تم کو کھانے کے لئے دی ہے سو خداوند کا یہ حکم ہے کے تم اسے اپنے اپنے کھانے کی مقدار کے موافق یعنی اپنے قبیلے میں موجود افراد کی ضروریات کے مطابق فی کس ایک اومر، جمع کرنا اور ہر فرد اتنے ہی افراد کے لئے جمع کرے جتنے اس کے قبیلے میں موجود ہوں اور بنی اسرائیل من کو ۴۰ برسوں تک کھاتے رہے۔۲۷۶؎

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔۲۷۷

ترجمہ۔ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

اس واقعے کا غور طلب پہلو دراصل بنی اسرائیل کا وہ قبائلی مساوات پر مبنی اصول تھا کے جس کے مطابق موسیٰ نے ان کے درمیان خداوند کی عطا کردہ نعمت کو تقسیم کیا کیونکہ یہ روٹیاں بنی اسرائیل کی محنت یا جدوجہد کا پھل نہ تھیں کے وہ جتنی چاہے ذخیرہ کر لیتے بلکہ ضرورت کے مطابق انھیں لینے کا حکم دیا گیا چنانچہ جن لوگوں نے لالچ میں آکر زیادہ مقدار میں من وسلویٰ کو جمع کیا ان کے ذخیرہ اناج میں کیڑے لگ گئے۔۲۷۸؎

بنی اسرائیل کا یہ قافلہ من وسلویٰ سے ۴۰ برس تک اپنا پیٹ بھرتا رہا اور مختلف مقامات سے ہوتا ہوا بلاآخر دریائے اردن کے کنارے تک جا پہنچا اور موآب کے میدانوں میں خیمہ زن ہوا کنعان (موجودہ فلسطین) کی ارض مقدس موجودہ اردن کے اس پار تھی ،قوم بنی اسرائیل من وسلوی کو کھاتے کھاتے بے زار ہوگئی تو انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا!

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ

عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِىۡ هُوَ اَدۡنٰى بِالَّذِىۡ هُوَ
خَيۡرٌ ؕ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ؕ وَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ
وَ الۡمَسۡكَنَةُ ۚ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّ كَانُوۡا
يَعۡتَدُوۡنَ ۔۲۷۹

ترجمہ۔ یاد کرو جب تم نے کہا تھا اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے ہیں تم اپنے رب سے دعا کرو کے ہمارے لئے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، کھیرا، ککڑی، گیہوں، لہسن پیاز اور دال وغیرہ پیدا کرے تو موسیٰ نے کہا کیا ایک بہتر چیز کے بجائے تم ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟ اچھا کسی شہری آبادی میں جا کر رہو تو وہاں جو کچھ تم مانگتے ہو مل جائے گا بلا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کے ذلت وخواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے یہ نتیجہ تھا اس کا کے وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے یہ نتیجہ تھا ان کی اس نافرمانیوں کا اور اس بات کا کے وہ حدود شرع سے نکل جاتے تھے۔

بنی اسرائیل کے بارہ چشمے:

اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اپنی اور کئی نعمتوں سے بھی نوازا جس کے بارے میں
ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ فَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّ
ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطٰيٰكُمۡ ؕ وَ سَنَزِيۡدُ
الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۔۲۸۰

ترجمہ۔ یاد کرو جب ہم نے کہا تھا یہ بستی جو تمھارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ اس کی پیداوار جس طرح چاہو، مزے سے کھاؤ، مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے ہوئے جانا حطۃ حطۃ ہم تمھاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیک لوگوں کو مزید

فضل وکرم سے نوازیں گے۔ ۲۸۰؎

بائبل میں بنی اسرائیل کی اس کیفیت کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

خداوند نے موسیٰ سے کہا بنی اسرائیل سے کہہ دے کے جب تم اردن کو عبور کر کے ملک کنعان میں داخل ہو تو تم اس ملک پر قبضہ کر کے اس ملک میں بس جانا کیونکہ میں نے وہ ملک تم کو دیا ہے تا کہ تم اس کے مالک بنو اور تم قرعہ ڈال کر اس ملک کو اپنے گھرانوں میں میراث کے طور پر بانٹ لینا جس خاندان میں زیادہ افراد ہوں اس خاندان کو زیادہ جبکہ جس میں کم افراد ہوں اس خاندان کو کم میراث دینا اور جس فرد کا قرعہ جس جگہ نکلے وہ اس کو حصے میں ملے چنانچہ تم اپنے آبائی قبائل کے مطابق اپنی میراث لینا۔

پانی کے حصول کے لئے بھی ارشاد خداوندی نہایت واضح تھے!

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًاؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔ ۲۸۱

ترجمہ۔ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کے کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے، اللہ کے رزق سے اور مت خرابی کرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

مفسرین لکھتے ہیں بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو چٹان پر اپنے عصا کو مارنے کا حکم دیا جس کے مارنے سے اس چٹان میں بارہ پانی کے چشمے پھوٹ پڑے تا کہ پانی کے معاملے میں ان قبائل میں کوئی تنازع پیش نہ آئے۔

ماہرین آثاریات کے مطابق یہ چٹان جزیرہ نمائے سینا میں اب بھی موجود ہے جیسے سیاح دور دور سے دیکھنے آتے ہیں اور پتھر سے پانی کا نکل جانا ایک عظیم معجزہ ہے۔

حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر جانا اور تجلی کا دیدار:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس روز کے لئے تشریف لے کر گئے اور اپنے پیچھے اپنے سے

تین سال بڑے بھائی ہارون کو اپنی قوم کی ذمہ داری سپرد کر گئے تا کہ ان کی غیر موجودگی میں قوم کی اصلاح حضرت ہارون کے ہاتھوں انجام ہوتی رہے اس کیفیت کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ۔ ۲۸۲

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو تیس شب و روز کے لئے (کوہ سینا) پر طلب کیا اور بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا اس طرح اس کے رب کی مقرر کردہ مدت پورے چالیس دن ہوگئی موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے راستے پر نہ چلنا پھر جب وہ ہمارے مقرر کردہ وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی اے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرما فرمایا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکتا ہے چنانچہ جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی کی تو وہ پہار ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ بولا کے پاک ہے تیری ذات میں تیرے حضور توبہ

کرتا ہوں ۔اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت کی اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دی اور اس سے کہا کے ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال لو اور اپنی قوم کو حکم دو کے ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ۲۸۳

ترجمہ۔ یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور پر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور تم سے کہا تھا کے جو کتاب ہم تمھیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا اور جو احکامات اس میں درج ہیں انھیں یاد رکھنا اسی ذریعے سے تم سے توقع کی جاسکتی ہے کے تم تقوی کی روش پر چل سکو گے۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ ۲۸۴

ترجمہ۔اے موسیٰ بے شک ہم نے تمھیں لوگوں پر بزرگی عطا کی اور تمھیں چن لیا اپنی رسالت دے کر اور تمھیں ہم کلامی کا شرف بخشا۔

تورات:

تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی الہامی کتاب ہے جس میں شریعت، حلال حرام، قاعدہ قانون اور دیگر شعبہ زندگی سے متعلق ہدایات موجود ہیں ،تورات کی فضیلت سے متعلق قرآن کریم میں کئی آیات ہیں۔سی حوالے سے ارشادات خداوندی!

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ۔ ۲۸۵

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تورات اتاری، جس میں ہدایت اور نور ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ۔ ۲۸۶

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسانات کئیے ہیں اور ان دونوں کو واضح کتاب دی۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ۔ ۲۸۷

ترجمہ۔اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کے پاس خدا کی طرف سے گواہی آئی ہو اور وہ اسے

چھپائے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ
وَ الْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ ۲۸۸

ترجمہ۔(ہم) نے اس سے پہلے تورات اور انجیل اتاری جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق وباطل میں فرق کرنے والا قرآن اتارا۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۔ ۲۸۹

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس سے اچھے عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہوگئی اور جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے اور جو ہدایت ہے اور رحمت ہے تا کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کا یقین کریں۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ هُدًى
وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ۔ ۲۹۰

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا، عقل مندوں کے لئے اس کتاب میں ہدایت اور نصیحت ہے۔

وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا
عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ۔ ۲۹۱

ترجمہ۔اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو پیشوا تھی اور رحمت تھی اور یہ کتاب ہے جو تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تا کہ ظالموں کو ڈرائے اور خوشخبری ہے اچھے کام کرنے والوں کے لئے۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۔ ۲۹۲

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس سے اچھے عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہوگئی اور جس میں

ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے اور جو ہدایت ہے اور رحمت ہے تا کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کا یقین کریں۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَہۡلَکۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً لَّعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ۔ ۲۹۳

ترجمہ۔ہم نے اگلی امتوں کو ہلاک کر دیا تھا ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرتوں کا ذریعہ تھی اور سراپا ہدایت اور رحمت تھی تا کہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ فِیۡہَا ہُدًی وَّ نُوۡرٌ یَحۡکُمُ بِہَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ کِتٰبِ اللّٰہِ وَ کَانُوۡا عَلَیۡہِ شُہَدَآءَ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ اخۡشَوۡنِ وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ۔ ۲۹۴

ترجمہ۔بے شک ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے اور اسی کے مطابق پیغمبر جو خدا کے فرمانبردار تھے وہ یہودیوں کو حکم دیتے تھے اور اللہ والے اور عالم بھی اس کے مطابق جو اللہ کی کتاب سے ان کو محفوظ رکھوایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے تو تم لوگوں سے نہ ڈرا کرو بلکہ صرف مجھ سے ڈرا کرو اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔

وَ کَتَبۡنَا لَہٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَۃً وَّ تَفۡصِیۡلًا۔ ۲۹۵

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو تختیوں پر ہر چیز کی نصیحت لکھ دی۔

موسوی شریعت کے اصول:

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے تورات کے تقدس کی وضاحت ہوجاتی ہے یہ ایک الہامی کتاب ہے جو کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو عطا فرمائی تا کہ وہ اس کی تبلیغ و اشاعت کریں اور سرکش فرعون اور قوم بنی اسرائیل کو اللہ کے احکامات سے ڈرائیں تا کہ وہ

ہدایت پائیں جیسا کے ہم جانتے ہیں شریعت الہیہ میں کسی قسم کا تغیر یا تبدل ممکن نہیں چنانچہ جو شرعی احکامات قرآن کریم میں بنی نوع انسانیت کو دئے گئے تقریباً وہی احکامات تورات اور انجیل میں بھی دئے گئے یعنی قتل، چوری، ڈکیتی، زنا تہمت، غیبت، جھوٹ، دھوکہ بازی، ملاوٹ، جھوٹی قسمیں، وعدہ خلافی، والدین کی نافرمانی ہر دور میں ہی گناہ تھی اور قیامت تک رہیں گی چنانچہ تورات ہو یا انجیل اور بعد میں پھر قرآن کریم کی تعلیمات اگر چہ ان تمام الہامی کتب مقدسہ اور ان میں موجود آیات اور احکامات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو، تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم کی کل آیات میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کے لئے چار اصولوں کی وضاحت فرما دی جبکہ یہی وہ چار متعین اور مرکزی اصول ہیں کہ جن کے گرد تمام اسلامی تعلیمات گھومتی ہیں۔

ذیل میں انھی الہامی تعلیمات کا نہایت اختصار سے ایک جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔روحانی پاکیزگی ۔جس کے لئے عبادات کا پروگرام دیا گیا تاکہ روحانی بالیدگی اور سرکش نفس انسانی کا تزکیہ ممکن ہو سکے اور جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تصور احسان یعنی (عبادات میں اللہ کا تصور قائم رہنا ہی دراصل اس کی قبولیت کی سند ہے) کی اصطلاح استعمال کی چنانچہ ہم یہ دیکھتے ہیں کے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے! بندے کو یہ یقین کامل ہو کے اسے ہر وقت خدا دیکھ رہا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے!

> اگر تم یہ دیکھو کے اللہ تمھیں اپنے ذکر سے مانوس کر رہا ہے تو سمجھ لو کے وہ تمھیں دوست رکھنے لگا ہے جبکہ اللہ کو یاد کرنے والا گویا اس کا ہم نشین ہوتا ہے اور یہ کے جس نے اللہ کو یاد کیا گویا اللہ نے اس کو یاد کیا۔۲۹۶؎

۲۔جسمانی پاکیزگی ۔جسمانی پاکیزگی اور طہارت انسانی صحت کے لئے بے حد ضروری ہے چنانچہ اس کے لئے شریعت نے غسل، وضو اور تیمم کا حکم دیا تاکہ طہارت کے ذریعے بھی ذہنی یکسوئی حاصل کی جا سکے اور دوران عبادت جب بندہ اپنے مالک کے روبرو ہو تو پاکی کی حالت میں ہو جبکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے حالت پاکی میں انسانی طبیعت پر جہاں خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں وہیں فرحت ونشاط اور یکسوئی کی کیفیات بھی تادیر برقرار رہتی ہیں جس کی وجہ سے

انسان کی ذہنی، نفسیاتی، دماغی اور جسمانی صحت پر براہ راست اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۳۔ اخلاقی پاکیزگی۔ تمام الہامی شریعت نے اخلاقی پاکیزگی اور طہارت پر بے حد زور دیا ہے یعنی جھوٹ تہمت، غیبت، وعدہ خلافی، ملاوٹ، جلن، حسد اور تکبر سے اجتناب کی واضح ہدایات تقریباً تمام کتب مقدسہ میں ہی دی گئی ہیں کیونکہ جب تک اخلاق پاکیزہ نہیں ہوں گے تو ایسا شخص نہ تو دنیا میں دوسروں کے لئے قابل قبول ہوگا اور نہ ہی اللہ تعالی کے یہاں اس کے اعمال قابل قبول ہوں گے چنانچہ قرآن کریم میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا جبکہ بنی نوع انسانیت کو بھی اللہ تعالی نے یہ ہدایت دی کے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسے صالح اخلاق کو اپناتے ہوئے ان کی پیروی کریں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ فرمایا کے یقیناً میں تم میں سے سب سے زیادہ اخلاق کے بلند مدارج پر فائز کیا گیا ہوں۔

۴۔ غذائی پاکیزگی۔۔۔ غذائی پاکیزگی کا تصور اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتا ہے اس میں پاکیزہ، حلال اور طیب غذا کا حصول تو اپنی جگہ اہم ہے یعنی ان تمام غذاؤں کو اپنی روزمرہ غذائی عادات میں شامل کرنا جو کے اللہ تعالی کی طرف سے بنی نوع انسانیت پر حلال کی گئی ہیں جس میں شامل وہ تمام حلال جانوروں، پرندوں اور سمندری مخلوقات کا گوشت شامل ہے پھل، سبزی، اناج اور حلال مشروبات بھی اس میں شامل ہیں یہ ایک حیران کن تحقیق ہے لیکن اللہ تعالی ہی ہر بات میں انسان کے لئے کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے جس کا ادارک عقل انسانی بسا اوقات نہیں کر پاتی ہے حلال غذاؤں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ ۲۹۷

ترجمہ۔ کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو؟

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۔ ۲۹۸۔

ترجمہ۔ کھاؤ زمین کی پاک اور حلال چیزوں کو۔

اُحِلَّ لَكُمۡ صَيۡدُ الۡبَحۡرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمۡ ۔۲۹۹

ترجمہ۔تمھارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔

اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمۡ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ ۔۳۰۰

ترجمہ۔تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں، اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ان کا کھایا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کے اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی نفسیاتی اور جسمانی کیفیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے جن غذاؤں کے کھانے کا حکم دیا ہے وہ عین اس کے فطری تقاضوں کے ہم آہنگ ہیں محققین یہ کہتے ہیں کے انسان کی جسمانی کیمسٹری کے ساتھ موافق غذائیں ہی اسے ایک اچھا فرد بننے میں معاون و مددگار ہوتی ہیں اب جہاں تک حرام غذاؤں کا تعلق ہے تو یقیناً ان غذاؤں میں انسانی صحت کے لئے قطعاً کوئی فائدہ مضمر نہیں لہٰذا شریعت نے انھیں حرام قرار دے دیا یہاں ابن خلدون کے مقدمے سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے، ابن خلدون غذائی عادات کے بارے میں کہتے ہیں!

عرب اونٹ کا گوشت نہایت رغبت سے تناول کرتے ہیں لہٰذا ان کے مزاج میں کبر و نخوت، غیرت اور سختی کا عنصر نمایاں ہے۔ترک گھوڑے کے گوشت کو مرغوب رکھتے ہیں چنانچہ ان میں طاقت، جرأت اور اکڑ پن نمایاں ہے۔دنیا بھر کے مسلمان گائے، بکرے، بھیڑ، مرغی اور پرندوں کے گوشت کو شوق سے تناول کرتے ہیں اس لئے ان کے مزاج میں معصومیت، پاکیزگی، سادگی اور حلم و انکساری پائی جاتی ہے، یورپ، امریکہ، انگلینڈ اور فرانس سے تعلق رکھنے والے افراد کو خنزیر اور شراب زیادہ مرغوب ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کے مزاج میں بے حیائی، فحاشی، گندگی اور محرم رشتے داروں کی تمیز باقی نہیں رہتی کیونکہ خنزیر تمام جانوروں میں فطری اعتبار سے سب سے زیادہ بے حیاء جانور ہے اس کی غذا انسان اور جانوروں کے فضلے پر مبنی ہے لہٰذا اس کا گوشت کھانے والوں میں بھی خنزیر کی عادات و خصائل سرائیت کر جاتے ہیں افریقہ کے حبشی بندر کے

گوشت اور اس کے کچے بھیجے کو بے حد مرغوب رکھتے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے بندروں کے خصائل مثلاً اچھل کود ناچ گانا وغیرہ ان کی عادت ثانیہ میں شامل ہے۔ ۳۰۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ہیں! اللہ تعالی پاکیزہ چیزوں کو پسند کرتا ہے اور اسے صفائی اور پاکیزگی پسند ہے۔ ۳۰۲

بے شک سب سے زیادہ پاکیزہ رزق جو تم کھاتے ہو وہ تمھارے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔ ۳۰۳

لیکن اس میں رزق کو حلال اور جائز ذرائع سے کمانا بھی فرائض میں شامل قرار دیا گیا ہے یعنی چوری، ڈکیتی، سود خوری، ذخیرہ اندوزی، بھتہ خوری، ملاوٹ، رشوت، ناجائز آمدنی، اغوا برائے تاوان، گانا بجانا اور جوا وغیرہ سے گریز کرتے ہوئے اللہ تعالی کے متعین راستے کے ذریعے سے رزق حلال کو کمایا اور حاصل کیا جائے بنی نوع انسانیت پر جتنی بھی کتب یا صحائف کا نزول کیا گیا ان میں انھی چار اصولوں کی پاسداری کا دراصل حکم موجود ہے تاکہ انسان اللہ تعالی کے متعین کردہ قوانین کے اندر رہتے ہوئے اللہ کے قرب اس کے احسان اور عرفان کو حاصل کر سکے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا۔ ۳۰۴

ترجمہ۔ لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو، زمین میں فساد نا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ ۳۰۵

ترجمہ۔ مسلمانو! تم اپنے درمیان اپنے بھائیوں کے مال کو ناحق نہ کھاؤ۔

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ ۳۰۶

ترجمہ۔ کہہ دو! پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں اگرچہ تمھیں ناپاک کی بہتات اچھی لگتی ہے سوائے عقلمندوں کے اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محنت کی عظمت اور اپنے ہاتھ سے کمانے اور مشقت کو بے حد پسند فرمایا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے اور اپنے اہل خانہ کے لئے زمین میں دوڑ دھوپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اس حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

گناہوں میں سے کچھ گناہ ایسے بھی ہیں جن کا کفارہ نماز، روزہ، حج وعمرہ کی ادائے گی سے ممکن نہیں ہے چنانچہ ایسے گناہوں کا کفارہ صرف اور صرف طلب معیشت کی فکر اور اس کی جدو جہد میں ہے جس کے سبب وہ گناہ اللہ تعالی معاف فرما دیتے ہیں۔ ۳۰۷

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو کتاب اور شریعت دی تا کہ وہ اپنی قوم کی رہنمائی کر سکیں چنانچہ وہ جب تک حیات رہے دین اسلام کی ترویج واشاعت کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے اللہ تعالی نے واضح طور پر کچھ ہدایات بنی اسرائیل کو دیں تھیں جو کے درج ذیل آیات میں مذکور ہیں۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ ۳۰۸

ترجمہ۔ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا ماں باپ، رشتے داروں، یتیموں، اور محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور لوگوں کے ساتھ اچھی بات کرنا اور نماز اور زکوٰۃ دیتے رہنا پھر تم میں سے سوائے چند لوگوں کے باقی سب نے منہ پھیر لیا اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کے آپس میں خونریزی نہ کرنا اور اپنے لوگوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالنا، پھر تم نے اقرار کیا اور تم خود گواہ ہو۔

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ

نَقِيۡبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىۡ مَعَكُمۡ ؕ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيۡتُمُ الزَّكٰوةَ
وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِىۡ وَ عَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ وَ اَقۡرَضۡتُمُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا
لَّاُكَفِّرَنَّ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا
الۡاَنۡهٰرُ‌ ۚ فَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ۔ ۳۰۹

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے کہا کے میں تمھارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور میرے رسولوں پر ایمان لائے تو اور ہم نے انھیں قوت دی اور (تم) اللہ کو عمدگی کے ساتھ قرض دیتے رہو تو میں ضرور تمھاری برائیاں تم سے دور کردوں گا اور ضرور تمھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی پھر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کیا وہ ضرور سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

حضرت موسیٰ نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو تمام شرعی اصول وضوابط اور قاعدے قوانین تفصیلاً بار بار سمجھائے اور اپنی قوم کو اس بات کی تلقین کی کے وہ ان اصول وضوابط سے ہرگز بھی منحرف نہ ہو صرف ایک خدا یعنی 'یہواہ' کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرے۔

بنی اسرائیل اپنی پیداوار میں سے کچھ حصہ لازمی غریب، یتیم، بیواہ اور ضرورت مند افراد کو دے اور ہر سات سال کے بعد اپنے قرض دار کو چھٹکارا دے اس کے ساتھ ہی پڑوسیوں کی خبر گیری، محتاجوں اور مفلسوں کی دیکھ بھال بھی بنی اسرائیل پر لازم قرار دیا گیا یہی نہیں بلکہ اگر کوئی عبرانی مرد یا عورت غلام یا کنیز ہو تو چھ برس تک اس سے خدمت لے کر انھیں ساتویں برس آزاد کر دیا جائے جبکہ انھیں خالی ہاتھ ہرگز رخصت نہ کیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں صادق وامین قاضی کی اہمیت کو بھی بار ہا اجاگر کیا گیا جبکہ حق ونصاف پر مبنی فیصلوں کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا۔

اسی طرح سے بنی اسرائیل پر یہ بھی لازم تھا کے وہ دنیا کی مال ومتاع کی محبت میں گرفتار ہو کر بہت زیادہ مال واسباب، زرو جواہرات، مال مویشی، گھوڑے اور عورتیں اپنے قبضے میں نہ رکھیں بلکہ ضرورت سے زائد اسباب کو ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں اپنے غلام اور کنیزوں سے ہمدردی

اور نرمی کا رویہ برتیں جبکہ سورج غروب ہونے سے قبل مزدور کی اجرت عطا کر دیں۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی پیغمبر دنیا میں قوم بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے تشریف لائے وہ سب کے سب اللہ تعالی کی کتاب تورات کے پیرو کار تھے اور ان میں سے کوئی پیغمبر بھی کوئی نئی شریعت یا نیا حکم نہ لایا جو تورات کے حکم کی ناسخ ہو لہٰذا تورات میں بھی بتوں، انسانی اور حیوانی مجسموں اور تصاویر کے لئے سختی سے ممانیت موجود ہے اب یہ الگ بات ہے کے قوم بنی اسرائیل دوسری قوموں کے ساتھ رہ کر ان کے معبودوں سے متاثر ہو کر اپنے لئے بھی کوئی پتھر کی مورتی یا مجسمے کی فرمائش کرے یا پھر گزشتہ قوموں کی روش پر چلتے ہوئے اسے بھی گائے سے اس درجہ عقیدت اور محبت ہو جائے کے وہ اس کی عبادت شروع کر دیں اسی حوالے سے یہاں تورات میں دئے گئے پیغامات نہایت واضح ہیں جو ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں
تم اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا اور نہ ہی کسی کی کوئی صورت بنانا جو اوپر آسمان، زمین یا پانی میں ہو۔ ۳۱۰؎
تم اپنے لئے بت نہ بنانا اور نہ ہی کوئی مورت اور اپنے ملک میں کوئی شبیہ یا پتھر کو بھی سجدہ نہ کرنا ۔ ۳۱۱؎
تم کسی بھی مرد یا عورت کی کوئی شبیہ نہ بنانا اور نہ ہی کسی جانور، پرندے، زمین پر رینگنے والے جاندار اور مچھلی کی مورت بنانا۔ ۳۱۲؎
انبیاء سابقین جو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے وہ سب کے سب تورات کی شریعت پر ہی عمل کرتے تورات میں بت پرستی اور کسی بھی شبیہ یا شکل وصورت کو بنا کر اس کی پوجا کی سختی سے ممانیت کی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں بھی تصاویر، پتھر کے مجسمے اور شکل وصورت چاہے وہ کسی بھی انسان، جانور یا پرندے کی ہو اس کی سخت ممانیت دیکھتے ہیں۔
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات حضرت ام حبیبہؓ اور ام سلمیٰؓ نے ایک کینسہ دیکھا جس میں تصاویر تھیں اس کی بابت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان لوگوں کا حال یہ تھا کے جب ان میں کوئی صالح شخص مر جاتا تو اس

کے مرنے کے بعد وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا لیتے اور اس میں تصاویر بھی بناتے یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے سامنے بدترین خلائق ہوں گے۔ ۳۱۳

حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصور پر لعنت فرمائی ہے۔ ۳۱۴

تورات کو یہودی عہد نامہ عتیق، عہد نامہ قدیم، عہد نامہ جدید اور بائبل بھی کہتے ہیں عہد نامہ قدیم میں ۳۹ کتب جبکہ عہد نامہ جدید میں ۲۷ کتب شامل ہیں اس طرح سے اس پورے مجموعے کو بائبل کا نام دیا گیا ہے اگرچہ یہودی اس پوری بائبل میں سے صرف ۳۹ حصوں کو ہی مانتے ہیں جبکہ اس ۳۹ میں سے بھی ابتداء کے پانچ حصوں جس کو وہ 'کتاب خامس الخمس کہتے ہیں اور جس کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے کے یہی وہ پانچ کتب تھیں جو کے حضرت موسیٰ کو اللہ کی جانب سے کوہ طور پر عطا کی گئی تھیں اگرچہ بائبل کی تعلیمات میں قوم بنی اسرائیل کے لئے سخت اصول متعین کئے گئے ہیں عہد نامہ قدیم عبرانی زبان میں ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تورات میں تحریف کردی گئی اور اہل اقتدار نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اس میں تحریف وتبدل جیسے گناہ عظیم سے بھی دریغ نہ کیا اور اللہ کی آیات اور اس کے احکامات کو بدلنے کی ناپاک سازش کی،

قوم بنی اسرائیل کی اس ناپاک کوشش کو قرآن کریم میں اللہ تعالی اس طرح سے بیان کررہے ہیں

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا۔ ۳۱۵

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کے اس کتاب (تورات) کو کس نے اتارا جیسے موسیٰ لے کر آئے تھے جو لوگوں کے لئے ہدایت اور نور تھی لیکن تم اسے پارہ پارہ کرتے ہو اس میں سے کچھ کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سے (احکامات) کو تم چھپاتے ہو۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ۔ ۳۱۶

ترجمہ۔بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس میں اختلاف کیا گیا اور (اے نبی) اگر تیرے پروردگار کی طرف سے پہلے یہ بات طے نہ کی جا چکی ہوتی تو ضرور ان کے درمیان ابھی فیصلہ کر دیا

جاتا اور بے شک وہ اس کی طرف سے قوی شک میں مبتلا ہیں۔

حضرت موسیٰ کی کوہ طور سے واپسی:

حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں ان کی قوم گائے پرستی میں مبتلا ہوگئی اور انھوں نے عبادت کے لئے سونے کا ایک بچھڑا بنالیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن ؒ سے روایت کیا ہے، بنی اسرائیل کے اس بچھڑے کا نام جن کی وہ پوجا کرتے تھے یہوب تھا۔

کیونکہ مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کے دوران بنی اسرائیل راستے میں موجود منادر اور دیوی دیوتاؤں سے مرعوب ہو کر حضرت موسی سے کہنے لگی!

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۔۳۱۷

ترجمہ۔ اے موسیٰ ہمیں بھی کوئی ایسا معبود بنا دو جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔

طویل عرصہ تک مصر میں رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل نے اہل مصر کے مذہبی عقائد کو کسی حد تک اپنے دل میں جگہ دی لہٰذا ان خواہشات کو نکلنے کے لئے کسی مناسب وقت کا انتظار تھا جب ہی حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر جانے کے تیس دن بعد ہی ان کی دبی ہوئی دلی خواہش نے سر اٹھایا اور وہ سامریہ قبیلے کے ایک شخص جیسے قرآن کریم میں سامری کہا گیا ہے کی باتوں میں آ گئے

بنی اسرائیل نے اسے اپنے سونے کے زیورات دئے تا کہ وہ اس سونے سے ان کی عبادت کے لئے ایک گائے کا بچھڑا بنا سکے تاہم وہی ہوا جس کا ڈر تھا قوم بنی اسرائیل نے سامری کے کہنے پر زیورات کو آگ میں ڈالا تا کہ سونے کو پگھلا کر بچھڑا بنایا جا سکے لہٰذا سونے سے بچھڑا تیار کیا گیا جس میں سے ایک آواز بھی آتی تھی چنانچہ سامری نے کہا موسیٰ سے غلطی اور بھول ہوگئی کے وہ خدا کی تلاش میں کوہ طور پر گیا ہے اور تمھارا معبود تو یہ ہے بعد ازاں حضرت موسیٰ جب واپس آئے تو وہ اپنے بھائی اور قوم پر سخت برہم ہوئے اور سامری کی بھی خبر لی اور اس بچھڑے کو جلا کر دریا برد کیا جبکہ اپنی قوم کی دوبارہ راہ ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اگر چہ بت پرستی اور گائے پرستی کی ایک قدیم عادت انسان کے نفس میں کہیں گہرائی میں پائی جاتی ہے میڈیکل سائنس اسے آباؤ اجداد

کے ڈی این اے کی خصوصیات گردانتے ہیں یعنی کسی بھی انسان کے آباؤ اجداد کی عادات وخصوصیات ستر نسلوں تک منتقل ہوتی رہتی ہیں اور وہ اپنے اثرات انسان کے مزاج پر استوار بھی کرتی ہیں لہٰذا اس اعتبار سے نفس کے اندرون میں کہیں کسی مقدس گائے یا بت کا تصور بھی شاید بنی اسرائیل میں موجود ہو جب ہی وہ فوراً اس جانب متوجہ ہوئے۔

قرآن کریم بنی اسرائیل کی اس ذہنی کیفیت کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَ مَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ عَجِلْتُ
اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ
السَّامِرِيُّ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ
يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ
يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ قَالُوْا مَآ
اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ
فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ
خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ
اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ وَّ لَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَ لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ
مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَ
اَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا
مُوْسٰى قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا اَلَّا
تَتَّبِعَنِ ۬ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لَا
بِرَاْسِيْ ۬ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ لَمْ
تَرْقُبْ قَوْلِيْ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ
يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ
سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا

مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔۳۱۸

ترجمہ۔کیا چیز تمھیں اپنی قوم سے پہلے لے آئی موسیٰ؟ (موسیٰ) نے عرض کی وہ بس میرے پیچھے آ ہی رہے ہیں میں جلدی کر کے تیرے حضور آ گیا ہوں اے رب تا کہ تو مجھ سے خوش ہو جا فرمایا اچھا سنو ہم نے تمھارے پیچھے تمھاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے انھیں گمراہ کر دیا ہے موسیٰ سخت غصے اور رنج کی حالت میں اپنی قوم کی طرف پلٹا جا کر اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو کیا تمھارے رب نے تم سے اچھے وعدے نہیں کئے تھے؟ کیا تمھیں دن لگ گئے ہیں؟ یا تم اپنے رب کا غضب ہی اپنے اوپر لانا چاہتے تھے؟ کے تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ انھوں نے جواب دیا ہم نے آپ سے وعدہ خلافی کچھ اپنے اختیار سے نہیں کی معاملہ یہ ہوا کے لوگوں کے زیورات کے بوجھ سے ہم لد گئے تھے اور ہم نے انھیں بس پھینک دیا تھا پھر اسی طرح سے سامری نے بھی کچھ ڈالا اور ان کے لئے ایک بچھڑے کی مورت بنا کر نکال لایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی لوگ پکار اٹھے یہی ہے تمھارا خدا اور موسیٰ کا خدا، موسیٰ اسے بھول گیا کیا وہ دیکھتے نہ تھے کے نہ ہی وہ ان کی کسی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ہی وہ ان کے کسی نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے؟ ہارون موسیٰ کے آنے سے پہلے ہی انھیں (بنی اسرائیل) کو یہ کہہ چکا تھا کے لوگو تم اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے ہو تمھارا رب تو صرف رحمن ہے بس تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو مگر انھوں نے اس سے کہہ دیا کے ہم تو اس کی عبادت کرتے رہیں گے جب تک کے موسیٰ واپس نہ آ جائے۔ موسیٰ قوم کو ڈانٹنے کے بعد ہارون کی طرف پلٹا اور بولا کے تم نے جب دیکھا تھا کے یہ گمراہ ہو رہے ہیں تو کس چیز نے تمھارا ہاتھ پکڑا تھا کے میرے طریقے پر عمل نہ کرو؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟ ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی نہ پکڑ اور نہ ہی میرے سر کے بال کھینچ مجھے اس بات کا ڈر تھا کے تو آ کر یہی کہے گا کے تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا پھر موسیٰ نے کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ

ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے وہ چیز دیکھی ہے جو ان لوگوں کو نظر نہ آئی پس میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی اور اس کو ڈال دیا میرے نفس نے مجھ کو ایسا ہی سمجھایا تھا موسیٰ نے کہا اچھا تو، تو اب جا اب تو زندگی بھر یہی پکارے گا کے مجھے نہ چھونا اور تیرے لئے باز پرس کا ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ہرگز نہیں ٹلے گا اور دیکھ اپنے اس خدا کو جس پر تو ریجھا ہوا ہے ہم اسے جلا ڈالیں گے اور اسے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈال بہادیں گے، لوگو! تمھارا خدا تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس برسوں تک اپنی قوم بنی اسرائیل میں رہے اور ان کی رہنمائی فرماتے رہے پھر آپ کے ستر سال کے بعد آپ کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن بنی اسرائیل کا فطری رجحان کسی نہ کسی کمزور لمحے میں غالب آتا رہا اور وہ بت پرستی یا گائے پرستی کی قبیح لعنت میں وقتاً فوقتاً مبتلا رہے۔

مقدس گائے:

واقعہ یہ ہے کے قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص کا قتل ہو گیا اور قاتل کی تلاش میں قوم میں اختلاف وفساد بھی پیدا ہو گیا لہٰذا جب یہ مقدمہ حضرت موسیٰ کے پاس پیش کیا گیا تو آپ نے اللہ تعالی سے رجوع کیا اے اللہ! تو علیم وخبیر اور حکیم ہے تو میری مدد فرما:

اس پر ارشاد خداوندی ہوا!

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا وَ اِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا
قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۔ ۳۱۹

ترجمہ۔ وہ واقعہ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تمھیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو وہ کہنے لگے کے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ موسیٰ نے کہا میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جاہلوں کی سی باتیں نہ کرو تو وہ بولے کے اپنے رب سے درخواست کرو کے وہ ہمیں اس گائے کی کچھ تفصیل بتائے موسی علیہ السلام نے کہا اللہ کا ارشاد ہے!

وہ گائے ہونی چاہئے جو کے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ ہی بچھیا بلکہ اس کی اوسط عمر ہونی چاہئے لہٰذا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو وہ پھر بولے کے اپنے رب سے یہ پوچھو کے اس کا رنگ کیسا ہو؟ موسیٰ نے کہا (خدا) فرماتا ہے کے وہ زرد رنگ کی گائے ہونی چاہئے جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کے دیکھنے والوں کا جی خوش ہو جائے پھر وہ بولے کے اپنے رب سے صاف صاف پوچھ کر بتاؤ کے کیسی گائے مطلوب ہے؟ موسی نے جواب دیا کے اللہ کہتا ہے کے وہ ایسی گائے ہے کے جس سے خدمت نہ لی جاتی ہو اور نہ ہی وہ زمین جوتتی ہو اور نہ ہی وہ پانی کھینچتی ہو، وہ صحیح سالم اور بے داغ ہو، اس پر وہ پکار اٹھے کے ہاں اب تم نے ٹھیک پتا بتایا ہے پھر اسے انھوں نے ذبح کیا ورنہ وہ ایسا کرنے والے نا تھے۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کی اس ذہنی کیفیت اور گائے سے محبت کو بیان کیا جارہا ہے جو کے ان کے اندر سرائیت کر چکی تھی لہٰذا اس قوم کی آزمائش گائے کے ذبیحہ سے کی جارہی ہے بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ سے مباحثہ اس بات کی دلیل ہے کے وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں ٹال مٹول سے کام لینا چاہ رہے تھے کیونکہ گائے ان کے اپنے ذاتی عقیدے میں ایک مقدس، محترم اور قابل عبادت جانور کی حیثیت رکھتی تھی چنانچہ انھوں نے اس کے ذبیحہ کے حکم پر بحث شروع کر دی اللہ تعالی بھی اس طرح سے بنی اسرائیل کی آزمائش فرمارہے تھے، تاہم جتنے سوالات وہ گائے سے متعلق کر رہے تھے ان سوالات کی وجہ سے ان کے Option بھی Limited ہوتے جارہے تھے، دوسری جانب گائے پرستی کتنی قدیم عبادت ہے اس آیت میں اس جانب بھی اشارہ موجود ہے،

اب بھی دنیا کے کچھ حصوں میں گائے کی عبادت کی جاتی ہے اس کو ماں کا درجہ دیا جاتا ہے کیونکہ ماں جس طرح سے اپنے بچوں کی غذائی ضروریات کو پورا کرتی ہے اوران کا خیال رکھتی ہے، گائے کی پرستش کرنے والوں کا یہ خیال ہے کے گائے ان کی ماں کی طرح پرورش کرتی اوران کی غذائی ضروریات کا خیال رکھتی ہے،تاہم طے ہوا کے گائے ذبح کرنے کے بعد اس کے گوشت کے ٹکڑے کومقتول کے جسم پرلگایا جائے اس طرح سے وہ دوبارہ زندہ ہوجائے گا۔

اسی حوالے سے ارشادخداوندی ہے!

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ ۔۳۲۰

ترجمہ۔تمھیں یاد ہے وہ واقعہ جب تم نے ایک شخص کی جان لی تھی پھراس کے بارے میں تم جھگڑنے اورایک دوسرے پرقتل کا الزام تھوپنے لگے تھےلیکن اللہ نے فیصلہ کرلیا تھا کے جو کچھ تم چھپاتے ہووہ اسے کھول کررکھ دے گا اس وقت ہم نے حکم دیا کے مقتول کی لاش کواس کے ایک حصے سے ضرب لگاؤ دیکھواس طرح اللہ مردوں کوزندگی بخشتاہےاورتمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے مگرایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمھارے دل سخت ہوگئے، پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کاوصال:

حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس برسوں تک اپنی قوم بنی اسرائیل کے درمیان رہے اوران کی ہدایت ورہنمائی فرماتے رہے پھرآپ کے ستر سال کے بعدآپ کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہےلیکن بنی اسرائیل کا فطری رجحان کسی نہ کسی کمزورلمحے میں غالب آتا رہااوروہ بت پرستی یا گائے پرستی کی جانب متوجہ ہوتے رہے،روایت میں آتا ہے کے حضرت موسیٰ ۱۲۰ برس تک حیات رہےاوراس کے بعدآپ کاوصال ہوا،آپ کی

قبر مبارک کی نشانی کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے آپ نے فرمایا!
اگر میں اس جگہ ہوتا تو تم کو حضرت موسیٰ کی قبر کا نشان دکھاتا وہ سرخ ٹیلے (کثیب احمر) کے قریب مدفون ہیں۔

ارض مقدس (فلسطین):

حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل جب ارض مقدس (فلسطین) میں داخل ہوئے تو یہاں مختلف قومیں آباد تھیں جن میں حتی، اموری، کنعانی، فرزی، حوی، یبوسی اور فلستی شامل تھیں یہ تمام قومیں بدترین شرک میں مبتلا تھیں اور ایک بڑے بت ایل کی عبادت کیا کرتی تھیں جو ان کے عقیدے میں تمام بتوں کا باپ تھا اور جس کی شکل ایک سانڈ جیسی تھی جبکہ ایل کی بیوی 'عشتیار' کی بھی عبادت بڑے خلوص اور محبت سے کی جاتی کیونکہ یہی دونوں میاں بیوی تمام دیوی اور دیوتاؤں جن کی تعداد ۷۰ بتائی جاتی ہے کے ماں باپ تھے جن کی خوشنودی کا حصول بے حد ضروری تھا پھر ان کی اولادوں میں 'بعل' بھی سب سے زیادہ لائق تعظیم سمجھا جاتا کیونکہ وہ زمین وآسمان کا مالک تھا جبکہ بارش برسانے اور زمین کی روئیدگی بھی اسی کے اختیار میں تھی تاہم 'بعل' دیوتا کی بیویاں 'اناث' اور 'عشتارات' بھی عشق ومحبت اور افزائش نسل کی دیویاں مانی جاتیں الغرض اس سماجی نظام میں ہر ایک کام کی ایک دیوی یا دیوتا ہوتا جو ان لوگوں کی ضروریات اور احتیاج کا خیال رکھتا یہی نہیں بلکہ وہاں دیوی، دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے چھوٹے بچے اور کم سن دوشیزاؤں کو بھی قربان کیا جاتا جبکہ مندر میں دیوتاؤں کے نام پر پروہت اور پجاری کنواری لڑکیوں کی عزتوں سے کھیلتے لہٰذا وہ سماجی نظام نہایت اخلاقی گراوٹ کا شکار تھا تورات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو واضح ہدایت دی کے وہ اپنی قوم کے ساتھ جب ارض مقدس (فلسطین) میں داخل ہوں تو وہاں کے رہنے والوں کو قتل کر کے ان کے قبضے سے فلسطین کی سرزمین کو چھین لیں اور ہرگز بھی اس مشرک قوم کے ساتھ رہنے سہنے اور بسنے اور ان کی بودوباش کو اپنانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ یہ بھی اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوجائیں گے یہاں ارض مقدس سے مراد موجودہ فلسطین ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس برس تک صحرانوردی کے بعد داخل کئے گئے اس سرزمین

کو' ارض موعودہ' بھی کہتے ہیں ،قرآن کریم میں بھی اس سرزمین کا ذکر متعدد آیات میں آیا ہے جبکہ درج بالا سطور میں بھی ان آیات کے حوالے موجود ہیں یہ ارض مقدس دراصل سرزمین شام میں واقع ہے جس میں فلسطین اور بیت المقدس موجود ہیں جبکہ کچھ محققین ارض مقدس سے دمشق، فلسطین اور اردن کے علاقے مراد لیتے ہیں بائبل میں بھی اس ارض مقدس کو فلسطین ہی بیان کیا گیا ایک روایت کے مطابق بنی اسرائیل کی ایک بڑی تعداد (تین لاکھ کے لگ بھگ) ان چالیس سالوں میں ہلاک ہوگئی اور بیت المقدس میں انھیں داخل ہونے میں ۲۰۰ برس سے زائد کا عرصہ لگا پھر حضرت موسیٰ کے جانشین حضرت یوشع بن نون کی سرکردگی میں بنی اسرائیل دریائے اردن عبور کر کے یروشلم سے ۲۰ میل کے فاصلے پر واقع شہر القریہ پہنچے اور وہ اس پر قابض ہوئے پھر ۱۲۷۰ ق م میں وہ ارض مقدس (فلسطین) پر بھی قابض ہوگئے بعد ازاں ان کے بارہ قبائل میں یہ ملک تقسیم ہوگیا لیکن بنی اسرائیل ارض مقدس میں داخل ہوتے وقت اللہ کے اس پیغام کو بھول گئے جو اللہ نے انھیں دیا تھا یعنی مشرکوں کو قتل کر کے اس ارض مقدس پر قابض ہوجاؤ یہاں پر بنی اسرائیل نے بزدلی دکھائی چنانچہ وہ بارہ قبائل اور قبائلی عصبیت میں ہی مبتلا اور منقسم رہے اور ایک بڑی اور مضبوط سلطنت کو بنانے میں ناکام رہے پھر آپس کے تفرقے نے انھیں مزید کمزور کر دیا جبکہ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بنی اسرائیل کے ان بارہ قبائل کے درمیان مشرکین کی ایک بڑی تعداد بھی آباد ہے جنھیں بنی اسرائیل باوجود حکم خداوندی کے مسخر نہ کر سکے، بنی اسرائیل کی اس حکم عدولی کی جانب بائبل اس طرح سے اشارہ کرتا ہے کہ اس کا پہلا خمیازہ تو بنی اسرائیل کو یہ بھگتنا پڑا کہ مشرکین قوموں کے درمیان رہنے کی وجہ سے ان کے اندر بھی شرک داخل ہوگیا نا صرف یہ بلکہ دیگر اخلاقی گراوٹ اور برائیاں بھی ان میں بتدریج سرائیت کرتی چلی گئیں، قوم بنی اسرائیل کو دوسرا نقصان یہ ہوا کہ اطراف میں موجود باطل قوتوں نے بھی پیہم کئی حملے کئے حتیٰ کے بنی اسرائیل کا عہد کا صندوق (تابوت سکینہ) ہی اٹھا کر لے گئے تاہم ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اگلے تین سو برس تک بنی اسرائیل ارض مقدس پر حکمرانی کرتے رہے اس درمیان سموئیل نبی بھی آئے اور بلا آخر طالوت بن قیش کو ۱۰۲۰ ق م میں بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا انھوں نے یروشلم میں سکونت اختیار کی اور ۱۰۰۴ ق م تک حکمرانی کے فرائض انجام دئے پھر ان

کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام ۱۰۰۴ ق م سے لے کر ۹۶۵ ق م تک ارض مقدس پر حکومت کرتے رہے اور ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام ۹۶۵ ق م سے لے کر ۹۲۶ ق م تک یروشلم پر تخت نشین رہے جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل دو حکومتوں یعنی 'یہودہ' اور 'بنی اسرائیل' میں تقسیم ہوگئی پھر آگے چل کر وہ زوال پذیر ہوگئی حتیٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگیا پھر مسلمانوں نے اس علاقے کو ۶۲۲ء میں فتح کرلیا جبکہ دور جدید میں یہودی (بنی اسرائیل) پھر ارض مقدس کے کچھ حصے پر قابض ہوگئے جیسے انھوں نے مملکت 'اسرائیل' کا نام دیا ہے۔۳۲۱؎

یوم سبت کا تقدس:

اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے لئے یہ قانون مقرر کیا تھا کے وہ سبت یعنی (ہفتے) کے دن کوئی کام نہیں کریں گے یعنی معاشی، تجارتی یا دنیاوی امور کی انجام دہی سے گریز کریں اس کے علاوہ یوم سبت کو وہ اپنے جانوروں، غلاموں اور کنیزوں سے بھی مشقت نہیں لیں گے بلکہ وہ اس دن صرف اور صرف عبادت اور آرام کریں گے اور جو شخص اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا وہ واجب القتل ہوگا قوم بنی اسرائیل کچھ عرصہ تک تو اس قانون پر کاربند رہی لیکن پھر بتدریج اپنی پرانی روش پر چل پڑی اور سبت کے دن بھی عبادت کے بجائے وہ دنیاوی کام کو ترجیح دینے لگے اور انھوں نے اس حکم الہی کی کھلم کھلا خلاف ورزی شروع کردی جبکہ آگے چل کر 'یرمیاہ' نبی کے زمانے میں جو ۶۲۸ اور ۵۸۶ ق م کے درمیان کا دور ہے یروشلم کے پھاٹکوں سے لوگ یوم سبت کو مال واسباب لے کر گزرتے اور اپنے اوپر نافذ شریعت کا آزادانہ مضحکہ اڑاتے جس پر یرمیاہ نبی نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو یہ تنبیہ کی کہ اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو یروشلم نذر آتش کردیا جائے گا لیکن ان تمام تنبیہات کے باوجود بنی اسرائیل ڈھٹائی سے سبت کے دن کاروباری اور تجارتی سرگرمیوں سے باز نہ آئے۔۳۲۲؎

قوم بنی اسرائیل کی اس روش کی شکایت حزقی ایل نبی بھی کرتے نظر آتے ہیں جن کا دور ۵۹۵ سے ۵۳۶ ق م کا ہے ان کی کتاب میں بھی یوم سبت کی حرمت کا تذکرہ موجود ہے اور اس مقدس دن کی

بے حرمتی کو ایک بڑا قومی جرم قرار دیا گیا ہے۔ ۳۲۳؎

قرآن کریم میں بھی اس واقعے کی جانب اشارہ موجود ہے، ارشاد خداوندی ہے!

وَ سْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ ۳۲۴

ترجمہ۔ ذرا اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے آباد تھی انھیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کے وہاں کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن احکامات الٰہی کی خلاف ورزی کیا کرتے تھے اور یہ کے مچھلیاں سبت کے ہی روز ابھرا بھر کر سمندر کی سطح پر آتی تھیں اور سبت کے سوا باقی سارے دن وہ نہیں آتی تھیں یہ اس لئے ہوتا کے ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے اور انھیں یہ بھی یاد دلاؤ کے جب ان میں سے ایک گروہ نے دوسرے گروہ سے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو؟ جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے تو انھوں نے جواب دیا ہم یہ سب تمھارے رب کے حضور اپنی معذرت پیش کرنے کے لئے کرتے ہیں اور اس امید پر کرتے ہیں کے شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنے لگیں آخر کار جب وہ ان ہدایات کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو انھیں یاد کروائی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کئے چلے گئے جس سے انھیں روکا گیا تھا تو ہم نے کہا کے بندر ہو جاؤ ذلیل وخوار۔

مندرجہ بالا آیات میں جس مقام کا تذکرہ کیا گیا ہے محققین کی ایک بڑی تعداد کا اس بات پر اجماع ہے یہ مقام 'ایلہ' 'ایلات' یا 'ایلوت' تھا جہاں اب اسرائیل کی یہودی ریاست نے اسی نام سے ایک بندرگاہ بھی بنائی ہے اور جس کے قریب اردن کی مشہور بندرگاہ 'عقبہ' بھی واقع ہے اس کی جائے وقوعہ بحر قلزم کی اس شاخ کے انتہائی سرے پر ہے جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی اور عرب کے مغربی ساحل کے درمیان ایک لمبی خلیج کی صورت میں نظر آتی ہے، بنی اسرائیل کے زمانہ عروج میں یہ ایک بڑا اہم تجارتی مرکز تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بحر قلزم کے جنگی وتجارتی بیڑے کا صدر مقام بھی اسی شہر کو بنایا تھا چونکہ بنی اسرائیل ببانگ دہل مسلسل حکم خداوندی کی حکم عدولی کر رہی تھی لہٰذا اللہ کا غضب ان پر نازل ہو گیا اور اس قوم کے لوگوں کو اللہ نے دنیا وآخرت میں رسوا کن عذاب سے دوچار کرتے ہوئے انھیں بندر کی شکل کا بنا دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجودہ بندر اور خنزیر کیا ان کی نسل سے ہے جن (قوموں) کو مسخ کر دیا گیا تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ جس قوم کو ہلاک کرتا ہے یا جس قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو اس کی نسل کو جاری نہیں کرتا اور بندر اور خنزیر تو ان سے پہلے بھی ہوتے تھے۔ ۳۲۵؎

دوسری روایت کے مطابق جس قوم پر اللہ کا عذاب آتا ہے وہ تین دن کے اندر اندر صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام ایک طویل عرصہ تک رسالت، نبوت اور بادشاہت کی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

قوم بنی اسرائیل کی دو مرتبہ تباہی:

قوم بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ وعید سنائی کے انھیں دو مرتبہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سخت ہزیمت اٹھانا پڑے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے قوم بنی اسرائیل کی ان نافرمانیوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ وَ کَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ وَ لِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۔۳۲۶

ترجمہ۔ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر متنبہ کر دیا تھا کے تم دو مرتبہ زمین میں فساد عظیم بپا کرگے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے آخر کار جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع پیش آیا، تو اے بنی اسرائیل ہم نے تمھارے مقابلے پر اپنے ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے اور وہ تمھارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے یہ ایک وعدہ تھا جیسے پورا ہو کر ہی رہنا تھا اس کے بعد ہم نے تمھیں ان پر غلبے کا موقع دے دیا اور تمھیں مال و اولاد سے مدد بھی دی اور تمھاری تعداد پہلے سے زیادہ بڑھا دی دیکھو تم نے بھلائی کی تو وہ تمھارے اپنے ہی لئے بھلائی تھی اور برائی کی تو وہ تمھاری اپنی ذات کے لئے برائی ثابت ہوئی پھر جب دوسرے وعدے کا وقت قریب آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کر دیا تا کہ وہ تمھارے چہرے بگاڑ دیں اور مسجد (بیت المقدس) میں اسی طرح گھس جائیں جس طرح پہلے دشمن گھسے تھے اور جس چیز پر ان کا ہاتھ پڑے وہ اسے تباہ کر دیں ہوسکتا ہے اب تمھارا رب تم پر رحم کرے لیکن اگر تم نے اپنی سابقہ روش نہ بدلی تو ہم پھر اپنی سزا کا عادہ کریں گے۔

بنی اسرائیل کی پہلی تباہی:

بائبل کے مجموعہ کتب مقدسہ میں بنی اسرائیل کو دی گئی تنبیہات مختلف مقامات پر درج ہیں بنی

اسرائیل کی پہلی تباہی کی تنبیہات کا صراحت سے ذکر زبور، یسیعاہ، یرمیاہ اور حزقی ایل میں موجود ہے بنی اسرائیل کی دوسری تباہی کا ذکر حضرت عیسیٰ نے کیا جس کی تفصیل متی اور لوقا کی اناجیل میں موجود ہے۔

ذیل میں ان دونوں ہی کتب سے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں تاکہ قرآن کریم کے اس بیان کی مکمل تصدیق ہوسکے قوم بنی اسرائیل نے زمین پر فساد کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انھیں تباہی سے ہمکنار کیا اوران پر ظالم وجابر اقوام کو مسلط کردیا لہٰذا اس سلسلے کی پہلی پیشن گوئی حضرت داوٗد علیہ السلام نے ان الفاظ میں کی (بنی اسرائیل) نے ان قوموں کو ہلاک نہ کیا جیسا کے خداوند نے انھیں حکم دیا تھا بلکہ (بنی اسرائیل) بھی ان قوموں کے ساتھ مل گئے اوران کے بتوں کی پرستش شروع کردی جوان کے لئے پھندا بن گئے یہی نہیں بلکہ انھوں نے اپنی بیٹیوں کو بھی شیاطین کے نام پر قربان کیا اوراپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ناحق خون بہایا اس لئے خداوند کا قہر ان پر نازل ہوا چنانچہ (بنی اسرائیل) کو ایسی قوموں کے قبضے میں کردیا گیا جوان سے عداوت رکھتے تھے اوروہ ان پر حکمران بن گئے۔ ۳۲۷؎

خداوند یوں فرماتا ہے دیکھو شمالی ملک سے ایک بڑی قوم برانگیخت کی جائے گی وہ بڑے سنگدل اور بے رحم ہوں گے جو تیراندازی اور نیزہ بازی کریں گے اوران کے نعروں کی صدا سمندروں جیسی ہوگی وہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے پھر وہ جنگی مردوں کی مانند صف آرا ہوں گے اس وقت ہمارے ہاتھ ڈھیلے ہوں گے اورہم زچہ کی مانند مصیبت اوردرد میں گرفتار ہوں گے۔ ۳۲۸؎

جس طرح آگ بھوسے کو کھاتی ہے اور وہ جل کر پھونس اوراس کی جڑ بوسیدہ ہوجاتی ہے بنی اسرائیل نے رب کی شریعت کوترک کیا اور خداوند قدوس کے کلام کو حقیر جانا اس لئے خدا کا قہر ان پر بھڑکا اور پہاڑ کانپ گئے اوران کی لاشیں بازاروں میں غلاظت کی مانند پڑی ہیں۔ ۳۲۹؎

خداوند یوں فرماتا ہے یروشلم یہی ہے میں نے اسے قوموں اور مملکتوں کے درمیان رکھا لیکن اس نے میرے احکام کی خلاف ورزی کی میرے آئین کو توڑا اور دیگر قوم کے مقابلے میں زیادہ شرارت کی چونکہ تم آس پاس کی اقوام سے زیادہ فتنہ انگیز ہو اس لئے میں تمھارا مخالف ہوں اور تمھیں سب قوموں کی آنکھوں کے سامنے سزا دوں گا۔ ۳۳۰؎

اس قوم کی لاشیں ہوائی پرندوں اور زمینی درندوں کی خوراک ہوگی اور یہ ملک ویران ہوجائے گا۔۳۳۱؎

شرارت آگ کی طرح جلا دیتی ہے اور جنگل کی گنجان جھاڑیوں کو خس و خاک کی مانند شعلہ زن کر دیتی ہے۔اور رب الافواج کے قہر سے یہ ملک جلا دیا گیا اور اس کے لوگ ایندھن کی مانند جلا دئے گئے۔۳۳۲؎

ان پر افسوس جو بے انصافی سے فیصلے کرتے ہیں مسکینوں اور محتاجوں کو عدالت سے محروم رکھتے ہیں محتاجوں، یتیموں اور بیواؤں کا حق چھینتے ہیں تو اگر ایسے لوگ قیدیوں اور مقتولوں کے نیچے بھی چھپ جائیں گے تو بھی خداوند کے قہر سے ہر گز نہ بچ پائیں گے۔۳۳۳؎

مندرجہ بالا تنبیہات جو کتاب مقدس سے اقتباس کی گئی اس میں بڑی وضاحت سے بنی اسرائیل کے پیغمبر اپنی قوم کو ان کی سرکشی کے نتیجے میں اللہ کے غضب کی وعید سنا رہے ہیں تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ! جب بھی اللہ کی زمین پر ظالم کا ظلم بڑھا تو اللہ تعالی نے اسے مٹا کر مقام عبرت بنا دیا۔

حضرت الیاس، حضرت الیسع اور حضرت ذوالکفل متواتر اپنی قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کرتے رہے لیکن قوم نے شرک اور سرکشی کی روش ہرگز ترک نہ کیا لہٰذا اللہ کا غضب قوم بنی اسرائیل پر اشوریوں کی شکل میں ٹوٹا اور نویں صدی ق م سے فلسطین پر اشوریوں کے مسلسل حملے شروع ہو گئے اس دور میں بھی قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیئے عاموس نبی اور ہوسیع نبی نے ۷۴۷ سے ۷۳۵ ق م تک متواتر اپنی کوششوں کو جاری رکھا اور بنی اسرائیل پہ مستقل تنبیہات کا سلسلہ جاری رکھا لیکن اس کے نتیجے میں شاہ اسرائیل نے عاموس نبی پہ نا صرف مظالم ڈھائے بلکہ انھیں ملک بدر بھی کر دیا اس واقعہ کے بعد سلطنت اسرائیل پر قوم اشور کالی آندھی کی مانند چھا گئے ۷۲۱ ق م میں اشور کے سخت گیر اور ظالم بادشاہ سارغون نے سامریہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور بنی اسرائیل کو سخت ہزیمت اور شکست سے دوچار کیا اشوری ایک ظالم، جابر، سخت گیر اور طاقتور قوم تھی وہ اپنے دشمنوں کے لئے کسی قہر سے کم نہ تھے ان کے یہاں سزائیں بھی نہایت اذیت ناک تھیں وہ اپنے دشمنوں کی کھال کھنچواتے، ان کی زبانیں تالو سے کاٹ کر الگ کر دیتے، زندہ جلانا، سولی

پر لٹکانا، ہاتھ پیرون کو مخالف سمت میں کاٹ دینا، گردن اڑانا وغیرہ ان کا معمول تھا، تاہم قوم بنی اسرائیل کے ساتھ بھی یہی ہوا اشوریوں نے ہزاروں بنی اسرائیلیوں کو تہہ تیغ کیا۔

۲۷،۰۰۰ افراد کو قیدی بنا کر انھیں اپنے ملک کے دیگر حصوں میں تتر بتر کر دیا اور انھیں غیر اسرائیلیوں کے ساتھ بسایا تا کہ یہ کہیں بھی جمع ہوکر طاقت حاصل نہ کرسکیں اشوریوں کے ان اقدامات کے نتیجے میں قوم بنی اسرائیل کی رہی سہی تہذیب وتمدن کا بھی جنازہ نکل گیا اور وہ بالکل ہی مفلوک الحال اور قابل رحم ہو گئے اللہ تعالی نے انھیں یہ سزا زمین پر ان کی مسلسل سرکشی، شرک اور پیغمبروں کی نافرمانی کے باعث دی قوم بنی اسرائیل کی دوسری ریاست جو کے 'یہودیہ' کے نام سے مشہور تھی اور جیسے آل داؤد بھی کہا جاتا اس کا پایہ تخت یروشلم تھا یہ بیت المقدس، جنوبی فلسطین اور ادوم کے علاقے میں قائم تھی یہ سلطنت اسرائیل کے مقابلے میں نسبتاً کم سرکش تھی اور اس کا اخلاقی زوال بھی سست تھا اس لئے انھیں مزید مہلت مل گئی سلطنت اسرائیل کی طرح اشوریوں نے سلطنت یہودیہ پر بھی پے در پے حملے کئے، ان کے شہروں کو تباہ و برباد کیا یہاں تک کے ان کے پایہ تخت کا محاصرہ بھی کیا لیکن اس کے باوجود ریاست یہودیہ اشوریوں کے ہاتھوں مکمل تباہی یا ختم ہونے سے بچی رہی بلکہ یہ ریاست اشوریوں کی باج گزار ہو گئی ایسے میں حضرت یسیعاہ اور یرمیاہ نبی نے اپنی قوم بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی کا بیڑا اٹھایا اور انھیں شرک اور بت پرستی سے روکا لیکن کچھ لوگوں کے سوا تمام لوگ ان نبیوں کی نافرمانی کرتے رہے یرمیاہ نبی نے بنی اسرائیل کی غلامی کی پیشن گوئی کی تاہم نبیوں کی مسلسل نافرمانی کی سزا میں اللہ تعالی نے بابل کے سخت گیر اور ظالم وجابر بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں یروشلم کو تاراج کر دیا بخت نصر قوم بنی اسرائیل پر کسی آفت ناگہانی کی مانند ٹوٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے ارض مقدس، ہیکل سلیمانی اور بنی اسرائیلیوں کے کئی مقدس مقامات کو تہہ خاک کرتا چلا گیا۔

بخت نصر کے باپ نے جدید بابلی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی وہ ۶۲۵ ء ق م سے اشوریوں کی طرف سے بابل کا گورنر تھا اسی سال اس نے اشوریوں کی کے خلاف حکمت عملی کو طے کرنا شروع کیا ۶۰۶ ق م میں جب نبو پلاسر کی وفات ہوئی تو اس کے بعد وہ بابل کا بلا شرکت غیرے حکمران مقرر ہوا بخت نصر کلدانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مورخین اس کے بارے میں یہاں تک کہتے ہیں کے وہ

حضرت سلیمان اور ملکہ سبا کی نسل سے تھا اس کی شادی ماد کی ایک شہزادی 'اموہیا' سے ہوئی بخت نصر نے اپنی تخت نشینی کے بعد سے ہی بابل کے استحکام کے لئے متعدد اقدامات شروع کئے وہ بہت جلد ارد گرد کی کئی سلطنتوں کو تاخت و تاراج کرنے میں بھی کامیاب ہوگیا اس نے اسرائیل اور یہودہ کی سلطنتوں پر بھی کئی کامیاب حملے کئے ۵۹۸ ق م میں اس نے یروشلم سمیت پوری سلطنت یہودہ پر قبضہ کرلیا یہودہ کا بادشاہ صدقیاہ اس کا قیدی بنا ۵۸۷ ق م میں بخت نصر نے ایک اور حملہ کیا اور یہودہ کے تمام شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی نا صرف یہ بلکہ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کو بھی اس طرح سے پیوند خاک کیا جیسے کے وہ وہاں کبھی تھے ہی نہیں مورخین بخت نصر کے ہاتھوں یروشلم اور فلسطین کی تباہی کے حوالے سے یہ لکھتے ہیں کے بابلی افواج نے شہر میں وہ درندگی اور تباہی پھیلائی کے کوئی دیوار اپنی جگہ پر کھڑی نہ رہ سکی اور سارا شہر ہی پیوند خاک ہوگیا یہی نہیں بلکہ تورات کے تمام نسخے جلا دئے گئے اور چن چن کر ایسے تمام لوگوں کو بھی قتل کر دیا گیا جن کے سینوں میں تورات کا کچھ حصہ محفوظ تھا بابلی ، یہودیوں کی ایک بڑی تعداد کو قیدی بنا کر بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ (انھی قیدیوں میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی تھے جن کا ذکر اگلی سطور میں بیان کیا جائے گا)

قرآن کریم میں یہودیوں کی سرکشی کے نتیجے میں ان کے اوپر ایسے ظالم حکمرانوں کے حوالے سے یہ ارشاد ہوا ہے!

وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۔

ترجمہ۔آخر جب (بنی اسرائیل) کی پہلی سرکشی کا موقع آیا تو، اے بنی اسرائیل ہم نے تمھارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے اور وہ تمھارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے یہ ایک وعدہ تھا جیسے پورا ہو کر ہی رہنا تھا۔ ۳۳۴ ؎

بخت نصر نے ۵۶۱ ق م میں وفات پائی، بائبل میں بخت نصر کا ذکر تقریباً ۱۰۰ مرتبہ آیا ہے۔ کتب تاریخ میں یہ لکھا ہے کے اس نے ایک تقویم (کلینڈر) کا بھی آغاز کیا تھا بعد کے ادوار میں البیرونی اور مسعودی نے اس تقویم کی مدد سے کئی زمانی مشکلات کو سلجھانے کی کوششیں بھی کیں، مسعودی نے اس تقویم کے ذریعے دیگر تقویموں کی کی تطبیق بھی کی۔

مورخین کی یہ رائے ہے کے حضرت آدم سے لے کر بخت نصر کی سلطنت تک کا درمیانی عرصہ تقریباً ۴۸۰۰ سال کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت بخت نصر کے آغاز حکومت سے ۱۳۱۷ سال بعد ہوئی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت بخت نصر کے آغاز حکومت کے ۱۳۵۷ سال بعد ہوئی۔

حضرت عزیر علیہ السلام:

بابلی بادشاہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کے بے شمار لوگوں کو قیدی بنایا انھی بے شمار قیدیوں میں کم سن حضرت عزیر علیہ السلام بھی شامل تھے جو حالت اسیری میں حضرت دانیال علیہ السلام کے زیر تربیت رہے اہل یہود آپ کو عزرا یعنی اپنے دین کا مجدد بھی مانتے ہیں آپ کے دور کے حوالے سے یہ اتفاق ہے کے وہ ۴۵۰ ق م کا تھا آپ ایک عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں اٹھاتے رہے پھر بخت نصر نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے چند اہل علم و دانش حضرات کو دربار شاہی میں طلب کیا لہذا اس کی نظر انتخاب چار افراد پر پڑی جن میں حضرت دانیال، خنیاہ، میسا ایل اور حضرت عزیر شامل تھے، وہ ان حضرات کی شخصیت اور عالمانہ گفتگو سے بے حد متاثر ہوا چنانچہ اس نے انھیں دربار سے منسلک کر کے ان کے بیش بہا علم سے فائدہ اٹھانا چاہا اور ان کی بے حد عزت وتکریم بھی کی۔ بخت نصر، حضرت عزیر کی قابلیت سے کافی مرعوب ہوا اور انھیں بابل کا گورنر بنا دیا لیکن بابل میں ہر جانب شرک اور بت پرستی کا بول بالا تھا اور جگہ جگہ منادر اور اصنام پرستی کی جاتی تھی آپ نے گورنر بنتے ہیں باطل رسم ورواج اور اصنام پرستی کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا ابتدائی مرحلے میں آپ نے تمام لوگوں کو دین حق کی تعلیم دی اور انھیں بتایا کے ان جھوٹے خداؤں کی عبادت سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا ہم دین و دنیا دونوں ہی جگہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائیں گے لیکن حسب سابق بابلی قوم نے بھی آپ کی شدت سے نافرمانی کی اور ان سب نے

آپ کے خلاف ایک محاذ بنا لیا جب یہ خبر بخت نصر تک پہنچی تو وہ یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے حضرت عزیر علیہ السلام کو آگ میں ڈلوانے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے ایک بڑی آگ روشن کی گئی جس میں آپ کو ڈلوا دیا گیا لیکن اللہ کی قدرت یہ ہوئی کے آپ آگ میں سے صحیح سلامت نکل آئے یہ دیکھ کر بخت نصر چلا اٹھا عزیر کا خدا مبارک ہو جس نے اپنا فرشتہ بھیج کر عزیر کو رہائی دلوائی اور واقعی عزیر کے خدا کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں لہٰذا اس معجزہ کے بعد

حضرت عزیر کو دوبارہ بابل کا گورنر بنا دیا گیا اور آپ دین اسلام کی دعوت و تبلیغ میں منہمک ہو گئے

مورخین لکھتے ہیں فارس کے شہنشاہ اردشیر کے دور میں جب دوبارہ از سر نو بیت المقدس کی تعمیر ہونے لگی تو حضرت عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا تاہم اس تعمیر پر ہونے والے اخراجات شاہ فارس نے ادا کئے چنانچہ بیت المقدس کی تعمیر میں حضرت عزیر نے اپنا شاہی اثر ورسوخ کو بھی استعمال کیا اور اس سلسلے میں بنی اسرائیل کی مدد بھی کی، کہا جاتا ہے کے

بنی اسرائیل بابل میں اپنی ۷۰ سالہ طویل اسیری کے دوران اپنی اصل زبان عبرانی تک بھول گئے جبکہ تہذیب وتمدن اور شریعت وروایات تو اس کے سوا ہیں لیکن حضرت عزیر علیہ السلام نے واپس یروشلم آنے کے بعد نا صرف مقدس ہیکل کی تعمیر میں معاونت کی بلکہ تلف شدہ تورات کو بھی از سر نو لکھوایا۔ اس حوالے سے بائبل کی روایت ہے!

آسمان سے دو شہاب اترے اور حضرت عزیر کے سینے میں جا کر سما گئے۔ اس کے بعد آپ نے تورات لکھوانی شروع کی بنی اسرائیل کی نظر میں حضرت عزیر علیہ السلام کی قدر و منزلت میں بے حد اضافہ ہوا کیونکہ عزیر یا عزرا نے عہد نامہ کو دوبارہ مدون کیا اور شریعت موسوی کی تجدید بھی کی اس کے ساتھ ہی حضرت عزیر نے بنی اسرائیل کے تمام اہل خیر کو جمع کر کے ایک مضبوط نظام کی بنیاد ڈالی، قوانین شریعت کو نافذ کر کے ان کے اعتقادی اور اخلاقی برائیوں کو بھی دور کیا بنی اسرائیل کے نکاح میں جتنی مشرک عورتیں تھیں ان سب کو طلاق دلوائی جبکہ قوم بنی اسرائیل سے از سر نو آئین کی پیروی اور میثاق کی پیروی کا عہد بھی لیا لیکن شمالی فلسطین اور سامریہ کے بنی اسرائیلیوں نے حضرت عزیر کی تعلیمات سے استفادہ نہ کیا بلکہ انھوں نے بیت المقدس کے مقابلے میں اپنا ایک الگ مذہبی گروہ اور مرکز' کوہ جرزیم' میں قائم کیا جس کو انھوں نے قبلہ اہل کتاب بنانے کا بھی ارادہ

کیا جس کے نتیجے میں یہودیوں اور سامریوں میں دوریاں مزید بڑھ گئیں دوسری جانب بنی اسرائیل کی حضرت عزیر سے تعظیم اس قدر بڑھی کے انھوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ اِبْنُ اللّٰهِ ۔ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۔ ۳۳۵

ترجمہ۔ یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے... یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبان سے نکالتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی پرانی روش اور ان کا مزاج جو شرک، تو ہم پرستی اور بت پرستی سے عبارت ہے اس مقام پر بھی وہ باز نہ آئے، حضرت عزیر نے نا صرف شریعت موسوی کی تجدید کی بلکہ آئین وقوانین اور بنی اسرائیل کے اعمال واقوال کی بھی اصلاح فرمائی لیکن اتنی جدوجہد کے بعد بھی نتیجہ صفر۔

ایک روایت کے مطابق ۴۴۵ ق م میں نحمیاہ بن حکلیاہ نبی نے اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کی سلطنت یہودیہ کے منتشر اور جلا وطن افراد کو باہم متحد کیا اور انھیں واپس یروشلم لائے، شاہ ایران نے نحمیاہ نبی کو یروشلم کا حاکم مقرر کیا تو آپ نے اپنی بکھری ہوئی قوم بنی اسرائیل کو یکجا کیا اور پھر یروشلم میں ایک شہر پناہ تعمیر کی اس طرح تقریباً ڈیڑھ سو سالوں کے بعد بیت المقدس ایک بار پھر آباد ہو گیا جو یہودی مذہب اور تہذیب کا مرکز بنا لیکن سکندر اعظم کے ہاتھوں ایرانیوں کے زوال اور یونانیوں کے عروج سے بنی اسرائیل کو دھچکا پہنچا اور سکندر اعظم کی وفات کے بعد جب سلطنت تین حصوں میں منقسم ہوئی تو شام کا علاقہ جس کا پایہ تخت انطاکیہ تھا اس کے فرمانروا انٹیوکس ثالث نے ۱۹۸ ق م میں فلسطین پر قبضہ کر لیا یہ لوگ سخت ظالم، جابر، مشرک اور یہودیوں سے شدید نفرت کرتے انھوں نے ان کے رسم ورواج، تہذیب وتمدن، مذہب، رہن سہن اور لباس ومعاشرت الغرض تمام شعبہ حیات سے نا صرف اختلاف کیا بلکہ ان کی جگہ اپنی تہذیب وتمدن کو فروغ دیا لہٰذا اس خارجی مداخلت نے یہودیوں میں مزید تفرقہ ڈالا جس کے نتیجے میں یہودیوں کے ایک گروہ

نے یونانی رسم و رواج اور تہذیب و معاشرت کو اپنایا جبکہ دوسرے گروہ نے یونانیوں کی طرز معاشرت کی مخالفت کی ۱۷۵ ق م میں اینٹوکس چہارم جب تخت نشین ہوا تو اس نے پورے جبر اور غضب کے ساتھ اپنی مکمل طاقت کے استعمال سے یہودیوں اور ان کے مذہب و تہذیب کی بیخ کنی کی اور بنی اسرائیل کے مقدس ہیکل میں زبردستی بتوں کو نصب کر کے یہودیوں کو ان کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا یہی نہیں بلکہ یہودی جس جگہ قربانی کرتے اس جگہ سے زبردستی ان کی قربانی ختم کروا کر انھیں مشرکانہ مقامات پر قربانی کا پابند کیا اس ظالم بادشاہ نے تمام تورات کے نسخے بھی جلا دئے اور جن لوگوں کے پاس اس کے نسخے موجود تھے انھیں بھی قتل کروا دیا اور یوم سبت کی تکریم کے احکامات بھی منسوخ کرتے ہوئے ایسے تمام افراد کو سرے عام پھانسی لگانے کے احکامات بھی جاری کر دئے۔ اگرچہ یہودیوں کا ایک طبقہ حضرت عزیر کے دین الٰہی اور شریعت موسوی پر عمل پیرا تھا اس نے بادشاہ وقت کے خلاف ایک تحریک 'مکابی بغاوت' کے نام سے چلائی تاہم بادشاہ وقت اور اس کے ہرکاروں نے اپنی پوری سرکاری قوت کو استعمال کرتے ہوئے اس تحریک کو دبانے کی کوششیں کیں اور ان کے ساتھ وہ یہودی بھی پیش پیش تھے جنھوں نے یونانی اثرات اور طرز معاشرت کو بخوشی قبول کیا لیکن مکابی بغاوت کی تحریک ہر گزرتے دن کے ساتھ بجائے دبنے کے بڑھتی گئی اور بلا آخر اس حد تک بڑھی کے انھوں نے یونانیوں کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا اور اپنی ایک الگ آزاد ریاست قائم کی جو کے بتدریج بڑھتے بڑھتے ان تمام پرانے رقبے پر حاوی ہوگئی جو کبھی یہودیہ اور اسرائیل کی ریاست کی حدود میں واقع تھے یہی نہیں بلکہ فلستیہ کا بھی علاقہ بنی اسرائیل کے قبضے میں آ گیا جو کے حضرت داوٗد علیہ السلام کے زمانے میں بھی فتح نہیں ہوا تھا تاہم بنی اسرائیل کی یہ ریاست تقریباً ۶۷ ق م تک قائم رہی۔ ۳۳۶؎

۲۔ بنی اسرائیل کی دوسری تباہی:

مکابیوں کی تحریک بتدریج کمزور ہوتے ہوتے بلا آخر دم توڑ گئی اور اس کی جگہ خالص دنیا پرستی نے لے لی پھر اس قوم بنی اسرائیل میں مزید پھوٹ پڑ گئی اور انھوں نے خود ہی رومی فاتح پومپی کو

فلسطین آنے کی دعوت دی پومپی نے ۶۳ ق م میں بیت المقدس پر قبضہ کرلیا اور اس طرح وہاں موجود یہودیوں کو شکست ہوئی اور وہ رومیوں کے غلام ہو گئے لیکن رومیوں کی ملکی پالیسی کا ایک حصہ یہ بھی تھا کے وہ مفتوحہ علاقوں پر براہ راست اپنے تسلط کے بجائے اپنا نظم ونسق تو قائم کرتے تھے لیکن مقامی حکمرانوں کے ذریعے وہ اپنے تمام کام بالواسطہ طور پر نکلوا لیتے چنانچہ انھوں نے فلسطین میں اپنے زیر سایہ ایک ایسی ریاست قائم کی جو بلا آخر ۴۰ ق م میں ایک ہوشیار اور نہایت موقع شناس یہودی 'ہیرود' کے قبضے میں آ گئی یہ شخص آگے چل کر ہیرود اعظم کے نام سے مشہور ہوا جس کی فرمانروائی پورے فلسطین اور اردن پر ۴۰ سے ۴ ق م تک قائم رہی اس نے ایک جانب یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے مذہبی پیشواؤں کی سرپرستی کی دوسری جانب رومی تہذیب وثقافت کو بھی فروغ دیا۔

ہیرود اعظم اول:

ہیرود اعظم (۴۷۔ ۴ق م) یہ رومنوں کا حمایت یافتہ فلسطین کا ایک فرمانروا تھا جو جنوبی فلسطین میں پیدا ہوا، اس کے باپ اینٹی پیٹر کو جولیس سیزر نے ۴۷ ق م میں یہودیہ کا پرا کیوریٹر بنایا تھا پھر ۳۹ میں رومن سینیٹ نے اسے ہسمونیوں کا بادشاہ تسلیم کرلیا جب ہی اس نے ہسمونیائی نسل کی ایک شہزادی سے شادی کر کے یہودیوں کو اپنا حامی بنالیا لیکن روایت میں آتا ہے کے ہیرود اعظم نے اپنے باپ اینٹی پیٹر کو قتل کیا اس کے بعد وہ رومن سینیٹ کی جانب سے یہودیوں کا بادشاہ منتخب ہوا ہیرود کی حکومت کے ابتدائی سال سدوسی اور فریسی یہودیوں کے مابین تفرقے اور تنازعات سے پر ہے اس کے دور کا ایک بڑا حصہ خوشحالی کا تھا اس نے اپنے دور اقتدار میں یروشلم میں کئی تعمیراتی کام بھی انجام دئے لیکن اس کا آخری دور محلاتی سازشوں سے عبارت ہے جب ہیرود اعظم کی وفات ہوئی تو بادشاہت اس کے تینوں بیٹوں۔

۱۔ ہیرود اینٹی پاس۔ ۲۔ آرکیلاس۔ ۳۔ اور ہیرود فلپ میں تقسیم ہوگئی۔

اگر چہ وہ ایک سچا یہودی تھا لیکن یہودی اسے رومنوں کا دوست گردانتے اور اسے سخت ناپسند کرتے، متی انجیل کے مطابق ہیرود اعظم نے اپنے دور حکمرانی میں بیت اللحم میں لاکھوں نومولود

بچوں کو قتل کروایا جبکہ اس قتل کے پیچھے دراصل شیر خوار عیسیٰ ابن مریم کو ہی ہلاک کرنے کی اصل سازش تیار کی گئی تھی۔ ۳۳۷ ہیرود کی وفات کے بعد اس کے بیٹے اس کے جانشین مقرر ہوئے

۱۔ارکیلاس۔ ہیرود کا ایک بیٹا ارکیلاس (خلاؤس) سامریہ یہودیہ اور شمالی ادومیہ کا فرمانروا منتخب ہوا لیکن ۶ء میں قیصر آگسٹس نے اس کو معزول کر کے اس کی پوری ریاست کو اپنے گورنر کے ماتحت کر دیا تھا جس کا انتظام ۴۱ء تک اسی کے ہاتھوں میں رہا یہی وہ زمانہ تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے اٹھے اور یہودیوں کے تمام مذہبی پیشواؤں نے مل کر ان کی مخالفت کی اور رومی گورنر پونٹس پیلاطس سے ان کو سزا موت دلوانے کی بھی کوشش کی۔

۲۔ ہیرود اینٹی پاس۔ یہ ہیرود اعظم کا دوسرا بیٹا تھا جو کے گلیلی اور شرق اردن کے علاقے کا حکمران مقرر ہوا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنی بھانجی ہیرود یاس سے شادی کر لی جس کی وجہ سے سینٹ جان ہائپسٹ نے اسے ملعون قرار دیا چنانچہ اس کی بیوی ہیرود یاس نے اپنی بیٹی سلومی سے کہا کے تم اینٹی پاس کی سالگرہ کے موقع پر جب رقص کرو تو اپنے سوتیلے باپ
(ہیرود اینٹی پاس) سے جان (یوحنا) یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر تحفے میں مانگ لو چنانچہ طے شدہ منصوبے کے تحت ایسا ہی ہوا اور جب سلومی نے ہیرود اینٹی پاس سے یوحنا کے سر کی فرمائش کی تو اسے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر قلم کر کے پیش کر دیا گیا بعد ازاں حضرت عیسیٰ کو بھی گرفتار کر کے اسی شخص کے سامنے پیش کیا گیا لیکن یہ آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہ دے سکا اور اس نے آپ کو یہودیہ کے گورنر کے پاس بھجوا دیا لیکن انجام کار ہیرود اینٹی پاس کو بھی بلا آخر جلا وطن ہونا پڑا۔ ۳۳۸

۳۔ ہیرود فلپ۔ ہیرود اعظم کا تیسرا بیٹا تھا جیسے کوہ حرمون سے دریا ئے یرموک تک کی بادشاہت ملی یہ شخص اپنے باپ اور دوسرے بھائیوں کے مقابلے میں رومی اور یونانی تہذیب وتمدن کا نہایت دلدادہ تھا اور اس کی سلطنت کی حدود میں تو کلمہ حق کے پہنچنے کی ہرگز اور قطعاً کوئی گنجائش نہ تھی۔

۴۔ ہیرود ایگر یپا اول۔ یہ ہیرود اعظم کا پوتا تھا جو ۴۱ء میں ان تمام علاقوں کا فرمانروا مقرر ہوا جو اس کے دادا ہیرود اعظم کے زمانے میں ان کے قبضے میں تھے اس نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی

حضرت عیسیٰ کے تمام حواریوں اوران کے پیروکاروں پر سخت مظالم ڈھائے اور حضرت مسیح کی تمام تحریک حق کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا اس دور میں بنی اسرائیل کی سرکشی کی پرانی روش اوران کے مشرکانہ عقائد اور اخلاقی زوال کی تمام تر کیفیات اپنے انتہائی عروج پر تھیں جن کا اندازہ ہم اناجیل میں حضرت مسیح کے خطبات کو پڑھ کر بخوبی لگا سکتے ہیں جس میں وہ قوم بنی اسرائیل کے قومی اور اخلاقی زوال کے حوالے سے بیان کررہے ہیں اس دور پرفتن میں معصوم حضرت یحییٰ کا سر قلم کردیا جاتا ہے جس پر ایک آواز بھی نہیں اٹھتی پھر چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کرتی ہے لیکن بدبخت قوم میں سے کسی نے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی گئی کہ مجمع عام میں پونٹس پیلاطس قوم بنی اسرائیل سے جب یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق سزائے موت کے مجرموں میں سے میں کسی ایک مجرم کی سزا معاف کردوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بدبخت اور ملعون زدہ قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا، اس بات کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کے یہودیوں (قوم بنی اسرائیل) پر رومیوں نے سخت مظالم ڈھانے شروع کئے جس کے نتیجے میں ۶۴ء سے ۶۶ء میں یہودیوں نے رومیوں کے خلاف کھلی بغاوت کردی جس کو رومیوں نے انتہائی سختی سے کچل دیا اور ٹیٹس نے ۷۰ء میں بزور شمشیر پورے یروشلم کو فتح کیا اور قوم بنی اسرائیل کا قتل عام بھی کیا جس میں اندازاً ایک لاکھ تینتیس ہزار بنی اسرائیل مارے گئے ۶۷،۰۰۰ افراد کو قیدی بنا کر مختلف شہروں اور جنگلوں میں بھیج دیا گیا تاکہ وہ مشقت کریں ان میں سے بھی بے شمار افراد کو جانوروں نے چیر پھاڑ ڈالا جبکہ کئی افراد شدید مظالم سہتے سہتے ہی اس دار فانی سے کوچ کرگئے جبکہ بنی اسرائیل کی خوبرو نوجوان لڑکیوں کو انھوں نے آپس میں بانٹ لیا اور یروشلم اور مقدس ہیکل کو بھی تاراج کیا چنانچہ اس ہزیمت اور انتہائی تباہی کے بعد تقریباً دو ہزار سالوں تک بنی اسرائیل (یہودیوں) دوبارہ کبھی سر نہیں اٹھا پائے یروشلم کا مقدس ہیکل بھی پھر دوبارہ کبھی تعمیر نہ ہوسکا عرصہ بعد قیصر ہیڈریان نے اس شہر کو دوبارہ آباد کیا لیکن اب اس شہر کا نام ایلیا تھا اگرچہ یہاں ایک طویل عرصے تک قوم بنی اسرائیل کے داخلے پر شدید پابندی اور پہرہ

تھا۔۳۳۹؎

قرآن کریم کی رو سے یہ وہ دوسری سزا تھی جو قوم بنی اسرائیل کو زمین پر فساد، انبیاء کے ساتھ ناروا سلوک اور ان کے قتل میں معاونت اور شرک و بت پرستی کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے دی گئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءُا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا۔۳۴۰

ترجمہ۔ جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کر دیا تا کہ وہ تمھارے چہرے بگاڑ دیں اور مسجد (بیت المقدس) میں اس طرح سے گھس جائیں جس طرح سے پہلے دشمن گھسے تھے اور جس چیز پر ان کا ہاتھ پڑے وہ اسے تباہ برباد کر کے رکھ دیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام:

حضرت زکریا کا سلسلہ نسب حضرت ہارون سے ملتا ہے اور آپ انھی کی اولادوں میں سے ہیں آپ کے والد کا نام برخیاہ بیان کیا جاتا ہے۔۳۴۱؎

آپ اللہ کے ایک نہایت برگزیدہ پیغمبر تھے جنھیں قوم بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا لیکن ان کی قوم بنی اسرائیل میں ان کی درست حیثیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کے قوم بنی اسرائیل کے نظام کہانت یعنی Priesthood کو اچھی طرح سے سمجھ لیا جائے فلسطین پر قابض ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے ملکی انتظامات کو منظم کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے یہی بارہ بیٹوں اور ان کی اولادیں آگے چل کر بنو اسرائیل کے نام سے جانی گئیں جو بعد ازاں بارہ قبائل میں منقسم بھی ہوئیں قوم بنی اسرائیل نے انھی بارہ قبائل میں تمام ملکی نظام کو تقسیم کر دیا جو مختلف ملکی انتظامات اور ذمہ داریوں کی ادائے گی کے پابند بھی تھے ان بارہ قبائل کی تفصیل کچھ یوں ہے!

۱۔بنوروبن۔ ۲۔بنوشمعون۔ ۳۔بنو یہودہ۔ ۴۔بنوز بولون۔ ۵۔بنواشکار۔ ۶۔بنودان۔
۷۔بنوجد۔ ۸۔بنوآشر۔۹۔بنونفتالی۔ ۱۰۔بنو یوسف۔۱۱۔بنوبن یامین۔ ۱۲۔بنولادی۔

بنولادی بن یعقوب کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص تھا جبکہ یہ خاندان بنی لادی بھی ۲۴ مختلف خاندانوں پر مشتمل تھا اور ان ۲۴ خاندانوں میں بھی ایک 'ابیاہ' نامی خاندان جس کے سردار حضرت زکریا تھے اس خاندان کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ترین ذمہ داری ہیکل کی خدمت، اس میں بخور (خوشبودار لکڑی) جلانے، ہیکل کی مقدس متبرکات کی صاف صفائی، ان کی دیکھ بھال، سبت کے دن اور عید کے موقع پر قربانی اور ہیکل کی نگرانی کرنا تھا خاندان بنی لادی کا تعلق حضرت ہارون کے خاندان سے تھا لہٰذا ہیکل کی خدمت بھی انھی ۲۴ خاندانوں میں گردش کرتی اور اپنی باری کے دنوں میں یہ لوگ بخوشی مقدس ہیکل میں مذہبی امور کی انجام دہی کیا کرتے اور بقیہ وہ تمام افراد جن کا تعلق بنی لادی سے تھا وہ ہیکل کے صحن یا باہر کوٹھریوں میں صاف صفائی یا خدمت انجام دیتے۔ ۳۴۲؎

بائبل میں بنی لادی کی خدمات کے حوالے سے کہا گیا ہے! اور اس نے لادیوں میں سے بعض کو مقرر کیا تا کہ وہ خداوند کے صندوق کے آگے خدمت کریں اور خداوند کا ذکر، شکر اور اس کی حمد کریں۔ ۳۴۳؎

حضرت زکریا قوم بنی اسرائیل میں قبیلہ بنولادی اور پھر اس کے بھی خاندان ابیاہ سے تعلق اور اس کے سردار ہونے کی بناء پر نہایت قابل احترام مانے جاتے آپ اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر ہونے کے ساتھ ہی نہایت متقی، عبادت گزار، شب بیدار اور راست گو شخصیت کے مالک تھے آپ کی پارسائی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ ۳۴۴

ترجمہ۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس یہ سب نیک لوگوں میں سے ہیں۔

یہودیت:

یہودا (Judah) حضرت یعقوب علیہ السلام کے چوتھے فرزند کا نام تھا جن کی والدہ 'لیاہ' تھیں یہودا عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ 'اللہ تعالیٰ کی تعریف' کے ہیں حضرت یعقوب کے یہ فرزند خاندانی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے بعد ازاں یہ اپنے والد کے ساتھ مصر بھی منتقل

ہوئے جبکہ حضرت یعقوب نے انھیں برکت کی دعا بھی دی پھر مصر سے خروج کے وقت ان کے قبیلے میں مردوں کی تعداد ۷۴ ہزار بتائی جاتی ہے، یہودا زرد رنگ کے لباس پہنا کرتے شاید اسی وجہ سے یہودیوں میں بھی زرد رنگ ایک امتیازی نشان کی حیثیت اختیار کر گیا۔

یہودی یا بنی اسرائیل کی قدیم مذہبی ثقافت دراصل یہودیت کہلاتی ہے، یہودی خدا کے ساتھ ایک معاہدے یا خصوصی تعلق کے تصور کی بنیاد پر ایک جداگانہ شناخت قائم رکھنے والے لوگوں کا ایک گروہ ہے جبکہ یہ گروہ تاریخ کے قدیم ترین معلوم لوگوں میں سے ہیں جن کا ماخذ اندازاً ۳۰۰۰ ق م سے بھی پہلے کا ہے یہودی دنیا کے کم وبیش ہر خطے میں پائے جاتے ہیں انھوں نے اپنے مذہبی اور ثقافتی اثرات بھی کئی اقوام پر مرتب کئے چنانچہ یہودیوں یا یہودیت کی درست تاریخی حیثیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ لفظ Jew کو اچھی طرح سے سمجھ لیا جائے لفظ Jew پانچویں صدی ق م میں یہودیہ یا قوم بنی اسرائیل کے لوگوں کے لئے استعمال ہونے والا ایک عبرانی زبان کا لفظ ہے جو کے یونانی زبان کے لفظ Ioudaios (یہودیائی) سے ماخوذ ہے لہٰذا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ لفظ تبدیل ہو کر یہودی بن گیا لیکن ان کا اصل وطن یہودیہ ہی تھا یہ قوم حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسحاق کی اولادوں میں سے ہیں جن کی اصلاح کے لئے سب سے زیادہ پیغمبر مبعوث کئے گئے۔

اہل یہودا پنے آپ کو خدائے واحد یہودہ کے ساتھ خصوصی معاہدے میں اپنے آپ کو شریک سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال ہے کے یہودہ نے انھیں نا صرف شریعت اور قاعدہ قانون بتایا بلکہ انھیں ایک الگ خطہ اسرائیل بھی دیا گیا جہاں وہ رہ سکیں لیکن قوم بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں، سرکشی، اپنے انبیاء کرام کی تکذیب اور ان کے قتل کے نتیجے میں اللہ تعالی نے انھیں ظالم حکمرانوں کے ذریعے سے دنیا میں نا صرف پامال کیا بلکہ ان کا بے دردی سے قتل عام اور انھیں ملک بدر بھی کیا گیا جبکہ ان کے مقدس ہیکل، تابوت سکینہ اور تورات کے نسخ بھی تاراج کر دئے گئے اگر چہ ان کے کچھ علماء کرام جو تورات کے کچھ حصوں کے حفاظ تھے انھیں بھی نہایت بے دردی سے قتل کیا گیا یہودیت کا آغاز سرزمین اسرائیل (موجودہ فلسطین) سے ہوا ہے جو مختلف وجوہات اور فاتحین کے حملوں کے باعث تتر بتر ہوئے آج دنیا میں ان کی آبادی دو یا ڈھائی کروڑ کے لگ بھگ ہے ان کی

بڑی تعداد اسرائیل، امریکہ، فرانس، روس، یوکرائین، برطانیہ کینیڈا جنوبی افریقہ اور ارجنٹینا میں رہتی ہے یہودیت کی تمام صورتوں کی جڑیں عبرانی بائبل میں ہیں لیکن یہودیت کو محض عہد نامہ عتیق کا مذہب سمجھ لینا درست نہیں معاصر یہودیت ابتدائی مسیحی صدیوں کے دوران فلسطین اور بابل میں ربانی تحریک کا نتیجہ ہے اسے ربانی یہودیت کہتے ہیں ارامی زبان میں ربی کا مطلب 'میرا استاذ' کے ہیں اسی اعتبار سے یہودی اولیاء ربی کہلائے جو صحائف کے مطالعے کے ماہر تصور کئے جاتے انھوں نے یہ بھی کہا کے خدا نے کوہ سینائی پر موسیٰ کو تحریری تورات کے علاوہ ایک زبانی تورات بھی دی جو اساتذہ سے ان کے شاگردوں میں سینہ بہ سینہ منتقل ہوئی ربیوں کی نظر میں مشنہ (حفظ شدہ) زبانی تورات پر مشتمل ہے جبکہ ربانی ادب کی قدیم ترین دستاویز مشنہ تیسری صدی عیسوی کے دوران فلسطین میں ایڈٹ کی گئی بعد ازاں فلسطین اور بابل میں مشنہ پر ربانی تحقیق سے دو تالمود (مطالعہ کردہ) پیدا ہوئیں جنھیں ارامی زبان میں Gemera بھی کہا جاتا ہے یہ مشنہ کی تشریحات و تفاسیر ہیں جو چھٹی صدی عیسوی کے دوران تالیف کی گئیں بابلی تالمود ربانی یہودیت کی اساسی دستاویز بنی، مذہبی یہودی کے لئے اس کی ساری زندگی مسلسل عبادت ہے روایتی طور پر یہودی دن میں تین مرتبہ عبادت کرتے ہیں۔

۱۔صبح (شحرت)۔ ۲۔دوپہر (منحر)۔ ۳۔شام (معرب) یہ اوقات یروشلم کے ہیکل میں قربانی دینے کے اوقات سے وابستہ اور مشروط ہیں لہٰذا ان عبادات کی ادائے گی کے لئے کم از کم دس افراد کی موجودگی ضروری ہے کھڑے ہو کر دعا کرنا یہودی مذہب میں عبادت کا ایک لازمی جز تصور کیا جاتا ہے اسی طرح سے راسخ العقیدہ یہودی صبح کی عبادت کے دوران اپنے کندھوں پر ایک چادر (تلت) اوڑھتے ہیں اس کے ساتھ ہی وہ اپنی دعائیہ کتب والا ڈبہ (ٹفلن) بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور اپنے سر پر ایک چھوٹی سی ٹوپی (کپاہ) بھی پہنتے ہیں جبکہ ربانی یہودیت میں تورات کی تلاوت بھی عبادت کا لازمی جز ہے اور روزآنہ کی عبادت میں تورات، مشنیٰ اور تالمود کے اقتباسات بھی ضرور پڑھے جاتے ہیں یہودی اپنے کھانے پینے کے آداب میں نہایت محتاط ہیں ان کے گھر میں کھانے کی میز کو خداوند کے دسترخوان کی حیثیت حاصل ہے یہودی حرام جانور کے گوشت سے اجتناب کرتے ہیں شراب نوشی ان کے یہاں حرام ہے اسی طرح سے ان کے یہاں

گوشت اور دودھ سے بنی غذائیں ایک ساتھ استعمال نہیں کی جاتیں یہودیوں کے اہم تہواروں میں پیساک، شبوت، سوکوت، حنوکہ اور روش ہشناہ شامل ہیں یہودی مذہب کو اختیار کرنے کے حوالے سے متضاد بیانات ہیں کیونکہ کٹر یہودیوں کا یہ ماننا ہے کے یہودی ماں اور باپ کی اولاد ہی یہودی ہیں کوئی دوسرا شخص اس مذہب کو اختیار نہیں کرسکتا لیکن دیگر لوگ بھی اس مذہب میں داخل ہوئے اور اس داخلے کی ایک باقاعدہ تقریب بھی کی جاتی ہے جیسے 'بامتزواہ' کہا جاتا ہے۔

یہودیوں کی نفسیاتی کیفیت:

یہودی موت سے ڈرتے ہیں:

قوم بنی اسرائیل موت سے خوفزدہ ہے، اور وہ کبھی موت کی آرزو نہیں کرتے، ان کی اسی نفسیاتی کیفیت کا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَـكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۳۴۵

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجئے اگر آخرت والا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے ہی لئے ہے دوسروں کے لئے نہیں تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ۔ ۳۴۶

ترجمہ۔ وہ ہرگز کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمۡ اَحۡرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا ۛۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمۡ لَوۡ يُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحۡزِحِهٖ مِنَ الۡعَذَابِ اَنۡ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌ ۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ۔ ۳۴۷

ترجمہ۔ بے شک تم ان کو زندہ رہنے پر سب لوگوں سے زیادہ حریص پاؤ گے اور ان لوگوں سے بھی زیادہ جنہوں نے شرک کیا، ان کا ایک ایک فرد یہ آرزو رکھتا ہے کہ اس کو ہزار سال کی عمر دے دی جائے، اور حال یہ ہے کہ اسے یہ چیز عذاب سے بچانے والی نہیں ہے کے اس کی عمر زیادہ

ہو جائے اور اللہ دیکھنے والا ہے ان کاموں کو جن کو وہ کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، اگر یہودی موت کی تمنا کرتے تو وہ مرجاتے۔۳۴۸؎

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، یہودی اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو ان میں سے ہر ایک کا گلہ تھوک کی وجہ سے گھٹ جاتا۔۳۴۹؎

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر یہودی موت کی تمنا کر لیتے تو مرجاتے اور اپنا ٹھکانہ آگ میں دیکھتے۔۳۵۰؎

حنوکہ:

حنوکہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کو کچھ لوگ چنوکہ بھی کہتے ہیں اس کے لفظی معنیٰ 'وابستگی' یا بھگتی کے ہیں یہ یہودیوں کا ایک سالانہ تہوار ہے جیسے یہ لوگ مسلسل آٹھ روز تک مناتے ہیں اگر چہ اس تہوار کا آغاز یہودیوں کے کلینڈر کے تیسرے ماہ اور ۲۵ تاریخ سے ہوتا ہے جو کے جارجئین کلینڈر کے مطابق ۲۵ دسمبر ہے یہ روشنیوں کا تہوار ہے جو کے حنوکہ ۱۶۵ ق م میں یروشلم کے معبد کو دوبارہ منسوب کرنے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔۳۵۱؎

دیوار گریہ:

یروشلم میں واقع مقدس ہیکل کو یوں تو مختلف شہنشاہوں نے تاراج کیا لیکن قوم بنی اسرائیل نے اپنے دیگر نبیوں اور پیغمبروں کے ساتھ مل کر اس کی مختلف اوقات میں تعمیر کی اس مقدس ہیکل کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں کی گئی جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے لیکن اب اس ہیکل کی صرف باقیات موجود ہیں بالخصوص اس کی مغربی دیوار جس کو یہودی 'دیوار گریہ' کہتے

ہیں۔

یوبل:

قدیم یہودیوں کے عقیدے کے مطابق !ایک غیر معمولی سبت کا سال جو ہر پچاس سال کے بعد منایا جاتا ہے چنانچہ یوبل کے سال میں زمین کو مکمل آرام کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے سبت کے عام سال تو ہر سات سال کے بعد منائے جاتے ہیں لیکن یوبل ہر پچاس برس کے بعد منایا جاتا ہے اس میں یہودی تمام مقروضوں کے قرضوں کو معاف کر دیتے ہیں زمینیں بھی ان کے اصل مالکان کو واپس لوٹا دی جاتی ہیں اگر کوئی مفلس یہودی ہے جو اپنی مالی کمزوری کے سبب کسی جگہ غلامی کرتا ہے تو اسے بھی آزاد کر دیا جاتا ہے اسی ضمن میں عیسائی کلیساؤں میں بھی معافی کے ایک سال کا تصور دیکھنے میں آتا ہے جو کے یہودیوں سے مستعار لیا گیا ہے تاہم سلور جوبلی اور گولڈن جوبلی کا تصور بھی یہیں سے آیا ہے۔ ۳۵۲

روح انسانی:

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالی نے روح انسانی کے حوالے سے ارشاد فرمایا!

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔۳۵۳

ترجمہ۔تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دو کے وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے۔

روح عربی زبان کا لفظ ہے، قرآن کریم میں یہ لفظ راح، روح، ریح کی شکل میں آئے ہیں یہ تمام الفاظ ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں جبکہ راحہ، روحہ، استراحہ، تروحہ، ریحان وغیرہ بھی اسی مادہ سے ماخوذ ہیں، راح کے بنیادی معنی ہوا کا چلنا، ہوا کا آنا اور ہوا کا محسوس کرنا ہے ہوا انبساط زندگی، حرکت اور قوت پیدا کرتی ہے لہٰذا اس مادے سے بننے والی مختلف شکلوں میں یہ تمام مفاہیم مضمر ہیں۔

ابن فارس نے کہا اس کے بنیادی معنی وسعت اور فراخی کے ہیں۔

الروح، کو راحت، سرور، خوشی، رحمت، وسعت، مکان، روحانی، عمدہ اور پاکیزہ مکان کے معنوں میں سمجھا جاتا ہے۔

صاحب محیط نے ’الرواح‘ کے معنی فرحت ومسرت، راحت ورحمت کے علاوہ بادنسیم، مدد، انصاف وعدل جس سے فریادی کو راحت وسکون نصیب ہو جائے بھی لکھے ہیں اس کے علاوہ روح کے معنی عام انسانوں کی روح کے علاوہ رحمت اور خدا کی طرف سے وحی بھی ہے

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ نَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ۔ ۳۵۴؎۔ترجمہ۔ میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی۔

روح ایک تجلی ہے جو تزکیہ نفس کے ذریعے نشونما پاتی ہے، جس کے ذریعے حق تعالی اور انسان کے مابین تمام حجابات پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ دراصل یہ حجابات فطرت انسانی میں پنہاں رکھے گئے کیونکہ اس کی طبیعت اور عقل کا تقاضا ہی جہالت تھی۔

يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓـئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ۔ ۳۵۵

ترجمہ۔ وہ اس روح کو اپنے جس بندے پر چاہتا ہے اپنے حکم سے ملائکہ کے ذریعے نازل فرما دیتا ہے، اس ہدایت کہ ساتھ کے لوگوں کو آگاہ کردو کے میرے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں یہاں روح سے مراد وحی ہے۔

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا۔ ۳۵۶

ترجمہ۔ یہاں روحا سے مراد قرآن کریم ہے۔

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ‌ ؕ اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا‌ ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَ لَا الۡاِيۡمَانُ وَ لٰكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا‌ ؕ وَاِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلَآ إِلَى اللّٰهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ۔۳۵۷

ترجمہ۔ کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کے وہ اللہ سے روبرو کلام کرے، اس کی بات تو وحی اور اشارے کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر وہ کوئی پیغام بر فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے، وہ برتر اور حکیم ہے اور اسی طرح (اےؑ محمد) ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمھاری طرف وحی کی ہے تمھیں کچھ پتا نہیں تھا کے کتاب کیا ہوتی ہے؟ اور ایمان کیا ہوتا ہے؟ مگر اس روح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا ہے۔ جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں، اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو اس خدا کے راستے کی طرف جو زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے خبردار رہو سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔۳۵۸

ترجمہ۔ یہ لوگ جب آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں تو (اےؑ محبوب) کہہ دیجئے روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے مگر تم لوگوں کو اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے۔

اس آیت میں روح سے مراد انسانی روح نہیں بلکہ وحی ہے جس کی وضاحت اسی سورہ میں آگے کی گئی، اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ۔۳۵۹

ترجمہ۔ یہ لوگ وحی کی ماہیت سمجھنا چاہتے ہیں (ان سے کہہ دو کے اس کا تعلق عالم امر سے ہے دنیائے محسوسات سے نہیں)۔۳۶۰

رومی کہتے ہیں روح کا سفر ارتقائی ہوتا ہے یعنی ایک ادنیٰ حالت سے دوسری بہتر حالت کی جانب ترقی کرنے کو اصل میں رجعت الی اللہ کہتے ہیں، روحانی حقائق نہ تو زمانی ہوتے ہیں اور نہ ہی مکانی ہمارے زمان و مکان تو عالم مادی ہیں اور زندگی بسر کرنے اور مادی حقائق کو سمجھنے سمجھانے کے آلات ہیں عالم روحانی یا عالم آخرت میں ان کے کیا معنی ہیں؟ اس کی وضاحت میں آپ کہتے ہیں کے ایک لمحے کی براہ راست دید سال ہا سال کی قیل وقال میں بیان کرنا مشکل ہے، عقل بھی

اس کے مقابلے میں کوتاہ ہے اور بیان بھی عاجز بلکہ ایمان بالغیب بھی حضور کے مقابلے میں کم حیثیت ہے لہٰذا حکمت اور ولایت میں بس دانش و بینش کا فرق ہے۔ ۳۶۱؎

اصلی محبتیں خدا کی محبت میں سوخت نہیں ہو جاتیں بلکہ اس کے اندر داخل ہو کر پاکیزہ اور لطیف ہو جاتی ہیں، تمام انسانوں پر لازم ہے کے وہ روح کے وجود کے علم سے واقفیت حاصل کریں اہل روحانیت کے نزدیک گوشت پوست سے مرکب جسم اصل انسان نہیں بلکہ یہ مادی جسم اصل میں انسان کا لباس ہے جو کے مفروضہ یا فکشن ہے کیونکہ جسم انسانی کبھی بڑھتا ہے اور کبھی گھٹتا ہے اور بلا آخر فنا ہو جاتا ہے لیکن انسانی روح نہ تو گھٹتی ہے نہ بڑھتی اور نہ ہی وہ کبھی فنا ہوتی ہے، وہ تو اس دن سے ہے جس دن سے اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق کیا اور پھر وہ ابدالآباد تک رہے گی۔

اسی حوالے سے امام غزالی نے فرمایا! انسان ازلی تو نہیں لیکن وہ ابدی ضرور ہے۔

روح کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہے، روح کی صفت یہ ہے کے وہ ہر آن اور ہر وقت متحرک رہتی ہے۔

صوفی شاعر بلھے شاہ اس کی وضاحت کچھ اس طرح سے کرتے ہیں انسان کا جسم یا وجود روح کے سہارے پر قائم ہے۔ روح لافانی اور ازلی ہے، یہ زندگی اور موت سے بالاتر ہے، یہ مذاہب، اقوام، ممالک، نیکی بدی، خوشی غمی، دوست دشمن اور ہر طرح کی تکرار کی قید و بند سے بھی ماوراء اور بالاتر ہے۔

روح آفرینش سے قبل بھی تھی اور یہ قیامت کے بعد بھی قائم رہے گی اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کے روح اس عالم آب و گل میں انسان کے قالب میں رونما ہوئی لیکن اس کا منبع، مقام اعلیٰ اور حقیقت اعلیٰ ہے اس میں واپس اپنے اصل مقام پر لوٹنے اور حقیقت میں سما کر اس کا جز بن جانے کی مکمل صلاحیت موجود اور ہمیشہ برقرار رہتی ہے، روح کا اپنے اصل کی طرف رجحان کوئی حال کی بات نہیں یہ تو ازل سے ایک کھلا افسانہ ہے، جس سے ہر کوئی واقف ہے جونہی انسان کے اندر خدا سے وصال کی خوابیدہ محبت بیدار ہوتی ہے اس کے لئے جدائی کی تپش کو برداشت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ۳۶۲؎

ارشادات خداوندی ہیں!

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۔۳۶۳

ترجمہ۔انسان نا قابل تذکرہ شے تھا، ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی ،تو وہ دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا انسان بن گیا۔

وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۔۔ ۳۶۴ ترجمہ۔ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔

یعنی روح نے اپنے لئے ایک میڈیم بنالیا اور اس میڈیم کو پروان چڑھا کر حواس بخش دیے گئے، روح دراصل اللہ تعالی کا ایک جز ہے اور اس جز میں اللہ کی وہ مشیت اور وہ تمام اوصاف و کمالات ہیں جس کا علم اللہ نے ودیعت کرنا پسند فرمایا اب یہ علم جز کو کس طرح سے حاصل ہوا یہ اللہ کا ایک راز ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے ہر انسان کے اندر تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار لطائف یا جنریٹرز کام کرتے ہیں، صوفیاء کرام جن پر اسمائے الہیہ کا انکشاف ہوا ہے، وہ ان کی تعداد بھی تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار ہی بتاتے ہیں اللہ کا ہر اسم اللہ کی ایک صفت اور ایک تجلّی ہے یہی علم شاخ در شاخ لامحدود دائروں میں پھیل کر اللہ کی صفات کا مظہر بن جاتا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔۳۶۵

ترجمہ۔اگر تمام سمندروں کا پانی روشنائی بن جائے اور سارے درخت قلم بن جائیں پھر اللہ کی باتیں پوری نہیں ہوں گی۔

رومی کہتے ہیں انسان کی روح نفخۂ الہی ہے لہذا اس کی فطرت میں اللہ کی اپنی فطرت کا پرتو ہے، یعنی: فطرة الله التى فطر الناس عليها ۔۳۶۶

حضور قلندر بابا اولیاءؒ نور کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں! نور جس نے ساری کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے، اس میں ہر قسم کی اطلاعات پائی جاتی ہیں جو کل اشیائے کائنات کے ذرے ذرے

تک پہنچتی ہیں چنانچہ لوح محفوظ سے پھیلنے والا نور انسان کو اطلاعات فراہم کرتا ہے اگرچہ انسان اپنی کوتاہیوں کے سبب ۹۹۹ فی ہزار اطلاعات کو رد کر دیتا ہے اور ایک فی ہزار کو مسخ کر کے اپنے حافظے میں محفوظ کرتا ہے۔ انسان کی ذاتی مصلحتیں اپنے لئے نور کی شعاعوں کو محدود کر لیتی ہیں یہی مسخ شدہ اور بگڑے ہوئے خدوخال اس کے تجربات و مشاہدات اور عادات و حرکات کا سانچہ بن جاتے ہیں جس کے بارے میں وہ بار بار یہ کہتا ہے کے یہ میرا تجربہ، مشاہدہ اور علم طبعی ہے۔ ۳۶۷

ماہرین کے مطابق اگر انسان چاہے تو وہ ۸۰۰ یاداشتیں فی سیکنڈ کی رفتار سے اپنے دماغ میں محفوظ کر سکتا ہے اور وہ ایسا مسلسل بغیر کسی وقفے کے ۷۵ سالوں تک کر سکتا ہے۔

ان آیات پر تفکر سے یہ نکتہ سامنے آیا کے انسان جسمانی اعتبار سے ایک نا قابل تذکرہ شے تھا لیکن اس کے اندر اصل اور قیمتی شے وہ روح ہے جو اللہ کا اذن اور امر ہے، روح ہی اصل انسان ہے جو صفات الٰہی کا علم رکھتی ہے لہٰذا انسان اگر اپنے باطن میں اصل انسان یعنی اپنی روح سے واقفیت حاصل کر لے تو یقینی طور پر وہ اللہ تعالی سے واقفیت حاصل کر لے گا کیونکہ روح اللہ تعالی کی صفات سے مرکب ہے اور وہ اللہ تعالی کو اچھی طرح سے جانتی اور پہچانتی بھی ہے، روح ایک توانائی کا نام ہے قابل غور نکتہ یہ ہے کے اللہ تعالی نے اسے یعنی روح کو 'روحنا' (ہماری روح) کہہ کر بیان کیا ہے اس بات کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیے کے کائنات میں توانائی ہر جگہ پائی جاتی ہے اور انسانی جسم میں پائی جانے والی توانائی بھی اسی زمرے میں آتی ہے لیکن انسانی جسم میں ایک اور توانائی، اختیار اور ارادے کی شکل میں بھی مضمر ہے اور یہ توانائی جسم انسانی کی توانائی سے کہیں زیادہ قوی ہے کیونکہ طبعی توانائی اس خاص توانائی کے تابع ہوتی ہے جسے اللہ تعالی نے اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے 'روحنا' کہا اس توانائی کا تعلق مادی قوانین سے نہیں بلکہ یہ انسان کو اللہ تعالی کی جانب سے براہ راست ملتی ہے جسے انسانی ذات یا الوھیاتی توانائی بھی کہا جاتا ہے۔

لفظ الوھیاتی سے مراد (اللہ کی طرف منسوب) لہٰذا یہ بات طے ہوئی کے الوھیاتی سے مراد مادی توانائی نہیں بلکہ یہ توانائی کی وہ قسم ہے جو کے اللہ کی طرف سے خاص یا مخصوص ہے اگرچہ مادی توانائی بھی اللہ کی پیدا کردہ ہی ہے لیکن اس کے قوانین مادے سے متعلق ہیں۔

قرآن کریم میں روح (توانائی) کے حوالے سے جو تذکرہ بھی موجود ہے اس سے مراد مادی نہیں بلکہ ایک مخصوص توانائی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ ۳۶۸

ترجمہ۔ ہم تو تمھاری رگ جان سے بھی قریب تر ہیں۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں اللہ تعالی باہر نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے اندر موجود ہے پھر جب کوئی چیز باہر ہے ہی نہیں تو اس کو باہر ہزار سال تک بھی تلاش کیا جائے تو وہ نہیں ملے گی۔

بقول انیس اقبال!

جس تجلی نے جلا ڈالا کوہء طور کو
وہ تجلی ہم شہ رگ میں لئے بیٹھے ہیں

دنیا کا ہر انسان بیک وقت دو عالمین میں زندگی بسر کرتا ہے۔

۱۔اس کے نفس کی دنیا۔اس کا تعلق عالم انفس سے ہے۔

۲۔اس کے جسم کی دنیا۔اس کا تعلق عالم آفاق سے ہے۔

ابتداء میں ہر انسان اپنی بیرونی دنیا یعنی عالم آفاق سے ہی واقف ہوتا ہے پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ داخلی یا باطنی دنیا (عالم انفس) سے بھی واقف ہوتا چلا جاتا ہےلیکن یہ ہر انسان کی اپنی انفرادی جستجو پر منحصر ہے کے وہ اس دنیا میں کس قدر یکسوئی اور مستقل مزاجی کے ساتھ سفر کرنے کے لئے تیار ہے کیونکہ باطن سے آشنائی کئی مراحل سے گزر کر ہی ممکن ہوتی ہے۔

انسان کی پیدائش کا اصل مقصد یہی ہے کے وہ اپنی ذات کا عرفان حاصل کرنے کے بعد اپنے رب کا عرفان حاصل کر سکے اور اس حکمت اور دانائی کو بھی پالے جس کے لئے اس کو منتخب اور یہاں بھیجا گیا کیونکہ اللہ تعالی نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ ۳۶۹

ترجمہ۔بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔

علامہ قرطبی نے ابن عربی کا قول نقل کیا ہے کے اللہ تعالی نے انسان سے زیادہ بہترین مخلوق پیدا نہیں کی، اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے عظیم صفات سے متصف فرمایا اسے عالم، با اختیار، با ارادہ، متکلم، سامع، بصیر، مدبر اور حکیم جیسی صفات سے متصف فرمایا۔ ۳۷۰؎

شمس الدین تبریز انسانی وجود کی ہمہ گیری پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ کہتے ہیں! تو اپنے جسم کو تنکوں کی محض ایک مٹھی سمجھ لیکن تیرے نیچے زندگی کا سمندر بہہ رہا ہے اگر چہ بیرونی طور پر تو ایک ذرہ ہے لیکن اندرونی طور پر تیرے اندر سو، سو سورج چمک رہے ہیں۔ ۳۷۱؎

قرآن کریم کی مختلف آیات کی روشنی میں جب روح کی حقیقت کا تجزیہ کرتے ہیں تو درج ذیل صورت حال سامنے آتی ہے۔

۱۔ انسان کو اللہ تعالی نے بجتی کھنکھناتی ہوئی مٹی (خلاء) سے بنایا۔

۲۔ اس کے اندر اللہ نے اپنی روح پھونک دی۔

۳۔ روح اللہ کا امر ہے جس کا اسے (انسان) کو بہت کم علم دیا گیا ہے۔

۴۔ امر یہ ہے کے جب اللہ کسی شے کی تخلیق کا ارادہ فرماتے ہیں تو کہتے ہیں کے ہوجا اور وہ شے پورے خدوخال کے ساتھ وجود میں آجاتی ہے۔

جس کی Equation یہ ہے آدم + خلاء + روح + امر + ارادہ + حرکت = آدم کا وجود

جب تک روح انسان کے مادی جسم میں رہتی ہے تو اس کو مجبوراً اسفل زندگی کو قبول کرنا پڑتا ہے لیکن جیسے ہی وہ انسان کے مادی جسم کو چھوڑتی ہے تو اعلیٰ مقام کی طرف پرواز اس کی دلچسپی کا محور بن جاتی ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق روح کے ۷۰،۰۰۰ پرت ہوتے ہیں اور ہر پرت مختلف کیفیات، خصوصیات، رنگ وروپ سے عبارت ہوتے ہیں، انسان بے شمار غلافوں سے مرکب ہے لہٰذا، اسے سمجھنے کے لئے چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ذیل میں ان چھ حصوں کے اصطلاحی نام درج ہیں۔

۱۔ نسمہ مرکب۔ ۲۔ نسمہ مفرد۔ ۳۔ نسمہ مطلق۔ ۴۔ نور مرکب۔ ۵۔ نور مفرد۔ ۶۔ نور مطلق۔

جب ان چھ حصوں کو تین پر تقسیم کیا تو حاصل ہوا۔

۱۔ روح حیوانی۔ ۲۔ روح انسانی۔ ۳۔ روح اعظم۔

حضور قلندر بابا اولیاءفرماتے ہیں دنیا کے تمام انسان روح کے ان تین درجات سے مرکب ہیں یعنی۔ا۔روح اعظم ۔۲۔روح انسانی۔۳۔روح حیوانی۔

ا۔روح اعظم:

روح اعظم علم واجب کے اجزاء سے مرکب ہے، روح اعظم کی ابتداء لطیفہ اخفی اور انتہاء لطیفہ خفی ہے یہ روشنیوں کا ایک دائرہ ہے جس میں کائنات کی تمام غیب کی معلومات نقش ہیں اور یہ وہی معلومات ہیں جو ازل سے ابد تک کے واقعات کے متن حقیقی کی حیثیت رکھتی ہیں اس دائرے میں مخلوق کی مصلحتوں اور اسرار کا ریکارڈ محفوظ ہے اس دائرہ کو ثابتہ بھی کہتے ہیں۔

۲۔روح انسانی:

روح انسانی علم وحدت کے اجزاء سے بنتی ہے، روح انسانی کی ابتداء لطیفہ سری ہے اور انتہائے لطیفہ روحی ہے یہ بھی روشنی کا ایک دائرہ ہے اور اس دائرے میں دو احکامات نقش ہوتے ہیں جو زندگی کا کردار بنتے ہیں اس دائرے کا نام 'اعیان' ہے۔

۳۔روح حیوانی:

روح حیوانی کی ابتداء لطیفہ قلبی اور انتہاء لطیفہ نفسی ہے یہ روشنی کا تیسرا دائرہ ہے۔اس کا نام 'جویہ' ہے اس دائرے میں زندگی کا ہر عمل ریکارڈ ہوتا ہے عمل کے وہ دونوں حصے جن میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ جن وانس کا اختیار بھی شامل ہے جز و در جز و نقش ہوتے ہیں۔روح حیوانی 'جو' کے اجزائے ترکیبی پر مشتمل ہے روح حیوانی میں جذبات کی تشکیل ہوتی ہے ان جذبات کے بھی دو رخ ہوتے ہیں۔

ا۔اسفل۔۲۔اعلیٰ۔

جس جگہ اسفل جذبات کی نشونما یا اس کی اشاعت ہوتی ہے اس کو روحانیت کی زبان میں 'نفس' کہا جاتا ہے جبکہ جس مقام پر اعلیٰ جذبات کی نشونما اور اشاعت ہوتی ہے روحانیت کی اصطلاح میں اس کو 'قلب' یا ضمیر کے نام سے جانا جاتا ہے اسفل جذبات انسان کو برائی کی جانب متوجہ کرتے

ہیں لیکن اس موقع پر ضمیر انسان کی رہنمائی کے لئے موجود ہوتا ہے لیکن اگر انسان ضمیر کی آواز اور رہنمائی کو درگزر کرتا ہے تو اس کے نفس کے اوپر تاریکی چھا جاتی ہے اور پھر بار بار برائی کرتے رہنے کے نتیجے میں نفس مجروح ہوجاتا ہے اور ہوتے ہوتے نفس انسانی میں تعفن پیدا ہوجاتا ہے اور بتدریج اس میں نیکی اور بھلائی کو اختیار کرنے کی صلاحیت ختم ہوتی چلی جاتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب انسان اس آیت کی تفسیر بن جاتا ہے کے یہ وہی ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگادی اور یہی غافل ہیں۔ ۳۷۲

بقول اقبال!

تیرا تن روح سے نا آشنا ہے
عجب کیا آہ تیری نارسا ہے
تن بے روح سے بے زار ہے حق
خدائے زندہ! زندوں کا خدا ہے۔ ۳۷۳

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔ ۳۷۴

ترجمہ۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے اور یہی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

علمائے باطن اس آیت کی وضاحت کچھ اس طرح سے کرتے ہیں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگانے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کے ان انسانی اعضاء میں کوئی سیسہ پلا دیا گیا بلکہ اس سے مراد ایسے افراد کے باطن سے ان صفات کو سلب کردیا جاتا ہے جن کے ذریعے سے وہ حق کا مشاہدہ کرسکتا یا اس کی سماعت میں سے وہ صفت کھینچ کر نکال دی گئی جس سے وہ غیب کی آوازیں سن سکتا یا فرشتوں سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرسکتا اسی طرح سے اس کی قوت بصارت کی وہ صفت سلب کردی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ غیب کی دنیا کا مشاہدہ کرسکتا اگر ان آنکھوں پر پردہ نہ پڑا ہوتو

وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی کھلی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کا مشاہدہ کر لیتا اس مبارک آیت کی تفسیر میں اگر تفکر کیا جائے تو یہ کہے بغیر چارہ نہیں ہے کے ایسے لوگوں کے قلب میں اتنی سکت نہیں کے وہ اللہ تعالی کا مشاہدہ کر سکیں ان کے اندر اتنی سکت نہیں کے وہ فرشتوں کی آوازیں سن سکیں اور ان کی آنکھوں میں اتنی چمک نہیں کے وہ

رسول اللہ ﷺ کا دیدار کر سکیں بات سخت ہے لیکن یہ امر واقعہ ہے کے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا بھی اور ایمان لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی رسالت ﷺ کی شہادت بھی دینا ہے لیکن دنیا کا کوئی قانون اس بات کو نہیں مانتا ہے کے بغیر دیکھے شہادت معتبر ہو سکتی ہے لیکن کلمہ شہادت ہمیں یہ بتاتا ہے کے اگر انسان شیطانیت سے آزاد ہو کر فی الواقع ایمان کے دائرے میں قدم رکھ دے تو رسول اللہ ﷺ اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور وہ برملا رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دیتا ہے۔ ۳۷۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ ۳۷۶

ترجمہ۔اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے۔

روشنی کے یہ تینوں دائرے تین اوراق کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہیں جن کا مجموعی نام روح، امر ربی، جزولاتجزاء یا انسان ہے۔ ۳۷۷؎

ازل سے ابد تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے وہ سارے کا سارا اجتماعی طور پر لوح محفوظ پر نقش ہے اگر انسان ازل سے قیامت تک کا تمام پروگرام مطالعہ کرنا چاہے تو لوح محفوظ میں اس کی تمثالیں دیکھی جا سکتی ہیں گو یا لوح محفوظ پوری موجودات کا یکجائی پروگرام ہے لیکن کسی فرد واحد کی زندگی کے پروگرام کا اگر مطالعہ کرنا چاہیں تو لوح محفوظ کے علاوہ اس کا نقش فرد کے اعیان میں دیکھا جا سکتا ہے ' جو' ازل سے ابد تک کے موجودات کے اعمال کا ریکارڈ ہے لیکن فرد کے ثابتہ میں صرف فرد کے اپنے بارے میں علم الغیب کا اندراج ہوتا ہے فرد کے اعیان میں صرف اس کے اپنے متعلق احکامات ہیں جبکہ فرد کے جو یہ میں صرف اس کے اپنے اعمال کا ریکارڈ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! روح اللہ کے امر میں سے ایک امر ہے اور اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اللہ تعالی نے ان کو بنی آدم کی صورتوں پر بنایا ہے اور آسمان سے جو بھی فرشتہ نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے۔۳۷۸ے

روح ایک طاقت، توانائی اور روشنی ہے انسانی نفس (خودی) ہر انسان کے پاس موجود ہے، اب اس کا انحصار اس شخص پر ہے کے وہ اپنی خودی یا نفس کی نشونما میں کتنی زیادہ سنجیدگی سے فیصلے کرتا ہے اور نفس کی تربیت کے لئے کون سے امور بروئے کار لاتا ہے۔

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ۳۷۹ے۔ترجمہ۔اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

اس کائنات اور کائنات کے اندر بے شمار عالمین اور کہکشانی نظام موجود ہیں اور یہ ساری کائنات اللہ تعالی نے انسان کے لئے تخلیق فرمائی ہے، کائنات کی بنیاد اللہ کا نور ہے لہٰذا کائنات کے قیام کی بنیاد کے پیش نظر یہ بات بھی ضروری ہوگئی کے انسان بذات خود اور اس کے اندر کام کرنے والی تمام صلاحیتیں ایک بنیاد اور ایک مرکز پر قائم ہوں اگرچہ ہماری تمام حرکات وسکنات، توہمات، خیالات، تصورات اور احساسات ہمارے گوشت پوست کے جسم اور ڈھانچے کے تابع نہیں کیونکہ جب روح جسم انسانی سے اپنا رشتہ منقطع کر لیتی ہے تو گوشت پوست کے جسم میں کسی بھی قسم کی کوئی حرکت باقی نہیں رہتی لیکن یہی روح جب تک انسانی جسم میں موجود ہوتی ہے زندگی کے تمام تقاضے اور تحریکیں اس میں موجود ہوتی ہیں یعنی یہ معلوم ہوا کے جسم انسانی کی اصل بنیاد روح ہے۔۳۸۰ے

روح کے حوالے سے امام غزالی فرماتے ہیں روح ایک جسم لطیف کا نام ہے جس کا منبع جسمانی قلب کا خلاء ہے، اپنے اس مرکز سے روح رگوں اور شریانوں کے ذریعے تمام اعضاء بدن میں پھیلتی ہے، روح کا بدن میں پھیلنا اور اعضاء بدن کو زندگی کی روشنی اور حواس خمسہ کو حس کی صلاحیت دینا ایسا ہی ہے جیسے کے کسی گھر میں چراغ رکھ دیا جائے اور اس کے چاروں طرف اجالا ہو جائے اس تمثیل سے ثابت ہوا کے روح کی حیثیت چراغ کی ہے اور حیات بمنزلہ نور کے ہے۔۳۸۱ے

آپ مزید کہتے ہیں روح ایک عجیب وغریب ربانی شے ہے جس کی اصل حقیقت اور ماہیت سے

اکثر عقلیں قاصر نظر آتی ہیں روح کو ایک راز بھی کہا جاسکتا ہے، جس کے بارے میں زبان رسالت سے بھی کچھ ادا نہیں ہوا۔ ۳۸۲؎

روح کے حوالے سے مجدد الف ثانی فرماتے ہیں دنیا کے رنج والم دو اقسام کے ہیں، جسمانی اور روحانی جس چیز میں جسم کو لذت ہے اس میں روح کا رنج ہے اور جس چیز میں جسم کو رنج پہنچے اس میں روح کی لذت ہے پس روح اور جسم ایک دوسرے کی ضد ہیں اس جہان میں روح جسم کے مقام میں اترا اور جسم جسمانی میں گرفتار ہے روح نے بھی جسم کا حکم پیدا کرلیا ہے اور اس کی لذت سے اس کو لذت ہے اور اس کے رنج سے اس کو رنج ہے یہ مرتبہ عوام کا ہے یعنی ثم رددنہ اسفل سافلین (پھر ہم نے اس کو کمتر سے کمتر مخلوق کے درجے میں لوٹا دیا) لیکن اگر روح کو اس گرفتاری سے خلاصی حاصل نہ ہو اور وہ اپنے اصل وطن کی طرف رجوع نہ کرے تو ہزار ہزار افسوس ہے۔ ۳۸۳؎

ابوبکر زقاق فرماتے ہیں انسان کی قدر و قیمت اس کی روح سے ہے۔ ۳۸۴؎

امام غزالی فرماتے ہیں ان کے شیخ حضرت ابوبکر نساج نے کہا خداوند میرے پیدا کرنے میں بھلا کیا حکمت تھی؟ جواب آیا کے تمھارے پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے کے تیری روح کے آئینے میں، میں اپنے جمال کو دیکھوں اور اپنی محبت تیرے دل میں ڈالوں۔ ۳۸۵؎

حضرت داتا گنج بخش کشف المحجوب میں لکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کے روح ایک جسم لطیف ہے جو اللہ تعالی کے حکم سے آتی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شب معراج میں نے حضرت آدم صفی اللہ، یوسف صدیق، موسیٰ کلیم اللہ، ہارون حلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آسمانوں پر دیکھا بلاشبہ وہ ان کی ارواح مقدسہ تھیں اگر روح شے عرضی ہوتی تو از خود قائم نہ ہوتی اور اسے ہستی وجود کی حالت میں نہیں دیکھا جاسکتا اگر وہ عرضی ہوتی تو اس کے وجود کے لئے کوئی مقام درکار رہوتا، تاکہ عارض اس مقام میں قیام کرسکے اور وہ مقام اس کا جوہر ہوتا اور جواہر مرکب اور کثیف ہوتے ہیں معلوم ہوا کے روح کے لئے جسم لطیف ہے جبکہ وہ صاحب جسم ہے تو اس کا دیکھنا بھی ممکن ہے خواہ دل کی آنکھ سے ممکن ہو یا سبز پرندوں کی شکل میں یا صف بستہ لشکری صورت میں جن سے وہ آئیں اور جائیں

اس پر حدیثیں شاہد ہیں اور حق تعالی کا ارشاد ہے!

قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ۔ ۳۸۶

ترجمہ۔ اے محبوب تم کہہ دو کے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے اجسام کی تخلیق سے دو لاکھ برس قبل ارواح کو پیدا فرمایا تھا۔

حضرت ابوبکر واسطی فرماتے ہیں! روح علی عشر مقامات یعنی دس مقامات پر روحیں قائم ہیں۔

۱۔ مفسدوں کی روحیں تاریکی میں مقید ہیں اور جانتی ہیں کے ان کے ساتھ کیا ہوگا۔

۲۔ نیک و متقیوں کے جسموں کی روحیں آسمان کے نیچے اعمال صالحہ کے باعث خوش اور اطاعت الہی میں مسرور ہو کر اس کی طاقت سے چلتی ہیں۔

۳۔ محسنین کے جسموں کی روح نورانی قندیلوں، عرش الہی سے آویزاں ہیں جن کی غذا محبت اور ان کا پانی شراب لطف و قربت ربانی ہے۔

۴۔ مریدین کے جسموں کی ارواح کا مسکن چوتھا آسمان ہے جہاں وہ صدق کی لذت پاتیں اور اپنے اعمال کے سایہ میں فرشتوں کے ساتھ ہوتیں۔

۵۔ اہل وفا کے جسموں کی روح حجاب صفات اور مقام اصطفا میں خوش ہیں۔

۶۔ شہداء کے جسموں کی ارواح سبز پرندوں کے قالب میں جنت اور اس کے باغوں میں رہتی ہیں اور وہ جب اور جہاں چاہیں آتی جاتی رہتی ہیں۔

۷۔ مشتاقوں کے جسموں کی ارواح ادب کے فرش پر انوار صفات کے پردوں میں قیام کرتی ہیں۔

۸۔ عارفوں کے جسموں کی روحیں قدس کے توشک میں صبح و شام کلام الہی کی سماعت کرتی ہیں اور دنیا اور جنت میں اپنے ساکن کو ملاحظہ کرتی ہیں۔

۹۔ محبوبوں اور دوستوں کے جسموں کی ارواح مشاہدہ جمال الہی اور مقام کشف میں محو ہیں اس کے سوا وہ کسی چیز کی خبر نہیں رکھتیں اور نہ ہی کسی سے انھیں بجز اس کے چین و راحت ملتی ہے۔

۱۰۔ درویشوں کے جسموں کی روحیں محل فنا میں مقرب ہو کر اور اپنی صفات کو بدل کر احوال میں

متغیر ہوتی ہیں۔ ۳۸۷

ارباب طریقت بیان کرتے ہیں کے مشائخ نے ہر ایک کو ان کی جداگانہ صورتوں میں دیکھا ہے اور یہ دیکھنا جائز ہے ارواح کے اجسام چونکہ لطیف ہوتے ہیں لہٰذا ان کو دیکھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب اور جس طرح سے چاہے اپنے کسی بھی بندے کو دکھا سکتے ہیں۔

تمام ارواح اپنے رب کو اچھی طرح سے جانتی اور پہچانتی ہیں کیونکہ روز الست سب سے پہلی سماعت، سب سے پہلا خیال، سب سے پہلا کلام انسانی ارواح نے حق تعالیٰ سے ہی کیا تھا، یہ الگ بات کہ دنیا میں آنے کے بعد انسان اپنے اس قول و قرار کو بھول گیا لیکن روز اَلَستُ اس نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمھارا رب ہوں؟ جس کے جواب میں تمام ارواح نے بیک وقت جواب دیا قَالُوْا بَلٰى یعنی بے شک آپ ہمارے رب ہیں اب دنیا میں آنے کے بعد بے شک انسان اپنے اس عہد کو بھول جائے لیکن قرآن کریم ہر انسان کو اس کے اس عہد کی یاددہانی کروا رہا ہے پھر یہ بات بھی طے شدہ ہے کے ہر باطل کی گہرائی میں حق پوشیدہ ہے شیطان جو کے مقرب بارگاہ تھا اس نے کبھی بھی اللہ کے وجود کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نے اللہ کے صرف ایک حکم کی سرتابی کرتے ہوئے آدم کو سجدے سے انکار کیا تھا چنانچہ وہ راندہ درگاہ ہوا۔

لوح محفوظ کا یہ قانون ہے کے جب کوئی فرد دوسرے فرد سے روشناس ہوتا ہے تو اپنی طبیعت میں اس کے اثر کو قبول کرتا ہے یعنی دونوں افراد انسانی صفات کے اعتبار سے غالب اور مغلوب ہیں انسان دوسرے انسان یا کسی چیز کی صفت سے مغلوب ہو کر اور اس چیز کی صفت کو قبول کر کے اپنی شکست اور محکومیت کا اعتراف کرتا ہے، دنیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ انسان کی Body Chemistry بڑی حد تک مماثلت رکھتی ہے اور انسان ان کے ساتھ خاص ہم آہنگی اور محبت محسوس کرتا ہے اسی جذبے کی وضاحت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ازل سے ارواح ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہاں جن میں محبت اور اتفاق پایا جاتا تھا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے یگانگت برتتی ہیں اور وہاں جن میں نفرت اور افتراق پایا جاتا تھا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے کی مخالفت کرتی ہیں۔ ۳۸۸

رومی انسانی ارواح کی اہمیت پر کلام کرتے ہوئے روح انسانی کو ایک تلوار اور انسانی جسم کو نیام سے تعبیر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کے جس طرح سے یہ بات کسی کو بھی معلوم نہیں کے نیام میں اصلی تلوار ہے یا لکڑی کی اگر وہ لکڑی کی ہے تو پھر وہ بے حیثیت اور بے قدر و قیمت ہو گی بالکل اسی طرح سے انسانی ارواح کی اصل قدر و قیمت بھی انسان کے مرنے کے بعد سامنے آتی ہے اگر وہ اصل اور خالص تھا تو کامیابی اس کا مقدر بصورت دیگر وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔۳۸۹

سلطان (روح):

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔۳۹۰

ترجمہ۔اے گروہ جنات و گروہ انسان اگر تم زمین و آسمان کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل کر دکھاؤ لیکن تم نہیں نکل سکتے مگر سلطان کے ذریعے۔

اس آیت کی وضاحت میں حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں کے ہر انسان کو اللہ تعالی نے ایک ایسی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے کے اگر وہ انسان اس صلاحیت یعنی (سلطان) کو جان کر اسے بیدار کرلے تو وہ یقیناً زمین و آسمان کے کناروں سے نکل کر غیب کی دنیا میں داخل ہو سکے گی ہمارے لئے ہر وہ شے غیب ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل یا ہماری عقل سے ماوراء ہے، اسی غیب میں زمین و آسمان کے کنارے، ساتوں آسمان، جنت جہنم اور عرش شامل ہیں اور عرش پر اللہ تعالی اپنی تمام تر شان اور صفات کے ساتھ متمکن اور جلوہ گر ہیں تو اس کا مفہوم یہ نکلا کے ہر بندہ اللہ کا دیدار کرسکتا ہے جیسے کے روز الست اللہ تعالی نے تمام بنی نوع انسانیت کی ارواح کو اپنا تعارف کروایا لیکن یہاں کچھ لوگ یہ سوال بھی اٹھاتے ہیں کے اللہ تعالی کا دیدار بھلا کوئی کیسے کرسکتا ہے؟ کیونکہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ کوہ طور پر اللہ کی تجلی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تو پھر بھلا ہم جیسے کس شمار قطار میں ہیں؟

یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کے جب موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر کچھ بھی نہ دیکھا تو پھر وہ بے ہوش کیوں اور کیسے ہو گئے؟ اس بے ہوشی کا صاف مطلب تو یہی نظر آتا ہے کے انھوں نے کچھ نہ کچھ تو ضرور دیکھا تھا اگر چہ یہ ایک طویل بحث ہے شاید وہ اس تجلی کو برداشت نہ کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے بالکل اسی طرح سے جیسے کسی کمرے میں اگر ۱۰۰ واٹ کا بلب جلتا ہے اور آنکھیں صرف اسی روشنی کی عادی ہوں تو جب اچانک اسی کمرے میں ۱۰۰ کے بجائے ۱۰۰۰ واٹ کا بلب روشن کر دیا جائے گا تو یقیناً آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جائے گا اور کچھ وقت کے لئے انسان وہ مناظر ٹھیک طرح سے دیکھنے سے قاصر ہو جائے گا لیکن جیسے جیسے بصارت اس روشنی کو برداشت کر نے کے قابل ہوتی جائے گی وہ روشنی معمول کا حصہ بن جائے گی۔

شمس الدین عظیمی سلطان کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں! سلطان ایک آزاد طرز فکر ہے پس سلطان ہی قلندر شعور ہے۔

یقیناً اللہ تعالی نے ہر انسان میں یہ صلاحیت ودیعت کی ہے کے اگر وہ چاہے تو (سلطان) یعنی اپنی روح اور اس کی قوتوں کو استوار اور بیدار کر کے اس نادیدہ دنیا کی سیاحت کرے۔

بقول شاعر!

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آو ناں ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

سلطان تک رسائی کے لئے ضروری ہے کے انسان کو روز الست (جس دن اس نے اللہ کی آواز کو سنا، اس کو سمجھا، اس سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا اس کے جمال سے مشرف ہوا اور بلا آخر اس نے اپنے رب کا عرفان یعنی پہچان کی سعادت حاصل کر لی) کے اس تعارف خداوندی کی حقیقت سے آگہی حاصل ہو جائے اور جس دن ایسا ہو جائے گا اس دن اس کو عرفان ذات حاصل ہو جائے گا کیونکہ لازمی طور پر اللہ تعالی نے انسان کو اس صلاحیت سے مشرف کیا ہے جس کا نام ’سلطان‘ ہے باالفاظ دیگر انسان اپنی روح کو تلاش کر لے یعنی اسی روح کو جس نے عالم ارواح میں اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا تو ایسا انسان آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل سکتا ہے۔

دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے تشریف لائے ہیں اور ان

سب کی تعلیمات کا نچوڑ یہی تھا کے انسان اس مادی وجود میں رہتے ہوئے اللہ کی ذات کا عرفان حاصل کرلے جس کے حصول کے لئے ضروری ہے کے انسان اپنی روح سے واقفیت حاصل کرے جبکہ اہل علم حضرات یہ بتاتے ہیں کے روح کے ۷۰،۰۰۰ پرت ہیں اور ہر پرت مختلف خصوصیات، کیفیات اور ایک الگ رنگ روپ لئے ہوئے ہے، روز الست انسانی ارواح نے ذات باری تعالی کا مشاہدہ کیا اس کے کلام کو سنا، سمجھا اور پھر اس سے ہم کلامی کا شرف بھی حاصل کیا یہی نہیں بلکہ اپنے پورے ہوش وحواس سے اس کی ربوبیت کا اقرار بھی کیا ہے لہٰذا اللہ کی ذات کے عرفان کے لئے ضروری ہے کے انسان غیب کی دنیا میں داخل ہو جو کے سلطان (روح) کے بغیر ناممکن ہے۔۳۹۱؎

تصوف میں سلطان کا مطلب چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرنا اگر کوئی انسان زمینی شعور میں رہتے ہوئے چھ شعوروں پر غلبہ حاصل کرلے تو وہ زمینی شعور سے باہر نکل سکتا ہے تاہم ہر آسمان ایک شعور ہے اور آسمانی دنیا کو پہچاننے کے لئے ان شعوروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے واقفیت ضروری ہے جب انسان ان سات شعوروں کا ادراک حاصل کرلیتا ہے تو پھر اس میں عرش معلیٰ کو دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔۳۹۲؎

اس خیال کو ہندو اسکالرز دھرنا داس اور پران ناتھ جن کا تعلق سترھویں صدی عیسوی سے ہے اس طرح سے بیان کرتے ہیں چراغ انسان کے جسم میں ہے جو نا بتی کا محتاج ہے اور نا ہی تیل کا (اس خیال کو سورہ نور کی آیت: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہے کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے) وہ آگے کہتے ہیں کے انسان کے اندر ایک طاق ہے اس طاق کے اندر ایک شیشہ ہے جس میں چراغ ہے جو مشرقی ہے نا غربی ہے جس کو تیل کی ضرورت ہے نا بتی کی پھر مزید کہا ائے ذہنی جسم تخت ہے اور اس پر سلطان بیٹھا ہے۔۳۹۳؎

کائنات اور جنت کی زندگی نوع انسانی کا ورثہ ہے لیکن اس ورثے کے حصول کے لئے ضروری ہے کے انسان اس صلاحیت سے متعارف ہو جو جنت کی زندگی میں اسے حاصل تھی اس صلاحیت کا حصول روح سے قریب ہوئے بغیر ممکن نہیں چنانچہ جو شخص اپنے Inner سے واقفیت حاصل کرلیتا ہے وہ ابدی سکون حاصل کرلیتا ہے۔۳۹۴؎

حضرت امام حسینؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اللہ تعالی اونچے اور بلند کاموں کو پسند کرتا ہے جبکہ گھٹیا امور کو ناپسند۔ ۳۹۵

انسانی روح کا وزن:

لاس اینجلس کے ڈاکٹر ابراہام نے انسانی روح کے وزن کو معلوم کرنے کے لئے تقریباً (۱۲۰۰) ایسے افراد کا انتخاب کیا جو کے قرب المرگ تھے ان کی یہ تحقیق پانچ سالوں پر محیط ہے، مرنے سے قبل اس مریض کا جسمانی وزن نوٹ کیا جاتا اور بعد مرگ اس کا جسمانی وزن معلوم کیا جاتا تو اس دقیق، کٹھن اور صبر آزما تحقیق کے بعد ڈاکٹر ابراہام نے یہ ثابت کیا کے انسان کی روح کا وزن محض (۲۱ گرام) ہے۔ ڈاکٹر ابراہام کا یہ ماننا ہے کے انسانی روح محض (۲۱ گرام) آکسیجن کا نام ہے جو انسانی پھیپھڑوں کے کونوں، کھدروں، درزوں اور لکیروں میں موجود اور چھپی ہوتی ہے چنانچہ موت کی آخری ہچکی اس آکسیجن کو پھیپھڑوں سے دھکیل کر باہر خارج کرتی ہے

(۲۱ گرام) وزن کا مطلب ریت کی چھ چٹکیاں، پیاز کا ایک پرت یا پانچ عدد ٹشو پیپرز۔

پیدائشی شعور:

ایک گھڑی میں ایک سے لے کر بارہ تک ہندسے موجود ہیں، روحانیت کی اصطلاح میں گھڑی کی یہ سوئی اگر پیچھے کی جانب حرکت کرے یعنی بارہ سے گیارہ پھر دس، نو، آٹھ، سات، چھ، پانچ، چار، تین، دو اور پھر ایک پر آجائے تو انسان کو وہ شعور حاصل ہوجائے گا جو کے اسے بچپن میں حاصل تھا۔ اسی طرح سے سوئی کی ہر حرکت ایک شعور کی طرف اشارہ کرتی ہے مثلاً اگر سوئی بارہ پر سے ریورس ہوکر دس پر آجائے تو اسے وہ شعور حاصل ہوجاتا ہے جو اسے خواب دکھاتا ہے اگر سوئی بارہ پر سے اچھل کر نو پر آجائے تو اسے مراقبہ کا شعور حاصل ہوجاتا ہے اگر سوئی آٹھ کے ہندسے پر آجائے تو اسے وہ شعور حاصل ہوجائے گا جسے وحی کہتے ہیں یہ وہی، وحی ہے جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے!

ہم نے شہد کی مکھی پر وحی کی اگر سوئی بارہ کے ہندسے سے حرکت کرکے اچانک سات پر آجائے تو

انسان پر کشف کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور اگر سوئی چھ پر آجائے تو انسان کے اندر وہ صلاحیت بیدار ہوجاتی ہے جس کو قرآن کریم نے سلطان کہا ہے یعنی اب اس انسان میں زمین کے کناروں سے نکلنے کی صلاحیت بیدار ہوچکی۔۳۹۶ ے

جبکہ ۱۰ پہلے آسمان کا شعور زمین کے کناروں سے باہر دیکھنے کی صلاحیت کے حامل سالک کے اندر پہلے آسمان کا شعور پیدا ہوجاتا ہے علیٰ ہٰذا القیاس اس طرح سات آسمانوں کو وہ دیکھ لیتا ہے اور پھر وہ سات آسمانوں میں وہ داخل ہوجاتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔۳۹۷

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین پیدا کی ان کے درمیان ہمارا حکم اترتا ہے۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔۳۹۸

ترجمہ۔(اللہ) نے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کا کام القا کردیا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ۔۳۹۹

ترجمہ۔تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے اور تخلیق کے کاموں سے ہم اچھی طرح سے واقف ہیں۔

اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔۴۰۰

ترجمہ۔کیا تم نے دیکھا نہیں؟ اللہ نے ایک کے اوپر ایک کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے۔

یہاں تہہ در تہہ آسمان سے مراد وہ شعوری صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کو ودیعت کی ہیں یہاں سات تہوں والے آسمانوں یا زمین سے مراد یہ ہے کے ہر تہہ ایک مکمل نظام ہے اور ہر نظام

میں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ایسا ضابطہ حیات جس کا ایک دوسرے سے تصادم نہیں ان سب کا رشتہ خالق کائنات کے ساتھ قائم ہے لہٰذا کل اشیاء کائنات اوران میں موجود مخلوقات اس بات کا علم اور یقین رکھتی ہیں کے اللہ ہی ہمارا خالق و مالک ہے اور وہ اللہ کی حمد و ثناء اور اس کی شکرگزاری کرتی ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔ ۴۰۱

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے،سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تمھیں ان کی پاکی بیان کرنے کا شعور نہیں۔

اسی خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں! قلند شعور ہماری رہنمائی کرتا ہے کے ہم کائناتی تخلیقی فارمولوں کے تحت اپنے اندر ہر قسم کی غیر مرئی (Invisible) صلاحیتوں کو اپنے ارادے اور اختیار سے متحرک کر سکتے ہیں ایک انسان جب اپنے اندر دور کرنے والی بجلی نسمہ یا اوراء سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ بجلی کے بہاؤ کو روک بھی سکتا ہے اور اپنے اندر زیادہ سے زیادہ وولٹیج کا ذخیرہ بھی کر سکتا ہے اور اس ذخیرہ سے وہ ماورائی دنیا میں بغیر کسی وسیلے کے پرواز بھی کر سکتا ہے۔الیکٹریسٹی کے ذخیرے کے بعد اس کے اندر ایسی سکت پیدا ہو جاتی ہے کے وہ اپنے ارادے اور اختیار سے آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاتا ہے،اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی زمین کی طرح کہکشاں میں بے شمار زمینیں آجاتی ہیں،جس طرح سے وہ اپنی زمین پر آباد اللہ کی مخلوق کو دیکھتا ہے بالکل اسی طرح سے وہ اس کائنات میں موجود کھربوں دنیاؤں کا مشاہدہ بھی کرتا ہے،جس طرح سے ایک فلم سینکڑوں اور ہزاروں اسکرینز پر دیکھی جاسکتی ہے اسی طرح سے کائنات کی تمثیل لوح محفوظ سے ڈسپلے ہو رہی ہے کائنات میں موجود ہر زمین ایک اسکرین ہے لاشعور بیدار ہو جاتا ہے تو یہ ساری کائنات ایک فلم اور کائنات میں کھربوں زمینیں اسکرین نظر آتی

ہیں جو کچھ اس زمین پر ہو رہا ہے بالکل اسی طرح سے کائنات میں موجود دوسری تمام زمینوں پر بھی یہ نظام جاری وساری ہے۔ ۴۰۲ے

آسمان کے اوصاف:

آسمان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ نے آسمان کے شگاف اور اس کے نشیب وفراز کو مرتب کیا اور اس کی درازوں کو کشادگی سے ملاتے ہوئے انھیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا ہے اور اللہ کے احکامات کو لانے لے جانے والوں یعنی (اترنے اور چڑھنے والوں) کے لئے آسمان کی بلندی اور دشوار گزاریوں کو آسان کر دیا ابھی جب آسمان دھوئیں کی شکل میں تھا تو جب اللہ نے انھیں پکارا تو ان کے تسمے آپس میں متصل ہونے لگے پھر اللہ نے ان کے بند دروازوں کو آپس میں یک بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے شگافوں کے درمیان نگہبان مقرر کر دئے۔ اللہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا کیا جن سے آسمان کے وسیع راستوں کے گوشے گوشے کو بھر دیا اور اس کی فضاء کی وسعتوں کے کونے کونے کو چھلکا دیا تاہم ان وسیع اطراف کی پنہائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواروں اور عظمت کے گہرے حجاب اور بزرگی اور جلال کے پردوں میں ان کی حمد وثناء کی گونج دوسری جانب تجلیات نور کی فراوانیاں جو نگاہوں کو خیرہ کر دیں بالفاظ دیگر نگاہ کی کیا مجال جو ان نظاروں کا تحمل کر سکیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ نے ان فرشتوں کو الگ الگ صورتوں اور پیمانوں پر پیدا فرمایا اگرچہ وہ بال و پر رکھتے ہیں (لیکن ان کی صورتیں الگ ہیں) یہ فرشتے اللہ کے جلال اور عزت کی تسبیح کرتے ہوئے اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کرتے ہیں اللہ نے انھیں وہاں اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے امر ونواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی جانب بھیجا ہے، وہ ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہیں ،معرفت خداوندی ان کے سینوں کی تہوں میں جمے ہیں ان پر ہیبت وجلال خداوندی چھائی ہوئی ہے، ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ سے آگے نکل گئے ہیں یہ سفید جھنڈوں کی

مانند ہیں جو فضاء کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ان فرشتوں کو اللہ کی عبادت نے مشغول کر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر شے سے بے نیاز اور بے فکر ہیں انھیں اللہ کی معرفت اور یقین کامل حاصل ہے وہ اللہ کی نعمتوں کے متمنی اور ہر غیر سے بے نیاز ہیں کیونکہ وہ معرفت کی شیرنی کو چکھ چکے ہیں اور وہ عبادات کے والہانہ شوق میں مبتلا ہیں۔ ۴۰۳؎

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کا قول ہے!

اے لوگو میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ ۴۰۴؎

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۔

۳۔محاضرات سیرت۔ڈاکٹر محمود احمد غازی۔ص۔۵۰۵۔ناشران الفیصل۔۲۰۰۸ء۔

۴۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۱۔

۵۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۰۳۔

۶۔جامع ترمذی۔ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۲۳۳۔المکتبہ الرشیدیہ دہلی۔سن ندارد۔مسند احمد۔ج۔۱۔ص۔۳۶۸۔

۷۔سورہ النجم۔آیت۔۱۱۔

۸۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) ج۔۲۷۔ص۔۶۵۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔

۹۔الجامع صحیح مسلم۔ابوالحسین مسلم بن حجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مکتبہ دارالسلام۔الریاض۔۲۰۰۰ء۔

۱۰۔الجامع صحیح مسلم۔ابوالحسین مسلم بن حجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مکتبہ دارالسلام۔الریاض۔۲۰۰۰ء۔

۱۱۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔

۱۲۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔۵۔

۱۳۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۳۔

۱۴۔سورہ النسا۔آیت۔۴۸۔

۱۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۹۔

۱۶۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۱۔

۱۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۷۔

۱۸۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
۱۹۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
۲۰۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔۱۴۱۷ھ ۔
۲۱۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
۲۲۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
۲۳۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
۲۴۔سورہ آل عمران ۔آیت ۔ ۱۵۴ ۔
۲۵۔سورہ المومن ۔آیت ۔۱۹ ۔
۲۶۔صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
۲۷۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت ۔
۲۷۔مفہوم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔
۲۹۔صحیح بخاری ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت ۔ ۱۴۱۲ھ ۔دارارقم بیروت.
۳۰۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۔ ۱۴۱۷ھ ۔
سنن ابن ماجہ ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ ۔
۳۱۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۴۱ھ ۔
۳۲۔سنن ابن ماجہ ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) ۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ ۔
۳۳۔قلندر شعور ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمی پرنٹر ناظم آباد ۔کراچی ۔
۳۴۔تشبیہات رومی ۔خلیفہ عبدالحکیم ۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان ۔۱۹۵۹ء ۔
۳۵۔سورہ الحجرات ۔آیت ۔۱۵ ۔
۳۶۔سورہ النسا ۔آیت ۔۱۳۶ ۔

۳۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۷۔
۳۸۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۴۔
۳۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۴۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۱۔تجلیات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۵۔مکتبہ عظیمی پبلیشرز ناظم آباد کراچی۔
۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۶۔
۴۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۵۔
۴۹۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۱۔
۵۰۔سورہ یونس۔آیت۔۱۔
۵۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۲۔
۵۲۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۲۔
۵۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۵۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۲۔
۵۶۔سورہ رعد۔آیت۔۲۸۔
۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۹۔
۵۸۔سورہ الجمعہ۔آیت۔۹۔
۵۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۳۶۔

۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۶۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۶۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۱۷ھ۔
۶۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۶۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۷۔
۶۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۱۔
۶۶۔سورہ نوح۔آیت۔۲۳۔۲۴۔
۶۷۔سورہ النجم۔آیت۔۱۹۔
۶۸۔سورہ سبا۔آیت۔۴۰۔۴۱۔
۶۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۷۳۔سورہ القصص۔آیت۔۴۱۔
۷۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۷۵۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۹۸۔
۷۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۳۔
۷۷۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۵۔
۷۸۔سورہ المومن۔آیت۔۶۵۔
۷۹۔سورہ دخان۔آیت۔۸۔
۸۰۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۲۔
۸۱۔سورہ المزمل۔آیت۔۹۔
۸۲۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۱۴۔
۸۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔

۸۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۵۔
۸۵۔سورہ النحل۔آیت۔۹۰۔
۸۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۷۴۔
۸۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۹۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۹۱۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۸۱۔
۹۲۔سورہ الفلق۔آیت۔۵۔
۹۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۹۔
۹۴۔سورہ النسا۔آیت۔۵۴۔
۹۵۔منہاج العابدین۔مولف۔حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی (متوفی۔۵۰۵ھ)۔مترجم۔مولانا محمد زکریا اقبال۔ص۔۱۱۴۔دارالاشاعت اردو بازار
۹۶۔منہاج العابدین۔مولف۔حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی (متوفی۔۵۰۵ھ)۔مترجم۔مولانا محمد زکریا اقبال۔ص۔۱۱۵۔دارالاشاعت اردو بازار
۹۷۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۹۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۹۹۔المعجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی۔۳۶۰ھ)۔مطبوعہ۔مکتبہ المعارف ریاض۔ ۱۴۰۵ھ۔
۱۰۰۔منہاج العابدین۔مولف۔حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد الغزالی (متوفی۔۵۰۵ھ)۔مترجم۔مولانا محمد زکریا اقبال۔دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔
۱۰۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۴۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۰۲۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۸۔
۱۰۳۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۳۔
۱۰۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۲۔
۱۰۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۸۔
۱۰۶۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۸۔

۱۰۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۰۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۰۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۱۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۱۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۱۲۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔
۱۱۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۳۔
۱۱۴۔سورہ النساء۔آیت۔۳۶۔
۱۱۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۶۔
۱۱۶۔سورہ النسا۔آیت۔۱۔
۱۱۷۔سورہ النحل۔آیت۔۹۰۔
۱۱۸۔سورہ رعد۔آیت۔۲۱۔
۱۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۲۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۲۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۷۔
۱۲۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۲۵۔مجمع الزائد۔حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۱۲۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۸۔
۱۲۷۔سورہ النور۔آیت۔۴۔
۱۲۸۔سورہ النور۔آیت۔۲۳۔

۱۲۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۱۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۳۱۔اخبار اخیار۔ص۔۲۳۔
۱۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۳۔
۱۳۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۳۔
۱۳۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔
۱۳۵۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۱۳۶۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔
۱۳۷۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۸۔
۱۳۸۔سورہ عنکبوت۔آیت۔۸۔
۱۳۹۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۴۔
۱۴۰۔سورہ بنی اسرائیل۔۲۳۔۲۴۔
۱۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۴۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۴۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۔
۱۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۔۲۔
۱۴۷۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۲۰۔
۱۴۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۷۶۔
۱۴۹۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۹۔
۱۵۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۵۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ
دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۱۵۲۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔ص۔۵۱۳۔طبع۔انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی
ایران۔۲۰۰۳ء۔
۱۵۳۔موسوعہ الرسائل ابن ابی الدنیا۔ج۔۳۔ص۔۳۰۔موسۃ الثقافیہ البیروت۔

۱۵۴۔حیاۃ الحیوان۔علامہ کمال الدین المدیری۔ج۔۲۔ص۔۵۶۶۔
۱۵۵۔تفسیر صاوی۔علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی (متوفی ۱۲۲۳ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۹۔مطبوعہ داراحیا الکتب العربیہ مصر۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۵۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۹۲۔
۱۵۷۔سورہ یونس۔آیت۔۱۹۔
۱۵۸۔سورہ ص۔آیت۔۲۴۔
۱۵۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۶۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔
۱۶۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۸۔
۱۶۳۔سورہ النور۔آیت۔۱۹۔
۱۶۴۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۰۔
۱۶۵۔سورہ روم۔آیت۔۱۰۔
۱۶۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۱۶۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۶۸۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ۔ناظم آباد کراچی۔
۱۶۹۔سورہ العلق۔آیت۔۱۔
۱۷۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۹۔
۱۷۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۸۔
۱۷۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۹۰۔۱۹۱۔
۱۷۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۰۱۔
۱۷۴۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۱۷۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۷۶۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) ص۔۲۹۰۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۱۷۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی

بیروت۔
۱۷۸۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مطبوعہ انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی ایران۔ ۲۰۰۳ء۔
۱۷۹۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)۔خطبہ نمبر۔۵۔مطبوعہ ایران ومطبوعہ کراچی۔
۱۸۰۔سورہ النسا۔آیت۔۵۸۔
۱۸۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۸۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۸۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۸۴۔سورہ النسا۔آیت۔۱۴۵۔
۱۸۵۔سورہ المنافقون۔آیت۔۱۔
۱۸۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۸۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۸۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۸۹۔سورہ الفجر۔آیت۔۳۰۔۲۷۔
۱۹۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۲۔
۱۹۱۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۱۹۔
۱۹۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۱۔
۱۹۳۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۴۰۔۴۱۔
۱۹۴۔سورہ ق۔آیت۔۱۶۔
۱۹۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۹۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۹۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۹۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۱۹۹۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔

۲۰۰۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔
۲۰۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۹۹۔
۲۰۲۔سورہ البلد۔آیت۔۱۷۔
۲۰۳۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۱۔
۲۰۴۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۱۔
۲۰۵۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۱۔
۲۰۶۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۲۰۷۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۲۰۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۹۔
۲۰۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۴۔
۲۱۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۴۔
۲۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۱۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۰۔
۲۱۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۴۔
۲۱۵۔سورہ النحل۔آیت۔۹۱۔
۲۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۲۔
۲۱۷۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۲۱۸۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مطبوعہ انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی ایران۔
۲۱۹۔سورہ الھمزہ۔آیت۔۱۔۲۔
۲۲۰۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۲۲۱۔سورہ الحجرات۔آیت۔۱۲۔
۲۲۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۲۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۲۴۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت سید سرفراز علی شاہ۔لیکچر۔۴۰۔
۲۲۵۔نور ہدیات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۰۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۲۶۔نور ہدیات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۱۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۲۷۔سورہ الصفت۔آیت۔۸۳۔
۲۲۸۔سورہ الصفت۔آیت۔۷۷۔

۲۲۹۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۶۔
۲۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۷۔
۲۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۰۔
۲۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۹۔
۲۳۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔ا۔آیت۔۸۔۱۶۔مرتب۔بائبل سوسائٹی۔لاہور۔سن ندارد۔
۲۳۴۔سورہ القصص۔آیت۔۴۔
۲۳۵۔سورہ القصص۔آیت۔۷۔
۲۳۶۔سورہ القصص۔آیت۔۹۔۱۲۔
۲۳۷۔سورہ القصص۔آیت۔۱۳۔۱۴۔
۲۳۸۔سورہ طہ۔آیت۔۳۷۔۴۰۔
۲۳۹۔سورہ القصص۔آیت۔۱۴۔
۲۴۰۔سورہ طہ۔آیت۔۴۰۔
۲۴۱۔سورہ طہ۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۲۴۲۔سورہ القصص۔آیت۔۱۵۔۱۶۔
۲۴۳۔سورہ القصص۔آیت۔۲۱۔
۲۴۴۔سورہ القصص۔آیت۔۲۲۔
۲۴۵۔سورہ القصص۔آیت۔۲۹۔
۲۴۶۔سورہ القصص۔آیت۔۳۰۔
۲۴۷۔سورہ طہ۔آیت۔۴۳۔۴۴۔
۲۴۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۱۔
۲۴۹۔سورہ طہ۔آیت۔۲۵۔۳۶۔
۲۵۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۳۔
۲۵۱۔سورہ طہ۔آیت۔۴۵۔۴۸۔
۲۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۴۔۱۰۵۔
۲۵۳۔سورہ طہ۔آیت۔۴۹۔۵۲۔
۲۵۴۔سورہ القصص۔آیت۔۳۱۔۳۲۔
۲۵۵۔سورہ طہ۔آیت۔۵۶۔۷۶۔
۲۵۶۔سورہ القصص۔آیت۔۳۸۔۴۰۔
۲۵۷۔سورہ القصص۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۲۵۸۔سورہ طہ۔آیت۔۷۷۔

۲۵۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۳۔۶۸۔
۲۶۰۔سورہ طہٰ۔آیت۔۷۸۔۷۹۔
۲۶۱۔سورہ یونس۔آیت۔۹۲۔
۲۶۲۔سورہ ہود۔آیت۔۹۸۔
۲۶۳۔سورہ بقرہ۔آیت۔۵۰۔
۲۶۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۰۔۲۶۔
۲۶۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۶۔۱۳۷۔
۲۶۶۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۱۱۴۔۱۲۲۔
۲۶۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔
۲۶۸۔عہدنامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۱۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔
۲۶۹۔عہدنامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔
۲۷۰۔تفہیم القران۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔جلد۔ا۔المائدہ۔آیت ۲۷۔ص۔۴۶ ادارہ ترجمان القرآن۔لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۲۷۱۔ Max Beer, Social Struggles in Antiquity (London 1922) P ,20
۲۷۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۸۔۱۴۰۔
۲۷۳۔سورہ طہٰ۔آیت۔۸۰۔۸۱۔
۲۷۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۷۔
۲۷۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۸۹۸۔۱۵۶۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۷۶۔عہدنامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۷۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۷۔
۲۷۸۔عہدنامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۷۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔
۲۸۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۸۔
۲۸۱۔سورہ بقرہ۔آیت۔۶۰۔
۲۸۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۲۔۱۴۵۔
۲۸۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۳۔
۲۸۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۴۔
۲۸۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۴۔
۲۸۶۔سورہ الصٰفٰت۔آیت۔۱۱۷۔

۲۸۷۔سورہ بقرہ۔آیت۔۱۴۰۔
۲۸۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۔۴۔
۲۸۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۴۔
۲۹۰۔سورہ المومن۔آیت۔۵۴۔۵۳۔
۲۹۱۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۲۔
۲۹۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۴۔
۲۹۳۔سورہ القصص۔آیت۔۴۳۔
۲۹۴۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۲۹۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۵۔
۲۹۶۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی
۲۹۷۔سورہ نحل۔آیت۔۱۱۴۔
۲۹۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۲۹۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۶۔
۳۰۰۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۔
۳۰۱۔مقدمہ ابن خلدون۔علامہ عبدالرحمن ابن خلدون المغربی۔مترجم۔مولانا سعد حسن خان۔مکتبہ۔میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب کراچی۔
۳۰۲۔الجامع الکبیر۔ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۷۹۹۔دارالغرب اسلامی بیروت۔اشاعت ودم ۱۹۹۸ء۔
۳۰۳۔سنن ابن ماجہ۔ابوعبداللہ محمد بن یزید القزونی (متوفی ۲۷۳ھ)۔کتاب تجارت۔رقم الحدیث۔۲۲۹ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۹۹۸ء۔
۳۰۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۵۔
۳۰۵۔سورہ النساء۔آیت۔۲۹۔
۳۰۶۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۰۔
۳۰۷۔المعجم الاوسط۔ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ ج۔۱۔ص۔۳۸۔رقم الحدیث۔۱۰۲۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۳۔۸۴۔
۳۰۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۲۔
۳۱۰۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۲۱ایت۔۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۱۱۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب احبار۔باب۔۲۶۔آیت۔۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی۔
۳۱۲۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۴۔آیت۔۱۶۔۱۸۔مرتب۔بائبل

سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۱۳۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب الصلوۃ۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔
۳۱۴۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب البیوع۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔
۳۱۵۔سورہ انعام۔آیت۔۹۱۔
۳۱۶۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۵۔
۳۱۷۔سورہ اعراف۔۱۳۸۔
۳۱۸۔سورہ طحہ۔آیت۔۸۳۔۹۸۔
۳۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۹۔۷۱۔
۳۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۷۔۴۷۔
۳۲۱۔تفہیم القران۔سیدابوالاعلیٰ مودودی۔جلد۔دوم۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۰۔ص۔۷۵۔ادارہ ترجمان القرآن۔لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۳۲۲۔اعہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب یرمیاہ۔باب۔۱۷۔آیت۔۲۷۔۲۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۲۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب حزقی ایل۔باب۔۱۷۔آیت۔ ۲۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۶۳۔۱۶۶۔
۳۲۵۔ الجامع الصحیح مسلم۔ ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (متوفی۲۶۱ھ) رقم الحدیث۔ ۲۶۶۳۔ مکتبہ۔دارالسلام الریاض۔۲۰۰۰ء۔
۳۲۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۔۸۔
۳۲۷۔ زبور۔باب۔۱۰۶۔آیات۔۳۴،۴۱۔
۳۲۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب یرمیاہ۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۲۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب یسیعاہ۔باب۔۲۵۔آیت۔ ۵۔۶۔مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔سن۔ندارد۔
۳۳۰۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب حزقی ایل۔باب۔۹۔ا آیت۔ ۵۔۹۔مرتب۔ بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۳۱۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔یسیعاہ۔آیت۔ ۳۳۔ ۳۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔
۳۳۲۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔یسیعاہ۔باب۔۱۸۔آیت۔۱۹۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۳۳۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔یسیعاہ۔باب۔ا آیت۔ ۲۔ ۳۔مرتب۔

بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۔۵۔
۳۳۵۔سورہ توبہ۔آیت۔۳۰۔
۳۳۶۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورہ بنی اسرائیل۔ص۔۶۰۱ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۳۳۷۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔جلد۔دوم۔ص۔۱۲۲۶الفیصیل پبلیشرز لاہور۔
۳۳۸۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔جلد۔دوم۔ص۔۲۲۶۱۔الفیصیل پبلیشرز لاہور۔
۳۳۹۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورہ بنی اسرائیل۔جلد۔دوم۔ص۔۶۰۲۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۳۴۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۷۔
۳۴۱۔تاریخ الامم والملوک۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دارالقلم بیروت۔
۳۴۲۔۲۳۵۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورہ مریم۔جلد۔سوم۔ص۔۵۷۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۳۴۳۔بائبل۔کتاب تواریخ۔باب۔۲۴۔آیت۔۴۔ص۔۳۹۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی۔لاہور۔سن ندارد۔
۳۴۴۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۳۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۴۔
۳۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۵۔
۳۴۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۶۔
۳۴۸۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۳۴۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۳۵۰۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب الصلوۃ۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔
۳۵۱۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔جلد۔دوم۔ص۔۲۲۹۶۔الفیصیل پبلیشرز لاہور۔
۳۵۲۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔جلد۔دوم۔ص۔۱۳۷۶۔الفیصیل پبلیشرز لاہور۔
۳۵۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۵۔
۳۵۴۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۳۵۵۔سورہ النحل۔آیت۔۲۔
۳۵۶۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۲۔
۳۵۷۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۵۱۔۵۳۔

۳۵۸۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۵۔
۳۵۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۶۔
۳۶۰۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ص۔۷۸۴۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۳۶۱۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۳۶۳۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۳۶۲۔سائیں بھلے شاہ۔جے۔آر۔پوری اور جے۔آر۔شنگاری۔ص۔۲۸،۲۹۔۴۳۔فکشن ہاوس لاہور
۳۶۳۔سورہ الدھر۔آیت۔۱۔۲۔
۳۶۴۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۳۶۵۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۷۔
۳۶۶۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۳۰۱۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۳۶۷۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۶۷۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۳۶۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۶۔
۳۶۹۔سورہ التین۔آیت۔۴۔
۳۷۰۔ضیاء القرآن۔جسٹس پیر کرم شاہ الازہری۔ج۔۵۔ص۔۶۰۶۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
۳۷۱۔سائیں بھلے شاہ۔جے۔آر۔پوری اور جے۔آر۔شنگاری۔ص۔۵۷۔فکشن ہاوس لاہور۔۲۰۰۰ء۔
۳۷۲۔روح کی پکار۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۵ء
۳۷۳۔کلیات اقبال۔مرتب۔
۳۷۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۰۸۔
۳۷۵۔روح کی پکار۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۳۔۹۴۔مکتبہ عظیمیہ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۵ء۔
۳۷۶۔سوہ القیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۳۷۷۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۳۶۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۳۷۸۔تفسیر مجاہد۔ابوالحجاج مجاہد بن جَبر القرشی المخزومی (متوفی۔۱۰۴ھ)۔ص۔۳۱۹۔دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۷۹۔سورہ النور۔آیت۔۳۵۔
۳۸۰۔روح کی پکار۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۵۔مکتبہ عظیمیہ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۵ء
۳۸۱۔احیاء العلوم۔امام ابوحامد محمد الغزالی (متوفی۔۵۰۵ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۷۔دارالاشاعت کراچی۔
۳۸۲۔احیاء العلوم ۔ امام ابو حامد محمد الغزالی (متوفی ۔ ۵۰۵ھ)۔۔ ج۔ ۳۔ص۔۱۶۔ ۱۷۔ دارالاشاعت کراچی۔
۳۸۳۔مکتوبات ربانی۔مجدد الف ثانی حضرت شیخ سرہندی۔ج۔۱۔ص۔۲۴۶۔اسلامی کتب خانہ لاہور۔
۳۸۴۔نفحات الانس۔مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی۔ص۔۱۷۹۔دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۳ء۔
۳۸۵۔نفحات الانس۔مولانا نورالدین محمد عبدالرحمن جامی۔ص۔۳۳۲۔دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔۲۰۰۳ء۔

۳۸۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۵۔
۳۸۷۔کشف المحجوب۔سید علی بن عثمان الجویری۔ترجمہ الحاج کپتان واحد بخش سیالوی۔ص۔۳۷۴۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۳۸۸۔تفسیر القرآن۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۵۔ص۔۱۱۷۔ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت۔۱۳۸۵ھ۔
۳۸۹۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۷۴۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۳۹۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۳۳۔
۳۹۱۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۹۲۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۳۹۲۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۳۹۳۔کشف المحجوب۔سید علی بن عثمان الجویری۔ترجمہ۔الحاج کپتان واحد بخش سیالوی۔ص۔۸۷۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۳۹۴۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۳۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۳۹۵۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۳۹۶۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۳۹۷۔سورہ الطلاق۔آیت۔۱۲۔
۳۹۸۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۳۹۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔
۴۰۰۔سورہ نوح۔آیت۔۱۵۔
۴۰۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۴۴۔
(احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۱۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء)۔
۴۰۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۶۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۴۰۳۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۸۹۔ص۔۲۶۱۔۲۶۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۴۰۴۔نہج البلاغہ۔(خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم)۔مرتب۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ۔۱۸۷۔ص۔۵۰۴۔مکتبہ۔امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔

۱۸۔سورہ الکھف (پہاڑ میں موجود غار)

نام:

کہف۔عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پہاڑ میں موجود غار کے ہیں۔

شان نزول:

سورہ کہف۔مکی سورہ ہے جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱۰ ہیں جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۱۲ ہے۔

مضامین:

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی۔
۲۔اصحاب کہف کا ذکر
۳۔اصحاب کہف کے کتے کا ذکر۔
۴۔موت کے بعد کی زندگی۔
۵۔دوبارہ جینے کی عینی دلیل۔
۶۔ان شاء اللہ کہنے کا حکم۔
۷۔مفلس مسلمان۔
۸۔ناشکری کا انجام۔
۹۔متاع دنیا کی حقیقت۔

۱۰۔اولین آخرین سب میدان محشر میں۔

۱۱۔حضرت ذولقرنین کا ذکر۔

۱۲۔حضرت ذولقرنین کا یاجوج ماجوج سے حفاظت کے مقصد سے دیوار کی تعمیر کا ذکر۔

۱۳۔مجمع البحرین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر۔

سورہ کہف کا Central Idea یا مرکزی خیال درج ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو دنیا میں درج ذیل آٹھ حالات سے گزارتے ہیں۔

۱۔عزت۔۲۔ذلت۔۳۔صحت۔۴۔بیماری۔۵۔نفع۔۶۔نقصان۔۷۔خوشی۔۸۔غم۔

دنیا کا ہر انسان ہر وقت ان مندرجہ بالا حالات میں سے کسی ایک کی زد میں ہوتا ہے، اگر ان آٹھ حالات کو دو سے تقسیم کریں تو درج ذیل چار سیٹ بنیں گے۔۱۔عزت/ذلت۔۲۔صحت/بیماری۔ ۳۔نفع/نقصان۔۴۔خوشی/غمی۔

یعنی انسان ان مندرجہ بالا صورت حال کے زیر اثر اپنی تمام زندگی رہتا ہے یعنی اگر اللہ نے اسے عزت، صحت، نفع اور خوشی عطا فرمائی ہے تو اس پر لازم ہے کے وہ اللہ کی شکر گزاری کرے، اور اگر وہ اللہ کے حکم سے ذلت، بیماری، نقصان یا غم کی کیفیات سے دوچار ہے تو انسان پر لازم ہے کے وہ صبر کرے اور اللہ سے اپنے حالات کی درستگی کے لئے دعا کرے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے جو امتحانی پرچے بناتے ہیں ان میں صابر شاکر بندے اللہ کی توفیق سے کامیاب ہو جاتے ہیں جبکہ ناشکرے اور بے صبرے انسان اس امتحان میں فیل ہو جاتے ہیں چنانچہ ساری عمر انسان اسی قسم کے مختلف سوالات سے دوچار رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی آزمائش بھی اسی قسم کے دو امتحانات کے ذریعے کی گئی یعنی پہلا امتحان شکر کا تھا جو انھیں جنت کی نعمتوں کی شکل میں عطا کی گئی تھیں جبکہ دوسرا امتحان صبر کا تھا جو انھیں ایک مخصوص درخت کے پھل کو کھانے سے روکا گیا تھا لیکن صبر کے امتحان میں شیطان نے انھیں کامیاب نا ہونے دیا۔

سورہ کہف کی ابتداء میں اللہ نے اپنی الوہیت جبکہ آخر میں اللہ نے اپنی ربوبیت کا ذکر

کیا ہے۔ابتدائی آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبدیت کا جبکہ آخری آیات میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشریت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عبدیت:

تمام انسان اللہ کے بندے یعنی عباد ہیں، عبد کے معنی بندہ یا غلام کے ہیں، بندہ یا غلام اپنے آقا کی مرضی کے خلاف نہیں جاتا، وہ اپنے آقا اور مالک کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے جبکہ اس کی دی ہوئی آزمائش پر صبر کرتا ہے، اور اسی کو مقام عبدیت کہا جاتا ہے یعنی ہر حال میں راضی بہ رضا رہنا۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! تمھاری زندگی میں صرف دو ہی طرح کے دن ہیں۔

۱۔ایک وہ دن جس میں تمھیں اللہ نعمتوں سے نوازتا ہے لہٰذا تمھیں اللہ کی شکر گزاری کرنی چاہیے۔

۲۔دوسرا وہ دن جس دن تمھیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا چنانچہ اس دن تم اللہ کی طرف سے آئی ہوئی آزمائش پر صبر کرنا۔

سورہ کہف میں اللہ نے درج ذیل پانچ واقعات کو بیان فرمایا ہے:

۱۔اصحاب کہف (اللہ کے نیک بندے):

اصحاب کہف کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۔۱

ترجمہ۔کیا تم سمجھتے ہو کہ غار اور کتبے والے ہمارے کوئی بڑی عجیب نشانیوں میں سے تھے؟

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ
هَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۔۲

ترجمہ۔جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انھوں نے کہا! اے پروردگار، ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کردے۔

فَضَرَبْنَا عَلٰى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۔۳

ترجمہ۔تو ہم نے انہیں اسی غار میں ان کے کان کو تھپک کر سالہا سال کے لئے گہری نیند سلا دیا۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ۔۴

ترجمہ۔پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ دیکھیں ان کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ۔۵

ترجمہ۔ہم ان کا اصل قصہ تمہیں سناتے ہیں، وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی۔

وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۔۶

ترجمہ۔ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیئے جب وہ اٹھے اور انہوں نے یہ اعلان کر دیا کے ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بے جا بات کریں گے۔

هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۔

ترجمہ۔(پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا) یہ ہماری قوم تو رب کائنات کو چھوڑ کر دور سے خدا بنا بیٹھی ہے، یہ لوگ ان کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ آخر اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟۔۷

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۔۸

ترجمہ۔اب جبکہ تم ان سے اور ان کے معبودان غیر اللہ سے بے تعلق ہو چکے ہو تو چلو اب فلاں غار میں چل کر پناہ لو تمہارا رب تم پر اپنی رحمت کا دامن وسیع کرے گا اور تمہارے کام کے لئے

سروسامان مہیا کر دے گا۔

وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۔۹

ترجمہ۔تم انہیں غار میں دیکھتے تو تمہیں یوں نظر آتا کے سورج جب نکلتا ہے تو ان کے غار کو چھوڑ کر دائیں جانب چڑھ جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بچ کر بائیں جانب اتر جاتا ہے اور وہ ہیں کہ غار کے اندر ایک وسیع جگہ میں پڑے ہیں، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے، جس کو اللہ ہدایت دے دی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لئے تم کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے۔

وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۔۱۰

ترجمہ۔تم انہیں دیکھ کر یہ سمجھتے کے وہ جاگ رہے ہیں، حالانکہ وہ سو رہے تھے، ہم انہیں دائیں بائیں کروٹ دلواتے رہتے تھے اور ان کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا اگر تم کہیں جھانک کر انہیں دیکھتے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور تم پر ان کے نظارے سے دہشت بیٹھ جاتی۔

وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَ لْيَتَلَطَّفْ وَ لَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۔۱۱

ترجمہ۔اور اسی عجیب کرشمے سے ہم نے انہیں اٹھا بٹھایا تا کہ ذرا آپس میں پوچھ گچھ کریں، ان میں سے ایک نے پوچھا کہو کتنی دیر اس حال میں رہے؟ دوسروں نے کہا! شاید دن بھر یا اس سے کچھ کم رہے ہوں گے، پھر وہ بولے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کے ہمارا کتنا وقت اس حالت میں گزرا چلو، اب اپنے میں سے کسی کو چاندی کا یہ سکہ دے کر شہر بھیجیں اور وہ دیکھے کہ سب سے اچھا کھانا کہاں ملتا ہے، وہاں سے وہ کچھ کھانے کے لئے لائے اور چاہئے کے ذرا ہوشیاری سے کام کرے ،ایسا نہ ہو کے وہ کسی کو ہمارے یہاں ہونے سے خبر دار کر بیٹھے۔

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۔ ۱۲

ترجمہ۔اگر کہیں ان لوگوں کا ہاتھ ہم پر پڑ گیا تو بس سنگسار ہی کر ڈالیں گے، یا پھر زبردستی ہمیں اپنی ملت میں واپس لے جائیں گے اور ایسا ہوا تو ہم کبھی فلاح نہ پا سکیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۔ ۱۳

ترجمہ۔اس طرح ہم نے اہل شہر کو ان کے حال پر مطلع کیا تا کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کے قیامت کی گھڑی بے شک آ کر رہے گی (مگر ذرا خیال کرو کے جب سوچنے کی اصل بات یہ تھی) اس وقت وہ آپس میں اس بات پر جھگڑ رہے تھے کے ان (اصحاب کہف) کے ساتھ کیا کیا جائے، کچھ لوگوں نے کہا! ان پر ایک دیوار چن دو، ان کا رب ہی ان کے معاملہ کو بہتر جانتا ہے، مگر جو لوگ ان کے معاملات پر غالب تھے انہوں نے کہا! ہم تو ان پر ایک عبادت گاہ بنائیں گے۔

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۣ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً

ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا ۔ ۱۴

ترجمہ۔ کچھ لوگ کہیں گے کے وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ دوسرے کہہ دیں گے کے پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا، یہ سب بے تکی ہانکتے ہیں، کچھ اور لوگ کہتے ہیں کے سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، کہو، میرا رب ہی بہتر جانتا ہے کے وہ کتنے تھے، کم ہی لوگ ان کی صحیح تعداد جانتے ہیں۔ پس سرسری بات سے بڑھ کر ان کی تعداد کے معاملے میں لوگوں سے بحث نہ کرو اور نہ ان کے متعلق کسی سے کچھ پوچھو۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۔ ۱۵

ترجمہ۔ وہ اپنے غار میں تین سو سال رہے اور (کچھ لوگ مدت کے شمار میں) 9 سال اور بڑھ گئے ہیں۔

قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَ
أَسْمِعْ ۚ مَا لَهُمْ مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۔ ۱۶

ترجمہ۔ تم کہو اللہ ان کے قیام کی مدت زیادہ جانتا ہے، آسمانوں اور زمین کے سب پوشیدہ احوال اسی کو معلوم ہیں، کیا خوب ہے، وہ دیکھنے والا اور سننے والا زمین و آسمان کی مخلوقات کا کوئی خبر گیر اس کے سوا نہیں اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اصحاب کہف:

اصحاب کہف یعنی غار یا کتبے والوں کی تعداد تین، پانچ یا سات بیان کی جاتی ہے، لیکن ان کی اصل تعداد صرف اللہ کے علم میں ہے، یہ نوجوان مسلمان تھے، جنھیں اللہ نے ہدایت عطا فرمائی اور ان کے دلوں کو اللہ نے مضبوط کیا اور وہ دین حق پر ثابت قدم رہے۔

اصحاب کہف کے قصے کو گبن نے اپنی کتاب تاریخ زوال وسقوط دولت روم کے باب ۳۳ میں سات سونے والوں کے عنوان سے لکھا ہے۔

The Decline and Fall of the Roman Empire by Edward Gibbon.

اس دور میں ایک ظالم بادشاہ دقیانوس تھا جس کو گبن نے قیصر ڈیسیس (Decius) لکھا ہے، اس بادشاہ نے روم پر ۲۴۹ء سے ۲۵۱ء تک سلطنت روم پر حکمرانی کی۔

جس دور میں اصحاب کہف کو غار میں پناہ لینی پڑی اس وقت شہر افسس ایشائے کوچک میں بت پرستی، جادوگری اور لادینیت کا مضبوط مرکز تھا یہاں ڈائنا دیوی کا ایک عظیم الشان مندر بھی تھا جہاں دور دراز سے لوگ آتے تھے جبکہ یہاں جادوگری، فال گیری اور تعویز نویسی کی جاتی جس کا شہرہ شام، فلسطین اور مصر تک پھیلا ہوا تھا، تاہم ان تمام برے کاموں نے کاروبار کی شکل اختیار کرلی تھی، دوسری جانب اس کاروبار سے یہودیوں کو بھی کافی نفع حاصل ہوتا، تاہم یہودی اس علم وفن کو حضرت سلیمان علیہ السلام سے جوڑتے تھے، یہ معاشرہ اخلاقی زوال کی انتہائی پستیوں میں گراہوا تھا جہاں چند نوجوان جو اصحاب کہف تھے انھیں اپنے دین کو بچانا بہت مشکل ہوگیا تھا، اصحاب کہف کو یہ ڈر تھا کے انھیں دین اسلام کی اتباع کے نتیجے میں یاتو سنگسار کردیا جائے گا یا پھر یہ لوگ زبردستی انھیں اپنے ہی جیسا بنالیں گے چنانچہ ان نوجوانوں نے یہ فیصلہ کیا کے وہ سنگسار یا مرتد ہونے سے بچنے کے لئے محفوظ غار میں پناہ لے لیں، چنانچہ اصحاب کہف نے دجالی نظام سے بچنے کے لئے شہر سے باہر ایک کہف یعنی غار میں پناہ لی، اللہ نے انھیں تین سوسال تک گہری نیند سلادی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۔۱۷

ترجمہ۔ وہ اپنے غار میں تین سوسال تک رہے۔

وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۔۱۸

ترجمہ۔ تم انھیں دیکھ کر یہ سمجھتے کے وہ جاگ رہے ہیں، حالانکہ وہ سورہے تھے، ہم انھیں دائیں، بائیں کروٹ دلوارہے تھے اوران کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہوا تھا، اگر تم جھانک کرانھیں دیکھتے تو دیکھتے ہی الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے اور تم پران کے نظارے کی دہشت

طاری ہوجاتی۔

سانس کی سائنس:

وقت کا تعلق حرکت سے ہے، اگر کسی شے کی حرکت کو اس کی موجودہ حرکت سے سو گنا کم کر دیا جائے تو اس حرکت کی نسبت سے ٹائم گزرنے کی رفتار سو گنا کم ہوجائے گی مثلاً ایک نارمل انسان ایک منٹ میں ۱۸ مرتبہ سانس لیتے ہیں، اگر ایک منٹ میں ایک سانس لیا جائے تو ۱۸ سانس لینے کے لئے ۱۸ منٹ درکار رہوں گے لہٰذا ایک منٹ میں ۱۸ مرتبہ سانس لینے میں وقت ۱۸ گنا کم ہوجائے گا۔

اصحاب کہف ۳۰۰ سو سال تک سوئے، اور ان سب نے اتنے ہی سانس لئے جتنے سانس ایک دن میں لئے جاتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَ لْيَتَلَطَّفْ وَ لَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۔۱۹

ترجمہ۔ان میں سے ایک نے پوچھا کہو کتنی دیر اس حال میں رہے؟ دوسروں نے کہا! شاید دن بھر یا اس سے کچھ کم رہے ہوں گے، پھر وہ بولے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کے ہمارا کتنا وقت اس حالت میں گزرا چلو۔

یعنی اصحاب کہف نے سو کر اٹھنے کے بعد ایک دوسرے سے پوچھا کے ہم کتنا وقت سوئے؟ پھر انھوں نے اندازا لگایا کے ہم ایک دن یا اس سے بھی کم سوئے ہیں۔

فلسفہ:

ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں، ۲۴ گھنٹوں میں ایک انسان ۲۴۹۲۰ (چوبیس ہزار نو سو

بیس) مرتبہ سانس لیتا ہے اس اعتبار سے اصحاب کہف نے تین سو سالوں میں تقریباً (ستائیس ارب) سانس لئے یعنی وقت کی رفتار ستائیس ارب گنا زیادہ ہوگئی۔

زمان ومکان (Time and Space) کا قانون:

اہرام میں بھی وقت ٹھہر جاتا ہے یا یوں کہہ لیں کے وہاں بھی مالیکیو لیز کی حرکت تقریباً صفر ہوجاتی ہے اور ہزاروں سال تک اس میں رکھی ہوئی اشیاء خراب نہیں ہوتی ہیں، احرام کی فضاء میں مراقبہ کرنے والے لوگ ٹائم اور اسپیس سے آزاد ہوکر لاشعور سے قریب ہوجاتے ہیں۔ اصحاب کہف تین سو سال تک سوتے رہے، اور وہ اپنے احساس میں وہ ایک دن یا اس سے بھی کچھ کم وقت سوئے۔

آکسیجن زندگی نہیں ہے:

زندگی کا دارومدار آکسیجن پر نہیں کیونکہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کے ایک گھر میں رہنے والے دس افراد ایک ہی جگہ پر بیٹھے ہیں لیکن پھر ان میں سے کسی ایک کی موت واقع ہوجاتی ہے جبکہ بقیہ نو افراد بھی اسی فضاء میں سانس بھی لے رہے ہیں اور وہ زندہ بھی ہیں، دراصل زندگی کا انحصار آکسیجن کے جلنے پر ہے جبکہ آکسیجن کا جلنا تابع ہے کاربن کے۔ آکسیجن جب ناک یا حلق کی نالیوں کے ذریعے پھیپھڑوں میں جاتی ہے تب پھیپھڑوں کے اندر اسفنجی نظام میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ آکسیجن کو جلاتا ہے اور نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ زندگی بن جاتی ہے یعنی آکسیجن پر زندگی کا انحصار نہیں ہے بلکہ آکسیجن زندگی کے لئے ایندھن بن رہی ہے۔

تمام آسمانی کتابوں کے مطابق کائنات کا ہر ذرہ شعور رکھتا ہے، شعور سے مراد ہے کے کائنات کے ہر ذرہ میں عقل وفہم موجود ہے اور وہ اپنی زندگی کی حفاظت کرتا ہے جبکہ دوسروں کی زندگی میں جو اس کی ڈیوٹی ہے وہ بھی پوری کرتا ہے یا یوں سمجھ لیں کے انسان، جانور درخت، پودا، ستارہ یا سیارہ ، یہ تمام مخلوقات کاربن سے بنی ہیں باالفاظ دیگر زندگی ہزاروں لاکھوں تہوں یعنی (پرت) سے بنی ہے، آکسیجن کا کام زندگی کا ایندھن بننا ہے اور کاربن کا کام آکسیجن کو جلانا ہے۔

بہت ٹھنڈے علاقوں میں بغیر فرج اور فریزر کے کھانے کی اشیاء بہت عرصے تک محفوظ حالت میں رہتی ہیں کیونکہ ان میں موجود مالیکیولز کی حرکت کم ہوجاتی ہے جبکہ گرم علاقوں میں فرج یا فریزر کی مدد لینی پڑتی ہے۔

اسی طرح سے جب انسان بہت دیر تک سوکر اٹھتا ہے تو اسے یہ محسوس نہیں ہوتا کے وہ بہت دیر تک سوتا رہا بلکہ وہ یہی خیال کرتا ہے کے میں بس تھوڑی ہی دیر سویا تھا یا کوئی کوما کا مریض جب ۳ سال بعد ہوش میں آتا ہے تو وہ اس بات کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوتا ہے کے وہ ۳ سال تک بے ہوش رہا تھا۔

قرآن، شعور اور لاشعور:

قانون یہ ہے کے انسان کا شعور اور لاشعور میں ردوبدل ہو رہا ہے، جب وہ شعور میں ہوتا ہے تو اپنے اوپر زمان ومکان کی گرفت کو محسوس کرتا ہے جبکہ اگر وہ لاشعور میں ہوتا ہے تو زمان ومکان کی گرفت سے آزاد ہوجاتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ یُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ وَ سَخَّرَ ۔۲۰

ترجمہ۔ وہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

یُقَلِّبُ اللّٰہُ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ ۔۲۱ ۔ ترجمہ۔ اللہ دن اور رات کو پھراتا رہتا ہے۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ خِلۡفَۃً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا ۔۲۲

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تمھارے لئے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو منتشر ہونے کا وقت مقرر کیا۔

جب انسان سوتا ہے تو وہ زمانیت میں سفر کرتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو وہ مکانیت میں سفر کرتا ہے چونکہ سوتے ہوئے زمانیت کی پیائش نہیں ہوسکتی جبکہ مکانیت میں زمانیت اس کے ساتھ سفر کرتی ہے۔ اصحاب کہف جب سو گئے تو اللہ تعالی کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ان کے

حواس زمانیت میں پیوست ہو گئے۔

دجالی نظام اور اصحاب کہف:

دجال عربی زبان کا لفظ ہے جو دجل سے مشتق ہے، دجال کے معنی دھوکہ، فریب، ملمع کاری اور منافقت کے ہیں، یعنی اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ۔ فی زمانہ ہر طرف مادیت کا دور دورہ ہے، ہر طرف نفسا نفسی کا دور دورہ ہے، اسلام محض چند واجبی سی رسومات کی شکل میں موجود ہے، ایسے میں اگر انسان دجال اور دجالی نظام سے بچنا چاہتا ہے تو اس کو بھی دین کے کہف (غار) میں چھپنا پڑے گا یعنی اگر وہ قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا رہے گا تو وہ ایک محفوظ پناہ گاہ یعنی کہف (غار) یعنی حق کی پناہ میں آجائے گا جہاں وہ ہر قسم کی باطل قوتوں سے محفوظ و مامون رہے گا کیونکہ اصحاب کہف نے بھی اپنے دین کو بچانے کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ کا انتخاب کیا تھا اور اللہ نے انھیں اس دجالی نظام سے محفوظ رکھتے ہوئے ایک گہری نیند سلا دیا جو تین سو سالوں پر محیط تھی، اصحاب کہف نے صبر اور شکر کے امتحان کو پاس کیا۔

۲۔ صاحب جنتین۔ دو باغات والا (مال کی محبت):

اس سورہ میں صاحب جنتین کا قصہ ہے۔ اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّ حَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّ جَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا ۔

ترجمہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے سامنے مثال پیش کر دو، دو اشخاص تھے، ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیئے اور ان کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگائی اور ان کے درمیان کاشت کی زمین رکھی۔ ۲۳

كِلۡتَا الۡجَنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـًٔا ۙ وَّ فَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۙ ۔ ۲۴

ترجمہ۔ دونوں باغ خوب پھلے پھولے اور بار آور ہونے میں انہوں نے ذرا سی کسر بھی نہ چھوڑی

ان باغوں کے اندر ہم نے ایک نہر جاری کردی اور جس سے خوب نفع حاصل ہوا۔

وَّ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ
اَعَزُّ نَفَرًا ۔۳۴

ترجمہ۔ یہ کچھ پا کر ایک دن وہ اپنے ہمسائے سے بات کرتے ہوئے بولا، میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور تجھ سے زیادہ طاقتور نفری رکھتا ہوں۔

وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ
اَبَدًا ۙ ۔۳۵

ترجمہ۔ پھر وہ اپنی جنت میں داخل ہوا اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا میں نہیں سمجھتا کے یہ دولت کبھی فنا ہو جائے گی۔

وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا
مُنْقَلَبًا ۔۳۶

ترجمہ۔ مجھے توقع نہیں کے قیامت کی گھڑی کب آئے گے تاہم اگر کبھی مجھے توقع نہیں کے قیامت کی گھڑی کب آئے گی تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۔۳۷

ترجمہ۔ اس کے ہمسائے نے گفتگو کرتے ہوئے اس سے کہا، کیا تو کفر کرتا ہے اس ذلت سے جس نے تجھے مٹی اور پھر نطفے سے پیدا کیا اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کر کھڑا کیا؟

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ۔۳۸

ترجمہ۔ میرا رب تو وہی اللہ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

وَ لَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ
اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ۚ ۔۳۹

ترجمہ۔ جب تو اپنی جنت میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت تیری زبان سے یہ کیوں نہ نکلا مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ؟ اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر پا رہا ہے۔

فَعَسٰی رَبِّیۡۤ اَنۡ یُّؤۡتِیَنِ خَیۡرًا مِّنۡ جَنَّتِکَ وَ یُرۡسِلَ عَلَیۡہَا حُسۡبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصۡبِحَ صَعِیۡدًا زَلَقًا ۔۳۱

ترجمہ۔ تو بعید نہیں کے میرا رب مجھے تیری جنت سے بہتر عطا فرما دے اور تیری جنت پر آسمان سے کوئی آفت بھیج دے جس سے وہ صاف میدان بن کر رہ جائے۔

اَوۡ یُصۡبِحَ مَآؤُہَا غَوۡرًا فَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ لَہٗ طَلَبًا ۔۳۲

ترجمہ۔ یا اس کا پانی زمین میں اتر جائے اور پھر تو اسے کسی طرح نہ نکال سکے۔

وَ اُحِیۡطَ بِثَمَرِہٖ فَاَصۡبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیۡہِ عَلٰی مَاۤ اَنۡفَقَ فِیۡہَا وَ ہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا وَ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُشۡرِکۡ بِرَبِّیۡۤ اَحَدًا ۔۳۳

ترجمہ۔ آخر کار ہوا یہ کے اس کا سارا ثمرہ مارا گیا اور وہ اپنے انگوروں کے باغ کو ٹٹیوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور کہنے لگا! کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا۔

وَ لَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ فِئَۃٌ یَّنۡصُرُوۡنَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ مَا کَانَ مُنۡتَصِرًا ۔۳۴

ترجمہ۔ وہ ہوا اللہ کو چھوڑ کر اس کے پاس کوئی جتھا کہ اس کی مدد کرتا، اور نہ کر سکا وہ آپ ہی اس آفت کا مقابلہ۔

ہُنَالِکَ الۡوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الۡحَقِّ ؕ ہُوَ خَیۡرٌ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ عُقۡبًا ۔۳۵

ترجمہ۔ اس وقت معلوم ہوا کے کارسازی کا اختیار خدائے برحق کے لئے ہے، انعام وہی بہتر ہے جو وہ بخشے اور انجام وہی بخیر ہے جو وہ دکھائے۔

وَ اضۡرِبۡ لَہُمۡ مَّثَلَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ فَاَصۡبَحَ ہَشِیۡمًا تَذۡرُوۡہُ الرِّیٰحُ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ۔۳۶

ترجمہ۔اے نبیؐ انہیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کے آج ہم نے آسمان سے پانی برسایا دیا تو زمین کی پود خوب گھنٹی ہوگئی اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لئے پھرتی ہیں۔اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اس واقعہ میں یہ سبق ہے کے اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اپنی ذات سے منسوب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ مال اللہ نے عطا فرمایا لہٰذا اللہ کے دئے ہوئے مال کو اللہ کی ضرورت مند مخلوق پر خرچ کرتے ہوئے دل میں کشادگی رکھنی چاہئے لیکن صاحب جنتین اپنی سرکشی کے سبب اللہ کی پکڑ میں آ گیا اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے محروم ہو گیا،معلوم ہوا کے صاحب جنتین شکر کے امتحان میں فیل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد! ہر امت کسی نا کسی فتنے میں گھیری گئی اور تباہ ہوئی جبکہ میری امت کا فتنہ مال ہے۔ ۳۷؎

۳۔حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ (اصل منزل اللہ کی رضا اور اس کا دیدار):

سورہ کہف میں حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوۡنَہٗ وَ ذُرِّیَّتَہٗۤ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِیۡ وَ ہُمۡ لَکُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا ۔۳۸

ترجمہ۔یاد کرو، جب ہم نے فرشتوں سے کہا کے آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا اس لئے اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا۔اب کیا تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سر پرست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ بڑا ہی برا بدل ہے جسے ظالم لوگ اختیار کر رہے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے قصے کو اس سورہ میں قلب کی حیثیت حاصل ہے،حضرت آدم علیہ السلام کے واقعے سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کے یہ دنیا محض ایک کمرہ امتحان اور عارضی قیام گاہ ہے جبکہ اصل منزل اور اصل قیام گاہ نعمتوں بھری جنت ہے لیکن شیطان لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو

جنت سے جھوٹی قسمیں کھا کر نکلوایا تھا اور شیطان اسی مشن پر آج بھی ہے اور آج بھی وہ بنی نوع انسانیت کا سب سے بڑا دشمن ہے اور آج بھی وہ یہ چاہتا ہے کے انسان اپنے آبائی وطن یعنی جنت میں داخل نا ہو جائے، اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے بھی شکر اور صبر کے امتحانات لئے تاہم انھوں نے شکر کا امتحان پاس کیا جبکہ صبر یعنی (درخت کا پھل نہیں کھانا) اس امتحان کو فیل کیا لیکن انھیں فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا جس کے فوراً بعد انھوں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ (علم):

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِفَتٰٮهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤى اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَيۡنِ اَوۡ اَمۡضِىَ حُقُبًا ۔۳۹

ترجمہ۔(ذرا ان کو وہ قصہ سناؤ جو موسیٰ کو پیش آیا تھا) جبکہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا تھا کے میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا جب تک دونوں دریاؤں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ میں ایک زمانہ دراز تک چلتا ہی رہوں گا۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ بَيۡنِهِمَا نَسِيَا حُوۡتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ سَرَبًا ۔۴۰

ترجمہ۔جب ان کے ملنے کے مقام پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنا رستہ بنالیا۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰٮهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۔۴۱

ترجمہ۔جب آگے چلے تو (موسیٰ نے) اپنے شاگرد سے کہا کے ہمارے لئے کھانا لاؤ، اس سفر سے ہم کو بہت تکان ہو گئی ہے۔

قَالَ اَرَءَيۡتَ اِذۡ اَوَيۡنَاۤ اِلَى الصَّخۡرَةِ فَاِنِّىۡ نَسِيۡتُ الۡحُوۡتَ وَمَاۤ اَنۡسٰنِيۡهُ اِلَّا الشَّيۡطٰنُ اَنۡ اَذۡكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيۡلَهٗ فِى

الْبَحْرِ عَجَبًا ۔ ۶۲

ترجمہ۔(اس نے) کہا! بھلا آپ نے دیکھا کے جب ہم نے پتھر کے ساتھ آرام کیا تھا تو میں مچھلی (وہیں) بھول گیا اور مجھے (آپ سے) اس کا ذکر کرنا شیطان نے بھلا دیا اور اس نے عجب طرح سے دریا میں اپنا رستہ لیا۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۔ ۶۳

ترجمہ۔(موسیٰ نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے جسے ہم تلاش کرتے تھے تو وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے لوٹ گئے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۔ ۶۴

ترجمہ۔(وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنے ہاں سے رحمت (یعنی نبوت یا نعمت ولایت) دی تھی اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۔ ۶۵

ترجمہ۔موسیٰ نے ان سے (جن کا نام خضر تھا) کہا کے جو علم (خدا کی طرف سے) آپ کو سکھایا گیا ہے اگر آپ اس میں سے مجھے کچھ بھلائی (کی باتیں) سکھائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۔ ۶۶

ترجمہ۔(خضر نے) کہا کے تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کرسکو گے۔

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۔ ۶۷

ترجمہ۔جس بات کی تمہیں خبر ہی نہیں اس پر صبر کر بھی کیوں کر سکتے ہو۔

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۔ ۶۸

ترجمہ۔(موسیٰ نے) کہا خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پایئے گا۔

اور میں آپ کے ارشاد کے خلاف نہیں کروں گا۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ

ذِكۡرًا ۔ ۴۹

ترجمہ۔(خضر نے) کہا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ کروں۔

فَانۡطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيۡنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقۡتَهَا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا ۚ لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔـا اِمۡرًا ۔ ۵۰

ترجمہ۔تو دونوں چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (خضر نے) کشتی کو پھاڑ ڈالا۔(موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اس لئے پھاڑا ہے کہ سواروں کو غرق کر دیں یہ تو آپ نے بڑی (عجیب) بات کی۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ۔ ۵۱

ترجمہ۔(خضر نے) کہا۔کیا میں نے نہیں کہا تھا کے تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے۔

قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِىۡ بِمَا نَسِيۡتُ وَلَا تُرۡهِقۡنِىۡ مِنۡ اَمۡرِىۡ عُسۡرًا ۔ ۵۲

ترجمہ۔(موسیٰ نے) کہا کے جو بھول مجھ سے ہوئی اس پر مواخذہ نہ کیجیئے اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ ڈالئے۔

فَانۡطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيۡرِ نَفۡسٍ ؕ لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔـا نُّكۡرًا ۔ ۵۳

ترجمہ۔پھر دونوں چلے یہاں تک کے (رستے میں) ایک لڑکا ملا تو (خضر نے) اُسے مار ڈالا،(موسیٰ نے) کہا کے آپ نے ایک بے گناہ شخص کو ناحق بغیر قصاص کے مار ڈالا (یہ تو) آپ نے بری بات کی۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ۔ ۵۴

ترجمہ۔(خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں کرسکو گے۔

قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَىۡءٍۢ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِىۡ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّىۡ عُذۡرًا ۔ ۵۵

ترجمہ۔انہوں نے کہا کہ اگر میں اس کے بعد (پھر) کوئی بات پوچھوں (یعنی اعتراض کروں) تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا کے آپ میری طرف سے عذر (کے قبول کرنے میں غایت) کو پہنچ گئے۔

فَانْطَلَقَا ٘ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۔۵۶

ترجمہ۔پھر دونوں چلے یہاں تک کے ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اوران سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا پھرانہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو (جھک کر) گرا چاہتی تھی ،خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو ان سے (اس کا) معاوضہ لیتے (تا کہ کھانے کا کام چلتا)۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۔۵۷

ترجمہ۔خضر نے کہا اب مجھ میں اور تجھ میں علیحدگی (مگر) جن باتوں پر تم صبر نہ کرسکے میں ان کا تمہیں بھید بتائے دیتا ہوں۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۔۵۸

ترجمہ۔(کے وہ جو) کشتی (تھی) غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں محنت (کر کے یعنی کشتیاں چلا کر گذارہ) کرتے تھے اوران کے سامنے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا جو ہرایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا تو میں نے چاہا کے اسے عیب دار کردوں (تا کہ وہ اسے غصب نہ کر سکے)۔

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۔۵۹

ترجمہ۔وہ جولڑکا تھا اس کے ماں باپ دنوں مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کے (وہ بڑا ہو کر بدکردار

ہوتا کہیں) ان کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے۔

فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا۔٦٠

ترجمہ۔تو ہم نے چاہا کے ان کا پروردگار اس کی جگہ ان کو اور (بچّہ) عطا فرمائے جو پاک طینتی میں اور محبت میں اس سے بہتر ہو۔

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًاۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ یَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَاۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا۔٦١

ترجمہ۔اور وہ جو دیوار تھی سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں (رہتے تھے) اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا تو تمہارے پروردگار نے چاہا کے وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے یہ ان باتوں کا راز ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

روایت میں آتا ہے کے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عالم بندے (حضرت خضر) کا پتا چلا تو انھوں نے اسی وقت ان سے ملاقات کی ٹھانی اور اپنے شاگرد حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ حضرت خضر سے ملاقات کا سفر جو مجمع البحرین بتایا جاتا ہے کو اختیار کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم ملا تھا کے اپنے ساتھ نمک لگی مچھلی لے لیجئے گا اور جس جگہ یہ مچھلی ناشتے دان سے نکل کر سمندر میں چلی جائے اسی مقام پر آپ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہو جائے گی۔

روایت میں آتا ہے! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم یوشع بن نون نے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے جو مچھلی اپنے ساتھ لی تھی اس مچھلی کی لمبائی ایک ذراع اور چوڑائی ایک بالشت تھی۔٦٢؎

اس مچھلی کا حلیہ کچھ یوں تھا کے اس کی صرف ایک آنکھ اور آدھا سر تھا تاہم اس کے دونوں جانب

کانٹے تھے جبکہ اس نسل کی مچھلی آج بھی دنیا میں موجود ہے۔ ٦٣ ؎

حضرت خضر علیہ السلام:

ابن قتیبہ نے معارف میں وھب بن منبہ کی روایت کے حوالے سے بیان کیا ہے! حضرت خضر کا نام بلیا تھا۔

ابو حاتم سجستانی نے کہا! ان کا نام خضرون تھا۔ ایک قول کے مطابق ان کا نام ارمیاہ تھا۔

مقاتل کے مطابق! ان کا نام الیسع تھا کیونکہ ان کا علم سات آسمان اور سات زمینوں پر محیط ہے لیکن پہلا قول مشہور ہے۔ آپ کی کنیت ابو العباس تھی۔ روایت ہے کے آپ جس جگہ بیٹھتے وہاں سبزہ نمودار ہو جاتا اور خشک گھاس سرسبز ہو جاتی۔

ایک قول یہ ہے کے جب آپ نماز پڑھتے تو آس پاس سبزہ اگ جاتا۔

امام رازی نے لکھا! مجمع البحرین، بحر فارس اور بحر روم کے ملنے کی جگہ ہے۔

بعض علماء نے کہا کے اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کے ملنے کی جگہ ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بحر شریعت تھے اور حضرت خضر بحر طریقت تھے اور مجمع البحرین ان دونوں کے ملنے کی جگہ تھی۔ ٦٤ ؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۔ ٦٥

ترجمہ۔ ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جیسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں مچھلی کو ساتھ لئے مجمع البحرین تک پہنچ گئے جہاں نہر حیات تھی وہیں دونوں ستانے کے لئے لیٹ گئے اور دونوں کو نیند آ گئی۔

مچھلی حضرت یوشع کی زنبیل میں تھی چنانچہ اس زنبیل میں جیسے ہی سمندر کے پانی کے چھینٹے پڑے اسی وقت مچھلی ہلنے جلنے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مچھلی نے سمندر کے اندر جست لگائی، اسی اثناء میں حضرت یوشع علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے مچھلی کو سمندر میں سرنگ

بناتے دیکھا پس جس طرح زمین میں سرنگ بنائی جاتی ہے، بالکل اسی طرح پانی میں اس مچھلی نے سرنگ بنائی، اور سرنگ کے اطراف میں ادھر ادھر پانی کھڑا ہو گیا تاہم سرنگ کا شگاف بالکل واضح اور کھلا تھا، جس طرح سے پتھر میں شگاف کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام آرام فرما رہے تھے اسی لئے حضرت یوشع نے سوچا جب حضرت موسیٰ بیدار ہو جائیں گے تو انھیں بتادوں گا، لیکن یہ بات ان کے ذہن سے بالکل محو ہو گئی اور حضرت موسیٰ کے بیدار ہونے کے بعد ان دونوں نے مزید سفر طے کیا، پھر جب انھیں بھوک لگی اور انھوں نے اپنا ناشتہ دان کھولا تو دیکھا کے مچھلی اس میں نا تھی اس وقت حضرت یوشع نے انھیں بتایا کے مچھلی تو سمندر میں سرنگ بنا کر نکل گئی، یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر واپس اسی جگہ جانے کی راہ لی اور بلا آخر مجمع البحرین پر ان کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہو گئی، حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کچھ خاص علوم عطا فرمائے تھے جن کا تحمل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی مشکل تھا جب ہی انھوں نے انھیں سوال کرنے سے منع فرمایا تھا لیکن چاہتے نا چاہتے حضرت موسیٰ ان سے مستقل کوئی نا کوئی سوال کر لیتے، بلا آخر حضرت خضر نے انھیں تمام سوالات کے جوابات عطا فرمائے اور ان اعمال کے در پردہ اللہ کی حکمتوں سے انھیں مطلع کیا اور اس طرح سے ان دونوں کی راہیں جدا ہو گئیں۔

علم لدنی:

علم الدنی ایک خاص علم ہے، جس کو کائنات کی ایڈمنسٹریشن کا علم بھی کہا جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے!

وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ۔٦٦

ترجمہ۔ جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مُرشد نہیں پا سکتے۔

سیدہ اسماء بنت یزیدؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں تمھارے بہترین افراد کی نشان دہی نہ کروں؟ صحابہ کرام نے کہا کیوں نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے بہترین افراد وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد آجائے۔٦٧

روحانیت کی منازل اور ان منازل پر فائز افراد کی کچھ ذمہ داریاں یا ان کے Assignments ہوتے ہیں مثلاً کچھ اہل روحانیت کی range میں براعظم، ممالک خطے اور علاقے ہوتے ہیں تاہم کچھ اہل علم کی Range میں تمام کرہ ارض ہوتا ہے لیکن ہر صدی کے اختتام پر ایک مجدد بھی پیدا ہوتا ہے جو دین کی تجدید کرتا ہے کیونکہ گزشتہ صدی میں دین میں کئی ایسی بدعتیں اور غیر اسلامی رسوم شامل ہوچکی ہوتیں ہیں چنانچہ مجدد کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کے وہ دین کو تمام خرافات اور بدعات کو ختم کر کے اس کی شکل صورت کو سنوار اور سدھار کے درست کر سکے جیسا کے دنیا مجدد الف ثانی کے نام سے بخوبی واقف ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالی ہر سو سال کے سر پر (صدی کی انتہاء یا ابتداء) پر اس امت کے لئے اس شخص کو مبعوث کرے گا جو ان کے لئے ان کے دین کی تجدید کرے گا یعنی (بدعات کو مٹائے گا اور جن احکامات پر مسلمانوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا تھا وہ ان پر عمل کروائے گا)۔۶۸؎

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے سے یہ سبق ملتا ہے کے انسان چاہے کتنا بھی علم حاصل کر لے لیکن اس سے بڑے علماء بھی دنیا میں موجود ہوتے ہیں، انسان کو اشیاء کی حقیقت کے علوم کی جانب بڑھتے رہنا چاہئے لیکن کوئی انسان مکمل کائناتی علوم کا دعویٰ دار نہیں بن سکتا ہے، چنانچہ جو شخص علم نافع اور علم حقیقی تک پہنچا وہ دجالی فتنے سے بچ کر محفوظ پناہ گاہ یعنی کہف میں داخل ہوجاتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے صبر کا امتحان لیا جسے انھوں نے پاس کیا۔

۵۔ ذوالقرنین (اللہ کے بندوں کا مددگار اور اللہ کے قوانین کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش):

سورہ کہف میں ذوالقرنین کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہیں!

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۔۶۹

ترجمہ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، یہ لوگ تم سے ذُوالقرنین کے بارے میں پُوچھتے ہیں، ان سے کہو میں اس کا کچھ حال تم کو سُناتا ہوں۔

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۔۷۰

ترجمہ۔ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کیا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۔۸۵۔ ترجمہ۔اس نے (پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا) سروسامان کیا۔

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ۔۸۶

ترجمہ۔حتیٰ کے جب وہ غروبِ آفتاب کی حد تک پہنچ گیا،تو اس نے سُورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اُسے ایک قوم ملی، ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تجھے یہ مقدرت بھی حاصل ہے کے ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کے اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرے۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۔۸۷

ترجمہ۔اس نے کہا جو ان میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹا یا جائے گا اور وہ اسے اور زیادہ سخت عذاب دے گا۔

وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ اِۨلْحُسْنٰی وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ۔۸۸

ترجمہ۔اور جو ان میں سے ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اُس کے لیے اچھی جزا ہے اور ہم اس کو نرم احکام دیں گے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۔۸۹۔ ترجمہ۔پھر اُس نے (ایک دُوسری مہم کی) تیاری کی۔

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۔۹۰

ترجمہ۔یہاں تک کے طلوعِ آفتاب کی حد تک جا پہنچا وہاں اس نے دیکھا کے سُورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جس کے لیے دُھوپ سے بچنے کا کوئی سامان ہم نے نہیں کیا ہے۔

كَذٰلِكَ وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَیْهِ خُبْرًا ۔۹۱

ترجمہ۔ یہ حال تھا اُن کا اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا اُسے ہم جانتے تھے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۔۸۷۔ ترجمہ۔ پھر اس نے (ایک اور مہم کا) سامان کیا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۔۷۹

ترجمہ۔ یہاں تک کے جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اسے ان کے پاس ایک قوم ملی جو مشکل ہی سے کوئی بات سمجھتی تھی۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۔۸۰

ترجمہ۔اُن لوگوں نے کہا! اے ذوالقرنین، یاجوج اور ماجوج اس سرزمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم تجھے کوئی ٹیکس اس کام لیے دیں کے تُو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کردے؟

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۔۸۱

ترجمہ۔اُس نے کہا جو کچھ میرے ربّ نے مجھے دے رکھا ہے وہ بہت ہے، تم بس محنت سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان بند بنائے دیتا ہوں۔

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۔۸۲

ترجمہ۔ مجھے لوہے کی چادریں لاکر دو آخر جب دونوں پہاڑوں کے درمیانی خلا کو اس نے پاٹ دیا تو لوگوں سے کہا کے اب آگ دہکاؤ حتیٰ کے جب (یہ آہنی دیوار) بالکل آگ کی طرح سُرخ ہو گئی تو اس نے کہا لاؤ، اب میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیلوں گا۔

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۔۸۳

ترجمہ۔(یہ بند ایسا تھا کے) یاجوج و ماجوج اس پر چڑھ کر بھی نہ آسکتے تھے اور اس میں نقب لگانا ان کے لیے اور بھی مشکل تھا۔

قَالَ هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّىۡ‌ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّىۡ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ‌ۚ وَكَانَ وَعۡدُ رَبِّىۡ حَقًّا ۔۸۴

ترجمہ۔ذوالقرنین نے کہا یہ میرے ربّ کی رحمت ہے مگر جب میرے ربّ کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اس کو پیوندِ خاک کردے گا اور میرے ربّ کا وعدہ برحق ہے۔

حضرت ذولقرنین علیہ السلام:

علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کا اس بات پر اتفاق ہے کے ذولقرنین اللہ کے برگزیدہ نبی تھے جن کو اللہ تعالی نے زمین میں اقتدار اور اختیار عطا فرمایا۔ذولقرنین کی نبوت کے ثبوت میں علماء کرام قرآن کریم کی اس آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں!

قُلۡنَا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِيۡهِمۡ حُسۡنًا ۔۸۵

ترجمہ۔ہم نے کہا اے ذوالقرنین آپ ان کو سزا دو اور یا ان میں خوبی کا معاملہ اختیار کرو۔

علماء کرام لکھتے ہیں کے اللہ تعالی پیغمبروں، انبیاء اور رسولوں سے بذریعہ وحی کلام فرماتے ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کے اللہ تعالی نے ان سے فرمایا! ائے ذولقرنین! آپ ان کو سزا دیں یا ان میں خوبی کا معامل کریں۔

اس آیت کے مطالعے سے معلوم ہوا کے اللہ تعالی ذولقرنین سے مکالمہ فرمارہے ہیں، یعنی وہ اللہ کے نبی اور پیغمبر ہیں جب ہی اللہ انھیں حکم دے رہے ہیں، کیونکہ عام انسان سے اللہ کلام نہیں کرتے، تاہم جیسے ہی ذولقرنین کو نبی سمجھ لیں گے تو ان کے اختیارات، فراست، طاقت اور علم وفہم کا بھی کماحقہ ادراک حاصل ہوجائے گا، اسی تناظر میں یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے تعمیر کی گئی دیوار کی حقیقت کو بھی سمجھنے میں مدد ملے گی، کیونکہ انبیاء کرام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتے ہیں ان کے اختیارات کا دائرہ بے حد وسیع ہوتا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت کیا ہے کے ذوالقرنین اللہ کے نبی تھے۔۸۶

علامہ حجر عسقلانی اور علامہ امام رازی نے ذوالقرنین کو اللہ کا نبی ہی مانا ہے۔

ابن اسحاق، فریابی، ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ علی بن ابی طالبؓ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کے وہ ایسا بندہ تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے محبت کی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اس نے اللہ کے لئے اخلاص پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاص کی قدردانی فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک قوم کی طرف بھیجا۔ ۸۷؎

اللہ تعالی کے کچھ برگزیدہ انبیاء اور رسول ایسے بھی ہیں جنھوں نے اس دنیا کے علاوہ دیگر دنیاؤں میں بھی اللہ کے پیغامات کو پہنچایا ہے یعنی دیگر آسمانی زمینوں پر بھی دعوت دین کی ذمہ داریاں ادا کی گئیں ہیں، کیونکہ قرآن خود کہتا ہے! وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق! اللہ نے ہر زمین پر بنی نوع انسانیت کے لئے پیغمبر بھیجے۔ یعنی۔ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین تمھارے نبی کے مثل ایک نبی ہے اور آدم کی مثل آدم ہیں اور نوح کے مثل نوح ہیں اور ابراہیم کی مثل ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ ہیں۔

کچھ اہل علم حضرات کا یہ ماننا ہے کے یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق تھے، جو زمین پر آکر فساد پھیلاتے تھے، چنانچہ لوگوں نے اس بات کی شکایت ذولقرنین سے کی، اور ان سے مدد طلب کی، چنانچہ انھوں نے اس جگہ ایک دیوار بنائی جہاں سے یاجوج ماجوج دنیا میں آکر فساد پھیلاتے تھے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔ ۸۸

ترجمہ۔ ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا۔ ۸۹؎۔ ترجمہ۔ اس نے (پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا) سروسامان کیا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ

فِيهِمْ حُسْنًا ۔۹۰

ترجمہ۔حتیٰ کے جب وہ غروبِ آفتاب کی حد تک پہنچ گیا،تو اس نے سُورج کو ایک کالے پانی میں ڈوبتے دیکھا اور وہاں اُسے ایک قوم ملی، ہم نے کہا اے ذوالقرنین! تجھے یہ مقدرت بھی حاصل ہے کے ان کو تکلیف پہنچائے اور یہ بھی کے اِن کے ساتھ نیک رویّہ اختیار کرے۔

یہاں غروب آفتاب سے مراد بلیک ہول لیا گیا ہے،یعنی ایک سرکش قوم کو ذوالقرنین نے قید کیا لیکن جب یہ یاجوج ماجوج اپنی دیوار توڑیں گے تو کسی بلندی سے نیچے کی جانب آئیں گے اور یہ اتنی کثیر تعداد میں ہوں گے کے سمندر کا پورا پانی پی جائیں گے یعنی یاجوج ماجوج کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہیں۔(واللہ عالم)

اللہ تعالی نے حضرت ذولقرنین کا واقعہ بھی سورہ کہف میں بیان فرمایا ہے!

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔۹۱

ترجمہ۔ہم نے اس کو(ذولقرنین) کو زمین میں اقتدار عطا کیا اور اسے ہر قسم کے اسباب اور وسائل بخشے تھے۔

ذولقرنین اگرچہ مستقل مسافت میں رہے جہاں اجنبی لوگوں سے ان کی ملاقات ہوتی رہی اور وہ ان کی مدد کرتے رہے اور یاجوج ماجوج سے بچاؤ کے لئے وہ ان کی مستقل مدد کرتے رہے کیونکہ اللہ کے قرب کے حصول کا سب سے زیادہ موزوں ترین اور مختصر راستہ خلق خدا کی خدمت میں پوشیدہ ہے، دوسری جانب اللہ کی زمین پر اللہ کے حکم کے نفاذ کا سب سے بڑا حق اللہ کا ہے چنانچہ اللہ کے نظام کے نفاذ کے بعد انسان ہر قسم کے باطلی اور دجالی نظام سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے، ذوالقرنین نے بھی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی شکرگزاری کرتے ہوئے تکبر سے اللہ کی پناہ چاہی اور اللہ کی نعمتوں پر شکرگزاری کا امتحان پاس کیا۔

سورہ کہف اللہ تعالی نے ان پانچ واقعات کو بیان کرنے کے بعد چار نکات کی نشاندہی فرمائی۔

۱۔جو لوگ دنیا کی گہما گہمی میں مبتلا ہیں اصل میں وہی لوگ خسارے میں ہیں۔

۲۔اگر تم اللہ کی تعریف بیان کرنا بھی چاہو تو نا کر سکو گے اور اس کے لئے تمام سمندروں کی سیاہی

اور تمام درختوں کے قلم بھی نا کافی ہیں۔

۳۔اللہ کا دیدار بہت بڑی کامیابی ہے لیکن یہ شرف صرف انھی لوگوں کے حصے میں آئے گا جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کرتے ہیں۔

۴۔حلال طیب رزق کا حصول ایک بہت بڑی عبادت اور جہاد ہے چنانچہ اصحاب کہف نے بھی تین سو سال سونے کے بعد اٹھ کر رزق حلال کو ہی تلاش کیا تھا، رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے اور رزق حلال جنت کا راستہ ہے، چنانچہ اصحاب کہف کیونکہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے، اللہ نے انھیں تین سو سال تک دنیاوی فتنوں سے بچا کر رکھا اور انھیں سلامتی اور نعمتوں میں آسودہ رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

دجال کے فتنہ سے بچاؤ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے فتنے سے بچنے کے لئے سورہ کہف کی تلاوت کا حکم دیا ہے، جس سے متعلق کئی احادیث بھی بیان کی گئی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھتا ہے تو اس کے لئے یعنی (اس کے دل میں ایمان اور ہدایت) کا نور دوسرے جمعہ تک روشن رہتا ہے۔ ۹۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی قیامت کے دن اس کے لئے سر سے لے کر پیر تک اور زمین سے لے کر آسمان تک نور ہی نور ہوگا اور دو جمعوں کے درمیان اس کے کئے گئے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ ۹۳؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے گا اس کے لئے بیت العتیق (بیت اللہ) تک نور ہی نور ہوگا۔ ۹۴؎

حضرت ابودرداؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ کہف کی آخری دس آیات پڑھتا ہے وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا لیکن امام نسائی نے صرف دس آیات کا ذکر کیا ہے اس میں اول آخر کی قید نہیں لگائی۔ حضرت ابوالدرداؓ بیان کرتے ہیں،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت کرے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ ۹۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپسی کے سفر کے دوران اپنے اصحاب سے فرمایا!
اللہ تعالیٰ، حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے! اے آدم جہنم کا حصہ نکال اور ہر ہزار میں سے نو سوننانوے جہنم کے لئے اور ایک جنت کے لئے ہے، یہ سنتے ہی صحابہ کرام کے دل دہل گئے، اور انھیں چپ لگ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی جب یہ حالت دیکھی تو فرمایا! غم نہ کرو، خوش ہو جاؤ، عمل کرتے رہو۔ قسم ہے اللہ رب العزت کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے، تمھارے سوا کئی اور مخلوقات یعنی یاجوج ماجوج اور بنی نوع آدم میں سے جو ہلاک ہو گئے اور ابلیس کی اولاد، یہ سن کر صحابہ کرام کی گھبراہٹ کم ہوئی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو اور خوشخبری سنو اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے تم تو اور لوگوں کے مقابلے میں ایسے ہی ہو جیسے اونٹ کے پہلو کا یا جانور کے ہاتھ کا داغ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قریب قریب رہو اور ٹھیک ٹھاک رہو ہر نبوت کے پہلے جاہلیت کا زمانہ رہا ہے وہی اس گنتی کو پوری کریں گے ورنہ منافقین سے وہ گنتی پوری کی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا! مجھے امید ہے کے اہل جنت کی چوتھائی صرف تم ہی ہو گے یہ سن کر صحابہؓ نے اللہ اکبر کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا! عجب نہیں کے تم تہائی ہو، اس پر صحابہ کرام نے پھر تکبیر کہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا! مجھے امید ہے کے تم ہی نصف ہو گے۔ صحابہ کرام نے پھر تکبیر کہی۔ ۹۶؎

دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم تو ایک ہزار اجزا میں سے ایک جز ہی ہو۔ ۹۷؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ کہف۔آیت۔۹۔
۲۔سورہ کہف۔آیت۔۱۰۔
۳۔سورہ کہف۔آیت۔۱۱۔
۴۔سورہ کہف۔آیت۔۱۲۔
۵۔سورہ کہف۔آیت۔۱۳۔
۶۔سورہ کہف۔آیت۔۱۴۔
۷۔سورہ کہف۔آیت۔۱۵۔
۸۔سورہ کہف۔آیت۔۱۶۔
۹۔سورہ کہف۔آیت۔۱۷۔
۱۰۔سورہ کہف۔آیت۔۱۸۔
۱۱۔سورہ کہف۔آیت۔۱۹۔
۱۲۔سورہ کہف۔آیت۔۲۰۔
۱۳۔سورہ کہف۔آیت۔۲۱۔
۱۴۔سورہ کہف۔آیت۔۲۲۔
۱۵۔سورہ کہف۔آیت۔۲۵۔
۱۶۔سورہ کہف۔آیت۔۲۶۔
۱۷۔سورہ کہف۔آیت۔۲۵۔
۱۸۔سورہ کہف۔آیت۔۱۸۔
۱۹۔سورہ کہف۔آیت۔۱۹۔
۲۰۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۹۔
۲۱۔سورہ النور۔آیت۔۴۴۔
۲۲۔سورہ فرقان۔آیت ۶۲۔
۲۳۔سورہ کہف۔آیت۔۳۲۔
۲۴۔سورہ کہف۔آیت۔۳۳۔
۲۵۔سورہ کہف۔آیت۔۳۴۔
۲۶۔سورہ کہف۔آیت۔۳۵۔
۲۷۔سورہ کہف۔آیت۔۳۶۔
۲۸۔سورہ کہف۔آیت۔۳۷۔
۲۹۔سورہ کہف۔آیت۔۳۸۔

۳۰۔سورہ کہف۔آیت۔۳۹۔
۳۱۔سورہ کہف۔آیت۔۴۰۔
۳۲۔سورہ کہف۔آیت۔۴۱۔
۳۳۔سورہ کہف۔آیت۔۴۲۔
۳۴۔سورہ کہف۔آیت۔۴۳۔
۳۵۔سورہ کہف۔آیت۔۴۴۔
۳۶۔سورہ کہف۔آیت۔۴۵۔
۳۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۸۔سورہ کہف۔آیت۔۵۰۔
۳۹۔سورہ کہف۔آیت۔۶۰۔
۴۰۔سورہ کہف۔آیت۔۶۱۔
۴۱۔سورہ کہف۔آیت۔۶۲۔
۴۲۔سورہ کہف۔آیت۔۶۳۔
۴۳۔سورہ کہف۔آیت۔۶۴۔
۴۴۔سورہ کہف۔آیت۔۶۵۔
۴۵۔سورہ کہف۔آیت۔۶۶۔
۴۶۔سورہ کہف۔آیت۔۶۷۔
۴۷۔سورہ کہف۔آیت۔۶۸۔
۴۸۔سورہ کہف۔آیت۔۶۹۔
۴۹۔سورہ کہف۔آیت۔۷۰۔
۵۰۔سورہ کہف۔آیت۔۷۱۔
۵۱۔سورہ کہف۔آیت۔۷۲۔
۵۲۔سورہ کہف۔آیت۔۷۳۔
۵۳۔سورہ کہف۔آیت۔۷۴۔
۵۴۔سورہ کہف۔آیت۔۷۵۔
۵۵۔سورہ کہف۔آیت۔۷۶۔
۵۶۔سورہ کہف۔آیت۔۷۷۔
۵۷۔سورہ کہف۔آیت۔۷۸۔
۵۸۔سورہ کہف۔آیت۔۷۹۔
۵۹۔سورہ کہف۔آیت۔۸۰۔
۶۰۔سورہ کہف۔آیت۔۸۱۔

٦١۔سورہ کہف۔آیت۔٨٢۔
٦٢۔حیوۃ الحیوان۔علامہ کمال الدین الدمیری(متوفی ٨٠٨ھ)۔ص۔٣٨٣۔ادارہ اسلامیات۔لاہور۔
٦٣۔حیوۃ الحیوان۔علامہ کمال الدین الدمیری(متوفی ٨٠٨ھ)۔ص۔٣٨٣۔ادارہ اسلامیات۔لاہور۔
٦٤۔تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی(متوفی ٦٠٦)مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
٦٥۔سورہ کہف۔آیت۔٦٥۔
٦٦۔سورہ کہف۔آیت۔١٧۔
٦٧۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ٢٧٣ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ١٤١٥ھ۔
٦٨۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی(متوفی ٢٧٥ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
٦٩۔سورہ کہف۔آیت۔٨٣۔
٧٠۔سورہ کہف۔آیت۔٨٤۔
٧١۔سورہ کہف۔آیت۔٨٥۔
٧٢۔سورہ کہف۔آیت۔٨٦۔
٧٣۔سورہ کہف۔آیت۔٨٧۔
٧٤۔سورہ کہف۔آیت۔٨٨۔
٧٥۔سورہ کہف۔آیت۔٨٩۔
٧٦۔سورہ کہف۔آیت۔٩٠۔
٧٧۔سورہ کہف۔آیت۔٩١۔
٧٨۔سورہ کہف۔آیت۔٩٢۔
٧٩۔سورہ کہف۔آیت۔٩٣۔
٨٠۔سورہ کہف۔آیت۔٩٤۔
٨١۔سورہ کہف۔آیت۔٩٥۔
٨٢۔سورہ کہف۔آیت۔٩٦۔
٨٣۔سورہ کہف۔آیت۔٩٧۔
٨٤۔سورہ کہف۔آیت۔٩٨۔
٨٥۔سورہ کہف۔آیت۔٨٦۔۔
٨٦۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤١٤ھ۔
٨٧۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔١٤١٤ھ۔
٨٨۔سورہ کہف۔آیت۔٨٤۔
٨٩۔سورہ کہف۔آیت۔٨٥۔
٩٠۔سورہ کہف۔آیت۔٨٦۔
٩١۔سورہ کہف۔آیت۔٨٤۔

۹۲۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۹۳۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۹۴۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۹۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۹۶۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۹۷۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔

۱۹۔سورہ مریم (حضرت عیسیٰ کی والدہ)

نام:

مریم۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی کنواری کے ہیں، حضرت مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں، جونہایت پاکباز، متقی اور پرہیز گار خاتون تھیں۔

شان نزول:

سورہ مریم مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۹۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۶ ہے۔

مضامین:

۱۔حضرت زکریا علیہ السلام کا تذکرہ۔
۲۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر۔
۳۔حضرت مریم کا ذکر۔
۴۔حضرت عیسیٰ کی بغیر باپ کے پیدائش کا ذکر۔
۵۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر۔
۶۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر۔
۷۔نماز کو ضائع کرنے والوں کا ذکر۔
۸۔باطل خواہشات کی پیروی کرنے والوں کا ذکر۔
۹۔اللہ کے معزز مہمان۔
۱۰۔شرک کی تردید۔

۱۱۔تباہ شدہ اقوام سے عبرت۔

۱۲۔قیامت یقیناً آئے گی۔

حضرت زکریا علیہ السلام:

حضرت زکریا علیہ السلام کے حوالے سے سورہ مریم میں ارشادت خداوندی ہیں!

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۔۱

ترجمہ۔ذکر ہے اس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۔۲ ۔ترجمہ۔اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۔۳

ترجمہ۔اس نے عرض کیا! اے پروردگار، میری ہڈیاں تک گھل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے اے پروردگار میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر کبھی نامراد نہیں رہا۔

وَ اِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۔۴

ترجمہ۔مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائیوں کا خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔

يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۔۵

ترجمہ۔تو مجھے اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کردے جو میرا وارث بھی ہو اور آل یعقوب کی میراث بھی پائے اور اے پروردگار اس کو ایک پسندیدہ انسان بنا۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۔۶

ترجمہ۔(جواب دیا گیا) اے زکریا، ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ہم نے اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۔۷

ترجمہ۔عرض کیا! پروردگار، بھلا میرے ہاں کیسے بیٹا ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں؟

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْئًا ۔۸

ترجمہ۔جواب ملا ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کے یہ تو میرے لئے ایک ذرا سی بات ہے، اور اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب تو کوئی چیز نہ تھا۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۔۹

ترجمہ۔زکریا نے کہا! پروردگار، میرے لئے کوئی نشانی مقرر کردے، فرمایا! تیرے لئے نشانی یہ ہے کے تم تین دن لگاتار لوگوں سے بات نہ کرنا۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۔۱۰

ترجمہ۔(زکریا) محراب سے نکل کر اپنی قوم میں آیا اور اس نے اشارے سے ان کو ہدایت کی کے صبح وشام تسبیح کرو۔

حضرت زکریا کا سلسلہ نسب حضرت ہارون سے ملتا ہے اور آپ انھی کی اولادوں میں سے ہیں، آپ کے والد کا نام برخیاہ بیان کیا جاتا ہے۔۱۱؎

آپ اللہ کے ایک نہایت برگزیدہ پیغمبر تھے جنھیں قوم بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا تھا۔

قوم بنی اسرائیل بارہ قبائل میں منقسم تھی جن میں تمام ملکی انتظام کو تقسیم کر دیا گیا تھا۔

ان بارہ قبائل کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔بنوروبن۔ ۲۔بنوشمعون۔ ۳۔بنو یہودہ۔ ۴۔بنوز بولون۔ ۵۔بنواشکار۔ ۶۔بنودان۔

۷۔بنوجد۔ ۸۔بنوآشر۔۹۔بنونفتالی۔ ۱۰۔بنو یوسف۔۱۱۔بنوبن یامین۔ ۱۲۔بنولادی۔

بنو لادی بن یعقوب کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص تھا جبکہ یہ خاندان بنی لادی بھی مزید ۲۴ مختلف خاندانوں پر مشتمل تھا اور ان ۲۴ خاندانوں میں بھی ایک 'ابیاہ' نامی خاندان تھا جس کے سردار حضرت زکریا علیہ السلام تھے، اس خاندان کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ترین ذمہ داری ہیکل کی خدمت، اس میں بخور (خوشبو دار لکڑی) جلانے، ہیکل کی مقدس متبرکات کی صاف صفائی، ان کی دیکھ بھال، سبت کے دن اور عید کے موقع پر قربانی اور ہیکل کی نگرانی کرنا تھا۔ خاندان بنی لادی کا تعلق حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان سے تھا لہٰذا ہیکل کی خدمت بھی انھی ۲۴ خاندانوں میں گردش کرتی اور اپنی باری کے دنوں میں یہ لوگ بخوشی مقدس ہیکل میں مذہبی امور کی انجام دہی کیا کرتے اور بقیہ وہ تمام افراد جن کا تعلق بنی لادی سے تھا وہ ہیکل کے صحن یا باہر کوٹھریوں میں صاف صفائی یا خدمت انجام دیتے۔ ۱۲؎

بائبل میں بنی لادی کی خدمات کے حوالے سے کہا گیا ہے! اور اس نے لادیوں میں سے بعض کو مقرر کیا تاکہ وہ خداوند کے صندوق کے آگے خدمت کریں اور خداوند کا ذکر، شکر اور اس کی حمد کریں۔ ۱۳؎

حضرت زکریا علیہ السلام قوم بنی اسرائیل میں قبیلہ بنو لادی اور پھر اس کے بھی خاندان ابیاہ سے تعلق اور اس کے سردار ہونے کی بناء پر نہایت قابل احترام مانے جاتے آپ اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر ہونے کے ساتھ ہی نہایت متقی، عبادت گزار، شب بیدار اور راست گو شخصیت کے مالک تھے آپ کی پارسائی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّٰلِحِينَ۔ ۱۴

ترجمہ۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس یہ سب نیک لوگوں میں سے ہیں۔

آپ پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے آپ کی زوجہ الیشع (Elizabeth) اور حضرت مریم کی والدہ حنہ Anne دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں چنانچہ اس رشتے کی رو سے آپ حضرت مریم کے خالو تھے اس کے علاوہ آپ مقدس ہیکل کے مجاور اور خدمت گار بھی تھے اور حضرت مریم کی والدہ کی مانی ہوئی نذر کے مطابق جب حضرت مریم جوان ہوئیں تو انھیں مقدس ہیکل کی خدمت

کے لئے حضرت زکریا کی نگرانی میں ان کی والدہ نے وقف کر دیا جہاں وہ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں اکثر حضرت زکریا علیہ السلام جب ان کی خیریت دریافت کرنے ان کے حجرے میں تشریف لے جاتے تو بے موسم پھلوں کو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے جب وہ حضرت مریم سے استفسار کرتے کے یہ بے موسم کے پھل یہاں کون لایا؟ تو آپ فرماتیں اللہ مجھے کھلاتا ہے حضرت مریم کے مقام و مرتبہ اور بے موسم پھلوں کو دیکھ کر آپ کے دل میں بھی یہ خواہش بیدار ہوئی کے آپ کو بھی اللہ تعالی اپنی رحمت خاص سے نیک و صالح اولاد عطا فرمائے کیونکہ ابھی تک آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے آپ خود کافی بوڑھے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کے اس وقت تک آپ کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور آپ کی زوجہ الیشع بانجھ تھیں آپ نے اللہ کے حضور نہایت عاجزی سے دعا کی!

وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۔۱۵

ترجمہ۔ زکریا کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا، اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ
اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۔۱۶

ترجمہ۔اے میرے رب اپنی طرف سے مجھے پاک اولاد بخش بے شک تو دعاؤں کو سنتا ہے۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَ اِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۔۱۷

ترجمہ۔جب اس نے اپنے رب کو ہلکی آواز سے پکارا، اے میرے رب میرے جسم کی ہڈیاں سست ہوگئی ہیں اور بڑھاپے سے میرا سر سفید (مثل آگ) ہوگیا ہے، میرے رب میں تجھ سے دعا کر کے کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد وارثوں سے ڈرتا ہوں میری بیوی بانجھ ہے سو تو اپنی

طرف سے مجھے ایک وارث بخش دے جو میرا اور اولا دیعقوب کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِۨسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۔١٨

ترجمہ۔اس دعا کو اللہ تعالی نے شرف قبولیت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا ہم نے اس نام کا کوئی شخص اس سے پہلے پیدا نہیں کیا۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْـًٔا قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۔١٩

ترجمہ۔زکریا نے کہا اے میرے رب بھلا میرے یہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں؟ جواب ملا کے ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کے یہ تو میرے لئے ایک ذرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے بھی تو پیدا کر چکا ہوں جب کے تو کوئی چیز نہ تھا زکریا نے کہا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے، فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کے تو پیہم تین روز تک لوگوں سے بات نہ کرنا چنانچہ وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اشارے سے ان کو ہدایت کی کہ صبح وشام تسبیح کرو۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا صاحب اولاد ہونا:

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب اللہ کے حضور خشوع وخضوع سے دعا کی تو اللہ تعالی نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائی اور انھیں اس بات کی ہدایت بھی کی کے تین دن تک کسی سے بات نہ کی جائے بلکہ صرف اور صرف عبادت الٰہی میں مصروف رہا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت زکریا نے اپنے حواریوں کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کی اور متواتر تین دنوں تک اللہ کے حضور یکسوئی کے

ساتھ یہ دعا کرتے رہے، اگر چہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے لیکن میں اللہ تعالی کی قدرت کاملہ سے مایوس نہیں کیونکہ تمام تر بشری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے کے وہ مجھے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

فلسفہ:

اہل علم اور اہل روحانیت کی نظر میں یقین اور اس کے پیٹرن کا کسی بھی انسانی وجود کے اندر قائم ہوجانا بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ یقین ایک مثبت توانائی ہے جس کا حصول مکمل یکسوئی اور مراقبہ کے ذریعے کیا جاسکتا ہے تاہم اس کے ثمرات سے ہر صاحب روح استفادہ کرسکتا ہے روح امر رب ہے تاہم یقین کی تکمیل کے ساتھ جب بھی کوئی فرد اپنے ذہن کو کسی ایک نکتے پر مرکوز کرتا ہے تو اس فرد کے اندر امر رب حرکت کرتا ہے اور جو کچھ اس کے ارادے میں ہوتا ہے اللہ کے قانون کے مطابق اس کے ارادے کی تکمیل اللہ کی رحمت سے مکمل ہوجاتی ہے۔

اسی حوالے سے حضرت علیؓ کے اقوال ہیں!

یقین کے ذریعے بلند ترین مقاصد اور دیرینہ خواہشات کا حصول ممکن ہے پختہ یقین کی قوت سے تم اپنے غم واندوہ کو دور کرو، یقین کامل ایمان کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے جس شخص کا ذہن صاحب بصیرت ہوجاتا ہے اس پر حکمت الہیہ واضح ہوجاتی ہے اور جب بھی تم میں سے کوئی یقین کے مرحلے میں پہنچے تو اس کے بعد وہ کوئی اقدام کرے۔ ۲۰

حضرت زکریا علیہ السلام تین دن جس میں دن اور رات دونوں شامل تھے اور جس کا دورانیہ اندازاً چار ہزار تین سو بیس منٹ تھا آپ مسلسل یقین کامل سے اللہ کے حضور دعا کرتے رہے جسے اللہ تعالی نے شرف قبولیت عطا فرمائی اور جس کے نتیجے میں خود ان کے بڑھاپے کی کمزوری اور ان کی بیوی کے بانجھ پن کو دور فرماتے ہوئے انھیں صاحب اولاد کیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۗ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ۗ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ۔ ۲۱

ترجمہ۔ہم نے (زکریا) کی پکار سنی اور اسے یحییٰ بخش دیا اور اس کی بیوی کو اس کے واسطے ٹھیک کر دیا یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل:

حضرت زکریا اللہ کے حکم سے قوم بنی اسرائیل کی اصلاح اور ہدایت فرماتے آپ کے دور میں بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والا ایک بادشاہ ہیرود اعظم جو کے رومیوں کا ایک ہرکارہ اور ان کا منظور نظر تھا وہ صاحب اقتدار تھا چنانچہ اس نے شریعت موسوی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے رومیوں اور یونانیوں کے عقائد ونظریات کا پرچار شروع کر دیا اس کے بیٹے ہیرود اینٹی پاس نے اپنی محرم بھتیجی ہیرودیاس سے نکاح کر لیا جس کے خلاف حضرت زکریا اور ان کے صاحبزادے حضرت یحییٰ سینہ سپر ہو گئے کیونکہ یہ شرعی اعتبار سے حرام فعل تھا چنانچہ آپ دونوں باپ بیٹے نے بادشاہ کی اپنی بھتیجی سے شادی کی نہایت سختی سے تردید اور مخالفت کی جس کے نتیجے میں بادشاہ اور ملکہ غضب ناک ہو گئے اور انھوں نے ان دونوں کے قتل کے احکامات صادر کر دئے جب حضرت زکریا کو بادشاہ کے اس ارادے کی خبر ہوئی تو آپ نے ایک جنگل میں پناہ لی لیکن شاہی ہرکارے وہاں بھی آپ کو تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے جب آپ نے انھیں اپنے بہت قریب محسوس کیا تو آپ نے ایک درخت کے اندر پناہ لے لی لیکن ملعون بنی اسرائیل کے لوگوں نے اس درخت کو ہی آرے سے کٹوا دیا اور اس طرح سے آپ کی شہادت ہوئی۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔۲۲

ترجمہ۔(بنی اسرائیل) پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی ہے اور وہ اللہ کے غضب میں آگئے یہ اس لئے کے انھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا اور وہ پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔

اکثر یہودیوں نے آپ کی حضرت مریم کے ساتھ ناجائز تعلقات کی تہمت بھی عائد کی جس کی بناء پر ان کا ایک گروہ آپ کی شدید مخالفت پر اتر آیا اور آپ کی جان کا دشمن بنا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ۔۲۳

ترجمہ۔اے یحییٰ کتاب الٰہی کو مضبوط تھام لے، ہم نے بچپن ہی میں حکم (نبوت) سے نوازا۔

وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ۔۲۴

ترجمہ۔اپنی طرف سے اس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ بڑا پرہیزگار۔

وَّ بَرًّا ۢ بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۔۲۵

ترجمہ۔وہ اپنے والدین کا حق شناس تھا وہ جبار نہ تھا اور نہ نافرمان۔

وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۠ ۔۲۶

ترجمہ۔سلام اس پر جس روز وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے تھے، آپ اپنے والدین کے طویل انتظار کے بعد اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے جس کی طرف خود قرآن کریم یہ اشارہ کر رہا ہے!

يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۔۲۷

ترجمہ۔اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کوئی شخص اس نام کا پیدا نہیں کیا۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔۲۸

ترجمہ۔جب زکریا مسجد کی محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو فرشتوں نے کہا! اللہ تجھے یحییٰ کی

خوشخبری دیتا ہے۔

آپ کا نام اللہ تعالی نے 'یحییٰ' تجویز کیا جو عبرانی لفظ ہے اور جس کو عبرانی تلفظ میں یوحنا بھی کہا جاتا ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام سے جاملتا ہے آپ کو بھی آپ کے والد کی طرح قوم بنی اسرائیل میں مبعوث کیا گیا تا کہ آپ بگڑی ہوئی قوم کی ہدایت اور اصلاح کی ذمہ داریاں ادا کرسکیں آپ جس دور میں مبعوث ہوئے اس دور میں آپ کے ساتھ دو اور پیغمبران اسلام رشد و ہدایات کی ذمہ داریاں ادا کررہے تھے جن میں سے ایک آپ کے والد حضرت زکریا جبکہ دوسرے حضرت عیسیٰ ابن مریم تھے یعنی اس دور میں بیک وقت تین پیغمبران اسلام بنی اسرائیل کی اصلاح فرمارہے تھے حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواریوں میں آپ کا شمار بھی کیا جاتا ہے چنانچہ جب آپ کی عمر ۳۰ برس ہوئی تو اللہ تعالی نے آپ کو نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اور قوم بنی اسرائیل کی جانب بھیجا روایت میں آتا ہے، جب آپ کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا تو آپ بیت المقدس کے مقدس ہیکل میں تشریف لائے اور مجمع سے فرمایا اللہ تعالی نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے۔ ۱۔توحید۔ ۲۔نماز۔ ۳۔روزہ۔ ۴۔زکوۃ۔ ۵۔اور اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالانا جس کی پابندی ہمیں دن رات کرنی ہے۔

روایات میں آتا ہے کے آپ اپنی ابتدائی عمر سے ہی نہایت عقل مند، زیرک، درست فیصلہ کرنے والے، عمدہ قوت ارادی کے مالک، پاک باز، عبادت گزار، متقی و پرہیز گار اور راست باز تھے جبکہ آپ کو کتاب (صحائف) بھی عطا کئے گئے۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۔۲۹

ترجمہ۔اۓ یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہ اور ہم نے اسے بچپن سے ہی قوت فیصلہ عطا فرمائی۔

رینان اپنی کتاب Life of Jesus میں یہ لکھتا ہے کے یحییٰ (یوحنا) کی تعلیمات کا مرکز

(Judea) تھا لیکن ان کی مقبولیت زبان زد عام تھی وہ مزید لکھتا ہے حضرت عیسیٰ اور یحییٰ نے فلسطین کے صحرا میں اپنی عمدہ تعلیمات سے ایک عظیم نقلاب بپا کر دیا تاہم دوسری روایت میں یہ بھی آتا ہے کے آپ نے شرق اردن کے علاقے میں دعوت تبلیغ اسلام کی ابتداء کی یہودیہ اور یروشلم کے بے شمار لوگ آپ کے معتقدین تھے اور آپ کے پاس جا کر وہ اپنے گناہوں کی معافی اور اس کے بعد بپتسمہ لیا کرتے ،آپ نہایت عبادت گزار اور عالم باعمل تھے ،آپ نے ساری زندگی شادی نہیں کی جبکہ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ صحرا نوردی اور جنگل و بیابان کے سفر میں گزری آپ دور دراز کا سفر کرتے اور اللہ کے حکم سے لوگوں کی ہدایت فرماتے آپ دوران سفر جنگلی پھل اور شہد کا ستعمال کرتے جو آپ کو با آسانی ان گزرگاہوں سے مل جاتا جبکہ آپ کی پوشاک کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے وہ اونٹ کی کھال سے بنی ہوئی ایک موٹی کھردری پوشاک تھی چونکہ آپ بے حد عبادت گزار تھے چنانچہ دوران عبادت آپ پر گریہ وزاری کی کیفیات طاری ہوجاتی جبکہ آپ کی اشاعت دین کی ذمہ داریوں کے حوالے سے انجیل لوقا میں یہ لکھا ہے زکریا کے بیٹے ،یوحنا (یحییٰ) پر جب اللہ کا کلام نازل ہوا تو وہ دریائے یرون کے گردونواح میں اس کی تبلیغ کرتا اور لوگوں کو بپتسمہ (گناہوں سے پاک) دیتا پھر یوحنا نے گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی بپتسمہ کی منادی کر دی۔ ۳۰؎

مرقس کا بیان ہے آپ لوگوں سے ان کے گناہوں کی توبہ کرواتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ دیتے تھے یہاں بپتسمہ سے مراد توبہ کے بعد کیا جانے والا غسل طہارت تاکہ انسان کے جسم کے ساتھ اس کی روح بھی پاکیزہ ہوجائے یہی وجہ ہے کے آپ اپنی قوم بنی اسرائیل میں 'یوحنا بپتسمہ دینے والے' یعنی (John The Baptist) کے نام سے مشہور ہو گئے تھے جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ،حضرت یحییٰ کے حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں! یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ۳۱؎

میں بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں کے تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ ۳۲؎

آپ جنگلات اور صحرا میں جاتے اور دوران عبادت بے حد گریہ فرماتے ،تو ایک دن حضرت زکریا آپ کو تلاش کرتے کرتے جب آپ تک پہنچے تو انھوں نے کہا کے بیٹا ہم تو تمھاری تلاش میں

مضطرب ہو رہے ہیں اور تم یہاں اس حال میں ہو؟ تو آپ نے فرمایا جنت اور دوزخ کے درمیان ایک لق دق میدان واقع ہے اور اس میدان کو اللہ کے لئے گریہ وزاری کے بغیر عبور نہیں کیا جا سکتا ہے یہ سن کر حضرت زکریا بھی آب دیدہ ہو گئے قرآن کریم آپ کے مناقب اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَّ حَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً وَ كَانَ تَقِيًّا ۔ ۳۳

ترجمہ۔ہم نے (یحییٰ) کو اپنے پاس سے شفقت اور ستھرائی دی وہ پرہیزگار تھا۔

وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيۡهِ وَلَمۡ يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا ۔ ۳۴

ترجمہ۔وہ اپنے ماں باپ سے نیک برتاؤ کرتا تھا۔

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوۡرًا
وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۔ ۳۵

ترجمہ۔(یحییٰ) اللہ کے کلمہ (عیسیٰ ابن مریم) کا مصدق اور سید ہے، وہ عورتوں سے دور رہنے والا صالحین میں سے ہوگا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل:

آپ کے قتل کے حوالے سے تین روایات مشہور ہیں۔

ا۔اول؛ اس وقت کا فرمانروا ہیرود اینٹی پاس جو کے رومیوں اور یونانیوں کی تہذیب وتمدن کا معتقد اور دلدادہ تھا اس نے اپنے بھائی کی بیوی جبکہ ایک دوسری روایت میں بھائی کی بیٹی یعنی اپنی سگی بھتیجی ہیرودیاس سے شادی کر لی جب اس غیر شرعی فعل کی خبر حضرت یحییٰ کو ہوئی تو آپ نے اس کے خلاف شدید مزاحمت کی جس کے جرم میں ہیرود اینٹی پاس نے آپ کو قید کر دیا لیکن ملکہ ہیرودیاس آپ کی جان کی دشمن ہوگئی اور آپ کو قتل کروانے کی منصوبہ بندی کرنے لگی چنانچہ ہیرود اینٹی پاس کی سالگرہ کے موقع پر ملکہ ہیرودیاس نے اپنی بیٹی سلومی کو یہ کہا تم اس خوشی کے موقع پر جب شاہی محل میں رقص کرو تو رقص کے اختتام پر ہیرود اینٹی پاس سے تحفے میں یحییٰ کا قلم شدہ سر مانگ لینا چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق ہیرودیاس کی بیٹی سلومی نے اپنے سوتیلے باپ ہیرود

اینٹی پاس سے تحفے میں حضرت یحییٰ کا سر مانگا لہٰذا بادشاہ اپنی محبوبہ کی بیٹی کی اس خواہش کو رد نہ کر سکا اور حکم دیا کے قیدی یحییٰ کا قلم شدہ سر ایک تھال میں رکھ کر حاضر کیا جائے چنانچہ فرمان شاہی پر عمل کرتے ہوئے حضرت یحییٰ کا سر ایک تھال میں پیش کیا گیا روایت میں آتا ہے آپ کا قلم شدہ سر ملکہ ہیرودیاس سے مسلسل یہی کہہ رہا تھا کے تو بادشاہ کے لئے حلال نہیں ہے۔ ۳۶؎

روایت میں آتا ہے حضرت یحییٰ کو قتل کروانے کے بعد اچانک زمین پھٹی اور ملکہ ہیرودیاس اس میں سما گئی، دوسری روایت میں آتا ہے کے حضرت یحییٰ کے سر سے خون فوارے کی شکل میں نہایت تیزی سے جاری تھا جو کسی طور رکنے میں نہیں آتا تھا یہاں تک کے بخت نصر نے دمشق فتح کر لیا اور ۷۰،۰۰۰ بنی اسرائیلیوں کو تہہ تیغ کر دیا جب بھی خون رکنے کا نام نہ لیتا پھر حضرت یرمیاہ نبی نے آپ کے خون سے مخاطب ہو کر کہا اے خون کیا تو اب بھی ساکن نہ ہوگا؟ جبکہ کتنی مخلوق خدا قتل کی جا چکی چنانچہ اس کے بعد خون ساکن ہوا۔ ۳۷؎ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔ (بنی اسرائیل) پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی ہے اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے یہ اس لئے تھا کے وہ اللہ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے نیز اس لئے بھی کے وہ اللہ کی نافرمانی کیا کرتے تھے

۲۔ دوم۔ یہ کے آپ کو آپ کی قوم بنی اسرائیل نے ہی قتل کروایا۔

۳۔ سوم۔ یہ کے ہیرودا اینٹی پاس اپنی کسی محرم خاتون بہن یا بھتیجی سے شادی کرنا چاہتا تھا جس کے خلاف حضرت یحییٰ نے فتویٰ دیا کے یہ فعل غیر شرعی ہے جس پر اس نے پہلے تو آپ کو قید کیا پھر بعد ازاں آپ کا قتل بھی کیا حضرت یحییٰ کی زندگی اور آپ کی شہادت کے

حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۔ ۳۹

ترجمہ۔(یحییٰ) پر سلام جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرا اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۙ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۔۴۰

ترجمہ۔جو لوگ اللہ کے احکامات اور ہدایات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہوتے ہیں جو خلق خدا میں سے عدل وراستی کا حکم دینے کے لئے اٹھیں ان کو دردناک سزا کی خوشخبری سنا دو یہ وہ لوگ ہیں کے جن کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں ضائع ہو گئے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے موقع پر حضرت جبرائیل کے ساتھ جب مختلف آسمانوں پر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں سے ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سلام کیا جس کے جواب میں انھوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کا جواب عرض کیا اور کہا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا مبارک ہو ائے ہمارے نیک بھائی اور نیک پیغمبر۔۴۱ے

حضرت مریم علیہ السلام:

حضرت مریم علیہ السلام کے حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۔۴۲

ترجمہ۔اے نبی اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو، جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۔۴۳

ترجمہ۔وہ پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی، اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح کو

(یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا۔

قَالَتْ إِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۔ ۴۴

ترجمہ۔ مریم بول اٹھی، اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔

قَالَ إِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۔ ۴۵

ترجمہ۔ (فرشتے) نے کہا! میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۔ ۴۶

ترجمہ۔ مریم نے کہا! میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۔ ۴۷

ترجمہ۔ فرشتے نے کہا! ایسا ہی ہو گا تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کے اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۔ ۴۸

ترجمہ۔ مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۔ ۴۹

ترجمہ۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنا دیا وہ کہنے لگی، کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی ہے اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۔ ۵۰

ترجمہ۔ ایک آواز آئی، غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے۔

وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔۵۱

ترجمہ۔تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تازہ کھجوریں گریں گی۔

فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ

نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ ۔۵۲

ترجمہ۔پس تو کھا اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے، اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۔۵۳

ترجمہ۔پھر وہ اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی۔لوگ کہنے لگے "اے مریم، یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا۔

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۔۵۴

ترجمہ۔اے ہارون کی بہن، نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۔۵۵

ترجمہ۔مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے۔

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۔۵۶

ترجمہ۔بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی، اور نبی بنایا۔

وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا

دُمْتُ حَيًّا ۔۵۷

ترجمہ۔بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۔۵۸

ترجمہ۔(عیسیٰ) اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا۔

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۔۵۹

ترجمہ۔سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔

ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ۔۶۰

ترجمہ۔یہ ہے عیسیٰ ابن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۔۶۱

ترجمہ۔اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کے ہو جا' اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۔۶۲

ترجمہ۔(عیسیٰ نے کہا) اللہ میرا اور تمہارا رب ہے،تم اسی کی بندگی کرو، کیونکہ یہی سیدھی راہ ہے۔

حضرت مریم السلام علیہ:

حضرت مریم کی پیدائش فلسطین میں ہوئی ،آپ کے والد کا نام عمران بن ماثان تھا لیکن مسیحی روایات کے مطابق آپ کے والد کا نام 'یوآنیم' بیان کیا جاتا ہے جو نہایت عبادت گزار اور پارسا انسان تھے آپ اپنے زہد و عبادت کے باعث نماز کی امامت بھی فرماتے آپ کی والدہ کا نام حنہ تھا جو بے حد نیک خاتون تھیں آپ کے والدین کا سلسلہ نسب اور تعلق حضرت سلیمان سے ہوتا ہوا حضرت داؤد تک پہنچتا ہے جبکہ انجیل لوقا کی روایت کے مطابق حضرت مریم کی والدہ،
حضرت ہارون کی نسل سے تھیں۔ ۶۳؎

حضرت مریم کی والدہ اور حضرت یحییٰ کی والدہ دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں لہٰذا اس اعتبار سے حضرت یحییٰ اور حضرت مریم آپس میں خالہ زاد بہن بھائی ہوئے۔حضرت یحییٰ کے والد
حضرت زکریا،حضرت مریم کے خالو تھے تاہم یہ معزز لوگ اپنی نیک نامی کے سبب قوم

بنی اسرائیل میں عزت وتکریم کی نظر سے دیکھے جاتے لیکن ان کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی جبکہ دونوں ہی اولاد کے شدید خواہش مند تھے چنانچہ حضرت مریم کی والدہ نے اللہ سے نیک وصالح اولاد کی دعا کی جس کو اللہ تعالی نے شرف قبولیت عطا کیا لہٰذا جب وہ حاملہ ہوئیں تو انھوں نے یہ نذر مانی کے میں اپنے پیدا ہونے والے بیٹے کو مسجد اقصیٰ (ہیکل) کی خدمت اور عبادت کے لئے وقف کروں گی اگر چہ

حضرت مریم کی پیدائش سے قبل آپ کے والد عمران انتقال فرما گئے جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو ایک طرف آپ کی والدہ کو اولاد کی خوشی تھی تو دوسری جانب وہ اپنی نذر کے حوالے سے پریشان تھیں کے نذر تو بیٹے کیلئے مانی تھی لیکن اب بیٹی ہوگئی اور اس بیٹی کو ہم کس طرح سے ہیکل میں خدمت کے لئے چھوڑ سکتے ہیں۔

حضرت مریم کے خاندانی افتخار اور پیدائش کے بعد ہیکل کی خدمت کے معاملے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لَكَ مَا فِىۡ بَطۡنِىۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّىۡ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ فَلَمَّا وَضَعَتۡهَا قَالَتۡ رَبِّ اِنِّىۡ وَضَعۡتُهَاۤ اُنۡثٰىؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡؕ وَلَيۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰى وَ اِنِّىۡ سَمَّيۡتُهَا مَرۡيَمَ وَ اِنِّىۡۤ اُعِيۡذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِفَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوۡلٍ حَسَنٍ وَّ اَنۡۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًاۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّاۙ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيۡهَا زَكَرِيَّا الۡمِحۡرَابَ وَجَدَ عِنۡدَهَا رِزۡقًاۚ قَالَ يٰمَرۡيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَاؕ قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ۔ ۶۴

ترجمہ۔ اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین میں فضیلت دی، اور اپنی

رسالت کے لئے منتخب کیا یہ سب ایک ہی سلسلے کے لوگ تھے، جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (وہ اس وقت بھی سن رہا تھا) جب عمران کی عورت یہ کہہ رہی تھی اے میرے پروردگار اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں، وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا تو میری اس پیش کش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے پھر جب وہ بچی اس کے یہاں پیدا ہوئی تو اس نے کہا اے میرے مالک میرے یہاں تو بیٹی پیدا ہوگئی حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا، اللہ کو اس کی خبر تھی اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا خیر، میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرمایا اور اسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا اور زکریا کو اس کا سرپرست بنایا۔

حضرت زکریا، حضرت مریم کے خالو اور مقدس ہیکل کے مجاور اور خدمت گار تھے لہٰذا حضرت مریم جب سن شعور کو پہنچیں تو ان کی والدہ نے اپنی نذر کے مطابق اپنی بیٹی کو ہیکل کی خدمت کے لئے اپنے بہنوئی حضرت زکریا کے سپرد کر دیا جو نہایت نیک، پارسا اور عبادت گزار انسان تھے انھوں نے حضرت مریم کے لئے مقدس ہیکل سے متصل ایک حجرہ مخصوص کر دیا جہاں حضرت مریم معتکف رہا کرتیں اور دن رات طویل عبادات اور مجاہدات میں مصروف رہتیں اور جو خدمت مقدس ہیکل کے حوالے سے انھیں دی گئی تھی وہ اسے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِيْ وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ ٦٥

ترجمہ۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم بلاشبہ اللہ نے تجھ کو بزرگی دی اور پاک کیا اور دنیا کی عورتوں پر تجھ کو فضیلت دی تو اے مریم تو اپنے پروردگار کے سامنے جھک جا اور سجدہ ریز ہو جا اور نماز قائم کرنے والوں کے ساتھ نماز قائم کر۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔٦٦

ترجمہ۔ اکثر و بیشتر جب کبھی حضرت زکریا ان کے حجرے میں ان کی خیریت دریافت کرنے تشریف لاتے تو وہ موسم اور بے موسم کے پھلوں کو دیکھتے لہٰذا ایک مرتبہ انھوں نے حضرت مریم سے دریافت کیا مریم تمھارے پاس یہ بے موسم کے پھل کہاں سے آتے ہیں؟ جس پر حضرت مریم نے انھیں جواب دیتیں یہ تو اللہ کے پاس سے میرے پاس آتے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے اسے بے حساب رزق دیتا ہے۔

یہ جواب سن کر حضرت زکریا سمجھ گئے کے مریم کا اللہ کے یہاں خاص مقام و مرتبہ ہے جبکہ اللہ کی طرف سے انھیں موسم و بے موسم کی بے شمار نعمتیں عطا کی جاتیں ہیں جسے دیکھ کر آپ کے دل میں بھی یہ خواہش بیدار ہوئی کے اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے لہٰذا وہ مجھے بھی اس بڑھاپے میں نیک و صالح اولاد کی نعمت سے مشرف فرمائے اگرچہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے لیکن اللہ کی وسعت اور رحمت بے انتہاء ہے لہٰذا انھوں نے اللہ کے حضور نہایت عاجزی سے دعا کے لئے اپنے ہاتھ پھیلا دئے اور اس دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت یحییٰ جیسے نیک اور صالح اولاد عطا فرمائی۔

حضرت مریم علیہ السلام کے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت:

ایک روز حضرت مریم مقدس ہیکل میں عبادت میں مصروف تھیں کے ایک فرشتہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوا جیسے دیکھ کر مریم خوفزدہ ہوگئیں اور آپ نے فرمایا میں تجھے خدائے رحمٰن کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں یہ سن کر فرشتہ بولا کے مریم خوفزدہ نہ ہو میں انسان نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں اور تجھ کو ایک بیٹے کی بشارت دینے کے لئے آیا ہوں مریم نے جب یہ سنا تو نہایت تعجب سے فرشتے سے بولیں کے بھلا میرے یہاں بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تو آج تک کسی

نے ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے کیونکہ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ ہی میں زانیہ ہوں اس پر فرشتے نے جواب دیا کے میں تو تیرے پروردگا کا قاصد ہوں اس نے مجھ سے اسی طرح سے کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کے یہ میں اس لئے کرر ہا ہوں کے مریم اور اس کے بیٹے کو اس کائنات کے لئے ایک نشانی بنادوں اور یہ لڑکا میری جانب سے ایک رحمت ہو جبکہ میرا یہ فیصلہ اٹل ہے مریم اللہ تعالی تجھے ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو کے اس کا کلمہ ہوگا اور اس کا لقب مسیح ہوگا جبکہ اس کا نام عیسیٰ ہوگا وہ دنیا اور آخرت میں باعظمت ہوگا اور وہ اللہ کے مقربین میں سے ہوگا اور شیر خوارگی (گہوارے) میں ہی لوگوں سے باتیں کرے گا اور وہ بڑھاپے کا بھی کچھ دور پائے گا تا کہ اللہ کی طرف سے دی گئی رشد وہدایت کی ذمہ داری کو پورا کر سکے اور یہ سب ضرور ہوگا کیونکہ یہی اللہ کا قانون اور اس کی مرضی ہے جب بھی وہ کسی شے کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے کن یعنی ہوجا تو وہ چیز اسی طرح سے ہوجاتی ہے جس طرح سے سے اس نے چاہا ہوتا ہے اللہ تعالی عیسیٰ کو کتاب عطا کرے گا اور اسے حکم سیکھائے گا اور بنی اسرائیل کی رشد وہدایت کے لئے اسے نبی اور رسول بنائے گا قرآن کریم نے اس پورے واقعے کو اس انداز سے بیان فرمایا ہے!

وَ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰکِ وَ طَہَّرَکِ وَ
اصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔٦٧

ترجمہ۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ نے تجھے پسند کیا ہے اور تجھے پاک کیا ہے اور سارے جہان کی عورتوں پر تجھے برگزیدہ کیا ہے۔

یٰمَرۡیَمُ اقۡنُتِیۡ لِرَبِّکِ وَ اسۡجُدِیۡ وَ ارۡکَعِیۡ مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ۔٦٨

ترجمہ۔ مریم تم اپنے رب کی اطاعت کرو، سجدہ کرو اور نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھا کرو

اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ ٭ۖ اسۡمُہُ
الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ مِنَ
الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿ۙ وَ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ وَ کَہۡلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ
قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ وَلَدٌ وَّ لَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ ؕ قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ ۶۹

ترجمہ۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوشخبری دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا، اور وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا اور اللہ کے مقرب بندوں میں اس کا شمار کیا جائے گا وہ لوگوں سے گہوارے میں بات کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی، اور وہ ایک مرد صالح ہوگا یہ سن کر مریم بولی پروردگار میرے یہاں بچہ کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے جواب ملا کے ایسا ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے اور وہ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس کہتا ہے کے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے (فرشتوں نے پھر اپنے سلسلہ کلام میں کہا) اللہ اسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا تورات اور انجیل کا علم سکھائے گا اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول مقرر کرے گا۔

پھر وہ اللہ کے حکم سے حاملہ ہوگئیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ ۷۰

ترجمہ۔ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال جیسی ہے اس کو اللہ نے مٹی سے بنایا اور کہا کے ہو جا اور وہ ہو گیا۔

وَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ ۷۱

ترجمہ۔ (مریم) کا معاملہ جس نے اپنی پاک دامنی کو قائم رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس کے بیٹے (عیسیٰ) کو جہان والوں کے لئے ایک نشانی ٹھہرایا

وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ۔ ۷۲

ترجمہ۔عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی عصمت کو برقرار رکھا ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اس نے اپنے رب کے کلمات کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔

وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ۔ ۳۷؎۔ترجمہ۔(مریم) صدیقہ تھی۔

حضرت مریم پر ایک اضطراری کیفیت طاری تھی جیسے جیسے وقت ولادت قریب آتا گیا وہ حقیقت حال کے انکشاف سے پریشان تھیں بلاآخر وہ بدنامی کے خوف سے بچنے کے لئے یروشلم سے نو میل دور ایک پہاڑ 'کوہ سراہ (ساعیر) کے ایک ٹیلے پر چلی گئیں (کوہ سراہ ایک علاقہ ہے جو اب 'بیت الحم' کے نام سے مشہور ہے) جب آثار ولادت قریب آئے تو وہ ایک کھجور کے درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں اور بڑے دکھ سے یہ کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور لوگ میری ہستی کو فراموش کر چکے ہوتے قریب ہی سے ایک فرشتے نے انھیں اللہ کے حکم سے آگاہ کیا!

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّاوَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّافَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔ ۴؎

ترجمہ۔اے مریم تو غمگین نہ ہو تیرے پروردگار نے ادھر ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں اپنے بچے کے نظارے سے ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی نظر آئے تو، تو اس سے کہہ دینا کے تو نے رحمن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔

حضرت مریم فرشتے کی اس تسلی سے کافی مطمئن ہوگئیں اور بعد از ولادت اپنی گود میں حضرت عیسیٰ کو لے کر اب وہ بیت المقدس کی جانب روانہ ہوئیں جب وہ شہر میں پہنچیں تو لوگوں نے انھیں دیکھ کر انھیں گھیر لیا اور ان سے کہنے لگے! اے مریم یہ تو نے کیا بھاری تہمت کا کام کیا ہے؟

اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدچلن عورت تھی پھر تو یہ کیا کر بیٹھی

؟ مریم نے حکم الہیٰ کی تکمیل میں اشارے سے یہ بتایا کے انھوں نے رحمن کے نام کے روزے کی نذر مانی ہے لہٰذا جو کچھ پوچھنا ہے اس بچے سے پوچھ لو تاہم لوگوں کے لیے یہ بات نہایت حیران کن تھی کے بھلا یہ شیر خوار بچہ بول کیسے سکتا ہے؟ لیکن اگلے ہی لمحے قوم بنی اسرائیل کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اذان الہی سے ماں کی گود میں بولنا شروع کر دیا۔

قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ۟ؕ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّاۙ وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا
اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّاۖ وَّ بَرًّۢا
بِوَالِدَتِیۡ ۫ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّاۖ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ
یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ۔۵۷

ترجمہ۔آپ نے قوم بنی اسرائیل سے کہا کے تمیں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے مبارک بنایا خواہ وہ کسی حال میں اور کسی جگہ پر ہو اور جب تک میں زندہ ہوں اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے اور میرے پروردگار نے مجھ کو میری ماں کا خدمت گزار بنایا ہے خودسر اور نافرمان نہیں بنایا ہے اور پھر اس کی جانب سے مجھ کو سلامتی کا پیغام ہے جس دن کے میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں پھر زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

ان تمام واقعات کو قرآن کریم اس طرح سے بیان کر رہا ہے (مریم) کو اس کے بیٹے کا حمل ٹہر گیا اور وہ لوگوں سے الگ ہو کر دور چلی گئی پھر اسے دردزہ کھجور کے ایک درخت کے نیچے لے گیا تو اس نے کہا کے کاش میں اس سے پہلے ہی مر چکی ہوتی اور میری ہستی کو لوگ یک دم بھول چکے ہوتے اس وقت اسے نیچے سے ایک فرشتے نے پکارا غمگین نہ ہو تیرے پروردگار نے تیرے تلے ایک نہر جاری کر دی ہے اور کھجور کے درخت کا تنا پکڑ کے اسے اپنی طرف ہلا تازہ اور پکے ہوئے پھلوں کے خوشے تجھ پر گرنے لگیں گے کھاؤ، پیو اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی رکھو اگر کوئی آدمی نظر آئے تو کہہ دینا کے میں نے خدائے رحمن کے حضور روزے کی منت مانگ رکھی ہے میں آج کسی آدمی

سے بات چیت نہیں کروں گی پھر ایسا ہوا کے وہ اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لے کر اپنی قوم کے پاس آئی اس کا بیٹا اس کی گود میں تھا تو لوگ بول اٹھے اے مریم! تو نے تو عجیب ہی بات کر دکھائی؟ اور تو، تو بڑی تہمت کا کام کر گزری؟ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدچلن تھی اس پر مریم نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے کہا کے بھلا اس سے ہم کیا بات کریں؟ جو ابھی گود میں بیٹھنے والا شیر خوار بچہ ہے؟ مگر لڑکا بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے خواہ میں کسی حال یا کسی بھی جگہ پر ہوں اور جب تک میں زندہ ہوں اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے میرا یہی شعار ہوگا اور میرے پروردگار نے مجھ کو میری ماں کا فرمانبردار بنایا ہے، خود سر اور نافرمان نہیں بنایا ہے اور پھر اس کی جانب سے مجھ کو سلامتی کا پیغام ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن پھر میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ ۷۶؎

بے شک قوم بنی اسرائیل کے لئے گہوارے میں کسی شیر خوار کا کلام کسی معجزے سے کم نہ تھا پھر یہ کے حضرت مریم کی پاکبازی، ان کی عبادت و ریاضت اور ان کے خاندانی حسب نسب سے بھی چونکہ سب لوگ واقف تھے قوم بنی اسرائیل کے اہل ایمان حضرات تو صدق دل سے اس معجزے پر ایمان لے آئے لیکن جن کے دل میں ٹیڑھ تھی وہ متواتر اعتراضات اٹھاتے رہے اور جلن و حسد میں مبتلا ہو کر کوئی نہ کوئی سازش تیار کرتے رہے وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہا اور حضرت عیسیٰ کی پرورش کے انتظامات اللہ تعالیٰ فرماتے رہے کیونکہ آپ اللہ کے منتخب کردہ نبی اور رسول تھے آگے چل کر آپ کو قوم بنی اسرائیل کی ہدایت و رہنمائی کی کٹھن ترین ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برا ہونا تھا چنانچہ آپ اپنی نیک سیرت والدہ کے زیر تربیت علمی مراحل طے کرتے رہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ جَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَ اُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّ اٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ۔ ۷۷

ترجمہ۔ ہم نے عیسیٰ ابن مریم اور اس کی اس کی ماں کو ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کے لئے ایک

بلند مقام پر ٹھکانہ بھی بنایا جو سکونت کے قابل اور چشمے والا ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم:

حضرت عیسیٰ ابن مریم جب پیدا ہوئے تو اس وقت فلسطین پر ہیرود اعظم کی سلطنت قائم تھی اس کا تعلق قوم بنی اسرائیل سے تھا لیکن اس کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں یہی وجہ تھی کے اسے قوم بنی اسرائیل سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس نے رومیوں کی تہذیب وتمدن ، اخلاق ومعاشرت کو بھرپور انداز سے بڑھایا اور پھیلایا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش سے قبل کئی نشانیوں کا ظہور ہوا انھی میں سے آپ کے وقت ولادت ایک روشن ستارہ بھی رونما ہوا اہل علم حضرات اس روشن ستارے کو دیکھ کر مسرور تھے اور وہ اسے اپنے اور اپنی قوم کے لئے خوش بختی شمار کررہے تھے ایسے میں بادشاہ ہیرود اعظم کو اس کے درباری نجومیوں نے ایک عظیم روحانی شخصیت کی آمد کی خوشخبری سنائی جو ملک شام میں پیدا ہوئی اور مستقبل میں اس کی بادشاہت کے لئے خطرہ بھی ثابت ہوسکتا ہے لہٰذا بادشاہ نے اپنے کچھ لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ صحیح خبر لے کر آسکیں اس معاملے کی تفتیش کے لئے جب سرکاری ہرکارے قوم بنی اسرائیل میں پہنچے تو انھیں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خبر ملی جو کسی معجزے سے کم نہ تھی جبکہ قوم بنی اسرائیل کے نیک دل لوگ حضرت مریم اور عیسیٰ کی بے حد تکریم بھی کرتے تھے، شاہی ہرکاروں نے بادشاہ ہیرود اعظم کو ان معاملات کی اطلاع دی تو ایک روایت کے مطابق اس نے اپنے دل میں حضرت عیسیٰ کے خلاف بغض، جلن اور حسد محسوس کی اور مستقبل میں آپ کی ذات سے ہونے والے اقدامات کو اس نے اپنے لئے خطرہ جانا اور اس نے آپ کے قتل کے احکامات جاری کردئے۔

دوسری روایت کے مطابق! ہیرود اعظم نے قوم بنی اسرائیل کے کئی نومولود بچوں کو قتل بھی کروایا اور وہ آپ کو بھی قتل کروانا چاہتا تھا لہٰذا مسیحی روایات کے مطابق حضرت مریم اپنے نومولود بیٹے کی جان کی حفاظت کے غرض سے دو مرتبہ اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئیں پہلی مرتبہ ہیرود اعظم کے عہد میں آپ اپنے عزیزوں کے یہاں مصر تشریف لے گئیں پھر جب حضرت عیسیٰ ۱۳ برس کے ہوگئے تو وہ آپ کو واپس بیت المقدس لائی دوسری مرتبہ آپ نے ہیرود اعظم کے بیٹے ارکیلاس کے دور

میں گلیل کے شہر میں پناہ لی ۔۷۸ے

حضرت عیسیٰ ابن مریم نہایت خوبصورت، وجیہ اور نیک و پارسا نوجوان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے! معراج کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ سے ملاقات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عیسیٰ ابن مریم میانہ قد، سرخ سفید رنگت کے تھے اور آپ کا جسم مبارک اتنا صاف وشفاف تھا کے ایسا معلوم ہوتا تھا کے آپ ابھی حمام سے نہا کر تشریف لائے ہیں ۔۷۹ے

اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو قوم بنی اسرائیل کی طرف نبی، رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجا آپ کو کتاب (انجیل) اور کئی معجزات عطا فرمائے.

انجیل مقدس/Gospel:

حضرت عیسیٰ ابن مریم پر نازل کردہ الہامی کتاب کا نام انجیل ہے جس کے لفظی معنی خوشخبری، انعام اور بشارت کے ہیں انجیل یونانی زبان کا لفظ ہے اور اس کی یونانی شکل انجلیون ہے جبکہ اس کو Gospels یا عہد نامہ جدید بھی کہا جاتا ہے اور عام طور پر عیسائیوں کے گرجا گھروں میں سروس کے دوران ان کتب مقدسہ کے اقتباسات پڑھے یا گائے جاتے ہیں انجیل متی اور انجیل لوقا میں یسوع مسیح کے کئی اقوال کو مجموعے کی شکل میں منضبط کیا گیا جبکہ بقیہ دو اناجیل جس میں لوقا اور یوحنا شامل ہیں ان میں بھی حضرت مسیح کی تعلیمات اور ان کے زندگی کے مختلف پہلوؤں کی جانب اشارے ملتے ہیں، مورخین کے مطابق حضرت عیسیٰ ابن مریم کی مادری زبان آرامی تھی اور آرامی زبان سامی زبان کے خاندان سے تعلق کی بناء پر عبری اور عربی سے بھی قریب ترین ہے کیونکہ یونانی زبان آرین سلسلہ کی زبان ہے جو آرامی سے بہت مختلف ہے لہٰذا یسوع مسیح کا پیغام یا ان پر بھیجی جانے والی کتاب کا نام شاید انجیل نہیں ہوگا بلکہ اس کا نام بشرہ یا بشریٰ ہوسکتا ہے کیونکہ عہد نامہ قدیم میں بھی یہ لفظ بار بار استعمال کیا گیا ہے لیکن حضرت مسیح کے اس دنیا سے جانے کے تقریباً ۱۵۰ برس کے بعد آپ کے اوپر بھیجی گئی کتاب کے لئے لفظ انجیل کا استعمال کیا گیا اور یہ بھی کے حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنے پیچھے کوئی ایسی کتاب چھوڑ کر نہیں گئے جس کی اشاعت ان کے بعد

ان کے حواری کرتے۔

اس حوالے سے قرآن کریم آپ پر اتاری گئی کتاب کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے!

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡر ۔۸۰

ترجمہ۔ہم نے تورات نازل کی جس میں لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے۔ ۸۰

وَ يُعَلِّمُهُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَالتَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ۔۸۱

ترجمہ۔اللہ، عیسیٰ کو کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔

وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡر ۔۸۲

ترجمہ۔ہم نے اسے (عیسیٰ) کو انجیل دی۔اس میں ہدایت اور نور ہے۔

ثُمَّ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيۡنَا بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ وَ اٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ ۔۸۳

ترجمہ۔رسولوں کے پیچھے ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل دی۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَـكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ حُرِّمَ عَلَيۡكُمۡ وَجِئۡتُكُمۡ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ ۔۸۴

ترجمہ۔(عیسیٰ نے کہا) مجھ سے آگے تورات ہے جس کا مصدق میں ہوں۔

قَالَ اِنِّىۡ عَبۡدُ اللّٰهِ اٰتٰنِىَ الۡكِتٰبَ وَجَعَلَنِىۡ نَبِيًّا ۔۸۵

ترجمہ۔(عیسیٰ) بولا کے میں اللہ کا بندہ ہوں۔اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔

وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ۔۸۶

ترجمہ۔ہم نے روح القدس سے اس (عیسیٰ) کی مدد کی۔

اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرۡيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنۡهُ اسۡمُهُ الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ وَجِيۡهًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ۔۸۷

ترجمہ۔اپنے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح ابن مریم ہے وہ دنیا اور آخرت میں عزت والا اور مقربین میں سے ہے۔

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔۸۸

ترجمہ۔وہ (عیسیٰ) دنیا میں عزت والا مقربین میں سے ہے۔

وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۔۸۹

ترجمہ۔مجھے مبارک کیا گیا ہے جہاں کہیں میں ہوں اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز وزکوۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ۔۹۰

ترجمہ۔ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو واضح معجزات دے کر بھیجا اور ہم نے اس کی روح پاک کو (جبرائیل) کے ذریعے قوت وتائید عطا کی کیا جب تمھارے پاس پیغمبر ایسے پیغامات لے کر آیا جن پر عمل کرنے کو تمھارا دل نہیں چاہتا تھا تو کیا تم نے غرور کو اپنا شیوہ نہیں بنالیا تھا؟ پس تم (بنی اسرائیل) پیغمبروں کی ایک جماعت کو جھٹلاتے رہے جبکہ ایک جماعت کو تم نے قتل بھی کیا پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ ہمارے دل قبول حق کے لئے غلاف میں ہیں ان کے رب نے انھیں ان کے کفر کرنے پر ملعون قرار دیا جبکہ ان میں بہت کم لوگ ایسے تھے جو ایمان لائے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ۱۳ برس کی عمر میں اعلان نبوت کیا اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں آپ نے دن رات ایک کردئے آپ کے حواری جنھیں ہم آپ کے انصار یا صحابہ بھی کہہ سکتے ہیں وہ بھی آپ پر ایمان لائے عام طور پر حواری کا مطلب 'دھوبی' کے ہوتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ شہر شہر، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ گھوم پھر کر اور طویل سفر اختیار کر کے لوگوں تک دین اسلام پہنچاتے

تھے لہٰذا آپ کسی دھوبیوں کی بستی میں بھی گئے اور ان دھوبیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اس اعتبار سے وہ آپ کے انصار یا صحابہ ہی تھے لیکن حواریوں کے نام سے مشہور ہوئے یہ حواری آپ پر اپنی جان چھڑکتے اور دین اسلام کے احکامات پر نہایت خشوع وخضوع سے عمل بھی کیا کرتے انھی حواریوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی بھی ہیں!

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ۔ ۹۱

ترجمہ۔ جب میں نے حواریوں کی طرف وحی بھیجی کے مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انھوں نے کہا کے ہم ایمان لائے۔ اور تو گواہ رہ کے ہم مسلمان ہوئے۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ ۹۲

ترجمہ۔ جب عیسیٰ کو ان کا (بنی اسرائیل کا) کفر معلوم ہوا تو اس نے کہا کے اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہوگا؟ تو حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار رہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور تو گواہ ہو کے ہم مسلمان ہیں۔

پچھلی کتب مقدسہ کی طرح سے آپ کے بعد آپ کی کتاب اور تعلیمات میں بھی ترمیم واضافہ کیا گیا بے شمار جعلی اناجیل بھی آئیں کئی لوگوں نے تو جھوٹی نبوت کا دعویٰ تک کر دیا جس کا اعتراف پولس نے بھی کیا۔

انجیل کی تدوین:

مسیحی فرقوں کے اصولی اختلاف اور انتشار کی وجہ سے جعلی اناجیل نویسی کا رواج عام ہو گیا تھا جس کے لئے قسطنطین اعظم نے ۳۰۰ پادریوں کی ایک کونسل بلوائی تا کہ صحیح اور اصل انجیل اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے حقیقی عقائد کا فیصلہ کیا جا سکے چنانچہ اس مقصد کے لئے انھوں نے تاریخی اور عقلی دلائل کی روشنی میں اصل انجیل اور حضرت یسوع مسیح کے درست عقائد وتعلیمات کے تعین کے لئے ایک عجیب وغریب طریقہ وضع کیا اور تمام اناجیل کو انھوں نے ایک گرجا گھر کے کمرے

میں بڑی سی میز کے نیچے بے ترتیب رکھ دیا پھر انھوں نے خداوند سے یہ دعا کی کے ان میں سے جو بھی درست اور الہامی نوشتے ہیں وہ میز پر آ جائیں اور جتنے بھی جعلی نسخے ہیں وہ سب میز کے نیچے رہ جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور چار اناجیل (متی، مرقس، لوقا اور یوحنا) میز کے اوپر آ گئیں جبکہ بقیہ تمام میز کے نیچے ہی رہ گئیں پھر اس کے بعد قسطنطین اعظم نے چار کے سوا باقی تمام اناجیل کو سپرد آتش کیا۔ جعلی اناجیل کے نسائخ اگر کسی بھی شخص کے پاس سے دستیاب ہو جاتے تو وہ بھی بے دردی سے قتل کر دیا جاتا اگر چہ بادشاہ کے یہ اقدامات سخت ظالمانہ تھے لیکن ایسا ایک عرصہ تک ہوتا رہا۔ ۹۳؎ عیسائیوں کے یہاں انجیل متی اور انجیل مرقس کو سب سے زیادہ قدیم تصور کیا جاتا ہے جبکہ انجیل لوقا، انطاکیہ کے ایک طبیب نے مرتب کی جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے وہ یسوع مسیح کا حواری تھا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے معجزات:

اللہ تعالی نے آپ کو کئی معجزات عطا فرمائے تاہم آپ کی پیدائش بذات خود ایک معجزہ اور اللہ کی ایک عظیم نشانی ہے آپ پیدائشی نابینا افراد کی آنکھوں پر جب اپنا دست مسیحائی پھیرتے تو ان کی بینائی واپس لوٹ آتی، کوڑھ کے مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو ان کا مرض ختم ہو جاتا، مردہ شخص کو اللہ کے اذن سے زندہ فرما دیتے، مٹی کے پرندے میں اگر پھونک مارتے تو وہ جیتا جاگتا ہو کر اڑنے لگتا، جس شخص نے جو کھانا کھایا ہوتا آپ اس کے بارے میں بھی بتا دیا کرتے اسی طرح سے کس کے گھر میں کیا کیا سامان ہے وہ بھی آپ بتا دیتے۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ یُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَۚ وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۬ۙ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

مُّؤۡمِنِيۡنَ وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ حُرِّمَ عَلَيۡكُمۡ وَ جِئۡتُكُمۡ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىۡ وَ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ۔ ۹۴

ترجمہ۔خدا سیکھاتا ہے اس (عیسیٰ) کو کتاب وحکمت، تورات اور انجیل اور بنی اسرائیل کی جانب (عیسیٰ) کو رسول بنا کر بھیجا وہ کہتا ہے کے بے شک میں تمھارے پاس تمھارے رب کی جانب سے ایک نشانی (معجزہ) لے کر آیا ہوں اور وہ یہ ہے کے میں تمھارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک ماردیتا ہوں اور وہ خدا کے حکم سے زندہ ہوجاتا ہے اور پیدائشی اندھے کو میں بینا کردیتا ہوں اور جذامی کو اچھا کردیتا ہوں اور خدا کے حکم سے مردوں کو بھی زندہ کردیتا ہوں اور تم کو بتادیتا ہوں جو تم کھا کر آتے ہو اور جو تم گھر میں ذخیرہ کرتے ہو۔اگر تم حقیقی ایمان رکھتے ہو تو بلاشبہ ان امور میں پوری نشانی ہے اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں تاکہ بعض ان چیزوں کو جو تم پر حرام کی گئی ہیں میں تمھارے لئے حلال کردوں میں تمھارے لئے پرودگار ہی کے پاس سے نشانی لایا ہوں تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو بلاشبہ اللہ ہی میرا اور تمھارا مددگار ہے تم اس کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

آپ جس دور میں مبعوث ہوئے اس دور میں یونانیوں اور رومیوں کے علم طب کا بڑا غلغلہ تھا، بڑے بڑے نامی گرامی اطباء اور حکماء اپنے ان علوم پر غرور وفخر بھی کیا کرتے اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ کو وہ معجزات عطا فرمائے جن کو دیکھ کر مخالفین کی عقل دنگ رہ گئی کیونکہ مردے کو زندہ کرنا، مٹی کے پرندے کو جیتا جاگتا کرنا، جذامی اور پیدائشی نابینا کو بینا کرنا وغیرہ اچھے اچھے اہل علم کے لئے کسی چیلنج سے کم نہ تھے، علمی قابلیت اور طبی کمالات پر بے جا فخر وغرور جو اس قوم میں سرائیت کرچکا تھا اس کا عقلی توڑ بھی ضروری تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مردے کو زندہ کرنے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں آپ نے اللہ کے حکم سے چار افراد کو ان کے مرنے کے بعد زندہ فرمایا۔

ا۔آپ کا وفادار غلام عارز کی تشویشناک حالت کی جب آپ کو اطلاع دی گئی تو آپ تین دن کی مسافت کو طے کر کے جب وہاں پہنچے تو اس غلام کی وفات کے بعد تدفین ہو چکی تھی پھر آپ اس کی قبر پر گئے اور قبر پر جا کر آپ نے اس کی زندگی کی دعا اللہ کے حضور فرمائی اور وہ قبر سے زندہ ہو کر نکل آیا پھر ایک طویل عرصہ تک دنیا میں حیات رہا اس کی شادی ہوئی اور وہ صاحب اولاد بھی ہوا۔

۲۔ایک بوڑھی عورت کے اکلوتے بیٹے کی جب وفات ہوئی تو اس بوڑھی عورت نے آپ سے اپنے بیٹے کی زندگی کا سوال کیا تو آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ بھی اللہ کے حکم سے جیتا جاگتا ہو گیا۔

۳۔ایک نوجوان لڑکی کی وفات پر بھی جب اس کے اہل خانہ نے آپ سے استدعا کی تو آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ بھی اذن الٰہی سے زندہ ہوئی۔

۴۔سام بن نوح جن کے انتقال کو ہزاروں برس بیت چکے تھے لوگوں نے آپ سے کہا انھیں بھی زندہ کر دیں چنانچہ آپ نے لوگوں کی بتائی ہوئی قبر کے پاس جا کر انھیں بھی زندہ ہونے کا حکم دیا تاہم وہ بھی آپ کے حکم سے زندہ ہو گئے لیکن وہ سمجھے کے شاید قیامت قائم ہو گئی ہے لہٰذا قیامت کے خوف سے ان کے سر کے سارے بال سفید ہو گئے پھر وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم پر ایمان لائے انھوں نے حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کے اب انھیں دوبارہ موت کی تکلیف سے نہ گزارا جائے چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا دوبارہ انتقال ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کا شمار اللہ تعالی کی ان قدسی نفس فرد میں ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی بادشاہت میں نظام تکوین یعنی Adminstration کے امور میں شامل ہیں آپ فرماتے ہیں کے میرا دیا ہوا پانی جو پئے گا پھر وہ ابد تک کبھی پیاسا نہ ہوگا بلکہ وہ اس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ جاری رہے گا۔۹۵؎

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ۔۹۶

ترجمہ۔حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنی قوم بنی اسرائیل کو پیغام الٰہی سناتے اور انھیں بتاتے کے اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۔۹۷

ترجمہ۔ بے شک اللہ جو میرا رب ہے وہ تمھارا رب بھی ہے سو تم سب اسی کی عبادت کرو۔

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۔۹۸

ترجمہ۔ میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے اور میں اسی لئے آیا ہوں تاکہ تمھارے لئے بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کردی گئیں تھیں اور میں تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی نشانی لے کر آیا ہوں پس تم اللہ کا خوف کرو اور میری پیروی کرو بلاشبہ اللہ میرا اور تمھارا پروردگار ہے پس اس کی عبادت کرتے رہو یہی سیدھی راہ ہے اور جب عیسیٰ نے ان (بنی اسرائیل) سے کفر محسوس کیا تو فرمایا کے اللہ کے لئے کون میرا مددگار ہے؟ تو اس کے شاگردوں نے کہا کے ہم اللہ کے دین کے لئے (آپ) کے مددگار رہیں۔

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ۔۹۹

ترجمہ۔ میں نے جب حواریوں کی طرف وحی بھیجی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انھوں نے کہا! ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ساری عمر شادی نہیں کی اور نہ ہی آپ نے اپنا گھر بنایا آپ شہر شہر، گاؤں گاؤں جا کر احکامات الٰہی کی تبلیغ واشاعت فرماتے جب رات ہوتی تو زمین پر ہی سوجاتے اور جب دن ہوتا تو دین حق کی تبلیغ فرماتے اور لوگوں کی رہنمائی فرماتے آپ نہایت پاکیزہ طبیعت کے مالک تھے لہٰذا آپ جس جگہ سے گزرتے لوگوں کا ایک ہجوم آپ کے آس پاس جمع ہوجاتا جو اپنی اپنی حاجات بیان کرتے چنانچہ آپ مخلوق خدا کی حاجت روائی فرماتے اور ان کے اذہان وقلوب کی اصلاح بھی کرتے لیکن حاسدین آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوفزدہ تھے لہذا قوم کے ملعون لوگوں نے آپ کے خلاف سازشوں کا جال بننا شروع کردیا چنانچہ آپ کے خلاف سازشیں اس قدر بڑھیں کے قوم بنی اسرائیل نے بادشاہ وقت سے یہ مطالبہ کیا کے آپ کو سولی پر

چڑھا دیا جائے اگرچہ سازشی ٹولہ کسی ایسے ہی وقت کا منتظر تھا جب آپ تنہا ہوں تا کہ آپ کو با آسانی گرفتار کیا جاسکے کیونکہ مجمع میں آپ کی گرفتاری کا یہ مطلب تھا کے حکومت کے خلاف عوام اور آپ کے حواریوں کا شدید ردعمل ظاہر ہوسکتا تھا جو کے حکمرانوں کی مشکلات میں اضافے کا سبب بن سکتا حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنے خلاف اپنی قوم کی ہر سازش کو بخوبی سمجھ رہے تھے، ایسے ہی موقع کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۔۱۰۰

ترجمہ۔ ایک خفیہ چال انھوں نے چلی اور ایک خفیہ چال اللہ نے چلی اور اللہ ہی سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

بلا آخر آپ کی قوم نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا ایسے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی مطلع کیا!

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔۱۰۱

ترجمہ۔ عیسیٰ بلاشبہ میں تیری مدت پوری کروں گا اور میں تجھے اپنی جانب اٹھا لینے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک رکھنے والا ہوں اور جو لوگ تیری پیروی کریں گے ان کو قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رکھنے والا ہوں۔

(سب کو) میری ہی جانب لوٹنا ہے پھر میں ان باتوں کا فیصلہ کردوں گا جن کے بارے میں تم جھگڑتے ہو۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کا آسمان پر اٹھایا جانا:

قوم بنی اسرائیل کے سازشی ٹولے نے آپ کے خلاف ہر ممکن زور لگا لیا مورخین یہ کہتے ہیں!
چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کر رہی تھی لیکن

بد بخت قوم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی اور مجمع عام میں پونٹس پیلاطس (گورنر) نے جب قوم بنی اسرائیل یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق میں سزائے موت کے مجرموں میں سے کسی ایک مجرم کی سزا موت کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بد بخت اور ملعون قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا اور آپ کو ۳۴ برس کی عمر میں سولی چڑھادی گئی آپ کا نبوت کا دورانیہ ۲۰ برسوں پر محیط ہے۔ قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کرتا ہے

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۢ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔ وہ اپنے اس قول پر کے ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم پیغمبر خدا کو قتل کر دیا حالانکہ انھوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ ہی اس کو سولی پر چڑھایا تھا بلکہ اصل معاملہ ان پر مشتبہ ہو کر رہ گیا اور جو لوگ اس کے قتل کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں بلا شبہ وہ اس کی جانب شک میں پڑے ہوئے ہیں جبکہ ان کے پاس حقیقت حال کے بارے میں گمان کی پیروی کے سوا علم کی روشنی نہیں اور انھوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی جانب اٹھالیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ اے نبی جس طرح سے یہ لوگ تمھارے دشمن ہیں اسی طرح سے ہم نے گناہ گاروں میں سے ہر نبی کے دشمن پیدا کر دئے اور ہدایت اور مدد کے لئے تیرا پروردگار کافی ہے۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے تمام باطل قوتوں کی سرکوبی اور ان کی بیخ کنی فرمائیں گے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ان اقدامات

کے نتیجے میں دنیا میں ہر طرف امن وسکون قائم ہو جائے گا پھر آپ اپنی ذمہ داریوں کو مکمل کر کے اس دارفانی سے کوچ کر جائیں گے۔

قیامت سے قبل ظہور عیسیٰ ابن مریم:

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے قبل دنیا میں تشریف لائیں گے اور باطل قوتوں کی بالخصوص دجال کا قتل فرمائیں گے اور پوری دنیا میں اسلام اور امن وسلامتی کا دور دورہ ہوگا ہر جانب امن وسکون، پیار ومحبت اور بھائی چارہ کی ایک فضاء قائم ہو جائے گی جبکہ دنیا مسلمانوں سے بھر جائے گی اور دیگر مذاہب کے پیروکار بھی جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح دنیا میں ہر سو مسلمانوں کا ہی ڈنکا بجے گا احادیث ﷺ کی رو سے حضرت عیسیٰ ابن مریم چالیس برس تک دنیا میں رہیں گے اور اس کے بعد آپ اپنی طبعی موت مر جائیں گے اور خالق حقیقی کے ساتھ آپ کا وصال ہو جائے گا جبکہ احادیث مبارکہ ﷺ میں آپ کی تدفین کے مقام کی طرف بھی اشارہ موجود ہے دراصل حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش بھی اللہ کا ایک معجزہ (نشانی) تھا اور آپ کا دنیا سے آسمان کی طرف اٹھائے جانا اور قبل قیامت آپ کا ظہور یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی بھی معجزے (نشانی) سے کم نہیں اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کی پیدائش کسی بھی صورت میں ممکن ہے اگرچہ وہ موت پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

اسی حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی اور احادیث مبارکہ ﷺ پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ بات وضاحت سے سمجھ میں آ جائے۔

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔عیسیٰ تو قیامت کی نشانی ہیں سو تم اس پر شک نہ کرو اور میرے تابع ہو جاؤ، یہی سیدھی راہ ہے۔

نزول عیسیٰ ابن مریم اور ان کے فتنہ دجال کو ختم کرنے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم حاکم اور عادل بن کر تمھارے درمیان ضرور اتریں گے پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گیا ور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے جبکہ ایک دوسری روایت میں جنگ (حرب) کے بجائے جزیہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور مال کی وہ کثرت ہوگی کے اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور حالت یہ ہو جائے گی کے لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ ۱۰۵؎

ایک اور روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی ہے جب تک عیسیٰ ابن مریم نازل نہ ہو جائیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے پھر وہ خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹا دیں گے اور ان کے لئے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کے اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ خراج ساقط کر دیں گے اور روحاء کے مقام (جو مدینہ سے ۳۵ میل کی دوری پر واقع ہے) پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا پھر دونوں کو ہی جمع کر لیں گے (راوی کو اس میں شک ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کون سی بات یعنی حج یا عمرہ کیا کہا؟)۔ ۱۰۶؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے (دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اس اثناء میں کے مسلمان (دجال) سے لڑنے کی تیاری کریں گے اور وہ صفیں باندھ رہے ہوں گے جبکہ نماز کے لئے تکبیر اقامت کہی جا چکی ہوگی ایسے میں حضرت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوئیں گیا ور وہ نماز میں مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے اور اللہ کا دشمن (دجال) انھیں دیکھتے ہی اس طرح سے گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اسی حال میں چھوڑ دیں گے تو وہ اپنے آپ ہی گھل کر مر جائے گا مگر اللہ اس (دجال) کو (حضرت عیسیٰ) کے ہاتھوں قتل کروائے گا اور وہ اپنے نیزے سے اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ ۱۰۷؎

حضرت نواسؓ بن سمعان کلابی قصہ دجال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں دجال کی فتنہ انگیزیوں کے سبب اللہ، حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا اور وہ (عیسیٰ) دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے

پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے پھر جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کے (پانی) کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب وہ سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے ہوئے نظر آئیں گے ان کی سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ زندہ نہ بچ پائے گا پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور اسے 'لد' کے دروازے پر جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔۱۰۸؎

'لد' جیسے Lydda بھی کہتے ہیں یہ فلسطین کی ریاست میں اسرائیل کے دارالسلطنت 'تل ابیب' سے چند میل کے فاصلے کی دوری پر واقع ایک شہر ہے جہاں یہودیوں کا ایک ہوائی اڈہ بھی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دجال میری امت میں نکلے گا اور وہ ان میں چالیس دن، مہینے یا سال رہے گا پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجیں گے جبکہ ان کے حلیہ کا ایک صحابی رسول ﷺ (حضرت عروہؓ بن مسعود) سے مشابہہ ہوگا (حضرت عیسیٰ) دجال کا پیچھا کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے۔

پھر سات سال تک لوگ اس حال میں رہیں گے کے دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔۱۰۹؎

حضرت حذیفہؓ بن اسید الغفاری کہتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف فرما تھے اور ہم لوگ آپس میں بات چیت کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا! کیا بات ہو رہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا! قیامت ہر گز قائم نہ ہوگی جب تک اس سے قبل دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں۔

۱۔دھواں۔۲۔دجال۔۳۔دابۃ الارض۔۴۔سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔۵۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول۔۶۔یاجوج ماجوج۔۷۔تین بڑے خسف (شگاف یا زمین کا دھنس جانا) ایک مشرق میں۔۸۔دوسرا مغرب میں۔۹۔تیسرا جزیرہ عرب میں۔۱۰۔اور سب سے آخر میں یمن میں ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی میدان محشر تک لے کے جائے گی۔۱۱۰؎

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت کے دو لشکر ایسے

ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا ہے۔
ا۔ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ ۲۔ دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔ ۱۱۱؎
ابو امامہ باہلی کی ایک طویل حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں، عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکا ہوگا۔
عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا امام پیچھے پلٹے گا تا کہ حضرت عیسیٰ آگے بڑھیں مگر حضرت عیسیٰ (امام) کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کے نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ یہ تمھارے لئے ہی کھڑی ہوئی ہے چنانچہ وہی امام نماز پڑھائیں گے، سلام پھیرنے کے بعد حضرت عیسیٰ کہیں گے کے دروازہ کھولو چنانچہ جب دروازہ کھولا جائے گا تو باہر دجال 70000 مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا اور جونہی (دجال) کی نظر حضرت عیسیٰ پر پڑے گی وہ اس طرح سے گھلنے لگے گا جس طرح سے پانی میں نمک گھلتا ہے۔اور وہ بھاگ نکلے گا حضرت عیسیٰ کہیں گے کے میرے پاس تیرے لئے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تو بچ نہ سکے گا پھر حضرت عیسیٰ اسے لد کے دروازے پر ہی جالیں گے اور اللہ یہودیوں کو ہرا دے گا اور زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھرتا ہے اور تمام دنیا والوں کا کلمہ ایک ہوگا اور دنیا میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔ ۱۱۲؎
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ‌ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۔ ۱۱۳

ترجمہ۔اہل کتاب میں سے کوئی نہیں جو (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن وہ ان سب پر گواہ ہوگا۔
سمرہؓ بن جندب سے ایک طویل حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں! پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان عیسیٰ ابن مریم آجائیں گے اور اللہ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا یہاں تک کے دیواریں اور درختوں کی جڑیں بھی پکار اٹھیں گی اے مومن یہ کافر

میرے پیچھے چھپا ہوا ہے تم یہاں آؤ اور اسے قتل کر دو۔ ۱۱۴؎

عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم اور مخالفین پر بھاری رہے گا یہاں تک کے اللہ تعالی کا فیصلہ آ جائے گا اور عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہو جائے گا۔ ۱۱۵؎

حضرت عائشہؓ، دجال کے فتنے سے متعلق روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا اور وہ دجال کو قتل کر دیں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ چالیس برس تک زمین پر ایک امام، عادل حاکم اور منصف کے طور پر رہیں گے۔ ۱۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک آزاد کردہ غلام 'سفینہ' دجال کے حوالے سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں! اللہ تعالی دجال کو 'افیق' کی گھاٹی کے قریب ہلاک کرے گا۔ ۱۱۷؎

مفسرین اور مورخین 'افیق' کی گھاٹی کے حوالے سے یہ کہتے ہیں کے آج کل اسے 'فیق' کہتے ہیں اور یہ شہر شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجود ریاست شام کا آخری شہر ہے اس کے آگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلے پر طبریہ نامی ایک جھیل ہے جس میں سے دریائے اردن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی طرف پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی راستہ ہے جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فیٹ تک گہرائی میں اتر کر اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں سے دریائے اردن طبریہ میں سے نکلتا ہے اسی پہاڑی راستے کو عقبہ افیق یا 'افیق' کی گھاٹی کہتے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اور (حضرت عیسیٰ) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ اترنے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھنا تو پہچان لینا ان کا قد میانہ ہے اور رنگت سرخی مائل سفید اور انھوں نے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے، ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے جیسے ابھی ان میں سے پانی ٹپکنے والا ہے حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہیں ہوں گے وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے اور صلیب کو پاش پاش کر دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا اور مسیح، دجال کو ہلاک کر دیں گے اس کے بعد وہ زمین میں چالیس برس تک ٹھہریں گے اور پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ ۱۱۸؎

حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کے انبیاء کرام جس جگہ انتقال کرتے ہیں انھیں اس جگہ دفن کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا یہ گمان ہے کے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہوں گی تو کیا آپ مجھ کو یہ اجازت دیتے ہیں کے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کردی جاؤں؟ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمھارے لئے وہاں کہاں جگہ ہے اس جگہ صرف میری قبر ہوگی اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبر ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر ہوگی۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ۔۱۱۹

ترجمہ۔ مجھ پر سلام جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں جی اٹھوں گا یہ ہے عیسیٰ ابن مریم۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ مریم۔آیت۔۲۔
۲۔سورہ مریم۔آیت۔۳۔
۳۔سورہ مریم۔آیت۔۴۔
۴۔سورہ مریم۔آیت۔۵۔
۵۔سورہ مریم۔آیت۔۶۔
۶۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔
۷۔سورہ مریم۔آیت۔۸۔
۸۔سورہ مریم۔آیت۔۹۔
۹۔سورہ مریم۔آیت۔۱۰۔
۱۰۔سورہ مریم۔آیت۔۱۱۔
۱۱۔تاریخ الامم والملوک۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دار القلم بیروت۔
۱۲۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلی مودودی۔تفسیر سورہ مریم۔جلد۔سوم۔ص۔۵۷۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ ۲۰۰۷ء۔
۱۳۔بائبل۔کتاب تواریخ۔باب۔۲۴۔آیت۔۴۔ص۔۳۹۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی۔لاہور۔سن ندارد۔

۱۴۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۱۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۹۔
۱۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۸۔
۱۷۔سورہ مریم۔آیت۔۳۔۶۔
۱۸۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔
۱۹۔سورہ مریم۔آیت۔۸۔۱۱۔
۲۰۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ سید اصغر زادہ ناظم زادہ قمی۔ص۔۵۱۲۔مطبع۔انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔
۲۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۰۔
۲۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔
۲۳۔سورہ مریم۔آیت۔۱۲۔
۲۴۔سورہ مریم۔آیت۔۱۳۔
۲۵۔سورہ مریم۔آیت۔۱۴۔
۲۶۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۲۷۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔
۲۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۲۹۔سورہ مریم۔آیت۔۱۲۔
۳۰۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل لوقا۔باب۔۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۱۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل متی۔باب۔۱۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۲۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۲۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۳۔سورہ مریم۔آیت۔۱۳۔
۳۴۔سورہ مریم۔آیت۔۱۴۔
۳۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۳۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔متی۔باب۔۱۴۔آیت۔۱۳۔۱۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۷۔اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۷۹۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۰۵ء۔
۳۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔
۳۹۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۴۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۱۔۲۲۔
۴۱۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔

۴۲۔سورہ مریم۔آیت۔۱۶۔
۴۳۔سورہ مریم۔آیت۔۱۷۔
۴۴۔سورہ مریم۔آیت۔۱۸۔
۴۵۔سورہ مریم۔آیت۔۱۹۔
۴۶۔سورہ مریم۔آیت۔۲۰۔
۴۷۔سورہ مریم۔آیت۔۲۱۔
۴۸۔سورہ مریم۔آیت۔۲۲۔
۴۹۔سورہ مریم۔آیت۔۲۳۔
۵۰۔سورہ مریم۔آیت۔۲۴۔
۵۱۔سورہ مریم۔آیت۔۲۵۔
۵۲۔سورہ مریم۔آیت۔۲۶۔
۵۳۔سورہ مریم۔آیت۔۲۷۔
۵۴۔سورہ مریم۔آیت۔۲۸۔
۵۵۔سورہ مریم۔آیت۔۲۹۔
۵۶۔سورہ مریم۔آیت۔۳۰۔
۵۷۔سورہ مریم۔آیت۔۳۱۔
۵۸۔سورہ مریم۔آیت۔۳۲۔
۵۹۔سورہ مریم۔آیت۔۳۳۔
۶۰۔سورہ مریم۔آیت۔۳۴۔
۶۱۔سورہ مریم۔آیت۔۳۵۔
۶۲۔سورہ مریم۔آیت۔۳۶۔
۶۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل لوقا۔باب۔۱۔آیت۔۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۶۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔۳۷۔
۶۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۲۔۴۳۔
۶۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۷۔
۶۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۲۔
۶۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۳۔
۶۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۵۔۴۸۔
۷۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۹۔
۷۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۱۔

۷۲۔سورہ تحریم۔آیت۔۱۲۔
۷۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۷۵۔
۷۴۔سورہ مریم۔آیت۔۲۴۔۲۶۔
۷۵۔سورہ مریم۔آیت۔۳۰۔۳۳۔
۷۶۔سورہ مریم۔آیت۔۲۲۔۳۳۔
۷۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۵۰۔
۷۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل متی۔باب۔۲۔آیت۔۱۳۔۲۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۷۹۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔
۸۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۸۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۸۔
۸۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۶۔
۸۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۷
۸۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۰۔
۸۵۔سورہ مریم۔آیت۔۳۰۔
۸۶۔سورہ بقرہ۔آیت۔۸۷۔
۸۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۵۔
۸۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۵۔
۸۹۔سورہ مریم۔آیت۔۳۱۔
۹۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۷۔۸۸۔
۹۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۱۱۔
۹۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۲۔
۹۳۔دیباچہ۔ص۔۱۴۔The Apocyphal New Testamen
۹۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۸۔۵۱۔
۹۵۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۴۔آیت۔۱۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۹۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵
۹۷۔سورہ زخرف۔آیت۔۶۴۔
۹۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۲۔
۹۹۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۱۱۔
۱۰۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۴۔

۱۰۱۔سورہ ال عمران۔آیت۔۵۵۔
۱۰۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۷۔۱۵۸۔
۱۰۳۔سورہ الفرقان۔آیت۔۳۱۔
۱۰۴۔سورہ زخرف۔آیت۔۶۱۔
۱۰۵۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب احادیث انبیاء۔باب نزول عیسیٰ ابن مریم۔دارالاسلام ریاض۔
۱۰۶۔الجامع الصحیح مسلم۔ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ) کتاب حج۔۔مکتبہ۔دارالسلام الریاض۔۲۰۰۰ء۔
۱۰۷۔مشکوٰۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔کتاب الفتن۔مطبوعہ اصح المطابع۔دارارقم بیروت۔
۱۰۸۔سنن ابن ماجہ۔ابوعبداللہ محمد بن یزید القزونی (متوفی ۲۷۳ھ)۔کتاب فتن۔باب فتنہ دجال۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۹۹۸ء۔
۱۰۹۔الجامع الصحیح مسلم۔ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ) کتاب فتن۔باب فتنہ دجال۔مکتبہ۔دارالسلام الریاض۔۲۰۰۰ء۔
۱۱۰۔الجامع الصحیح مسلم۔ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ) کتاب فتن۔باب فتنہ دجال۔مکتبہ۔دارالسلام الریاض۔۲۰۰۰ء۔
۱۱۱۔سنن نسائی۔ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی۔۳۰۳ھ)۔داراسلام۔الریاض۔۱۹۹۹ء۔
۱۱۲۔سنن ابن ماجہ۔ابوعبداللہ محمد بن یزید القزونی (متوفی ۲۷۳ھ)۔کتاب فتن۔باب فتنہ دجال۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۹۹۸ء۔
۱۱۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۹۔
۱۱۴۔المسند۔ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی۔۲۴۱ھ)۔داراحیاء التراث العربی بیروت۔۱۹۹۴ء۔
۱۱۵۔المسند۔ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی۔۲۴۱ھ)۔داراحیاء التراث العربی بیروت۔۱۹۹۴ء۔
۱۱۶۔المسند۔ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی۔۲۴۱ھ)۔داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۱۱۷۔المسند۔ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی۔۲۴۱ھ)۔داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۱۱۸۔سنن ابی داؤد۔سلیمان بن اشعث السجستانی (متوفی۔۲۷۵ھ)۔دارالجیل بیروت۔۱۹۹۲ء۔
۱۱۹۔سورہ مریم۔آیت۔۳۳۔

۲۰۔سورہ طٰحٰہ (حروف مقطعات)

نام:

طٰحٰہ۔عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ حروف مقطعات ہے۔

شانِ نزول:

سورہ طٰحٰہ مکی سورہ ہے، جس میں ۱۳۵ آیات اور ۸ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔نزول قرآن کی حکمت۔

۲۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر۔

۳۔جادوگر بلانے کا فیصلہ۔

۴۔جادوگروں کو دعوت دین۔

۵۔مقابلہ حق و باطل۔

۶۔جادوگروں کا قبول اسلام۔

۷۔سامری کا انجام۔

۸۔قرآن کریم سب سے بڑا معجزہ ہے۔

۹۔قرآن کریم سے اعراض کرنے والوں کا انجام۔

۱۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ کی جانب سے دی جانے والی اذیتوں پر صبر کرنے کی ہدایت۔

طٰہٰ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم مبارک سیدی طٰہٰؑ (ط۔ح۔ی) سے **مشتق** ہے۔ ا؎

طحیٰ۔ یطحیٰ۔ طحیاً۔ یہ تمام عربی زبان کے الفاظ ہیں جن کے معانی کسی چیز کو پھیلانا، بچھانا یا کسی چیز کا پھیل جانا ہے۔

الطاحی۔ سے مراد زمین پر پھیلی ہوئی چیزیں۔

القمر الطاحی۔ سے مراد بلند چاند جس کی روشنی ہر جانب پھیل رہی ہو۔ ۲؎

طحٰھا۔ سے مراد بچھانا یا پھیلانا۔

ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰهَا۔ ۳؎ ترجمہ۔ زمین کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے بچھایا۔

بیگ بینگ تھیوری کے مطابق! ایک شدید دھماکہ ہوا اس کے بعد زمین کو اس کی اصل شکل میں آنے میں کافی وقت درکار رہوا۔

سیدی طٰہٰؑ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس میں حروف مقطعات کی تعداد (۲) ہے، یعنی (ط۔ہ)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

ط۔ سے مراد طیب اور طاہر کے ہیں جبکہ ہ کے معنی ہادی کے ہیں۔

ثعلبی کہتے ہیں، **طا** کے نو عدد ہیں اور **ھا** کے پانچ عدد ہیں اس طرح سے یہ کل ۱۴ اعداد ہو گئے یعنی چودہویں کا چاند۔

علی بن طلحہ نے کہا، **طہ** اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اللہ نے اپنے اس نام کی قسم کھائی ہے

بعض مفسرین نے طٰہٰؑ کے معانی بیان کئے ہیں، یعنی **ط** سے مراد طالب اور شفاعت کے۔

طا۔ سے مراد طاہر یعنی گناہوں اور لغزشوں سے پاک ہے۔ ہا کے معانی ہادی کے ہیں۔

سیدی طٰہٰ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء صفاتی میں سے ایک ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے شمار القابات سے نوازا جن میں سے ایک لقب طٰہٰ بھی ہے۔

اسم مبارک طٰہٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ مبارک کے انوار اور تجلیات کی جانب ایک تمثیل ہے۔

ارشاد خداوندی!

طٰهٰ۔۴؎

ترجمہ۔اے بدر کامل! ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نہیں اتارا کے آپ مشقت میں پڑ جائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ نہ کسی شخص کو سخی، بہادر اور روشن چہرے والا دیکھا۔۵؎

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک چاندنی رات میں دیکھا بخدا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاند سے زیادہ حسین ہیں۔۶؎

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یٰسین، طٰہ، طواسین اور حوامیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے دی گئی ہیں۔۷؎ (طواسین سے مراد نمل، شعرا اور قصص جبکہ حوامیم سے مراد مومن، حٰم السجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان جاثیہ اور احقاف ہیں)۔

بقول اقبال!

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین وہی طٰہ۔۸؎

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى۔۹؎۔ترجمہ۔رحمٰن عرش پر متمکن ہے۔

الرَّحۡمٰنِ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی بے حد رحم کرنے والا۔

الرَّحۡمٰن کا مادہ (ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (۵۷) مرتبہ آیا ہے اللہ کے دونوں اسماء مبارک یعنی الرَّحۡمٰن اور الرَّحِيۡمِ کا مادہ (ر۔ح۔م) ہے جبکہ رحمت کا صرف یہی ایک مادہ ہے جس سے اللہ کے اسما الرَّحۡمٰن اور الرَّحِيۡم بنے۔۱۰؎

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں حروف مقطعات پر خاصی بحث کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے الر کی تفسیر میں فرمایا! انا اللہ اری۔ میں اللہ دیکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک دوسری روایت ہے الر۔حم۔اورن سے مل کر اللہ تعالیٰ کا نام الرَّحْمٰنِ بنتا ہے۔

قتادہ سے یہ روایت ہے، یہ حروف یعنی الرقرآن کریم کے اسماء ہیں۔ ۱۱

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کے رحمت اس رقت قلبی کا نام ہے جس کا تقاضا محروم پر رحم کیا جائے کبھی یہ لفظ رقت کے معنی اور کبھی صرف احسان کے معانی میں مستعمل ہے تاہم جب رحمت صفت الٰہی کے معانی میں ہوتو وہ صرف اورصرف احسان اورافضال ہے جبکہ اگرکسی انسان میں یہ صفت ہوتو وہ رقت اورشفقت کے ہم معنی ہوگی الرَّحْمٰنِ کا اطلاق اللہ کے سوا کسی دوسرے پر جائز نہیں کیونکہ الرَّحْمٰنِ کے معانی جس کی رحمت ہر شے پر محیط ہو چنانچہ یہ صفت الٰہیہ صرف اورصرف اللہ جلا جلالہ کو ہی زیب دیتی ہے کیونکہ اسی کی رحمت ہر شے پر محیط ہے دوسری جانب الرَّحِیْمِ کے مقابلے میں اسم الرَّحْمٰنِ میں زیادہ شدت اور جوش ہے جس میں اللہ کی رحمت اور محبت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں ایک ہیجانی اورطوفانی کیفیت پوشیدہ ہو۔

اسم اَلرَّحْمٰنُ کا نظام کائنات میں کردار:

اَلرَّحْمٰنُ عربی زبان میں نہایت مبالغہ کے صیغہ ہے اس کو سمجھنے کے لئے ہم اپنی زبان میں کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں جیسے کوئی شخص بہت زیادہ سخی اور فیاض ہوتو ہم اس کی تعریف میں حاتم طائی کی مثال پیش کرتے ہیں یا کوئی حسین ہوتو ہم اس کے حسن کی شدت کو حسین وجمیل کہہ کر واضح کرتے ہیں اسی طرح سے اگر کوئی ذہین ہوتو ہم اس کو بلا کا ذہین کہتے ہیں کسی لمبے قد کے انسان کو لمبا تڑنگا، موٹے کو موٹا تگڑا، گورے کو گورا چٹا، کالے کو کالا کلوٹا وغیرہ کہہ کر اپنے موقف میں وزن پیدا کرتے ہیں۔

اسی طرح سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں یہ اشارہ ملتا ہے جب الرَّحْمٰنِ کی صفت بے کراں کو الرَّحِیْمِ کے ساتھ متصل کرتے ہوئے اللہ کی بے انتہاء رحمت کا ذکر وادراک دراصل عقل انسانی کی طاقت سے باہر ہے انسان اگر اپنی ساری عمر بھی صفت الرحمٰن کو سمجھنے میں لگا دے لیکن پھر بھی وہ اس صفت کی آگہی سے ناآشنا ہی رہے گا۔

لغات العرب میں نہایت شدت اور جوش کے اظہار کے لئے کچھ الفاظ اس قسم کے نظر آتے ہیں مثلاً اگر عرب بھوک کی شدت سے بے چین ہوگا تو کہے گا کے انا جوعان (میں بہت شدید بھوکا ہوں) اگر وہ پیاس کی شدت سے مرا جارہا ہوگا تو کہے گا کے انا اب شان یعنی (میں پیاس سے مرا جارہا ہوں) اگر وہ بہت شدید غصے میں ہوگا تو ہے گا کے انا غضبان یعنی (میں بہت زیادہ غصے میں ہوں)۔ اسی طرح سے الرَّحْمٰنِ کا مطلب اللہ تعالی کی انتہائی درجے کی محبت، رحمت اور شفقت جو وہ اپنی مخلوقات سے کرتے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

ترجمہ۔شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔ ۱۲ ؎ ترجمہ۔الرَّحْمٰنِ عرش پر متمکن ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ ۱۳

ترجمہ۔اَلرَّحْمٰنُ نے قرآن کی تعلیم دی اور انسان کو خلق کیا۔

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ ۱۴

ترجمہ۔تم الرَّحْمٰنِ کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں دیکھو گے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ ۱۵

ترجمہ۔تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ رحمن ہے، رحیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ ۱۶

ترجمہ۔تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمٰن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ ۱۷

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔ ۱۸؎

رحم کرنے والوں پر الرَّحْمٰنِ رحم کرتا ہے زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ ۱۹؎

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ۲۰؎

جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ ۲۱؎

بدبخت انسان کے دل سے ہی رحم کو سلب کر لیا جاتا ہے۔ ۲۲؎

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے بڑا سود یہ ہے کے مسلمان کی عزت کو ناحق پامال کیا جائے اور یہ رحم رحمٰن کی پیچیدہ شاخوں میں سے ہے جس نے اس کو قطع کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کردے گا۔ ۲۳؎

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک جب اللہ تعالی مخلوق کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا تو رحم کھڑا ہو گیا اور کہا کے یہ وہ جگہ ہے کے جہاں تجھ سے قطع کرنے سے پناہ مانگی جاتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا! ہاں کیا تو اس بات سے راضی ہے کے جو تجھ سے وصل رکھے گا میں اس سے وصل رکھوں گا اور جو تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا رحم نے کہا کے کیوں نہیں اللہ تعالی نے فرمایا کے پس یہ تم کو مل گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو۔

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤی اَبْصَارَهُمْ۔ ۲۴

ترجمہ۔ بعید نہیں اگر تم کو زمین میں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور رشتے توڑو گے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرا اور اندھا بنا دیا۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۳۔سورہ الشّمس۔آیت۔۶۔
۴۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۔
۵۔سنن درامی۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی۔۱۴۰۷ھ۔
۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۸۔کلیات اقبال۔علامہ محمد اقبال۔مرتب۔پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی۔مکتبہ دانیال لاہور۔۔
۹۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۵۔
۱۰۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۱۔الجامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۱۱۔ص۔۱۰۵۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔
۱۲۔سورہ طٰہٰ۔۵۔
۱۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۔۴۔ ۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۰۔
۱۴۔سورہ الملک۔آیت۔۳۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت ۱۶۳۔۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۱۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۱۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۲۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث۔۳۵۷۔مطبوعہ دار۔
۲۴۔سورہ محمد۔۲۲۔۲۳۔

۲۱۔سورہ الانبیاء (نبی کی جمع)

نام:

الانبیاء۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو جمع کا صیغہ ہے، اس کا واحد نبی ہے، نبی کے معانی غیب کی خبر دینے والا۔

شانِ نزول:

سورہ **الانبیاء** مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱۲ ہے جبکہ اس سورہ میں کل رکوع کی تعداد ۷ ہے۔

مضامین:

۱۔عقائد اسلام۔

۲۔قصص الانبیاء۔

۳۔قیامت کی ہولناکی کا ذکر۔

۴۔کفار کے باطل نظریات اور افکار کا ذکر۔

۵۔نیک اور بد افراد کی جزا اور سزا کا بیان۔

۶۔آگ نمرود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا ہو جانا۔

۷۔زمین اور آسمان باہم جڑے ہوئے تھے۔

۸۔قیامت کا بیان۔

۹۔سورہ الانبیاء میں کئی انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے۔

آتش نمرود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا ہو جانا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں بت پرستی ہوتی اور بت تراش کر بازار میں بھی بیچے جاتے، آپ اس بت پرستی کی لعنت سے تنگ تھے چنانچہ ایک دن موقع غنیمت جان کر آپ نے تمام بتوں کو توڑ دیا، اور کلہاڑا بڑے بت کی کاندھوں پر رکھ دیا، لوگوں کو معلوم تھا کے آپ ہی بتوں کے دشمن ہیں لہٰذا جب آپ سے باز پرس کی گئی تو آپ نے کہا کے بڑے بت کے کاندھے پر کلہاڑا ہے اسی سے پوچھو یہ بت اسی نے توڑے ہیں لیکن لوگ یہ بات ماننے کے لئے تیار نا تھے ہوتے ہوتے یہ بات حاکم وقت نمرود تک پہنچی، چنانچہ اس نے حضرت ابراہیم کو سزا دینے کے لئے ایک بہت بڑی آگ تیار کی، روایت میں آتا ہے کے ایک بہت گہرا گڑھا کھودا گیا جس میں لکڑیوں کا انبار جمع کر کے اس میں آگ لگائی گئی۔ راوی لکھتا ہے کے یہ آگ روئے زمین کی ایک بہت بڑی آگ تھی اور اتنی بڑی آگ اب تک کسی نے نا دیکھی تھی، جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اور اس کے پاس جانا محال ہو گیا تو آپ کو اس آگ میں پھینک دیا گیا۔

ضحاکؒ فرماتے ہیں، بہت بڑا گڑھے کو بہت ہی گہرا کھودا گیا جس میں آگ کے تیز شعلے نکل رہے تھے اس میں خلیل اللہ کو ڈال دیا لیکن آگ نے آپ کو چھوا تک نہیں یہاں تک کے اللہ عز وجل نے اسے بالکل ٹھنڈا کر دیا۔

قتادہؒ فرماتے ہیں اس دن تمام جانور آگ بجھانے کی کوشش کرتے رہا سوائے گرگٹ کے۔

حضرت زہریؒ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کے مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے اور اسے فاسق کہا ہے۔

حضرت عطیہ عوفی فرماتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں جلائے جانے کا تماشا دیکھنے کے لئے کافروں کے بڑے بڑے سردار بھی آئے، ادھر خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آگ میں سے ایک چنگاری اڑی جوان سرداران کے انگوٹھے پر آ پڑی ہے اور انھیں اس آگ نے کھڑے کھڑے جلا کر راکھ کر ڈالا۔

سلف سے منقول ہے کے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور

فرمایا کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ آپ نے جواب دیا آپ سے تو کوئی حاجت نہیں البتہ اللہ تعالیٰ سے حاجت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، بارش کے داروغہ فرشتے کان لگائے تیار تھے کے کب اللہ کا حکم ہو اور اس آگ پر بارش برسا کر اسے ٹھنڈی کر دیں۔ ا؎

اللہ نے آگ کو براہ راست حکم دیا!

قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ ۔ ۲

ترجمہ۔ ہم نے حکم دیا اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا)۔

روایت میں آتا ہے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چالیس دن تک اس آگ میں رکھا گیا لیکن اس آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جسم کے ایک روئیں تک کو نقصان نا پہنچایا۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اگر آگ کو صرف ٹھنڈا ہونے کا حکم دیتے تو پھر ٹھنڈک بھی آپ کو ضرر پہنچاتی، اس لئے آگ کو ٹھنڈک کے ساتھ سلامتی بن جانے کا حکم بھی دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے زندہ صحیح سلامت نکلے اس وقت آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے یہ دیکھ کر آپ کے والد نے کہا! ابراہیم تیرا رب بہت ہی بزرگ اور بڑا ہے۔

قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ ۔ ۳

ترجمہ۔ ہم نے حکم دیا اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا)۔

اس آیت میں اللہ کا ایک اسم صفاتی سلام مذکور ہے، پروفیسر رفیق احمد لکھتے ہیں، اسم سلام نے آگ کو ٹھنڈک اور سلامتی میں بدل دیا۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! ہر تجلی کے دو حصے ہیں، پہلی حصے میں اس کی اپنی صفات جیسے صفت کریم، رحیم، علیم، قدیر، سمیع اور بصیر جبکہ صفت کے بقیہ حصے میں مزید صفات قدرت اور رحمت ہر صفت کے ساتھ منسلک ہیں۔

السلام۔عربی زبان کا لفظ ہے،۔۴؎

السلام۔(س۔ل۔م) سے مشتق ہے۔

السلام۔اللہ کا یہ اسم صفاتی قرآن کریم میں (۱) مرتبہ آیا ہے۔

السلام۔کے مادے سے **اسلام السلام، سلیم، السلم، استسلم، مسلم اور للسلم** جیسے الفاظ نکلے ہیں۔

السلام۔اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی بے عیب اور سلامتی کے ہیں یعنی کائنات میں سلامتی کی جتنی بھی اشکال ہیں وہ تمام کی تمام اپنی نہایت مرئی اور غیر مرئی صورت میں ذات باری تعالیٰ سے ہی صادر ہیں اللہ تعالی اپنی مخلوق کو ہر قسم کی مشکلات اور مصیبتوں سے بچاتے اور ان کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کی ذات سراسر سلامتی ہے۔

تاج العروس نے السلام کے اس معنی عیوب اور نقائص سے پاک ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کے السلام کے اصل معنی یہ ہیں جس سے دوسری چیزیں اور اشیاء کائنات سلامتی حاصل کریں اس اعتبار سے اللہ کی صفت السلام اس معانی میں کے وہ نظام کائنات نہایت بہترین انداز اور سلامتی کے ساتھ چلا رہا ہے جس میں ذرا برابر بھی نقص، ابتری اور کجی و کمی نہیں۔

سلام۔کے ایک معنی آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت کے ہیں۔عربی زبان میں 'السلم' سیڑھی کو بھی کہتے ہیں یعنی کسی بلند مقام پر پہنچنے کا آسان، محفوظ اور قابل اعتماد ذریعہ کو السلم کہا جاتا ہے بالفاظ دیگر اس کے ایک معنی سلامتی اور خیر و عافیت کے ساتھ اللہ تک رسائی یا اس کی معرفت کے بھی ہیں۔

'السلم والسلام' کے معنی اطاعت، سپردگی اور احکامات الٰہی کی پیروی کے بھی ہیں۔

نواب صدیق حسن خان نے (س۔ل۔م) میں نرمی اور انکسار کے پہلو کی وضاحت فرمائی ہے۔

استسلم لکم طریق کے معنی کسی انسان کا میانہ روی اختیار کرنا اور راستے چلتے ہوئے لغویات اور بیہودیات سے اجتناب کرنا۔

استسلم الزرع کے معنی کھیتی کی بالیاں نکل جانا یعنی کوششوں کا نتیجہ نکلنا۔

اسی مادہ سے ایک عربی لفظ **السلمۃ** بھی نکلا ہے جو عام طور پر خواتین کے بے حد حسن و جمال اور نرمی

ونازکی کی جانب اشارہ کرتا ہے چنانچہ اس کے ایک معنی حسن وزیبائی اور خوشنمائی کے بھی ہیں۔۵؎

اسم السلام کا نظام کائنات میں کردار:

السلام اللہ کا ایک صفاتی نام ہے جس کے معنی نرمی، خوبصورتی، خوشنمائی، سلامتی، حفاظت، توجہ، اعتماد، سپردگی، درست سمت اور آسانی کے ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

اَلسَّلٰمُ۔۶؎۔ترجمہ۔(اللہ) سراسر سلامتی ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔۷

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے کے اۓ میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتیاں کر چکے ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک وہ ہی بہت بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

نظام کائنات اور خود انسان کی اپنی ذات میں اس اسم مبارک کی نفوذ پذیری موجود ہے اگر خیر اور سلامتی دنیاۓ کائنات سے اٹھ جاۓ تو پھر اگلا منظر تو خونریز جنگوں اور قیامت کا ہی ہوگا اسی لئے سلام اور سلامتی کی دعا کو اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی اور مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام میں پہل کی تلقین کی گئی یعنی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے سواۓ خیر اور عافیت کے کچھ نہیں۔

السلام اللہ کا صفاتی نام ہے تاہم اس صفت کو دنیا میں عام کرنے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے۔

اسم **السلام** کی مفسرین کرام نے دو تعریفیں بیان کی ہیں۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کے **السلام** وہ ذات ہے جو تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے اور اپنی ذات وصفات اور افعال میں کامل و یکتا ہے۔۸؎

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کے **السلام** سے مراد وہ ذات جس سے حفاظت اور عافیت کی امید رکھی جاۓ۔۹؎

سفیان بن عنیہ لکھتے ہیں کے انسان تین مواقع پر وحشت زدہ ہوگا۔

ا۔ جب وہ اس دنیا میں پیدا ہوا یعنی نو ماہ تک وہ ایک الگ نوعیت کے محل و مستقر میں مقید تھا پھر جس روز اس کی پیدائش عمل میں آئی تو وہ اس عالم ناسوت میں وارد ہوا یہ دنیا اس دنیا سے قطعی الگ نوعیت کی تھی۔

۲۔ جس دن انسان اس دار فانی سے کوچ کرے گا اور ایک دوسرے عالم میں وہ وارد ہوگا تاہم اس اس دوسرے عالم کی مخلوقات یعنی فرشتوں سے اس کی ملاقات بھی ہوگی۔

۳۔ جب صور پھونکا جائے گا اور تمام انسان دوبارہ زندہ ہوکر اللہ کے روبرو کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے یعنی میدان محشر قائم ہوگا اور میزان عدل پر اعمال تولے جارہے ہوں گے تاہم ان تینوں ایام میں انسان وحشت زدہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان ایام کی وحشت سے بچایا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ۔۱۰

ترجمہ۔ اس (یحییٰ) پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوۡمَ وُلِدْتُّ وَيَوۡمَ اَمُوۡتُ وَيَوۡمَ اُبۡعَثُ حَيًّا ۔۱۱

ترجمہ۔ (عیسیٰ نے کہا) جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلام (ورحمت) ہے

حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنی پیدائش کے وقت روئے نہیں تھے، اسی حوالے سے روایت ہے، جب بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو اس کو ناف کے مقام پر شیطان چھوتا ہے جس کی وجہ سے بچہ روتا ہے لیکن حضرت عیسیٰ ابن مریم کو پیدائش کے وقت شیطان نے نہیں چھوا۔

اللہ تعالیٰ جس پر چاہیں اپنا فضل خاص فرماتے ہوئے جس انسان کو چاہیں اسے ان ایام کی وحشتوں سے بچا سکتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

الَّذِيۡنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيۡنَ ۙ يَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمُ

ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کے وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کے تمھارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے جاؤ جنت میں اپنے دنیاوی اعمال کے بدلے میں۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ
اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے ان پر فرشتے نازل ہوں گے کہ تم خوف نہ کرو اور رنج نہ کرو اور خوش ہو جاؤ جنت کی خبر سے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کے بارے میں سب یہ جانتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی نہایت غم گسار زوجہ تھیں اور انھوں نے رسول ﷺ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں اپنے مال کو دل کھول کر خرچ کیا تاہم ان کی انھی خدمات کو سراہتے ہوئے اللہ تعالی نے انھیں حضرت جبرائیل علیہ السلام ے ذریعے سلام بھیجا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ نے جب رب کا سلام سنا تو آپ نے جواب میں کہا! رب تو خود السلام ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام پر سلامتی ہو اور اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ۱۴

حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ نے اللہ کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام نہیں کہا بلکہ انھوں نے اپنی عقل سلیم سے کہا کہ! اللہ تو خود السلام ہے یعنی مخلوقات کو تو سلام کا جواب دیا جاتا ہے لیکن اللہ کی ذات تو خود سراسر سلامتی یعنی السلام ہے۔

کائنات میں جا بجا ہمہ وقت اسم السلام کی نفوذ پذیری نظر آتی ہے مثلاً حادثات سے معجزانہ طور پر بچ جانا، کسی مہلک بیماری سے شفایاب ہوجانا، کسی خطرناک آپریشن کا کامیاب ہوجانا، کسی کٹھن امتحان یا حالات سے بخیر و عافیت نبرد آزما ہونا، قاتلانہ حملے میں بال بال بچ جانا، کسی ظالم اور شقیق القلب انسان کے زیر سایہ کسی معصوم یا مظلوم کی پرورش کا ہونا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے زیر سایہ ہوئی جبکہ فرعون نے قوم بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کی موت کے پروانے پر دستخط کر رکھا تھا، جان، اولاد عزت و آبرو کی حفاظت، مال کی سلامتی یعنی کسی

خوفناک آتش زدگی، حادثے یا چوری ڈکیتی کی واردات میں مال کا بحفاظت رہنا۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔۱۵

یعنی جس مال میں سے زکوۃ نکال دی جاتی ہے وہ مال اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے زکوۃ کو رزق کے لئے سبب کے طور پر واجب کیا ہے۔ اپنی دولت کی حفاظت زکوۃ کے ذریعے سے کرو۔

ارشادخداوندی:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۔۱۶

ترجمہ۔ رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا گیا ہے۔

جنت کے سات نام ۔۱۔ دارالسلام ۔۲۔ دارالجلال ۔۳۔ جنت عدن ۔۴۔ جنت الماوی ۔ ۵۔ جنت الخلد۔۶۔ جنت النعیم ۔۷۔ جنت الفردوس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! السلام اللہ تعالی کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جس کو اللہ نے زمین پر اتارا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر سے گزرتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے اور وہ قوم اس کو جواباً سلام کرتی ہے تاہم سلام میں پہل کرنا یا سلام کو یاد دلانے والے کو ایک درجہ زیادہ فضیلت حاصل ہے اور اگر (وہ قوم یا فرد) جواب نہ دے تو فرشتے اس سلام کا جواب دیتے ہیں۔۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور راتوں کو جب سب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔۱۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرض نمازوں کے بعد یہ دعا مانگا کرتے۔

اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یاذوالجلال والاکرام۔[19]

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے۔ اے بزرگی والے عزت والے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کے اسلام میں سب سے بہترین عمل کون سا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم کھانا کھلاؤ اور جاننے اور نا جاننے والوں کو سلام کرو۔۲۰؁

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! سلام کو خوب پھیلاؤ تا کہ تم بلند ہوجاؤ۔۲۱؁

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ سے قریب ترین شخص وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔۲۲؁

سلام کا جواب دینا دوسرے مسلمان کا حق ہے۔۲۳؁

ایک دوسری روایت ہے، سلام میں پہل کرنے والے کو ۳۰ نیکیاں جبکہ جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کے ایک شخص دوسرے شخص کو صرف پہچان کی بنیاد پر سلام کرے
(نہ کے مسلمان ہونے کی بنیاد پر)۔۲۴؁

حضرت امامہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! لوگوں میں اللہ کے قرب کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔۲۵؁

حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سلام میں پہل کرنے والا شخص تکبر سے بری ہوتا ہے۔۲۶؁

حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو اس گھر والوں کو سلام کرو یہ تمھارے اور تمھارے گھر والوں کے لئے باعث برکت

ہے۔ ۲۷؎
عمران بن حصین بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے اس کو دس نیکیاں مل گئیں۔ ایک دوسرا شخص آیا اس نے کہا کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے اس شخص کو بیس نیکیاں مل گئیں پھر ایک تیسرا شخص حاضر ہوا جس نے کہا کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کے اس شخص کو تیس نیکیاں مل گئیں۔ ۲۸؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

اسلام:

حضرت علیؑ نے فرمایا! میں تمھارے سامنے اسلام کی ایسی تفسیر کروں کے اس سے پہلے ایسی تفسیر کسی نے نہ کی ہوگی، اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادائے گی ہے اور ادائے گی عمل ہے۔
لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو تو سچے مسلمان بن جاؤ گے۔
بہترین مسلمان وہ ہے کے جس کی لگن اور تیاری آخرت کے لئے ہو اور جس کی امید وخوف مساوی ہوں۔
اسلام کا ہدف ومقصد اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اسلام کا ظاہر درخشاں اور باطن دلکش ودلنواز ہے۔
مومن کی پہچان یہ ہے کے وہ سلام میں جلدی اور پہل کرتا ہے جبکہ منافق کی پہچان یہ ہے کے وہ انتظار کرتا ہے کے لوگ اس کو سلام کریں۔
اسلام سے زیادہ گناہوں سے روکنے والی کوئی دوسری شے نہیں ہے۔ ۲۹؎

آسمان اور زمین باہم جڑے ہوئے تھے:

اَوَ لَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا

فَفَتَقْنٰهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ ۳۰

ترجمہ۔ کیا کافروں نے نہیں دیکھا کے آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟۔

مندرجہ آیت کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کے کسی دور میں زمین اور آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے پھر اللہ تعالی نے انھیں اپنی رحمت خاص سے جدا کیا یہ بات اور کلیہ تو قرآن آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بیان کر چکا لیکن ماہرین فلکیات کو اس گتھی کو سلجھانے میں صدیاں گزر گئیں۔

ارشاد خداوندی ہے!

کیا کفار کو یہ نظر نہیں آیا کے زمین اور آسمان پہلے بند تھے پھر ہم نے انھیں کھول دیا۔ ۴؎

اس آیت میں كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا۔ ۳۱؎ کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں اس میں لفظ رَتْقًا کے معنی ہیں باہم جڑی ہوئی، ملی ہوئی۔

اسی آیت میں اللہ تعالی آگے وضاحت فرمارہے ہیں والارض بعد ذلک دحھاہ یہاں لفظ دحاھا سے مراد کسی چیز کو وسیع کر دینا، بچھا دینا، الگ الگ کر دینا یا پھر جدا کر دینا یعنی ثابت ہوا کے اجرام فلکی (ارض وسماء) پہلے کبھی آپس میں باہم پیوست تھے پھر انھیں الگ الگ کیا گیا اس طرح سے زمین کے کرہ کا جداگانہ وجود عمل میں آیا پھر اس میں مزید توسیع، تغیر اور ہمواری پیدا کی گئی لہٰذا قرآن اس کیفیت اوور حقیقت کو 'دحاھا' سے تعبیر کر رہا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ السَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا اور ہم اس میں ہر آن توسیع کر رہے ہیں۔

اَوَ لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
فَفَتَقْنٰهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا اور پانی سے ہر زندہ

چیز کو پیدا کیا، کیا وہ ہماری اس خلاقی کو نہیں جانتے ہیں؟۔

وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ۔ ۳۴ ۔۔ترجمہ۔اس کے بعد ہم نے زمین کو پھیلایا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ ۔ ۳۵

ترجمہ۔وہ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور اتنی ہی زمینوں کو بھی پیدا کیا، ان میں اللہ کا حکم اترتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں اگر میں حقیقت تم پر کھول دوں تو تم کافر ہو جاؤ گے، لوگوں نے پوچھا کیوں؟ تو آپ نے جواب میں کہا تمھاری عقل اس کو رد کر دے گی اور قرآن کی آیات یا تفسیر کے رد سے مسلمان کفر کے درجے میں چلا جاتا ہے پھر آپ نے سورہ طلاق کی آیت نمبر ۱۲ (وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ) کی تفسیر میں فرمایا یہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں تمھارے نبی کے مثل ایک نبی آیا ہے یعنی آدم کی مثل آدم، نوح کی مثل نوح، ابراہیم کی مثل ابراہیم اور عیسیٰ کی مثل عیسیٰ آئے ہیں۔ ۳۶

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد الحنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ) لکھتے ہیں جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کے یہ سات زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر منطبق ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت ہے، زمین کی موٹائی بھی ۵۰۰ برس کی مسافت جتنی ہے اور آسمانوں کی مسافت اور ان کی موٹائی بھی ۵۰۰ برس کی مسافت جتنی ہے جبکہ ہر زمین میں اللہ کی مخلوق، فرشتے اور جن رہتے ہیں، الماوردی یہ کہتے ہیں اسی بناء پر اسلام کی تبلیغ صرف اوپر والی زمین کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ ۳۷

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ان کے قریب ہی بیٹھے تھے ایسے میں ایک بادل کا ٹکڑا جب ان کے سروں کے اوپر سے گزرا تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ بادل ہیں اور یہ زمین کے کونے ہیں، اللہ تعالیٰ اس بادل کو

اس قوم کی طرف بھیج رہا ہے جو نا اللہ کا شکر ادا کرتی ہے اور نہ ہی اس کو پکارتی ہے پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمھارے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہلا آسمان ہے، یہ محفوظ چھت ہے اور موج مکفوف ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو تمھارے اور اس آسمان کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو معلوم ہے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا! تمھارے اور اس آسمان کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر فرمایا! کیا تم جانتے ہو اس آسمان کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اس آسمان کے اوپر دو آسمان ہیں اور ان دونوں کے درمیان بھی ۵۰۰ برس کی مسافت ہے یہاں تک کے آپ ﷺ نے سات آسمانوں کو گنا اور ہر دو آسمان کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کیا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس کے اوپر عرش ہے اور اس کے اور آسمان کے درمیان بھی ۵۰۰ برس کی مسافت ہے پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا بتاؤ تمھارے نیچے کیا ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا! یہ زمین ہے پھر آپ نے ہر دو زمین کے درمیان ۵۰۰ برس کی مسافت بیان فرمائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کسی شخص کو زمین سے باندھ کر اس کر اس کے آخری سرے پر لٹکا دیا جائے تو وہ اللہ پر گرے گا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی!

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔۳۸

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے دن زمین (مٹی) کو پیدا فرمایا اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب فرمائے، پیر کے دن درخت پیدا فرمائے، منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا فرمایا، بدھ کے دن نور پیدا کیا، جمعرات کے دن

زمین میں جانور پیدا کئے اور جمعے کے دن کی آخری ساعتوں یعنی عصر اور مغرب کے درمیان آدم کو پیدا کیا۔۳۹ ؎

بگ بینگ تھیوری:

بگ بینگ تھیوری کے مطابق اربوں کھربوں سال قبل یہ کائنات نہایت گرم اور کثیف تھی پھر ایک عظیم دھماکہ جس کو وہ سائنسی زبان میں Big Bang Theory کہتے ہیں اس کے نتیجے میں یہ دنیا یا یہ کرہ ارض وجود میں آیا ماہرین کے مطابق یہ دھماکہ آج سے اندازاً ۷ء ۱۳ ارب سال قبل پیش آیا اور اس وقت سے آج تک یہ کائنات مسلسل ٹھنڈا ہونے اور وسعت کے عمل سے گزر رہی ہے قرآن کریم میں اس جانب اشارہ موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ۔۴۰

ترجمہ۔ ہم نے آسمان بنانے کی طرف توجہ دی اس وقت وہ دھواں تھا۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِهٖ۔۴۱

ترجمہ۔ اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں کے آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيۡنٰهَا بِاَيۡٮدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ۔۴۲

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو قوت اور قدرت سے پیدا کیا اور ہم اس میں ہر ان توسیع کر رہے ہیں۔

فَقَضٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا۔۴۳

ترجمہ۔ دو دن میں سات آسمان بنا دئے گئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا گیا۔

اس تھیوری کی بنیاد ۱۹۱۵ء میں البرٹ آئین اسٹائین کے پیش کردہ عمومی نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) کی ریاضتی مساوتوں پر ہے جبکہ ۱۹۲۲ء میں روسی طبیعات دان الیگزینڈر فرائیڈ مین نے ان مساوتوں کا یک مجموعہ مہیا کیا جس نے بگ بینگ تھیوری پر زیادہ تر حالیہ تھیوریٹیکل کام کے لئے ایک فریم ورک فراہم کیا پھر اسی نظریے کو بعد میں آنے والے دو سائنسدان مارٹن رائیل اور ایلن سینڈیج نے بھی پیش کیا ان کے مطابق کائنات ابتداء میں ایک نہایت کثیف اور دھویں دار مقام سے پھٹ کر وجود میں آئی ہے لہٰذا سائنسدان اس مقام کو اکائی یا

Singularity کا نام دیتے ہیں شروع شروع میں یہ اکائی نہایت گرم تھی جس کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے، بقول ماہرین کے ایک سیکنڈ کے سوویں حصے میں یہ اکائی ایک ابتدائی آگ کے گولے کی مانند پھیلتی چلی گئی اور اس کا درجہ حرارت تقریباً ایک سو ارب ڈگری کیلون (Kelvin) تھا۔ ۴۴؎

پھر بتدریج یہ آتشی گولا ٹھنڈا ہونا شروع ہوا یہی نہیں بلکہ اس کا پھیلاؤ بھی شروع ہوا یعنی آسمان اور زمین ایک زور دار دھماکے سے علیحدہ ہوگئے اس مثال کو اس آیت کے ذریعے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ ۴۵؎ ۔ترجمہ۔ کہہ دو میں پناہ مانگتا ہوں فلق کے رب کی۔

عربی زبان میں 'فلق' کے کئی معانی ہیں جبکہ اس کے بنیادی معنی اچانک پھاڑے جانے یا پھر ایک شدید دھماکے کے نتیجے میں الگ ہو جانے کے بھی ہیں۔ ۴۶؎

اب یہاں ماہرین کا Big Bang Theory کا یہ نظریہ ہے کہ یہ عظیم کائنات ایک زبردست دھماکے سے وجود میں آئی جبکہ یہ آیت اس نظریے کو Suport کر رہی ہے۔

مشہور سائنسدان آئین اسٹائین کا شہرہ آفاق نظریہ یعنی 'نظریہ اضافیت' (Theory of Relativity) اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے! مادہ اور توانائی ایک موقع پر ایک ہی چیز تھیں۔ ۴۷؎

جدید سائنسی تحقیقات اور بگ بینگ تھیوری نے نا صرف انسانی سوجھ بوجھ کو بڑھایا بلکہ کائنات کی جزئیات اور کلیات تک رسائی کو بھی ممکن بنایا چنانچہ اس نظریے کے تناظر میں ایک انتہائی شدید دھماکے نے زمین و آسمان کی بنیاد اور ان کی پیدائش میں ایک اہم کردار ادا کیا جبکہ یہی دھماکہ کہکشاؤں اور ستاروں کے مادی ڈھانچوں کے وجود کا بھی اصل سبب بنا لہٰذا حالیہ تحقیق کے مطابق اس عظیم دھماکے نے اپنا پہلا مرحلہ ایک سیکنڈ کے ایک اربویں حصے کے اندر اندر مکمل کیا جبکہ اس وقت کہکشاں اور ستاروں کو بنانے والا مادہ بھی بے حد گرم، پگھلا ہوا اور ایک ساتھ جڑا ہوا آمیزہ تھا لہٰذا اس کے الگ ہونے کا عمل ایک سیکنڈ کے ابتدائی ہزارہویں حصے میں مکمل ہوا۔ ۴۸؎

ماہرین ارضیات اور فلکیات کے ان قائم کردہ نظریات کی روشنی میں ہم سورہ الفلق کا مطالعہ اس

طرح سے کریں گے! میں پناہ مانگتا ہوں (بگ بینگ والی تخلیق کے) رب سے اور اس کی پیدا کی گئی اشیاء کے شر سے چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نا ہوگا 'کن' اور 'فلق' دونوں کے اسرار کائنات کے عظیم دھماکے میں ہی مضمر ہیں۔

امریکی ماہر فلکیات ایڈون ہبل نے ۱۹۲۹ء نے تحقیق کے بعد یہ نظریہ پیش کیا دور کی کہکشاؤں میں ہمہ گیر طور پر سرخ ہٹاؤ واقع ہوا ہے لہٰذا ہبل کی اس دریافت نے اس نظریے کو بہت معتبریت بخشی یعنی یہ بات ثابت ہوگئی کے کہکشائیں ایک دوسرے سے دور جارہی ہیں ہبل نے جانا کے زیادہ دور کی کہکشاں متناسب تیزی سے دور جارہی ہیں لہٰذا کائنات اس کے نتیجے میں مسلسل وسعت پارہی ہے لیکن آج بھی سائنسدان اپنی بے بسی کا اقرار کرتے ہوئے یہ مانتے ہیں کے ان کے پاس کائنات کی ابتدا سے متعلق درست معلومات کا فقدان ہے اگر چہ بگ بینگ تھیوری سے یہ وضاحت ہوتی ہے کے کائنات کی ابتداء یا پھر فوراً بعد کیا ہوا تھا لہٰذا سائنسدان کائنات کو بگ بینگ سے 10.43 سیکنڈ بعد تک جاننے کے قابل ہو گئے ہیں کیونکہ اس لمحے سے پہلے کے وقت کے لئے کشش ثقل کی کلاسیکی تھیوری موزوں نہیں رہی لہٰذا سائنس ایک ایسی تھیوری کی تلاش میں ہے جو کشش ثقل اور کوانٹم مکینیکس کو آپس میں مدغم کردے لیکن تا حال اس میں کامیابی نہ ہوسکی دوسری جانب کئی سائنسدانوں کو یہ امید ہے کے سٹرانگ تھیوری جسے (ایم تھیوری) بھی کہتے ہیں کشش ثقل اور کوانٹم مکینکس کو اکھٹا کردے گی اور وقت میں پیچھے کی جانب سفر آسان ہوجائے گا لیکن فی

الحال کائنات میں پیچھے کی جانب سفر کرنا ناممکن نظر آتا ہے نیز بگ بینگ تھیوری اس امر کی وضاحت سے بھی معذور ہے کے آخر بگ بینگ سے پہلے کیا تھا؟ تاہم یہ بھی ممکن ہے کے خود وقت کا آغاز بھی بگ بینگ سے ہی ہوا ہو لہٰذا پہلے کی بات کرنا بے معنی ہے اگر چہ پہلے سے بھی پہلے تک کی کھوج کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا جس کے سرے تک شاید کبھی نہ پہنچ سکیں لیکن بگ بینگ تھیوری کے مطابق کائنات اپنے اولین مائیکروسیکنڈز میں بہت تیزی سے پھیلی۔۴۹؎

کشش ثقل:

تمام اشیاء کے درمیان موجود قوت جو ایک دوسرے کو اپنی جانب کھینچتی ہے وہ کشش ثقل کہلاتی ہے یہ بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے تمام اجسام، مادے کی تمام اشکال اور ہر قسم کی توانائی پر اثر انداز ہونے والی ایک ہمہ گیر قوت ہے لہٰذا اگر آسمان پر نظر دوڑائیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کے آسمان پر موجود تمام اجسام فلکی جن میں شامل سورج، چاند، ستارے، کہکشانی نظام اور بہت کچھ ہے ان سب پر بھی کشش ثقل کی ہی مکمل حکمرانی ہے یہی وہ کشش ہے جو چاند کو کرہ ارض کے گرد اور دیگر سیاروں کو سورج کے گرد مدار میں رکھتی ہے یہی نہیں بلکہ ستاروں، سیاروں اور تمام کائنات پر اسی کشش کی حکومت قائم ہے کیونکہ تمام کہکشاں ایک دوسرے کے لئے اندرونی کشش رکھتی ہیں اگر چہ یہ اصطلاح صرف کرہ ارض کی تجاذبی کشش کے حوالے سے ہی استعمال ہوتی ہے لیکن اس کا دائرہ کار اور اثرات کی رینج بہت وسیع ہے کشش ثقل فطرت کی چار بنیادی قوتوں میں سے ایک عظیم قوت ہے۔
ارشادات خداوندی ہیں!

وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔۵۰

ترجمہ۔ وہی قادر مطلق ہے جو آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۚ وَ لَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ
اَمۡسَكَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ۔ ۵۱

ترجمہ۔ بے شک اللہ آسمان اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کے وہ موجودہ حالت کو نہ چھوڑ دیں اور اگر وہ چھوڑ بھی دیں تو پھر اللہ کے سوا ان کو کوئی تھام نہیں سکتا۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ۔ ۵۲

ترجمہ۔ ہم نے آسمان کو بغیر ستونوں کے کھڑا کیا۔

وَ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ الَّيۡلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ كُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ
يَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔ وہ قادر مطلق ہے جس نے رات اور دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا، وہ سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

لَا الشَّمۡسُ يَنۡۢبَغِىۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّيۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَ
كُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۵۴

ترجمہ۔ نہ سورج کی مجال ہے کے وہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور یہ سب ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ۔ ۵۵

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے سورج اور چاند کو قابو کر رکھا ہے۔

اب رہی دنیا کی پیدائش کے متعلق تخمینہ تو یہ بھی قیاس آرائی پر مبنی ایک مفروضہ ہے، تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے زمین پر اب تک پانچ ارب سال گزر چکے ہیں تاہم ان پانچ ارب سالوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ پہلا دور تقریباً نصف ارب سالوں پر محیط ہے۔

۲۔ دوسرا دور سترہ کروڑ سالوں پر محیط ہے۔

۳۔تیسرا دور ساڑھے چھ کروڑ سالوں پر مشتمل ہے۔

۴۔جبکہ چوتھا دور پچیس لاکھ سالوں پر پھیلا ہوا ہے۔

مختلف ماہرین ارضیات کی رائے میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے لیکن زیادہ تر ماہرین اسی اعداد و شمار پر متفق ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ)۔مکتبہ۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔۱۴۱۷ھ۔

۲۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۶۹۔

۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۶۹۔

۴۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور ۔

۵۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادراہ طلوع اسلام لاہور۔

۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔

۷۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔

۸۔تفسیر ابن کثیر۔علامہ امام ابوالفدا عماد الدین حافظ ابن کثیر (متوفی ۸۸۴ھ) ۔ج۔۳۔ص۔۲۸۹۔
سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔داالفکر بیروت۔۱۴۱۹ھ.

۹۔روح المعانی۔علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔ج۔۱۴۔ص۔۶۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت۔۱۴۱۷ھ۔

۱۰۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔

۱۱۔سورہ مریم۔آیت۔۳۳۔

۱۲۔سوہ النحل۔آیت۔۳۲۔

۱۳۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۳۰۔

۱۴۔الاستعاب فی المعرفہ الاصحاب۔حافظ ابوعمرو یوسف بن عبداللہ بن محمد عبدالبر۔(متوفی ۴۶۳ھ)۔ج۔۔ص ۳۸۱۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۵۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔۱۰۱۹۶۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔بیروت۔

۱۶۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۸۔

۱۷۔الترغیب والترھیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔(متوفی۔۶۵۶ھ)۔ج۔۳۔ص۔

۲۸۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۸۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔ ۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۱۹۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۲۱۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۲۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔ ۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۲۳۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۔مسنداحمد۔امام احمد بن حنبل(متوفی ۲۴۱ھ)مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔ بیروت۔
۲۷۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔ ۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۲۸۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔ ۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۲۹ تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۰۰۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۰۔سورہ الانبیاء۔آیت۔
۳۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔
۳۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔
۳۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰
۳۴۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۳۰۔
۳۵۔سورہ طلاق۔آیت۔۱۲۔
۳۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث

۔۱۸۹۱۹۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۷۔حاشیہ القونوی علی البیضاوی۔ج۔۹۔ص۔۱۴۷۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۲۹۸۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔الجامع الصحیح مسلم۔ابوالحسن مسلم بن الحجاج النیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ)۔کتاب المنافقین۔رقم الحدیث۔۲۷۔مکتبہ دارالاسلام الریاض۔۲۰۰۰ء۔
۴۰۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۱۔
۴۱۔سورہ روم۔آیت۔۲۵۔
۴۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۷۔
۴۳۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔
۴۴۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۱۱۷۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔
۴۵۔سورہ الفلق۔آیت۔۱۔
۴۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔ص۔۱۳۰۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۷۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۱۸۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔
۴۸۔قرآنی آیات اور سائنسی حقائق۔ڈاکٹر نور ہلوک باقی (ترکی) مترجم۔سید محمد فیروز شاہ۔ص۔۲۲۹۔انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی۔۱۹۹۶ء۔
۴۹۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔ص۔۴۶۷۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۵۰۔سورہ حج۔آیت۔۶۵۔
۵۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۴۱۔
۵۲۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔
۵۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۵۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۵۵۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۳۔

۲۲۔سورہ الحج۔(اسلام کا پانچواں رکن)

نام:

الحج۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی زیارت کا ارادہ ہے۔

شانِ نزول:

سورہ حج کی کچھ آیات مکی اور کچھ آیات مدنی ہیں، سورہ حج میں کل آیات کی تعداد ۷۸ ہیں جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۱۰ ہیں۔

مضامین:

قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر، عذاب جہنم کا ذکر، حج کا ذکر، کفار کو راہ راست پر لانے کا حکم، گزشتہ امتوں کا احوال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی، کفار کے ساتھ جہاد کا ذکر وغیرہ، اس کے علاوہ صابی، نصاریٰ اور مجوسیوں کا ذکر۔

قیامت کا ہولناک زلزلہ:

سورہ الحج کی ابتدائی اور انتہائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے ہولناک زلزلے اور اس کی حشر سامانیوں کا تذکرہ کیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۔۱

ترجمہ۔لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک حادثۂ عظیم ہوگا۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

حَمۡلٍ حَمۡلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمۡ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيۡدٌ ۔ ۲

ترجمہ۔(اے مخاطب) جس دن تو اس کو دیکھے گا (اُس دن یہ حال ہوگا کے) تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی۔اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے۔اور لوگ تجھ کو متوالے نظر آئیں گے مگر وہ متوالے نہیں ہوں گے بلکہ (عذاب دیکھ کر) مدہوش ہو رہے ہوں گے، بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔

وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبۡعَثُ مَنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ۔ ۳

ترجمہ۔قیامت آنے والی ہے، جس میں شک نہیں، جو لوگ قبروں میں ہیں اللہ انھیں اٹھائے گا۔

ثَانِىَ عِطۡفِهٖ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ وَّ نُذِيۡقُهٗ
يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ۔ ۴

ترجمہ۔(اور جو تکبر سے) گردن موڑتا ہے تاکہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے گمراہ کرے، تو اس کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور قیامت کے دن ہم اسے عذاب (آتش) کا مزہ چکھائیں گے۔

فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ
رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِيۡمُ ۔ ۵

ترجمہ۔جو کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

يُصۡهَرُ بِهٖ مَا فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ وَ الۡجُلُوۡدُ ۔ ۶

ترجمہ۔جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔

وَلَهُمۡ مَّقَامِعُ مِنۡ حَدِيۡدٍ ۔ ۷

ترجمہ۔اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔

كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا مِنۡ غَمٍّ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا ۖ وَ ذُوۡقُوۡا
عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ۔ ۸

ترجمہ۔ جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف) کی وجہ سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

القیامۃ۔ قیامت:

القیامۃ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔و۔م) سے مشتق ہے۔ ۹؎

قام۔ قیاماً سے مراد کھڑا ہونا، متوازن ہونا یا کسی معاملے کا معتدل، محکم اور استوار ہونا۔

قیام۔ سے مراد ثابت اور دائم ہونا۔

اقام۔ سے مراد سیدھا اور درست ہونا۔

القیامۃ۔ سے مراد انسان کا یکبارگی اٹھ کھڑے ہونا۔

القیامۃ۔ کا لفظ قیام کے آخر میں ۃ کے اضافہ سے بنا ہے جس کے معانی یک بارگی اٹھ کھڑا ہونا۔

القیامۃ۔ سے مراد اس خاص گھڑی کا واقع ہونا جس میں انسان اچانک اٹھ کھڑا ہوگا۔

قیامۃ۔ کا لفظ قرآن کریم کی ان بنیادی اصطلاحات میں سے ہے جس کا مفہوم نہایت واضح اور جامع ہے یعنی وہ دن جس دن تمام مرے ہوئے انسان یک بارگی اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اللہ کے حضور اپنے نامہ اعمال کے ساتھ پیش کئے جائیں گے اور مرنے کے بعد دوسری زندگی میں داخل ہوجائیں گے۔

لفظ **قیامۃ** ایک انقلابی ظہور، روز آخر، آخرت، معاد، ساعت اور بعث وغیرہ کے مفاہیم میں قرآن کریم میں جگہ جگہ بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ ۱۰؎

ارشادات خداوندی:

وَمَآ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ۔ ۱۱

ترجمہ۔ قیامت محض پلک جھپکنے میں واقع ہوجائے گی بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے۔

اِنَّهُمۡ يَرَوۡنَهٗ بَعِيۡدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيۡبًا۔ ۱۲

ترجمہ۔ بے شک وہ یوم حشر کو بہت دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے بہت قریب دیکھ رہے ہیں۔

وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا

ترجمہ۔ہم قیامت کے دن ان کو ان کے مونہوں کے بل اٹھائیں گے اس حال میں کے وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے۔ ۱۳؎

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا
فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۔ ۱۴

ترجمہ۔لوگ صرف اس کا انتظار کر رہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آ جائے، سو بے شک اس کی نشانیاں آ چکی ہیں پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۔ ۱۵؎ ۔ترجمہ۔قیامت تم پر اچانک ہی آئے گی۔

وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ
بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ ۱۶

ترجمہ۔قیامت کے دن سب زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۟ۖ اِ السَّمَآءُ
مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۔ ۱۷

ترجمہ۔(قیامت کا دن) بچوں کو بوڑھا کر دے گا، اس دن آسمان پھٹ جائے گا، جس کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

قیامت کی نشانیاں:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ
اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۔ ۱۸

ترجمہ۔لوگ صرف اس کا انتظار کر رہے ہیں کے ان کے پاس قیامت اچانک آ جائے۔

سو بے شک اس کی نشانیاں آ چکی ہیں، پس جب (قیامت) ان کے پاس آئے گی تو ان کو نصیحت قبول کرنے کا موقع کہاں ملے گا۔

ضحاک اور حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے! اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمانا قیامت کی علامتوں اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ۱۹؎

قیامت کی نشانیوں میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے:

کنیزوں سے مالکوں کا پیدا ہونا۔ فقراء کا بلند و بالا عمارتوں کو بنانا اور بادشاہ بن جانا۔ ۲۰؎

علم کا اٹھ جانا، جہل کا بڑھ جانا، شراب کا زیادہ پیا جانا، زنا کی کثرت، مردوں کا کم ہو جانا اور عورتوں کا زیادہ ہو جانا، حتیٰ کے ایک مرد کا پچاس عورتوں کی کفالت کرنا۔ ۲۱؎

نا اہل کو منصب دیا جانا۔ یعنی امانت کا اٹھ جانا اور خیانت کا قائم ہونا)۔ ۲۲؎

کثرت مال کی وجہ سے زکوۃ کو قبول نہ کرنا۔ ۲۳؎

سرزمین حجاز سے آگ کا نکلنا۔ ۲۴؎

مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لینا، امانت کو مال غنیمت بنا لینا، زکوۃ کو جرمانہ سمجھنا، دین کے لئے علم کو حاصل نہ کرنا، مرد کا اپنی بیوی کی اطاعت کرنا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنا، دوستوں کو قریب کرنا اور اپنے باپ کو دور کرنا، مساجد میں شور مچانا، سب سے بدکار شخص کو اپنے قبیلے کا سردار بنا لینا، کسی شخص کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کرنا، گانے والیوں اور آلات موسیقی کا ظہور، امت کے آخری لوگوں کا پہلے لوگوں کو برا کہنا، سرخ آندھیوں کی کثرت، زلزلوں کی کثرت، زمین میں دھنسنے، شکل کے مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے کا ظہور۔ ۲۵؎

امام مہدی کا ظہور اور ان کا دنیا میں عدل کو قائم کرنا۔ ۲۶؎

دھویں کا ظہور، دجال کا ظہور، دابۃ الارض کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج کا نکلنا، تین بار زمین کا دھنسنا۔ ۱۔ مشرق میں۔ ۲۔ مغرب میں

۳۔ جزیرہ عرب میں ۔آگ کا لوگوں کو ہانک کر محشر کی جانب لے جانا، آندھی کا لوگوں کو سمندر میں گرا دینا۔ ۲۷

صور کا پھونکا جانا:

صور پھونکے جانے سے متعلق قرآن کریم میں کئی آیات بیان کی گئیں ہیں۔
جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ ۲۸

ترجمہ۔ایک زبردست چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جس کے درمیان سانس لینے کی بھی مہلت نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالی پہاڑوں کو اڑا دے گا تو وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے پھر وہ خاک کا ڈھیر ہو جائیں گے اور زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ لرز رہی ہوگی۔

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ۔ ۲۹

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا اور اس دن اسی کی حکومت ہوگی۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ۔ ۳۰

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سوائے جس کو اللہ چاہے سب گھبرا جائیں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ ۳۱

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا ہم گناہ گاروں کو اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ اکٹھا کریں گے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا۔ ۳۲

ترجمہ۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آؤ گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ
شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا۔تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے وہ سب فنا ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے

وَ اسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ۔ ۳۴

ترجمہ۔اے مخاطب غور سے سن! جب منادی قریب کی جگہ سے پکارے گی جس دن لوگ چیخ کی آواز کو برحق سنیں گے یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین پھٹ جائے گی تو وہ دوڑتے ہوئے نکلیں گے یہ حشر بپا کرنا ہم پر بہت آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ کفار کر رہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں پس آپ ان کو قرآن سے نصیحت فرمائے جو میرے عذاب کی وعید سے ڈرتا ہو۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا پس وہ اس وقت اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چلنے لگیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے؟
تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کے بعد کے مراحل کے لئے زیادہ اچھی تیاری کرتے ہیں یہی عقل مند ہیں۔ ۳۶
حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، قیامت کا دن مومن پر اتنی مقدار کا ہوگا جتنی مقدار ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی ہے۔ ۳۷
حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی مثل ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ساتھ ساتھ ملا کر فرمایا۔ ۳۸؎

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔ ۳۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔ ۴۰؎

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے! جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں! ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۴۱؎

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! حزب اللہ کی آنکھیں قیامت کے خوف سے جاگتی ہیں ان کے پہلو آرام سے نا آشنا ہیں اور ان کی زبان ہمہ وقت اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ کہ حزب اللہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔ خوش بخت ہے وہ انسان جس نے قیامت کو یاد رکھا، حساب کے لئے عمل کیا، جتنا رزق اللہ نے دیا اس پر قانع رہا، اللہ کی رضا میں راضی رہا۔ سفر قیامت کے لئے بدترین زادراہ اللہ کے بندوں پر ظلم ہے۔

عقلمند ہے وہ انسان جو قیامت کے لئے اسی دنیا میں عمل کرتا ہے۔

جو انسان اللہ کے لئے اخلاص اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے دنیا، آخرت اور معاشی حالات کے لئے پشت پناہی فرماتا ہے۔

جو قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ زادراہ کی فکر میں مبتلا رہتا ہے۔ وہ مومن نہیں جو

آخرت کی فکر نا کرے۔

جو اپنی آخرت کو سنوارتا ہے اللہ اس کی دنیا کو سنوارتا ہے۔ دنیا کی تلخی آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی ہے۔

امام حسن سے وصیت میں آپؑ نے فرمایا! جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کے دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے زندگی کے لئے۔ جیسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔

اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے۔

ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔ سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔ اس دن کے لئے عمل کرو جس دن کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہے اور اس دن اسرار سے پردہ ہٹ جائے گا، بلاشبہ تقویٰ تمام تر استحکام کی کلید ہے اور معاد کا ذخیرہ ہر غلامی سے نجات اور ہر طرح سے ہلاکت سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے خاص بندوں نے جو متقی ہیں انھوں نے دنیا اور آخرت دونوں سے فائدہ اٹھالیا۔ ۴۲ے

اہم نکتہ:

قرآن کریم اور کتب حدیث سے قیامت کا قائم ہونا ثابت ہے جبکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں عقیدہ آخرت کا شمار ہوتا ہے کیونکہ جب تک انسان عقیدہ آخرت کا اقرار اور یقین نہیں کرے گا وہ حلقہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا، انسان اس دنیا میں جس سے آیا ہے اسی دن سے وہ ہر لمحہ موت اور اگلی دنیا میں جانے کے سفر پر گامزن ہے یعنی جو انسان دنیا میں آ گیا اب وہ یہاں سے جانے کے لئے سفر میں ہے

قرآن کریم کے تقریباً ہر صفحے پر آخرت سے متعلق کوئی نا کوئی بات یا پیغام موجود ہے مثلاً موت، قبر، یوم آخرت، قیامت، حساب کتاب، جنت دوزخ، میزان، ثواب عذاب، صور کا پھونکے جانا، پل صراط، اعمال کی باز پرس اور قیامت کا زلزلہ وغیرہ۔

جس معاشرے میں عقیدہ آخرت کمزور پڑ جاتا ہے وہاں ہر طرح کے جرائم بڑھنے لگتے ہیں کیونکہ لوگوں کے دلوں سے موت کا خوف اور قیامت میں باز پرس کا ڈر نکل جاتا ہے جبکہ جن معاشروں میں عقیدہ آخرت مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے وہاں لوگوں کے دلوں میں خوف خدا ہوتا ہے اور وہ کسی بھی ظلم وزیادتی سے قبل یہ سوچتے ہیں کے ہمیں اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

قیامت کے قیام کے عقیدے پر یقین کا فلسفہ یہ ہے کے انسان ہر وقت اگلے جہاں کی تیاری میں لگا رہے اور ہر گناہ سے بچنے اور نیکی کو کرنے کی جانب مکمل تندہی سے راغب رہے کیونکہ جو لوگ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل بھی کردئے جائیں گے وہ وہاں اس بات پر ندامت محسوس کریں گے کے ہم نے دنیا میں بہت وقت ضائع کیا چنانچہ اس خفت اور ندامت سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کے ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہا جائے اور اللہ کی اطاعت اور عبادت کو نہایت دل جمعی سے ادا کیا جائے۔

بقول شاعر!

ہم خانہ بدوش لوگو کی یہ منزلیں نہیں
ہم اگلے جہاں کے لوگ ہیں اور راستے میں ہیں

الحج۔حج:

سورہ الحج میں اللہ تعالیٰ نے حج کے حوالے سے درج ذیل آیات ارشاد فرمائی ہیں!

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ اِۨلْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ وَ مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔[43]

ترجمہ۔جو لوگ کافر ہیں اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے اور مسجد محترم سے جسے ہم نے لوگوں کے لئے یکساں (عبادت گاہ) بنایا ہے روکتے ہیں، خواہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے، اور جو اس میں شرارت سے کج روی (وکفر) کرنا چاہے اس کو ہم درد دینے والے

عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَ الْقَآىِٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

ترجمہ۔ جب ہم نے ابراہیم کو بیت کی جگہ بتادی کے تم میرے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بناؤ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھنا۔

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔۴۵

ترجمہ۔ لوگوں میں حج کے لئے ندا کردو کے تمہاری پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور دراز راستوں سے چلے آتے ہو (سوار ہو کر) چلے آئیں۔

لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ ۔۴۶

ترجمہ۔ تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیئے ہیں ان پر خدا کا نام لیں، اس میں سے تم خود بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔

ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۔۴۷

ترجمہ۔ پھر اپنے میل وکچیل کو دور اور اپنی نذروں کو پوری کریں اور البیت العتیق کا طواف کریں۔

لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۔۴۸

ترجمہ۔ تمہارے لیے ان میں ایک مقررہ وقت تک منافع ہیں پھر ان کا پہنچنا ہے بیت عتیق تک۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۔ ۴۹

ترجمہ۔ ہم نے ہر اُمت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کر دیا ہے تا کہ جو مویشی چار پائے خدا نے ان کو دیئے ہیں (ان کے ذبح کرنے کے وقت) ان پر خدا کا نام لیں۔ سو تمہارا معبود ایک ہی ہے تو اسی کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ ۵۰

ترجمہ۔ قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لئے شعائر خدا مقرر کیا ہے۔ ان میں تمہارے لئے فائدے ہیں۔ تو (قربانی کرنے کے وقت) قطار باندھ کر ان پر خدا کا نام لو۔ جب پہلو کے بل گر پڑیں تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھ رہنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔ اس طرح ہم نے ان کو تمہارے زیر فرمان کر دیا ہے تا کہ تم شکر کرو۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔ ۵۱

ترجمہ۔ خدا تک نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون، بلکہ اس تک تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے، اسی طرح خدا نے ان کو تمہارا مسخر کر دیا ہے تا کہ اس بات کے بدلے کہ اس نے تم کو ہدایت بخشی ہے اسے بزرگی سے یاد کرو، اور (اے پیغمبر) نیکوکاروں کو خوشخبری سنا دو۔

حج۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ ج۔ ج) سے مشتق ہے۔ الحج کے معانی ارادہ یا قصد کرنا۔

الحج۔ بعض علماء لغت لکھا! اس کے معانی کسی باعظمت شے کا قصد کرنا یا بکثرت قصد کرنا۔

الحجۃ۔ایک سال کو بھی کہتے ہیں۔الحج کے معانی روکنا۔

حجۃ عن الشی۔سے مراد کسی چیز سے روک دینا، یا منع کرنا ہے۔

المحاجۃ ۔ایک دوسرے سے جھگڑنا یعنی جھگڑنے والا ہر فریق دوسرے فریق کو اس کے ارادے سے روکتا یا منع کرتا ہے۔

حجۃ۔دلیل کو بھی کہتے ہیں۔۵۲ے

حج کا تاریخی پس منظر:

حج کا ایک تاریخی پس منظر ہے جس کی تاریخ دنیا کی ابتداء سے بھی بہت پہلے کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے زمین کو بنانے سے 2000 سال قبل بیت اللہ کو بنایا تھا اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔مجاہد بیان کرتے ہیں، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بنایا پھر اس کے نیچے سے زمین کو پھیلایا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔۵۳

ترجمہ۔اس میں کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوگا امن والا ہوگا اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ ہے اس گھر کا حج کرنا جسے طاقت ہو اس گھر تک راہ طے کر کے جانے کی، اور جو شخص منکر ہو، اللہ عالمین سے بے نیاز ہے۔

تعمیر کعبہ:

علامہ احمد قسطلانی نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کے خانہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی۔

۱۔پہلی بار اللہ کے حکم سے فرشتوں نے تعمیر کعبہ کیا۔

۲۔دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے۔

۳۔تیسری مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام۔

۴۔ چوتھی مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۵۔ پانچویں مرتبہ قوم عمالقہ نے۔

۶۔ چھٹی مرتبہ جرھم نے۔

۷۔ ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب نے۔

۸۔ آٹھویں مرتبہ قریش نے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا تھا۔

۹۔ نویں مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب منشاء تعمیر کعبہ کی۔

۱۰۔ دسویں مرتبہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف ثقفی نے اس کو منہدم کر کے قریش کی بناء کے مطابق بنا دیا۔ ۵۴؎

الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ:

وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ۔ ۵۵؎۔ ترجمہ۔ قسم ہے **الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ** کی۔

الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ کالفظی معنی ہے آباد گھر اس سے مراد کعبہ ہے کیونکہ اس کا قصد کرتے ہیں اور حج کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں نے اس کو آباد کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا، **الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ** ساتویں آسمان میں ہے، جس میں ہر روز 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ اس میں ایک بار داخل ہو جاتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک اس میں دوبارہ داخل نہیں ہوگا۔ ۵۶؎

امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور کہا ہے یہ بات صحیح اور ثابت ہے کے ہر آسمان میں زمین کے کعبہ کے مقابل ایک بیت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا! **الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ** آسمان میں ہے اس کو الضراح (دور اور بلند) کہتے ہیں یہ بیت الحرام کی مثل ہے اور اس کی سیدھ میں ہے اگر وہ اوپر سے گرے تو کعبہ کے اوپر گرے گا اس میں ہر روز ایسے 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اس کو نہیں دیکھا اور اس کی آسمان میں ایسی حرمت ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے۔ ۵۷؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب معراج پر گئے اور جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی وہ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور اس میں ہر روز 70000 فرشتے داخل ہوتے ہیں، وہ پھر دوبارہ وہاں نہیں آئیں گے۔۵۸ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا! آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالی کے ۱۵ بیت ہیں سات آسمانوں میں اور سات زمینوں میں ہیں اور وہ کعبہ ہیں اور یہ تمام بیت کعبہ کے بالمقابل ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔۵۹ے۔ترجمہ۔اس کے متولی تو بس متقی ہیں۔

ارشادات خداوندی:

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔۶۰ے۔ترجمہ۔اللہ کی خوشنودی کے لئے حج اور عمرہ مکمل کرو۔

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔۶۱

ترجمہ۔یہ گنتی کے چند روز ہیں جو تمھیں اللہ کی یاد میں بسر کرنے ہیں۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔۶۲ے۔ترجمہ۔یقیناً حج کے مقرر مہینے ہیں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔۶۳

ترجمہ۔اللہ کے لئے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج فرض ہے جو اس تک راہ طے کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔۶۴ے۔ترجمہ۔حج کے مقررہ مہینے ہیں۔

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔۶۵

ترجمہ۔اس میں کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوگا امن والا ہوگا اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ ہے اس گھر کا حج کرنا جسے طاقت ہو اس گھر تک راہ طے کر کے جانے کی، اور جو شخص منکر ہو، اللہ عالمین سے بے نیاز ہے۔

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔ ٦٦

ترجمہ۔ اگر (حج) سے تم کو روک دیا جائے، تو قربانی کا جانور جو میسر ہو ذبح کر دو، اور اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈو جب تک کے قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔ ٦٧

ترجمہ۔ مشرکین نجس ہیں تو اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ایک صحابیہ نے جہاد کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمھارا بہترین جہاد ’حج‘ ہے۔ ٦٨ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جس شخص کو نہ تو کسی خاص ضرورت نے حج سے روکا ہو نہ ظالم حکمران نے نہ کسی مرض نے اور پھر بھی وہ حج نہ کرے اور اسی حالت میں مر جائے تو اللہ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ ٦٩ ؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح سے مٹاتا ہے جس طرح سے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے۔ ٧٠ ؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اللہ تعالی کا مہمان ہے۔ اللہ تعالی نے ان کو بلایا ہے تو انھوں نے حاضری دی ہے اور انھوں نے اللہ تعالی سے مانگا ہے تو اس نے انھیں عطا فرمایا ہے۔ ٧١ ؎

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے ماں، باپ میں سے کسی کی طرف سے ایک حج کیا تو یہ حج اس کو کفایت کرے گا اور اس کی روح کو آسمان میں بشارت دی جائے گی اور اللہ کے نزدیک اس شخص کو نیک لکھا جائے گا خواہ وہ ان کا عاق شدہ ہو

۔ایک دوسری روایت میں ہے کے جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی کے لئے حج کیا تو ان کے لئے ایک حج لکھا جائے گا اور کرنے والے کے لئے سات حج لکھے جائیں گے۔ ۷۲؎

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کوئی شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس کی طرف سے بھی قبول کیا جاتا ہے اور اس کے والدین کی طرف سے بھی قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور وہ شخص اللہ کے نزدیک نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ ۷۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! جس شخص نے اللہ کے لئے اس کی شان کے ساتھ حج کیا اور نہ کوئی فحش بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جس دن وہ پیدا ہوا۔ ۷۴؎

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا یا ان کا کوئی قرض ادا کیا۔ تو وہ قیامت کے دن ابرار (نیکی کرنے والوں) کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ ۷۵؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا، اس کا اپنا حج بھی ہوگیا اور اس کو دس حج کرنے کی فضیلت ملے گی۔ ۷۶؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا! میرے ماں باپ کا انتقال ہوگیا ہے اور انھوں نے حج نہیں کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ بتاؤ اگر تمھارے باپ پر کوئی قرض ہوتا اور تم اس کو ادا کرتے تو کیا وہ قبول ہوتا؟ اس نے کہا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تو پھر تم اپنے باپ کی طرف سے حج کرو۔ ۷۷؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۱۔ میت کو۔ ۲۔ جس نے اس کی طرف سے حج کیا۔ ۳۔ اور اس کی وصیت کو پورا کرنے والے کو۔ ۷۸؎

حجر اسود:

حجر اسود جنت کا سفید دودھیا پتھر ہے، حجر اسود اللہ کی باشعور مخلوق ہے، جو حسیات سے متصف ہے، اس کی خاص بات یہ ہے کے یہ لوگوں کے گناہوں کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے چنانچہ لوگوں کے گناہوں کو جذب کر کر کے یہ سفید پتھر کالا سیاہ ہو گیا۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں، حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے، روز قیامت حضر اسود ضرور دو آنکھوں، ایک زبان اور دو ہونٹوں کے ساتھ ہر شخص کے بارے میں گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔۷۹ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اگر لاشعوری کی حالت میں حائضہ عورتوں اور جنبی مردوں نے حجر اسود کو نا چھوا ہوتا تو جذام اور برص کے مریض حجر اسود کو چھونے سے شفایاب ہوجاتے۔۸۰ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حجر اسود جنت کا سفید یاقوت ہے، جنت کے یاقوتوں میں سے، مشرکین کی خطاؤں نے اس کو کالا کر دیا۔

قیامت کے دن احد کے برابر اس کو اٹھایا جائے گا، اور یہ دنیا کے ہر اس شخص کے بارے میں گواہی دے گا جس نے (دنیا میں) اس کا استلام کیا ہوگا۔۸۱ے

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین نے فرمایا! بیت اللہ کی زیارت جہنم کے عذاب سے بچاتی ہے۔

جب تک تم باقی ہو اللہ کے گھر کا خیال رکھو اور اسے خالی نہ چھوڑو کیونکہ اگر یہ گھر ترک کر دیا گیا تو پھر تمھیں مہلت نہیں دی جائے گی۔

حج ہر کمزور انسان کا جہاد ہے اور عورت کا بہترین جہاد شوہر کے گھر کی خانہ داری ہے۔

اللہ نے اپنے حرمت والے گھر کا حج تم پر واجب کیا ہے اور اسے تمام انسانوں کے لئے قبلہ بنایا

ہے۔حج کے فریضہ کو اللہ نے اپنے بندوں کی عاجزی اور خاکساری کے لئے بطور علامت قرار دیا ہے اور حج بیت اللہ کو اپنی عظمت کے یقین کا سبب بنایا ہے۔

بیت اللہ کی زیارت تم سب پر لازم ہے۔بیت اللہ کی زیارت یعنی حج اور عمرہ سے گناہ اور فقر مٹتا ہے۔

صلوۃ ہر متقی کی قربانی اور حج ہر ضعیف کا جہاد ہے۔

اللہ نے حج کو دین کی تقویت کے لئے واجب کیا ہے۔ ۸۲؎

اہم نکتہ:

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! اللہ کے عاشقوں کا حج اللہ سے معرفت کے لئے ہوتا ہے، طواف کا مطلب اللہ کے جمال و کمال کا مشاہدہ ہے، میدان عرفات میں قیام کشف کا حصول ہے، منیٰ میں آنے کا مقصد ذاتی اغراض سے دور رہتے ہوئے وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے پناہ مانگنا، شیطان کو کنکریاں مارنے اور اپنے اندر کے شر انگیز تحریک کا رد ہے، صفاء اور مروہ کی سعی ممتا کی مثال ہے، تاہم تقاضے روح کی کیفیات ہیں مرکزیت قائم ہوجائے تو تقاضا مظہر بن جاتا ہے جس طرح سے آب زم زم مظہر بن کر سامنے آ گیا۔ ۸۳؎

اللہ کی ذات تمام علوم کی منبع ہے، انوار اور تجلیات کا مظاہراتی سطح پر نزول کائنات کی ایک نزولی حرکت ہے، طواف صعودی اور نزولی کیفیات کا مجموعہ ہے جس میں بندہ جسمانی اور قلبی طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، بال کٹوانے یعنی حلق کروانے سے کثافت دور ہوتی ہے اور انوار و تجلیات کا بہاؤ تیز اور خیالات میں لطافت پیدا ہوتی ہے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! خانہ کعبہ کے اوپر ہر وقت انوار و تجلیات کا نزول ہوتا ہے، خانہ کعبہ کا سیاہ پردہ ان انوار اور تجلیات کو اپنے اندر جذب کر کے ذخیرہ کرتا ہے اور زائرین کے سفید احرام پر یہ انوار تو تجلیات کو منعکس کرتا ہے، روشنی اور انوار و تجلیات کے اس انعکاس کے باعث عازمین حج و عمرہ کا دماغ اور ان کا جسم مثالی انھی انوار و تجلیات سے روشن، منور اور مزین ہوتے رہتے ہیں۔ ۸۴؎

حج کے بے شمار فوائد ہیں جس کے اثرات انفرادی اور اجتماعی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

حجاج اللہ کی خوشنودی اور قرب کے لئے بیت اللہ کا حج ادا کرتے ہیں جس سے ان کے گزشتہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ حج سے انسان صبر و تحمل سیکھتا ہے۔ مساوات اور یگانگت کا پیغام پوری دنیا میں جاتا ہے۔

ہمدردی، محبت اور اپنے گناہ پر ندامت کا احساس ہوتا ہے۔ اخوت اور بھائی چارہ قائم ہوتا ہے۔

احرام ایک سادہ لباس ہے جس کے ذریعے سادگی کا پیغام پوری دنیا میں جاتا ہے۔

مقامات مقدسہ کی زیارت کی وجہ سے تاریخی شعور بیدار ہوتا ہے نیز معلومات میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۱۔

۲۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۲۔

۳۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۷۔

۴۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۹۔

۵۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۱۹۔

۶۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۲۰۔

۷۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۲۱۔

۸۔ سورہ الحج۔ آیت۔ ۲۲۔

۹۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۱۰۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔ طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۱۱۔ سورہ النحل۔ آیت۔ ۷۷۔

۱۲۔ سورہ المعارج۔ آیت۔ ۶۔ ۷۔

۱۳۔ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۹۷۔

۱۴۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۱۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۸۷۔
۱۶۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۷۔
۱۷۔سورہ مزمل۔آیت۔۱۷۔
۱۸۔سورہ محمد۔آیت۔۱۸۔
۱۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۔سورہ ص۔آیت۔۱۵۔
۲۹۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۳۰۔سورہ نمل۔آیت۔۸۷۔
۳۱۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۰۲۔
۳۲۔سورہ النباء۔آیت۔۱۸۔
۳۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۳۴۔سورہ ق۔آیت۔۴۱۔۴۳۔
۳۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۵۱۔

۳۶۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۳۷۔البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔ص۔۸۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۳۸۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۱۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ج۔۵۔ص۔۲۱۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۴۴۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۳۔سورہ الحج۔آیت۔۲۵۔۔
۴۴۔سورہ الحج۔آیت۔۲۶۔
۴۵۔سورہ الحج۔آیت۔۲۷۔
۴۶۔سوہ الحج۔آیت۔۲۸۔
۴۷۔سورہ الحج۔آیت۔۲۹۔
۴۸۔سورہ الحج۔آیت۔۳۳۔
۴۹۔سورہ الحج۔آیت۔۳۴۔
۵۰۔سورہ الحج۔آیت۔۳۶۔
۵۱۔سورہ الحج۔آیت۔۳۷۔
۵۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۵۴۔ارشاد الساری۔علامہ احمد قسطلانی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۴۴۔۱۴۳۔مطبوعہ میمنہ مصر ۱۳۰۶ھ
۵۵۔سورہ الطور۔آیت۔۴۔
۵۶۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۵۷۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۵۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۹۔سورہ انفال۔آیت۔۳۴۔
۶۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۶۔
۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۰۳

۶۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۷۔
۶۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۶۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۷۔
۶۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۷۔
۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۶۔
۶۷۔سورہ التوبہ۔آیت۔۲۸۔
۶۸۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۶۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۷۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۷۱۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۷۲۔جامع الاصول۔امام مجد الدین المبارک بن محمد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری۔(متوفی ۶۰۶ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۷۳۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت
۷۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۵۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۷۶۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۷۷۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۷۸۔ شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۷۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۸۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۸۳۔ماہنامہ قلندر شعور۔اگست۔۲۰۱۷ء۔
۸۴۔روحانی حج وعمرہ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۳۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۲۳۔سورہ المومنون (مومن کی جمع)

نام:

مومنون۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کا واحد مومن ہے یعنی اللہ کے ایسے نیک،عبادت گزار اور فرمانبردار بندے جن کے قلوب میں مکمل دین اسلام داخل ہو چکا۔

شان نزول:

سورہ **المومنون** مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۱۱۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۶ ہے۔

مضامین:

۱۔**مومنین** کی صفات۔
۲۔تخلیق انسانی کے مختلف مراحل۔
۳۔اللہ کی نازل کردہ نعمتوں کا بیان۔
۴۔کفار کو ان کے اعمال پر متنبہ کرنا۔
۵۔کفار اور مشرکین کی ایذا رسانیوں پر صبر کی تلقین۔
۶۔قیامت کا بیان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں،جس نے ان دس آیات کے

احکامات پر عمل کیا وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورہ المومنون کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی۔

مومنین کی صفات:

سورہ المومنون کی ابتدائی ۱۱ آیات میں مومنین کی خصوصیات اور ان کے لئے بیش بہا انعامات اور درجات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ ا؎۔ ترجمہ۔ بے شک ایمان والوں نے فلاح پائی۔

الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ۔ ۲؎۔ جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ۔ ۳؎۔ ترجمہ۔ جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۴؎۔ ترجمہ۔ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡن۔ ۵ ترجمہ۔ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَ عَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ۔ ۶ ترجمہ۔ جو امانتوں اور اقرار کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ۔ ۷؎۔ ترجمہ۔ جو نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

اُولٰۤئِكَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ۔ ۸؎۔ ترجمہ۔ یہی لوگ وارث ہیں۔

الَّذِيۡنَ يَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ۔

ترجمہ۔ جنت کے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

المومن:

امیر المومنین حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ لکریم نے فرمایا! مومن نرم مزاج اور خوش کلام ہوتا ہے، اس کا نفس چٹان سے زیادہ سخت اور مضبوط ہوتا ہے لیکن خدا کے سامنے وہ اپنے آپ کو کسی غلام سے بھی زیادہ کمتر سمجھتا ہے۔ ۱۰؎

المومن۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔م۔ن) سے مشتق ہے۔
ابن فارس نے کہا **امن** کی ضد خیانت ہے تاہم امن سے انسان کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔
امن۔کے ایک معنی تصدیق کے بھی ہیں۔
تاج العروس **امن** کے معانی بتاتے ہیں کے بے فکری، حفاظت کی ذمہ داری اور امن کو قائم کرنا۔
امن۔سے ہی **ائتمان، امانت، امون، امین، امنین، ایمان، امنو، اور مومن** نکلے ہیں۔
ائتمان۔سے مراد بھروسہ اور اعتماد کے ہیں۔
ناقۃ امون۔سے مراد وہ اونٹنی جو قویٰ اور عادت کے اعتبار سے قابل اطمینان ہو یعنی جس کے بارے میں یہ بھروسہ ہو کے وہ طویل سفر سے نہ تھکے گی اور نہ ہی وہ کسی کمزوری کا اظہار کرے گی۔
امانۃ۔سے مراد کسی بھروسے دار شخص کو کوئی اہم چیز سونپنا۔
امین۔سے مراد قابل اعتماد انسان جس سے انسان بے خوف ہو۔قرآن کریم میں 'بلد امین' کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں یعنی امن اور سلامتی کا شہر جہاں مکمل اطمینان اور سامان حفاظت موجود ہو۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔۱۱

ترجمہ۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ہے اللہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۔۱۲

ترجمہ۔اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے وہ انھیں ضرور زمین میں اپنی خلافت اور جانشینی عطا کرے گا۔
اللہ پر ایمان لانے والوں کو بھی مومن کہا جاتا ہے لیکن ایک لطیف نکتہ کو سمجھنا ضروری ہے وہ شخص جو حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا وہ مسلم ہے لیکن جس کے قلب میں ایمان داخل ہو گیا وہ مومن ہے یعنی

ایمان والا ہے۔

اسم مبارک المومن کی دو تعریفیں بیان کی گئیں ہیں۔

ا۔ اللہ کا اسم صفاتی **المومن** وہ ذات پاک ہے جس کی تعریف اور صفات کامل ہوں تاہم اللہ نے اپنی تعریف کو بزرگی اور جمال کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۲۔ **المومن** ۔ کے ایک معنی تصدیق کرنے کے بھی ہیں یعنی اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے جو وعدے کئے انھیں وہ پورا کرتا ہے یا کرے گا جیسے کے رزق، نیک بندوں سے جنت کا وعدہ اور گناہگاروں کو جہنم کی وعید وغیرہ اور اس کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہے کے اللہ تعالی اپنے بندوں کے گمان کے مطابق ان سے ملاقات فرمائے گا۔

المومن ۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے یعنی اللہ اپنے بندوں اور مخلوقات کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور کل کائنات اور اس کی مخلوقات پر اللہ کی حفاظت اور امن کی ذمہ داری ہے چنانچہ تمام کائنات اور اشیاء کائنات پر امن اور سکون کی لہریں جاری وساری ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْمُؤْمِنُ ۔ ۱۳ ۔ ترجمہ۔ (اللہ) امن دینے والا ہے۔

مومن ۔ امن سے مشتق ہے اور امن اور سلامتی کی کئی صورتیں ہمارے اطراف میں ہر وقت دور کرتی ہیں لیکن کم ہی انسان ان کا شعور رکھتے ہیں مومن اللہ کا صفاتی نام ہے اور اللہ کو امن اور سلامتی پسند ہے اور ایسے تمام بندے بھی اللہ کے پسندیدہ ہیں جو امن اور سلامتی کے خوگر ہیں ،قرآن کریم میں اللہ تعالی نے قبیلہ قریش کی بھوک اور سردی اور گرمی کے خوفناک تجارتی سفر کے حوالے سے ارشاد فرمایا۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِۚ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِۙ الَّذِيْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ١ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۔ ۱۴

ترجمہ۔ قریش مانوس ہوئے گرمی اور جاڑے کے سفروں سے ان کو چاہئے کے وہ رب کعبہ کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک سے بچایا اور کھانے کو دیا اور انھیں خوف سے بچا کر امن دیا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پہلے عرب کی سرداری قبیلہ حمیر کو حاصل تھی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے وہ سرداری قبیلہ حمیر سے سلب کر کے قبیلہ قریش کو عطا کی۔۱۵؎

سورۃ القریش کا پس منظر یہ ہے کے رسول اللہ ﷺ کے جد اعلیٰ قصی بن کلاب نے مکہ کی بکھری آبادی اور قبائلی نظام کو منظم کیا اور بیت اللہ کی تولیت ان کے ہاتھ میں آگئی جہاں انھوں نے ایک شہری ریاست کی بنیاد رکھی قصی بن کلاب کے بعد ان کے بیٹوں عبد مناف اور عبدالدار کے ہاتھ میں مکہ کی ریاست کے دیگر مناصب آگئے تاہم عبد مناف کو ان کے والد قصی بن کلاب کے زمانے سے ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔

۱۔ہاشم۔ ۲۔عبد شمس۔ ۳۔مطلب۔ ۴۔نوفل۔

رسول اللہ ﷺ کے پردادا ہاشم اور دادا عبدالمطلب تھے۔ عرب کی بین الاقوامی تجارتی گزرگاہوں پر ایران کے ساسانی حکومت کی اجارہ داری اور عملداری تھی تاہم رسول اللہ ﷺ کے پردادا ہاشم بن عبد مناف نے تجارت کو وسعت دینے کے کئی سودمند اقدامات کئے۔

۱۔ہاشم بن عبد مناف نے شام کے غسانی بادشاہ سے۔ ۲۔عبد شمس نے حبشہ کے فرمانروا سے۔ ۳۔مطلب نے یمنی امراء سے ۴۔اور نوفل نے عراق اور فارس کی حکومتوں سے تجارتی مراعات حاصل کیں جس کے نتیجے میں نیک نامی اور دولت وثروت ان کا مقدر ٹھہری یہ چاروں بھائی متجرین (تجارت پیشہ) کے نام سے مشہور ہوئے انھیں اصحاب ایلاف

(الفت پیدا کرنے والے) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، ان کامیاب تجارتی سفر کی وجہ سے قبیلہ قریش کے سرداروں کی رسائی شام، مصر، عراق، ایران، یمن اور حبشہ تک ہوئی جہاں بڑے بڑے روساء اور نامور امراء سے نا صرف ان کے تعلقات استوار ہوئے بلکہ انھیں بے شمار عزت واکرام اور دولت وثروت بھی حاصل ہوئی تاہم ان بھائیوں کے اس تجاتی اقدام سے مکہ، جزیرہ العرب کا سب سے زیادہ اہم تجارتی مرکز بن گیا جہاں ان بھائیوں کی دھاک اور رعب ودبدبہ قائم تھا، ان ممالک سے اہل قریش نے تہذیب وتمدن اور رسم الخط بھی سیکھا جو بعد میں قرآن کریم کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے معاون ثابت ہوا۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی اپنے اسی احسان کا ذکر فرما رہے ہیں جو اللہ نے قبیلہ قریش پر فرمائی یعنی انھیں بھوک میں کھانا اور خوف میں امن دیا کیونکہ تجارتی گزرگاہیں نہایت خوفناک راستہ تصور کی جاتی تھیں جن کو اللہ نے امن سے بدل دیا۔ایک جانب دنیا کے تمام انسان خوفناک بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہیں نجانے کتنی اقسام کے ایٹمی ہتھیار اور بائیولوجیکل ویپنز بنائے جا چکے ہیں حتیٰ کے ایسے بم بھی بنا لئے گئے ہیں کے اگر وہ کسی مقام پر پھینکے جائیں گے تو اس پورے علاقے اور رقبے پر جہاں تک ان کے مضر اثرات قائم ہوں گے آکسیجن کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا چنانچہ خون بہائے بغیر ہر ذی نفس موت کے منہ میں چلا جائے گا کیونکہ زندگی کا انحصار تو آکسیجن پر ہے بنی نوع انسان نے انسانیت کو اپنا محکوم اور غلام بنانے کے لئے کیا کیا تدابیر کر ڈالیں لیکن اللہ کے اسم مومن کی وجہ سے دنیا میں امن اور سلامتی قائم ہے اور انسانیت خوفناک جنگوں سے محفوظ اور مامون ہے گھروں، دفاتر، کارخانوں، فیکٹریز، شاپنگ مالز بڑے چھوٹے اداروں اور خود انسان انفرادی و اجتماعی سطح پر اسی اسم مبارک مومن کی وجہ سے امن و سلامتی میں ہے اور یہ اسم ان تمام ذی نفوس کا مکمل احاطہ کئے ہوئے ہے۔

ارشادات خداوندی:

اَلْمُؤْمِنِ۔۱۶ ؎ ترجمہ۔(اللہ) امن دینے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔۱۷

ترجمہ۔جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کیا تو انھی کے لئے امن ہے اور وہ ہی سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔۱۸

ترجمہ۔اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں

جاری ہیں اور رہنے کے باغوں میں ستھرے گھروں کا اور اللہ کی رضامندی اس سے بھی بڑی چیز ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حضور شہر مکہ معظّمہ کے لئے دعائے امن مانگی۔

هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ۔۱۹

ترجمہ۔ائے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے۔

اسی طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ سے کہا کے وہ بلا خوف وخطر مصر میں داخل ہو جائیں اور وہاں امن وچین کے ساتھ رہیں۔

ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۔۲۰

ترجمہ۔مصر میں چلئے اور ان شاء اللہ وہاں امن وچین سے رہئے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔۲۱

ترجمہ۔مرد ہوں یا عورت ہوں، جس نے بھی نیک عمل کیا۔بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے۔اور ہم ضرور ان کو ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا اجر عطا فرمائیں گے۔

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا ۔۲۲

ترجمہ۔حقیقت تو یہ ہے کے جب تم وہ جگہ دیکھو گے تو تمھیں نعمتوں کا ایک جہان اور ایک بڑی سلطنت نظر آئے گی۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۔۲۳

ترجمہ۔اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے رہو گے، جن سے تمھیں منع کیا گیا ہے، تو اللہ تمھارے صغیرہ گناہوں کو مٹادیں گے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ

تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ۔٢٤

تم خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض لہو ولعب اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنا کو زیادہ بتانا ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔٢٥

ترجمہ۔تم اپنے پروردگر کی مغفرت کی طرف دوڑ وا اور ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے وہ ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے، اپنا فضل جس کو چاہے عنایت فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔٢٦

ترجمہ۔اللہ تعالی کسی پر رائی کے دانے کے ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرے گا، اور اپنے پاس سے بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۔٢٧۔

ترجمہ۔آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۔٢٨

ترجمہ۔بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے تو بے شک ہم ان کے نیک اعمال کے اجر کو ضائع نہیں کریں گے۔

مومنین کی صفات:

مومنین درج ذیل صفات کے حامل ہوتے ہیں۔

صابرین۔صبر کرتے ہیں، اللہ کی رضا میں راضی رہتے ہیں اور کسی سے کوئی سوال نہیں کرتے۔
شاکرین۔ ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے ہیں اور مصیبت اور پریشانی کو اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے ہر حال میں شکر گزار رہتے ہیں
عابدین۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں غرق رہتے ہیں چاہے وہ ذکر قولی، قلبی یا عملی ہو۔
خاشعین ۔خاشعین عشق کے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں جہاں انھیں ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کے ان سے کوئی ایسا عمل صادر نا ہو جائے جو اللہ کی ناگواری کا سبب ہو۔
صالحین۔صالحین نہایت خلوص نیت سے صرف اور صرف اللہ کی خوشی کی خاطر خلق خدا سے محبت اور ان کی خدمت کرتے ہیں اور نیکی کر کے اس کو بھول جاتے ہیں انھیں اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہوتی کے لوگ ان کی نیکیوں کا بدلہ دیتے ہیں یا نہیں۔
متقین۔متقین ہر برائی سے رکتے ہیں اور ہر وقت اپنے نفس اور اس کی خواہشات سے بدظن رہتے ہیں۔
حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں اپنی خواہشات سے اسی طرح سے ڈرو جس طرح سے تم اپنے دشمنوں سے ڈرتے ہو کیونکہ لوگوں کے لئے ان کی خواہشات سے بڑا کوئی دشمن نہیں ہے۔۲۹؎
حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں متقی انسان پر غیب منکشف ہو جاتا ہے۔متقین وہ ہیں جو غیب پر یقین رکھتے ہیں۔۳۰؎
قانتین ۔قناعت کرنے والے ، جو مل جائے اس میں خوش رہتے ہیں ،کسی سے کوئی شکوہ نہیں کرتے۔
ساجدین ۔صرف اللہ کے آگے جھکنے والے یہ کسی باطل کے آگے نہیں جھکتے ان کا اللہ کی ذات پر یقین کامل ہوتا ہے۔اللہ حالات سے مجبور کر کے تمھیں سجدوں تک لاتا ہے۔
عاشقین ۔اللہ کی خاطر بخوشی اپنا سب کچھ لٹانے والے تاہم اللہ بہتر کو دور کر کے تمھیں بہترین سے ملواتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے اور جب مومن کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نور پھیل جاتا ہے۔ ۳۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافروں کی جنت۔ ۳۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا! اللہ کی قسم وہ مومن نہیں جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ ۳۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اور مومن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔ ۳۴؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر بندے کو قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ مرا ہے۔

مومن کو اس کے ایمان پر جبکہ منافق کو اس کے نفاق پر۔ ۳۵؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔ ۳۶؎

مومن اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپؓ مزید کہتے ہیں، مومنین کی ارواح خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں

ہیں۔ ۳۷ے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اے پاکیزہ روح تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۳۸ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

مومن کی صفات کے بارے میں آپ نے کہا مومن کی خوشی اس کے چہرے پر اور اس کا غم اس کے دل میں ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ کشادہ سینے والا ہوتا ہے۔

مومن اپنے نفس کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے تا کہ غرور میں مبتلا نہ ہو سکے اسے رفعت اور بلندی سے کراہیت اور نام و نمود سے نفرت ہوتی ہے وہ بلند ہمت اور بہت سکوت پسند ہوتا ہے اس کے اوقات زیادہ تر عبادات میں سرف ہوتے ہیں وہ اپنی ہی فکر میں غلطاں ہوتا ہے۔

مومن ہر ایک سے دوستی نہیں کرتا ہے۔

مومن نرم مزاج اور خوش کلام ہوتا ہے اس کا نفس چٹان سے زیادہ سخت اور مضبوط ہوتا ہے لیکن خدا کے سامنے وہ اپنے آپ کو کسی غلام سے بھی زیادہ کمتر سمجھتا ہے۔

مومن کے لئے تین اوقات ہوتے ہیں:

۱۔ جب وہ اللہ کی عبادت اور مناجات کرتا ہے۔

۲۔ جب وہ رزق حلال کی کوشش کرتا ہے۔

۳۔ جب وہ اپنے نفسانی خواہشات ولذات سے متعلق غور وفکر کرتا ہے۔

خوف خدا مومنوں کا شعار ہے بہترین عبادت خوف خدا ہے۔

مومن کا سرور اپنے اللہ کی اطاعت میں جبکہ اس کا حزن اللہ کی نافرمانی میں ہوتا ہے۔
مومن بے انتہا عاجز اور منکسر المزاج ہوتا ہے اور دوسرے مومنین پر وہ شفیق ہوتا۔
مومن، دوسرے مومن کا بھائی ہے، وہ کبھی اپنے مومن بھائی کو دھوکا نہیں دیتا ہے، نا اس کی عیب جوئی کرتا ہے اور نا ہی اس کی مدد میں کوئی کوتاہی کرتا ہے۔مومن کو پریشان نا کرو ورنہ تمھاری نیکیاں درخت کی چھال کی طرح اتار لی جائیں گی۔
مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔
مومن خود میں ہی مشغول رہتا ہے اور لوگ اس سے آسودہ رہتے ہیں۔جب رات ہوتی ہے تو وہ اپنے سر کو اللہ کی عبادت میں جھکا لیتا ہے اور اللہ کی حمد وثناء میں اپنے آپ کو مصروف رکھتا ہے۔
جس انسان کو نیکی خوشی دے اور برائی اس کی پریشانی کا سبب بنے وہ مومن ہے۔
مومن کا شرف اس کا ایمان جبکہ اس کی عزت اطاعت الٰہی ہے۔مومن زیرک اور عقلمند ہوتا ہے
مومن بہت عمل کرنے والا اور بہت کم لغزشیں کرنے والا ہوتا ہے۔
مومن کی تین نشانیاں ہیں۔ا۔صداقت۔۲۔یقین۔۳۔کم خواہشات۔
مومن کے لئے دنیا ایک تربیت گاہ ہے، اس کی لگن عمل ہے یعنی وہ موت کی تیاری میں لگا رہتا ہے جبکہ جنت اس کا انعام ہے۔
مومن جب بھی کائنات پر نظر دڑاتا ہے عبرت اور غور وفکر کی نگاہ ڈالتا ہے، جب وہ بولتا ہے تو ذکر الٰہی کرتا ہے، جب اس کو عطا کیا جاتا ہے تو اللہ کا شکر گزار بندہ بن جاتا ہے اور جب وہ کسی مشکل و پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر وتحمل سے اس وقت کو گزارتا ہے۔
مومن اپنے آپ کے لئے امانت دار اور اپنی خواہشات وحواس پر غالب رہتا ہے۔
مومن کی روش اس کا زہد تقویٰ ہے، اس کی سوچ اس کی دیانت داری ہے، اس کی عزت اس کی قناعت ہے، اس کی کوشش آخرت کے لئے جبکہ اس کی نیکیاں بکثرت ہوتی ہیں۔
مومنین کے درجات بے حد عالی مقام ہوتے ہیں اور وہ خود اپنی نجات اور بچاؤ کا مشاہدہ کرتا ہے۔مومن خوشی کے موقع پر شکر گزار اور مشکل کے وقت میں صابر ہوتا ہے۔
مومن صبح وشام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے۔

مومن سینے کی وسعت کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے جبکہ نفس کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ہوتا تھے۔
مومن جب کوئی بات کہتا ہے تو سب سے پہلے اپنی ذات میں اس کے بارے میں غور وفکر کر لیتا ہے پس اگر وہ بات فائدہ مند ہوتو اسے ظاہر کرتا ہے اگر وہ شر انگیز ہوتو اس کی پردہ پوشی کرتا ہے
مومن دنیا کو صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دنیا کی دلربائی کو غضبناک ہو کر سنتا ہے مومن کے لئے موت بہترین تحفہ ہے۔
اگر میں اپنی اس تلوار سے مومن کی ناک اور اس کی آنکھوں کے درمیانی حصے پر ضربیں لگاؤں کہ وہ مجھ سے بغض کرنے لگے تو بھی وہ مجھ سے بغض نہیں کر سکتا اور اگر میں منافق کو دنیا کی تمام اشیاء بھی دے ڈالوں کے وہ مجھ سے محبت کرے تو وہ مجھ سے محبت نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ نے ایسا ہی فیصلہ کر دیا ہے جیسا کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اےعلیؑ! تم سے مومن کبھی بغض نہیں کر سکتا اور منافق کبھی محبت نہیں کر سکتا، حکمت جہاں سے بھی ملے اسے لے لو کیونکہ اگر یہ کسی منافق کے سینے میں ہوتی ہے تو یہ وہاں متحرک رہتی ہے جب تک یہ وہاں سے نکل کر اپنے اصل مالک یعنی مومن کے سینے میں منتقل نہ ہو جائے۔
حلم مومن کے امور کے لئے ایک بہترین نظام ہے حلم ایک نور ہے جس کا جوہر عقل ہے۔
حلم کمال عقل ہے۔ بہترین خصلت حلم وعفت ہے۔ ۳۹ ؎

اہم نکتہ:

حلقہ اسلام میں داخل ہو کر اللہ کا اقرار کرنے والا مسلمان کہلاتا ہے جبکہ جس مسلمان کے قلب میں پورے کا پورا دین داخل ہو جائے وہ مومن کہلاتا ہے۔ مومن کی بے شمار خصوصیات کو اللہ، رسول اللہ ﷺ اور آئمہ کرام نے بیان فرمایا ہے، لیکن چند چیدہ چیدہ باتیں یہ ہیں کے مومن جھوٹ نہیں بولتا، وعدہ خلافی نہیں کرتا، وہ اپنے غموں کا شکوہ صرف اللہ سے کرتا ہے اور اللہ سے ہی مدد طلب کرتا ہے، مومن کے دل میں غم لیکن اس کا چہرہ مسکراتا ہے اور مومن دنیا کی دلربائی کو عبرت کی نظر سے دیکھتا ہے جبکہ موت مومن کا تحفہ ہے۔
مومنین وہ بندگان خاص ہیں جنھیں اللہ نے اپنی خصوصی رحمت اور توجہ سے ان بلند درجات تک

پہنچایا، مومنین کی یہ کوشش ہوتی ہے کے وہ اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھال لیں چنانچہ ایسے تمام بندوں کو نا کوئی غم ہوتا ہے اور نا ہی کوئی خوف ہوتا ہے، وہ ہر حال میں اللہ کے ساتھ جڑے اور بندھے رہتے ہیں اور اللہ کی رضا کے طالب رہتے ہوئے اس کی شکر گزاری، عبادت گزاری اور اطاعت گزاری میں اپنی زندگی کو بسر کرتے ہیں۔

مٹی سے انسان کی تخلیق:

اللہ تعالی نے انسان کو مٹی سے تخلیق فرمایا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔ ۴۰

ترجمہ۔ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ۔ ۴۱

ترجمہ۔ پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا، پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا، تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا بابرکت ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ۔ ۴۳

ترجمہ۔ پھر اس کے بعد تم مر جاتے ہو۔

انسان کی تخلیق میں بنیادی عنصر مٹی ہے اللہ نے تمام انسانوں کی تخلیق مٹی سے فرمائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ ۴۴

ترجمہ۔ ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔

اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِيۡنٍ۔ ۴۵

ترجمہ۔(ہم نے) فرشتوں سے کہا! میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں۔

خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ۔ ۴۶

ترجمہ۔ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا اور پھر نطفے سے۔

انسان کی تخلیق میں مٹی بحیثیت غالب عنصر کے موجود ہے اور قرآن کریم نے خود مختلف مقامات پر اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔

۱۔تراب۔ سے مراد خاک ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ۔ ۴۷

ترجمہ۔(انسان) کو ہم نے مٹی (تراب) سے بنایا۔

۲۔طین۔مٹی اور پانی سے تیار کیا ہوا گارا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِىۡۤ اَحۡسَنَ كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِيۡنٍ۔ ۴۸

ترجمہ۔انسان کی پیدائش کو مٹی (طین) سے شروع کیا۔

۳۔طین لازب۔ سے مراد ایسا لیس دار گارا جو کافی دیر پڑے رہنے سے لیس دار ا ہو جائے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ لَّازِبٍ۔ ۴۹

ترجمہ۔بے شک ہم نے انسان کو لیس دار مٹی (طین لازب) سے بنایا۔

۴۔حماٍ مسنون۔ سے مراد وہ لیس دار گارا جس میں بدبو پیدا ہو جائے عربی زبان میں حماٍ اس سیاہ کیچڑ کو کہتے ہیں جس کے اندر بدبو پیدا ہو جائے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ۔ ۵۰

ترجمہ۔میں، بدبودار مٹی کے سوکھے ہوئے گارے (حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ) سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔

۵۔صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّار۔ سے مراد وہ سڑا ہوا گارا جو سوکھنے کے بعد پکی ہوئی مٹی کے ٹھیکرے

جیسا ہو جائے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔ ۵۱

ترجمہ۔ انسان کو (ہم نے) ٹھیکری جیسے سوکھے اور سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

بشر سے مراد مٹی سے تخلیق شدہ انسان جس میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! انسانی جسم میں وہ تمام اجزا اور عناصر پائے جاتے ہیں جو کے مٹی میں موجود ہیں اگر چہ ان عناصر کی انسانی جسم میں مقداروں کا فرق ممکن ہے سائنسدانوں نے تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے مٹی میں کل عناصر کی تعداد (۱۰۲) سے زائد ہے،

امام جعفر صادقؑ نے مزید فرمایا! انسانی جسم میں چار عناصر سب سے زیادہ ہیں آٹھ عناصر کم اور آٹھ عناصر بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

سائنسدانوں نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے وہ چار عناصر جو انسانی جسم میں سب سے زیادہ ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ آکسیجن۔ ۲۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ۔ ۳۔ ہائیڈروجن۔ ۴۔ نائٹروجن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں کم ہیں۔:

۱۔ میگنیشئیم۔ ۲۔ سوڈیم۔ ۳۔ پوٹاشیئم۔ ۴۔ کیلشئیم۔ ۵۔ فاسفورس۔ ۶۔ کلورین۔

۷۔ سلفر۔ ۸۔ آئرن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں:

۱۔ مولیڈیم۔ ۲۔ سیلینئیم۔ ۳۔ فلورین۔ ۴۔ کوبالٹ۔ ۵۔ میگنیز۔ ۶۔ تانبا۔

۷۔ آیوڈین۔ ۸۔ زنک۔

مندرجہ بالا عناصر کی انسانی جسم میں شناخت اور مقدار کا تعین کوئی ایک دو دن کا کام نہیں بلکہ اس کام کا سہرا فرانسسی اور آسٹرین سائنسدانوں کے سر ہے جنھوں نے اس کام کا آغاز اٹھارہویں صدی عیسوی میں پوسٹ مارٹم کے ذریعے کیا پوسٹ مارٹم کی راہ میں بھی کئی مذہبی روکاوٹیں حائل

تھیں جبکہ مشرقی ممالک میں تو ایک عرصے تک اس کا کوئی رواج نہ تھا دوسری جانب یورپین ممالک میں آرتھوڈکسی، کیتھولکی اور پروٹسٹنٹ فرقے بھی پوسٹ مارٹم کے سخت مخالف تھے

حضرت امام جعفر صادقؑ نے صدیوں پہلے انسانی جسم میں ان اجزا کی مقدار کا درست تعین فرمادیا تھا تاہم سائنسدان برسوں کی تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے۔

اب دنیا میں پایا جانے والا کوئی بھی انسان جس کا تعلق کسی بھی رنگ ونسل، ملک اور قوم سے ہو چاہے وہ سفید فام ہو یا سیاہ فام قدرت نے اس کے جسم میں عناصر کی مقدار اسی طرح سے قائم فرمائی ہے جو کے اوپر بیان کئے جاچکے۔

۱۔ وجود انسانی کی تخلیق دو عناصر سے مل کر ہوئی ہے۔

۲۔ انسان کا خاکی وجود جیسے اللہ نے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔

۳۔ اور انسان کا روحانی وجود یعنی انسان کے خاکی وجود میں اللہ نے اپنی روح پھونک دی اور انسان جیتا جاگتا ہو گیا۔

انسان اپنی پیدائش سے لے کر مرنے تک ہمہ وقت علم وعمل میں مصروف رہتا ہے اگرچہ علم وعمل کا یہ سلسلہ ناختم ہونے والا ہے جس کا تسلسل تا عمر جاری وساری رہتا ہے بعض اوقات یہ سیکھنے کا عمل غیر محسوس طور پر اس کی زندگی اور معمولات کا حصہ ہوتے ہیں تاہم علم انسان کے اندر ارادہ پیدا کرتا ہے جو بلاآخر عمل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

انسان کی تعریف:

انس۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔

لغت میں انس سے مراد بشر کے ہیں۔

ابن فارس کے مطابق! **انس** کے بنیادی معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔

انس۔ کے برعکس 'جن' کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔

انس۔ کے ایک معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے بھی ہیں۔ ۵۲ے

قرآن کریم میں انسان کے لئے 'بشر' کا لفظ بھی آیا ہے تاہم عمومی حیثیت میں انسان اور بشر

مترادف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ابدال حق حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! جب مشاہدات اور تجربات نے یہ فیصلہ کر دیا کے گوشت پوست کا جسم لباس ہے اور وہ اصل انسان نہیں ہے تو پھر یہ تلاش کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے کے اصل انسان کیا ہے اور وہ کہاں چلا گیا؟۔ ۵۳ ؎

ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں ہر سیکنڈ میں (۴) بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہر منٹ میں تقریباً (۲۵۰ سے ۲۴۰) تک بچوں کی پیدائش عمل میں آتی ہے اسی طرح سے ہر گزرنے والے گھنٹے میں تقریباً (360,000) بچے دنیا میں آتے ہیں۔

ایکولوجی گلوبل کے مطابق ایک سال میں تقریباً (۱۳۰) ملین بچے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۔
۲۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۔
۳۔سورہ المومنون۔آیت۔۳۔
۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۴۔
۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۵۔
۶۔سورہ المومنون۔آیت۔۸۔
۷۔سورہ المومنون۔آیت۔۹۔
۸۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۰۔
۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۔
۱۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات
۱۱۔سورہ التغابن۔آیت۔۸۔
۱۲۔سورہ النور۔آیت۔۵۵۔
۱۳۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۱۴۔سورہ القریش۔آیت۔۱۔۴۔
۱۵۔کتاب اسماو الصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار احیا التراث العربی۔
۱۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۱۷۔سورہ انعام۔آیت۔۸۲۔
۱۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۲۔

۱۹۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۵۔
۲۰۔سورہ یوسف۔آیت۔۹۹۔
۲۱۔سورہ النحل۔آیت۔۹۷۔
۲۲۔سورہ الدہر۔آیت۔۲۰۔
۲۳۔سورہ النساء۔آیت۔۳۱۔
۲۴۔سورہ حدید۔آیت۔۲۰۔
۲۵۔سورہ حدید۔آیت۔۲۱۔
۲۶۔سورہ النساء۔آیت۔۴۰۔
۲۷۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔
۲۸۔سورہ کہف۔آیت۔۳۰۔
۲۹۔بحارالانوار۔ج۔۷۰۔ص۔۸۲۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۔
۳۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۳۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۳۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۵۔المعجم اولاسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبہ المعارف ریاض۔
۳۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر۔
۳۷۔الکشف والخفاومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی۔مطبوعہ مکتبہ الغزالی دمشق۔
۳۸۔شرح الصدور۔علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ص۔۶۴۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات
۴۰۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۲۔
۴۱۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۳۔
۴۲۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۴۔
۴۳۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۵۔
۴۴۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۶۔
۴۵۔سورہ ص۔آیت۔۱۷۔
۴۶۔سورہ الحج۔آیت۔۵۔
۴۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۹۔
۴۸۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۴۹۔سورہ الصفت۔آیت۔۱۱۔

۵۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۸۔
۵۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔
۵۲۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ص۔۲۷۵۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۵۳۔ماہنامہ قلندر شعور۔۔

۲۴۔سورہ النور (روشنی)

نام:

النور۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی روشنی ہے۔

شانِ نزول:

سورہ النور مدنی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۶۴ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۹ ہے۔

مضامین:

۱۔زنا کی حد کا بیان۔

۲۔پاک دامن خواتین پر تہمت لگانے کی حد۔

۳۔لعان کا ذکر۔

۴۔حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی کا ذکر۔

۵۔ایک دوسرے کے گھر جانے کے آداب۔

۶۔منافقین کا رد۔

۷۔پردے کے احکامات۔

۸۔اللہ نور السموات والارض ہے۔

۹۔سمندر کی گہرائی میں اندھیرا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے مردوں کو سورہ المائدہ اور اپنی عورتوں کو سورہ النور کی تعلیم دو۔[۱]

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ۲

ترجمہ۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو، اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے، اور چاہیئے کے ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ۳

ترجمہ۔ بدکار مرد تو بدکار یا مشرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکار یا مشرک مرد کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاتا یعنی (بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے۔

الزنا:

امیر المومنین حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں! جو زنا کرتا ہے اس کے گھر میں بھی کسی کے ساتھ زنا کی جاتی ہے۔[۴]

زنا۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ز۔ن۔ی) سے مشتق ہے۔[۵]

زنیٰ۔ یزنی۔ زنی۔ زناء سے مراد اس نے بدکاری کی۔

زنا۔ سے مراد بلا عقد کے جنسی تعلق کا استوار کرنا۔

زنا۔ ایک گناہ کبیرہ ہے، جس کی قرآن کریم میں شدید مذمت کی گئی ہے۔

اسلام شادی شدہ زانی مرد وعورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ ان کی موت واقع ہوجائے۔٦؎

ارشادات خداوندی:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ۔٧

ترجمہ۔زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۔٨

ترجمہ۔خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں، یہ لوگ اس سے بری ہیں جو تہمت لگانے والے کہتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔٩

ترجمہ۔زانی عورت اور زانی مردان، دونوں کو سو، سو کوڑے لگاؤ، اور اللہ کے دین کے مقابلے میں تم کو ان پر شفقت نہ آئے اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو ان کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت موجود ہونی چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے جو کوئی گناہ کے گندے کاموں میں سے اگر کسی کا مرتکب ہوجائے تو وہ اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپا رہے لیکن اگر وہ ہمارے سامنے اپنا پردہ کھولے گا تو تو ہم اس پر کتاب اللہ کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔١٠؎

ماعز بن مالک اسلمٰی سے جب زنا کا جرم سرزد ہوا تو ہزال بن نعیم نے ان سے کہا! تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے اس جرم کا اقرار کرلو چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جا کر اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طرف تو انھیں رجم کی سزا سنائی لیکن دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزال سے فرمایا! کاش تم اس کا پردہ ڈھانک لیتے تو یہ تمھارے لئے زیادہ اچھا ہوتا۔ ۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حدود (اللہ کی قائم کردہ سزاؤں) کو آپس میں ہی معاف کردیا کرو مگر جس حد کا معاملہ مجھ تک پہنچے گا تو پھر اس پر (سزا) واجب ہوجائے گی یعنی اس پر حد قائم کردی جائے گی۔ ۱۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم زنا سے بچتے رہو کیونکہ اس میں چار خصلتیں ہیں۔

۱۔اس سے چہرے کی رونق ختم ہوجاتی ہے۔ ۲۔رزق منقطع ہوجاتا ہے۔ ۳۔رحمٰن ناراض ہوجاتا ہے۔ ۴۔اور دوزخ میں خلود ہوتا ہے یعنی (وہاں بہت دیر تک رہنا پڑتا ہے)۔ ۱۳؎

عبیداللہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ سوال کیا گیا! ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا پھر اس شخص نے اس عورت سے نکاح کا ارادہ کیا، کیا یہ جائز ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا! اس کے لئے اس سے افضل توبہ نہیں ہے کے وہ اس عورت سے نکاح کرے، وہ دونوں زنا سے نکل کر نکاح کی طرف آ گئے۔ ۱۴؎

حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابوسعید الخدریؓ، حضرت حذیفہؓ اور مسروق نے کہا! زنا سے کم گناہ مثلاً اجنبی عورت کو بوسہ دینا، چھیڑ چھاڑ کرنا، اس کو دیکھنا، اس سے بغل گیر ہونا 'لمم' اور گناہ صغیرہ ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب بندہ گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔ ۱۵؎

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! تمھیں اچھی طرح سے علم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے گھر والوں کو اس کا وارث بنایا۔

چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگائے اور مال غنیمت میں سے انھیں حصہ دے کر مسلمان لڑکیوں سے ان کی شادی کر دی۔

حد قذف:

اسلامی ریاست اس وقت تک جرم زنا پر کوئی کاروائی نہیں کرے گی جب تک اس جرم کے ثبوت نہ مل جائیں۔ جرم کے ثبوت کے بغیر چاہے کتنے ہی ذرائع سے حکام کو اطلاعات موصول ہوتی رہیں گی اس پر حکومتی کاروائی اسی وقت ممکن ہوگی جب اس سے متعلقہ ثبوت میسر ہوں گے اور بغیر ثبوت کے حد جاری کرنا ممکن نہیں۔

مدینے میں ایک عورت تھی جس سے متعلق یہ خبر تھی کے وہ فاحشہ ہے لیکن عدم ثبوت کی بناء پر اس پر حد قائم نہ ہوسکی۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد ہے!

اگر میں ثبوت کے بغیر رجم کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو ضرور رجم کرا دیتا۔ ۱۶؎

قرآن کریم چار گواہیاں طلب کرتا ہے۔ شہادت کے بغیر قاضی محض اپنے علم کی بناء پر فیصلہ نہیں کرسکتا خواہ قاضی نے وہ جرم اپنی آنکھوں سے ہی ہوتا ہوا کیوں نہ دیکھا ہو۔

گواہ اسلامی قوانین شہادت کی رو سے قابل اعتماد ہوں یعنی گزشتہ کسی مقدمے میں وہ جھوٹے گواہ، سزا یافتہ، یا ملزم سے ان کی کوئی دشمنی ثابت نہ ہوتی ہو۔

ناقابل اعتبار شہادت کی بناء پر نہ تو کسی کو رجم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ملزمان کی پیٹھ پر کوڑے برسائے جاسکتے ہیں۔ گواہوں کو اس بات کی شہادت دینی ہوگی کے انھوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین حالت مباشرت میں دیکھا ہے یعنی (جس طرح سے سرمہ دانی میں سلائی اور کنوئیں میں رسی ہو)۔

گواہوں کو اس امر پر متفق ہونا چاہئے کے انھوں نے کب، کہاں، کس کو اور کس سے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے تاہم اگر ان بنیادی امور میں اختلاف ہوگا تو ان کی شہادت ساقط ہوجائے گی۔

اسلامی قوانین میں شبہ کا محرک سزا دینے کے لئے نہیں بلکہ معاف کرنے کے

لئے بطور محرک ہونا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! سزاؤں کو دفع کرو، جہاں تک دفع کرنے کی گنجائش پاؤ۔ ۱۷؎
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں سے سزاؤں کو دور رکھو جہاں تک ممکن ہو سکے۔ ۱۸؎
یعنی اگر کسی ملزم کے لئے سزا سے بچنے کا کوئی راستہ نکلتا ہے تو بہتر ہے کے اسے چھوڑ دیا جائے کیونکہ حاکم کا معاف کر دینے میں غلطی کر جانا اس سے بہتر ہے کے وہ سزا دینے میں غلطی کر جائے۔ ۱۹؎

تمام کتب احادیث میں یہ واقعہ درج ہے کے ماعز بن مالک اسلمٰی قبیلہ اسلم کا ایک یتیم لڑکا تھا اس نے حضرت ہزال بن نعیم کے یہاں پرورش پائی جہاں وہ ایک آزاد کردہ کنیز سے زنا کر بیٹھا۔ حضرت ہزال نے اس سے کہا! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اس گناہ کی خبر دے دو شاید کے وہ تمھارے لئے دعا مغفرت فرمائیں چنانچہ ماعز بن مالک اسلمٰی نے مسجد نبوی میں جا کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنا اعتراف جرم کرتے ہوئے کہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پاک کر دیجئے میں نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر اپنا منہ پھیرتے ہوئے فرمایا!
ویحك ارجع فاستغفر الله وتب اليه۔ یعنی۔ ارے تو چلا جا اور اللہ سے توبہ استغفار کر لیکن ماعز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر وہی بات دہرا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اپنا منہ پھیر لیا اس نے پھر تیسری بار وہی بات کہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بار بھی اپنا منہ دوسری جانب پھیر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ماعز کو متنبہ کیا! اب اگر چوتھی بار تو اقرار گناہ کرے گا تو تجھ پر حد قائم ہو جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے رجم کرا دیں گے لیکن ماعز نہ مانا اور اس نے چوتھی بار بھی اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے اپنی بات دہرائی، اب کی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی جانب متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا! **لعلك قبلت او غمرت او نظرت**۔ یعنی۔ شاید تو نے بوس و کنار کیا ہوگا؟ یا چھیڑ چھاڑ کی ہوگی؟ یا نظر بد ڈالی ہوگی؟ اور تو یہ سمجھ بیٹھا کے یہ زنا کا ارتکاب ہے؟
اس نے کہا! نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا! کیا تو اس سے ہم بستر ہوا تھا؟ اس نے کہا! ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تو نے اس سے مباشرت کی تھی؟ اس نے کہا! ہاں،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تو نے مجامعت کی تھی؟ اس نے کہا! ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لفظ کا استعمال کیا کیا جو عربی زبان میں صریحاً مباشرت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور وہ لفظ فحش

سمجھا جاتا ہے یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سے پہلے کبھی کسی نے نہ سنا تھا اور نہ ہی اس کے بعد پھر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے سنا، اگر ایک جان کا معاملہ نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ لفظ کبھی نہ نکلتا مگر اس نے اس کے جواب میں بھی ہاں کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا!

حتیٰ غاب ذالك منك في ذالك منها۔ یعنی۔ کیا اس حد تک کے تیری وہ چیز اس کی اس چیز میں غائب ہوگئی؟ ماعز نے کہا! ہاں، آپ نے پھر پوچھا یغیب المیل فی الحکمۃ والرشاء فی البئر۔ کیا اس طرح سے غائب ہوگئی جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور کنوئیں میں رسی؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تو جانتا ہے زنا کسے کہتے ہیں؟ اس نے کہا! ہاں میں نے اس کے ساتھ حرام طریقے سے وہ کام کیا ہے جو شوہر حلال طریقے سے اپنی بیوی کے ساتھ کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! کیا تیری شادی ہو چکی ہے؟ اس نے کہا! ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! تو نے شراب تو نہیں پی رکھی؟ اس نے کہا! نہیں تاہم ایک شخص نے قریب آ کر ماعز کا منہ بھی سونگھا اور تصدیق کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے محلے والوں سے دریافت کیا! کہیں یہ شخص دیوانہ تو نہیں؟ محلے والوں نے بتایا! ہم نے کبھی اس کی عقل میں کوئی خرابی نہیں دیکھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزال سے فرمایا! لو سترته بثوبك كان یر الك۔ یعنی۔ کاش تم نے اس کا پردہ ڈھانک دیا ہوتا تو یہ تمھارے لئے اچھا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماعز کو رجم کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا اور اسے شہر سے باہر لے جا کر سنگسار کر دیا گیا جب اس پر پتھر پڑنے لگے تو ماعز بھاگا اور اس نے کہا! لوگو! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلو میرے قبیلے کے لوگوں نے مجھے مروا دیا انھوں نے مجھے دھوکا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے قتل نہیں کروائیں گے مگر مارنے والوں نے اسے مار ڈالا بعد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا اسے میرے پاس لے آتے شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں، جب رجم سے ماعز بن مالک کی موت واقع ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماعز کو یاد فرماتے تو اس کو خیر کے ساتھ یاد کرتے۔

مسلم بن بریدہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ماعز کے حق میں دعائے مغفرت

کر واس نے ایسی توبہ کی ہے کے اگر ایک پوری امت پر اس کی توبہ کو تقسیم کر دیا جائے تو سب کے لئے کافی ہوگی۔

دوسرا واقعہ غامدیہ نامی ایک عورت کا ہے جو قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھتی تھی اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے چار بار آ کر اپنے زنا کا اقرار کیا جس سے اس کا ناجائز حمل ٹھہر گیا تاہم جب اس عورت نے پہلی بار رسول اللہ ﷺ کے سامنے اقرار گناہ کیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا! **ویحك ارجعی فاستغفری الی اللہ و توبی الیہ** ۔یعنی۔اری چلی جا اور اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر مگر اس نے کہا! رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ مجھے ماعز کی طرح ٹالنا چاہتے ہیں؟ میں زنا سے حاملہ ہوں (اس واقعے میں اقرار کے ساتھ حمل بھی موجود تھا) لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے مفصل جراح نہ فرمائی جس طرح ماعز کے کیس میں آپ ﷺ نے فرمائی تھی ،آپ ﷺ نے فرمایا! اچھا تو نہ مانتی ہے تو وضع حمل کے بعد آنا پھر وہ عورت وضع حمل کے بعد اپنے بچے کو گود میں لے کر آئی اور آپ ﷺ سے کہا! آپ ﷺ مجھے پاک کر دیجئے ،آپ ﷺ نے فرمایا! جا اس بچے کو دودھ پلا پھر دودھ چھوٹنے کے بعد آنا پھر جب بچے کا دودھ چھوٹ گیا تو وہ عورت دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس بار اس کا بچہ اس کے ساتھ تھا اور وہ روٹی کا ایک ٹکڑا بھی ساتھ لائی تاکہ یہ بتا سکے کے بچہ اب روٹی کھا سکتا ہے پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بچے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا کر دکھایا اور عرض کیا! رسول اللہ ﷺ اب اس بچے کا دودھ چھوٹ گیا ہے اور آپ ﷺ دیکھئے کے اب یہ روٹی بھی کھا سکتا ہے تب رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری ایک شخص کے سپرد فرمائی اور اس عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

ان دونوں واقعات میں چار مرتبہ اقرار کا ذکر موجود ہے ۔امام ابوداؤدؒ اور حضرت بریدہؓ کی روایت ہے! صحابہ کرام کا عام خیال یہ تھا کے اگر ماعز اور غامدیہ چار مرتبہ اقرار گناہ نہ کرتے تو انھیں رجم نہ کیا جاتا۔غامدیہ کے رجم کے بعد آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے غامدیہ کا ذکر برائی سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! خالد اپنی زبان کو روکو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔غامدیہ نے ایسی توبہ کی ہے کے اگر

کوئی ظالمانہ محصول لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا۔

حضرت عمرؓ نے غامدیہ کی نماز جنازہ کے موقع پر کہا! رسول اللہ ﷺ اب اس زانیہ کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس نے ایسی توبہ کی ہے کے اگر وہ توبہ تمام اہل مدینہ میں تقسیم کردی جائے تو سب کے لئے کافی ہوگی۔

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی گزرا جس کا منہ کالا تھا اور اس کو کوڑے لگائے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا! کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد اسی طرح پاتے ہو؟ تو اس نے کہا! ہاں، پھر آپ ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک کو بلوایا اور فرمایا! تم کو اس ذات پاک کی قسم جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی، کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد اسی طرح سے پاتے ہو؟ تو اس عالم نے کہا! اگر آپ ﷺ مجھے قسم نہ دیتے تو تو میں آپ ﷺ کو نہ بتاتا ہم اس حد و رجم پاتے ہیں لیکن ہمارے معززین میں جب زنا بکثرت ہوگیا تو ہم معززین و چھوڑ دیتے اور اور معمولی آدمی کو پکڑ کر اس پر حد قائم کردیتے پھر ہم نے سوچا کے چلو ہم ایسی سزا پر اتفاق کرلیں جس کو معزز اور غری معزز دونوں پر ہی لاگو کرسکیں تو پھر ہم نے رجم (سنگسار) کی جگہ منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کو مقرر کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے تیرے اس حکم کو زندہ کیا جس کو لوگوں نے مٹادیا تھا پھر آپ ﷺ کے حکم پر اس یہودی کو رجم کیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ۔۲۰

ترجمہ۔ اللہ کے کلام کو اس کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں۔

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ مَاۤ اُولٰٓىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ۔ وہ آپ ﷺ کو کیسے منصف بنائیں گے حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے باوجود وہ روگردانی کرتے ہیں اور وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔۲۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہودی، دوزانیوں (مرد و عورت) کا مقدمہ لے کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تورات پڑھو جب یہودی عالم نے تورات پڑھنا شروع کی تو اس نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کہیں کے یہ اپنا ہاتھ ہٹائے، جب اس یہودی نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو اس کے نیچے رجم کی آیت موجود تھی۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی!

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے منصف بنائیں گے حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے باوجود وہ روگردانی کرتے ہیں اور وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ۲۲؎

اگرچہ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد تورات میں نہ جانے کتنی مرتبہ تحریفات کی گئیں ہیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کے تورات میں آج بھی یہ آیت موجود ہے۔

ترجمہ۔ اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے ہوئے پکڑا جائے، تو دونوں مار دئے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ ۲۳؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ تھوڑی قیمت کے بدلے میری آیات کو فروخت نہ کرو مجھ سے ہی ڈرو اور حق و باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔ ۲۴؎

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو لوگوں کا خوف حق گوئی یا عظیم نصیحت کرنے سے باز نہ رکھے، جب اسے اس کا علم ہو کیونکہ یہ خوف نہ موت کو نزدیک کر سکتا ہے اور نہ رزق کو دور کر سکتا ہے۔ ۲۵؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ ٢٦

ترجمہ۔ وہ ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے نہیں روکتے تھے جو انھوں نے کئے تھے وہ بہت برا کام کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے ترک زنا کو نسب کی حفاظت کے لئے واجب قرار دیا ہے۔ غیرت مند کبھی زنا نہیں کرسکتا۔

جو زنا کرتا ہے اس کے گھر میں بھی کسی کے ساتھ زنا کی جاتی ہے۔

زنا فقر ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت بوڑھا زانی ہے۔

چار چیزوں میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی گھر میں داخل ہوجائے تو وہ اس گھر کو برباد کرکے ہی چھوڑتی ہے اور وہ گھر پھر کبھی آباد نہیں ہوتا ہے۔

ا۔ خیانت۔ ۲۔ چوری۔ ۳۔ شراب نوشی۔ ۴۔ زنا۔ ۲۷؎

زنا:

حضرت عمرؓ نے ایک زانیہ حاملہ کو رجم کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت معاذؓ نے کہا! جو بچہ اس کے پیٹ میں ہے اس کو ہلاک کرنے کا آپ کے پاس کیا جواز ہے؟ تو حضرت عمرؓ نے کہا! اگر معاذؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوجاتا۔ ۲۸؎

حمل کی مدت:

فقہائے احناف کے نزدیک حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے اس کے دلائل میں درج ذیل احادیث پیش کی گئی ہیں۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں!

ابن اسود الدیلمی بیان کرتے ہیں! حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو تین ماہ کی حاملہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا، جب یہ بات حضرت علیؓ تک پہنچی تو انھوں نے فرمایا!

اس کو سنگسار نہیں کیا جائے گا۔حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے دلیل طلب کی تو حضرت علیؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی!

وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۱۔۲۹

ترجمہ۔ مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال تک دودھ پلائیں یہ اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔۲۹ے

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۱۔۳۰

ترجمہ۔ماں کا حمل اور دودھ چھڑانا ۳۰ ماہ ہے۔

پس چھ ماہ میں اس کا حمل ہے اور دوسال اس کے دودھ پلانے کی مدت ہے لہٰذا اس عورت پر رجم نہیں۔۳۱ے

امام علی بن عمر الدار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں!

حضرت عائشہؓ نے فرمایا! عورت کے حمل کی مدت بس دوسال سے اتنی زائد ہے جتنا چرخے کی لکڑی کا سایہ ہوتا ہے یعنی (بہت کم) ۳۲ے

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت چار سال ہے جس کے دلائل میں وہ کہتے ہیں، امام علی بن عمر دار قطنی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں! ولید بن مسلم روایت کرتے ہیں، میں نے امام مالک بن انسؓ سے کہا، مجھے حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث پہنچی ہے، عورت کے حمل کی مدت دوسال سے بس اتنی زائد ہے کے جتنا چرخہ کی لکڑی کا سایہ۔

امام مالک نے کہا! سبحان اللہ یہ کون کہہ سکتا ہے؟ محمد بن عجلان کی بیوی ہماری پڑوسن ہے وہ سچی عورت ہے اس کا خاوند محمد بن عجلان بھی سچا ہے اس کو بارہ سال میں تین حمل ہوئے اور ہر حمل کی مدت ۴ سال تھی۔۳۳ے

اہم نکتہ:

زنا کا شمار گناہ کبیرہ میں کیا جاتا ہے، تاہم اگر اس کے نفسیاتی عوامل کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کے اللہ نے ہر انسان کی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے ایک حلال اور محفوظ راستہ کھول دیا ہے جس کو اسلام میں نکاح کہا جاتا ہے، دوسری جانب نکاح کے انعقاد سے قبل لڑکے کی پسند اور لڑکی کی مرضی کا ہونا بھی لازمی شرائط میں سے ایک ہیں، پھر مردوں کو بیک وقت چار بیویوں کا اختیار بھی حاصل ہے اور خواتین کے لئے بھی محفوظ دروازہ موجود ہے، اگر ان کو اپنے شوہر کی کوئی عادت، طور طریقہ ناپسند ہے اور دونوں کا ایک ساتھ زندگی گزارنا ناممکن محسوس ہوتا ہو تو ایسی صورت میں خواتین اپنے شوہر سے خلع لینے کے بعد عدت مکمل کر کے اپنی پسند کا دوسرا نکاح کرنے میں مکمل آزاد ہیں لیکن غیر قانونی اور غیر شرعی طریقے سے ہر قسم کے ناجائز جسمانی تعلقات کی اسلام سختی سے مذمت کرتا ہے اور اس قسم کے تمام امور، بے حیائی، بدکاری اور فحاشی کے لئے سخت ترین سزاؤں کا حکم دیتا ہے تا کہ معاشرہ بے راہ روی اور تمام غیر اخلاقی امور سے پاک اور منزہ رہے اور لوگوں کا حسب نسب نکاح کے ذریعے سے محفوظ رہے۔

اتہام۔تہمت۔بہتان۔جھوٹا لزام:

سورہ النور میں اللہ تعالی نے اتہام کی سختی سے مذمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو، یہی بدکردار ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔ جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود ان کے سوا ان کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بے شک وہ سچا ہے۔

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ ۳۶

ترجمہ۔ پانچویں بار یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔

وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔ ۳۷

ترجمہ۔ عورت کی سزا اس طرح ٹل جائے گی کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یوں کہے بلاشبہ یہ جھوٹوں میں سے ہے۔

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔ پانچویں دفعہ یوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب (نازل ہو)۔

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ۔ ۳۹

ترجمہ۔ اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتیں مگر وہ صاحب کرم ہے اور یہ کہ خدا توبہ قبول کرنے والا حکیم ہے۔

اتہام۔ بہتان۔ تہمت یہ سب عربی زبان کے الفاظ ہیں۔

اتہام۔ جو (ب۔ ھ۔ ت) سے مشتق ہیں۔ ۴۰؎

اتہام۔ بہتان۔ تہمت۔ سے مراد کسی بھی پاک باز مسلمان مرد یا عورت کے کردار پر جھوٹا لزام لگانا۔

بھت۔ کے معانی حیرت زدہ ہو جانا۔

البھت۔ سے مراد متحیر ہو کر خاموش ہو جانا۔

البھتان۔ سے مراد کسی پر ایسا الزام لگا دینا جس کو سن کر وہ حیران و ششدر رہ جائے۔

اتہام۔ کا لفظ بہتان سے نکلا ہے جس کے معنی کسی شخص پر جھوٹا الزام لگانا ہے اگر چہ وہ عیب اس شخص میں سرے سے موجود ہی نہ ہو یعنی کسی بھی پاک باز مرد یا عورت کے کردار کے حوالے سے کوئی

ایسی بات کہہ دینا جس سے اس کے کردار اور ساکھ کو شدید نقصان پہنچے یہ
گناہ کبیرہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں واضح ہدایت موجود ہے۔ ۴۱؎

ارشادات خداوندی:

سُبۡحٰنَکَ ھٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ۔ ۴۲

ترجمہ۔ تم نے اس (تہمت) کو سنتے ہی یہ کیوں نہ کہا ایسی بات کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے، اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت سنگین بہتان ہے۔

لَوۡ لَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡہُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِہِمۡ خَیۡرًا وَّ قَالُوۡا ھٰذَاۤ اِفۡکٌ مُّبِیۡنٌ ۔ ۴۳

ترجمہ۔ جب تم نے اس (تہمت) کو سنا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے متعلق نیک گمان کیوں نہیں کیا اور یہ کیوں نہیں کہا! یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔

وَلَا یَاۡتِیۡنَ بِبُہۡتَانٍ ۔

ترجمہ۔ وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے کوئی بہتان نہیں گھڑیں گی۔ ۴۴؎

وَ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡہُمۡ ثَمٰنِیۡنَ جَلۡدَۃً وَّ لَا تَقۡبَلُوۡا لَہُمۡ شَہَادَۃً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لا پائیں تو تم ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو یہی فاسق ہیں۔ (اس کو حد قذف کہتے ہیں)۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَلَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان دار اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اکۡتَسَبُوۡا فَقَدِ

احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۔۴۷

ترجمہ۔ جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر بغیر کسی گناہ کے انھیں ایذا پہنچاتے ہیں انھوں نے بے شک بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس شخص کے قتل کو حق کے سوا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ موڑنا اور پاک دامن مسلمان بے خبر عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔۴۸؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، جب میری برأت نازل ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور قرآن مجید کی تلاوت کی اور منبر سے اترنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو مردوں اور ایک عورت پر حد لگانے کا حکم دیا سو ان کو حد لگائی گئی۔۴۹؎

محمد بن اسحاق نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور کہا! جن دو مردوں اور ایک عورت نے تہمت لگائی تھی آپ نے ان کو حد قذف لگانے کا حکم دیا۔ حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور عورت حمنہ بنت جحش تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کسی مومن یا مومنہ پر بہتان باندھا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن خبال (دوزخ کے ایک طبقہ کی کیچڑ) میں بند رکھے گا حتی کے وہ اپنے بہتان سے نکل آئے لیکن وہ اس سے نہیں نکل سکے گا۔۵۰؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔۵۱؎

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا ایک سال کے نیک اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔۵۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جو بری جگہوں پر جائے گا وہ متہم (اس پر تہمت لگی گی) ہو جائے گا۔ جو شخص کسی برائی سے قریب ہوگا اس پر اس برائی کی تہمت لگے گی۔ ۵۳؎

اہم نکتہ:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! گمراہ کن احساسات وخیالات اور تفکرات، جسم انسانی میں دوران خون کی طرح گردش کرتے ہیں جن کے نہایت برے اور براہ راست اثرات انسانی جسم، ذہن، اور نفسیات پر مرتب ہوتے ہیں، انسانی خیالات میں اگر کثافت اور بے زاری ہے تو انسانی خون میں اس کثافت کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
بہتان طرازی دراصل شدید نفرت کی ایک قسم ہے یہی وجہ ہے کے بہتان باندھنے والا نہایت بے دردی سے جھوٹے الزامات کی بوچھاڑ کرتا ہے یہ سوچے سمجھے بغیر کے یہ کتنا بڑا گناہ کبیرہ ہے۔

لعان:

اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام صاف الفاظ میں لگائے یا اولاد کے متعلق کہے کے وہ اس کی نہیں ہے اور قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو تو اس کو لعان کہتے ہیں حاکم شرعی پہلے ان دونوں کو موقع دے گا کے ان میں سے کوئی اپنے قصور کا اعتراف کرے یعنی یا تو مرد اپنا الزام واپس لے یا پھر عورت اپنے قصور کا اعتراف کرے اگر دونوں ہی اپنی بات پر اصرار کریں تو تب لعان کروایا جائے گا یعنی پہلے شوہر سے کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے اس نے اپنی بیوی پر جو زنا کا لزام لگایا ہے وہ درست ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی لعنت اس پر ہو پھر بیوی سے یہ کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے شوہر نے جو زنا کا الزام اس پر لگایا ہے وہ غلط ہے پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَ
الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا
الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَ
الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَ لَوْ لَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جو لوگ اپنی عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اوران کے پاس گواہ نہیں ہیں، سوائے ان کی اپنی ذات کے تو ان میں سے ایک کی گواہی ہے خدا کی قسم کے ساتھ چار بار کہے کے بے شک وہ سچوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے اگر وہ جھوٹوں میں ہے تو اس پر لعنت ہو اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال دیتی ہے کے وہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کے ساتھ کے بے شک وہ مرد جھوٹوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے یعنی مجھ پر اللہ کو غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچوں میں ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ بات نہ ہوتی کے اللہ مہربان حکمت والا ہے تو کیا کچھ نہ ہو جاتا۔

جب دونوں فریقین ایسا کرلیں گے تو ان میں تفریق کروادی جائے گی اور یہ تفریق دائمی ہوگی حلالہ کے بعد بھی ان میں دوبارہ نکاح نہیں کروایا جا سکتا لعان کے بعد اگر شوہر نے مہر ادا نہیں کیا تھا تو وہ اس کو ادا کرے گا اور اگر عورت حاملہ ہے تو اس کے بچے کو اس کی طرف منسوب سمجھا جائے گا۔

روایت ہے کے سب سے پہلا لعان مسلمانوں میں ہلال بن امیہؓ اور ان کی بیوی کے درمیان ہوا تھا۔

اللہ نور السمٰوٰت والارض ہے:

اللہ تعالیٰ نور السمٰوٰت والارض ہیں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ
اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ

لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلٰى نُورٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَضْرِبُ
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔۵۵

ترجمہ۔اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے) گویا موتی جیسا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کے نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (پڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور خدا نے (جو مثالیں) بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا
بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۔۵٦

ترجمہ۔(وہ قندیل) ان گھروں میں (ہے) جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا! بلند کئے جائیں اور وہاں خدا کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں۔

النور اللہ کا ایک اسم صفاتی ہے جس کی نفوذ پذیری کائنات کے ہر ذرے میں جاری و ساری ہے۔سائنسی تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کے ہر موجود شے میں برقی اور مقناطیسی یعنی (Electromagnetic) لہریں پائی جاتی ہیں تاہم ہر شے میں ان برقی مقناطیسی لہروں کا تناسب،توازن اور مقداریں الگ ہوتی ہیں اگر چہ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ان لہروں کو ایک بنیادی قوت زندگی مہیا کر رہی ہے جس کی وجہ سے یہ لہریں زندگی اور زندگی کے تمام عوامل و حرکات کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی نے فرمایا! زمین اور آسمان کا وجود اسی روشنی پر قائم ہے جس کو اللہ ذوالجلال کا نور فیڈ کرتا ہے۔

اگر نوع انسانی کا ذہن مادے سے ہٹ کر اس روشنی کی جانب مرکوز ہو جائے تو انسان یہ سمجھنے پر

قدرت حاصل کرلے گا کائنات کے ہر انسان میں عظیم الشان ماورائی صلاحیتیں ذخیرہ کی جا چکی ہیں لیکن انسان اس کے استعمال سے ناواقف ہے اگر وہ ان صلاحیتوں سے واقف ہو جائے تو نا صرف زمین پر پھیلی ہوئی اشیاء کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرسکتا ہے بلکہ ان کے اندر کام کرنے والی قوتوں اور لہروں کو حسب منشاء استعمال بھی کرسکتا ہے اور پوری کائنات اس کے سامنے ایک نقطہ یا دائرہ بن کر آجاتی ہے تاہم اس مقام پر انسان مادی وسائل کا محتاج نہیں رہتا بلکہ وسائل اس کے سامنے سر بہ سجود ہو جاتے ہیں۔ ۵۷؎

لوح محفوظ سے ایک نور آتا ہے جو پوری کائنات میں پھیل جاتا ہے اس میں ہر قسم کی اطلاعات ہوتی ہیں جو کائنات کے ذرے ذرے کو ملتی ہیں ان اطلاعات میں چکھنا، سونگھنا، سننا، دیکھنا، محسوس کرنا، خیال کرنا اور گمان وغیرہ شامل ہیں تاہم اس میں زندگی کے ہر شعبے کی ہر حرکت اور ہر کیفیت کامل طرزوں کے ساتھ موجود ہوتی ہے ان اطلاعات کو درست طریقے سے حاصل کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے کے انسان ہر حالت میں اللہ کی ذات پر کامل استغناء رکھتا ہو۔ ۵۸؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ ۵۹

ترجمہ۔ بے شک آ گیا تمھارے اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی۔ ۳۱۰ھ) روایت کرتے ہیں،

اللہ تعالی نے اہل تورات اور اہل انجیل کو مخاطب فرمایا تمھارے پاس نور اور کتاب مبین آ گئی۔

نور سے مراد سیدنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنھوں نے حق کو روشن اور اسلام کو ظاہر کیا دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفر کو مٹایا تاہم اسی نور کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ باتیں بھی بیان فرماتے تھے جنھیں یہودی چھپاتے تھے۔ ۶۰؎

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا وہ نور عرش کے ستون کے سامنے اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتا رہا پھر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کے نور سے باقی انبیاء کرام کے نور کو پیدا

فرمایا (یہاں علامہ صقلی کی عبارت ختم ہوئی)۔

اس کے بعد علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں کے نقیہہ خطیب ابوالربیع نے اپنی کتاب شفاء الصدور میں چند عظیم باتیں لکھی ہیں ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کے جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کو پیدا کرنا چاہا تو اللہ سبحانہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم دیا کے وہ زمین کے قلب سے مٹی لے کر آئیں چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، جنت کے فرشتے اور رفیق اعلیٰ کے فرشتے گئے تو انھوں نے رسول اللہ کی قبر مبارک کی جگہ سے سفید نورانی مٹی لی پھر انھوں نے اس مٹی کو جنت کی نہروں کے پانی سے گوندھا حتیٰ کے وہ سفید موتی کی طرح ہوگئی اس مٹی کا نور تھا اور اس کی شعاع بہت عظیم تھی حتیٰ کے فرشتوں نے اس مٹی کے ساتھ عرش، کرسی، آسمان، زمین، پہاڑ اور سمندر کے گرد طواف کیا اور فرشتوں نے اور تمام مخلوقات نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کو پہچان لیا پھر اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مادہ خلقت کی مٹی رکھ دی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پشت میں پرندوں کی آواز کی مانند آواز سنی تو آپ نے اللہ سے استفسار کیا! اے میرے رب! یہ کیسی آواز ہے؟ تو اللہ نے فرمایا کے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تسبیح ہے وہ خاتم الانبیاء ہیں اللہ ان کو تمھاری پشت سے نکالے گا تم میرے عہد و پیمان پر قائم رہنا اور ان کو صرف پاکیزہ رحموں میں ہی رکھنا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ سے عہد و میثاق کیا کے میں اس عہد پر قائم رہتے ہوئے انھیں صرف پاکیزہ مردوں اور عورتوں میں ہی رکھوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں چمکتا تھا اور فرشتے ان کے پیچھے صف بستہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے اور سبحان اللہ کہتے۔

علامہ ابن الحاج اس کے بعد لکھتے ہیں کے اللہ تعالی نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا اور یہ نور اللہ کے سامنے سجدہ کرتا رہا پھر اللہ نے اس نور کے چار حصے کئے۔

۱۔ پہلے حصے سے عرش کو پیدا کیا۔

۲۔ دوسرے حصے سے قلم کو پیدا فرمایا۔

۳۔ تیسرے حصے سے لوح کو پیدا فرمایا پھر قلم سے فرمایا کے لکھ۔ اس نے کہا! اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا کے قیامت تک میں جو کچھ پیدا کرنے والا ہوں پھر قلم لوح پر چلنے لگا اور جو

کچھ اللہ نے فرمایا وہ لکھتا رہا۔

۴۔تاہم چوتھا حصہ اللہ کے سامنے سجدہ کرتا رہا اللہ تعالیٰ نے اس چوتھے نور کے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔

۱۔پہلے حصے سے عقل۔

۲۔دوسرے حصے سے معرفت۔

۳۔تیسرے حصے سے سورج، چانداور آنکھوں کا نور پیدا فرمایا۔

۴۔اور چوتھے حصے کو اللہ نے عرش کے گرد رکھا حتیٰ کے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمادیا تو یہ نور، ان میں رکھا۔

۱۔پس عرش کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے ہے۔

۲۔قلم کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے ہے۔

۳۔لوح کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے ہے

۴۔دن کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے ہے۔

۵۔عقل کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے ہے۔

۶۔معرفت کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے ہے۔

۷ چاند،سورج اور آنکھوں کا نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے ہے۔

ارشادات خداوندی:

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ
كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔۶۱

ترجمہ۔اللہ کا فیصلہ یہ ہے کے وہ اپنے نور کو پورا کا پورا پھیلا کر رہے گا ،اگر چہ یہ بات مشرکین کو ناپسند ہی کیوں نا ہو۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۔۶۲

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی اور مددگار اللہ ہے وہ انھیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۔٦٣

ترجمہ۔ لوگو! تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس دلیل روشن آ گئی ہے اور ہم نے تمھاری طرف ایسی روشنی بھیج دی ہے جو تمھیں صاف صاف راستہ دکھانے والی ہے۔

تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔٦٤

ترجمہ۔ اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی جانب ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْر ۔٦٥

ترجمہ۔ ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ ۔٦٦

ترجمہ۔ وہ کتاب (تورات) جسے موسیٰ لایا وہ تمام انسانوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۔٦٧

ترجمہ۔ (موسیٰ) کو ہم نے حکم دیا اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ۔

وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْر ۔٦٨

ترجمہ۔ ہم نے (عیسیٰ) کو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ

النُّوْر ۔٦٩

ترجمہ۔تعریف اللہ کے لئے جس نے زمین اور آسمان بنائے اور روشنی اور تاریکیاں پیدا کیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔٧٠

ترجمہ۔یہ لوگ چاہتے ہیں کے اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اپنی روشنی کو مکمل کر کے ہی رہے گا خواہ یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار گزرے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔٧١

ترجمہ۔جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِاۡىۡٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔٧٢

ترجمہ۔دوسرا صور پھونا جائے گا اور یکا یک سب اٹھ کر دیکھیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں کے جو میری ذات سے محبت کرنے والا ہے ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جن کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔ ٧٣ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن کی فراست سے ڈرو وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ ٧٤ے

امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا! معرفت الہی قلب کا نور ہے۔

اور اللہ تعالی نے ذکر الہی کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے۔ ذکر اللہ کا نور ہے۔ ٧٥ے

گہرے سمندروں میں اندھیرا:

جدید سائنس کے مطابق گہرے سمندروں اور دریاؤں میں 200 میٹر یا اس سے زائد گہرائی پر تاریکی ہے جہاں روشنی تقریباً معدوم ہو جاتی ہے، جبکہ 1000 میٹر کی گہرائی کے بعد گہرا اندھیرا ہے، اس کے علاوہ جدید سائنس نے حال ہی میں دریافت کیا ہے کے سمندر کے اندر سطحی موجوں کی طرح اندرونی موجیں بھی ہوتی ہیں جو اس جگہ پیدا ہوتی ہیں جہاں کم کثافت والا پانی زیادہ کثافت والے پانی سے ملتا ہے، اندرونی موجیں سمندروں اور دریاؤں کے گہرے پانی کو ڈھانپے ہوئے ہوتی ہیں یعنی گہرے پانی کے اوپر ہوتی ہیں کیونکہ گہرے پانی کی کثافت، اس کی بالائی سطح پر موجود پانی کی کثافت سے زیادہ ہوتی ہے۔ اندرونی موجیں سطحی موجوں کی طرح ہی پیدا اور ختم ہوتی رہتی ہیں۔ اندرونی موجوں کو انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَاؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔ ۴۰

ترجمہ۔ یا جیسے گہرے دریا میں اندھیرے ہوں اس پر ایک لہر چڑھ آتی ہے اس پر ایک اور لہر ہے اس کے اوپر بادل ہے، اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہیں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے کچھ بھی دیکھ نہ سکے، اور جسے اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو اس کے لیے کہیں نور نہیں ہے۔

پروفیسر درگا پرسا دراؤ، علم البحر کے بین الاقوامی ماہر ہیں، جو کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ میں پروفیسر تھے۔

کہتے ہیں، انسان کسی چیز کی مدد کے بغیر 20 سے 30 میٹر تک پانی کے اندر غوطہ لگا سکتا ہے مگر گہرے سمندر میں 200 میٹر سے زیادہ کی گہرائی میں وہ زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن زیر نظر آیت جب ان کی نظر سے گزری تو وہ حیران رہ گئے اور انھوں نے کہا!

گہرے سمندر میں اندھیرے کی تہہ پیدا ہونے کی دو وجوہات ہیں:

ا۔روشنی کی شعاع سات رنگوں پر مشتمل ہے، یہ سات رنگی مجموعہ بنفشی، نیلا، آسمانی، سبز، زرد، نارنجی اور سرخ پر مشتمل ہے۔ جب روشنی کی شعاع پانی سے ٹکراتی ہے تو عمل انعطاف کے نتیجے میں یہ مُڑ جاتی ہے اور روشنی کے سرخ رنگ کو پانی 10 سے 15 میٹر کی گہرائی تک جذب کر لیتا ہے چنانچہ اگر کوئی غوطہ خور پانی میں 25 میٹر کی گہرائی پر زخمی ہو جائے تو اپنے خون کو نہیں دیکھ سکے گا کیونکہ اس گہرائی پر سرخ رنگ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح نارنجی رنگ کی شعاع 30 سے 50 میٹر تک کی گہرائی میں جذب ہو جاتی ہے۔ زرد رنگ 50 سے 100 میٹر تک سبز رنگ 100 سے 200 میٹر تک آسمانی رنگ کم و بیش 200 میٹر تک، جبکہ نیلا اور بنفشی رنگ 200 میٹر سے زیادہ گہرائی پر جذب ہو جاتے ہیں چنانچہ جس طرح رنگ کامیابی کے ساتھ ایک ایک کر کے غائب ہو جاتے ہیں اسی طرح تاریکی بھی تہہ بہ تہہ بڑھتی جاتی ہے یعنی تاریکی روشنی کی تہوں میں جگہ پاتی ہے جبکہ 1000 میٹر کی گہرائی کے بعد بالکل اندھیرا ہے۔

۲۔سورج کی شعاعیں جب بادلوں سے ٹکراتی ہیں تو کچھ روشنی تو اس میں جذب ہو جاتی ہے اور باقی روشنی منتشر شعاعوں میں بدل جاتی ہے، جس کے سبب بادلوں کے نیچے اندھیرے کی ایک تہہ بن جاتی ہے۔ یہ اندھیرے کی پہلی تہہ ہے، جب روشنی کی شعاعیں سطح سمندر سے ٹکراتی ہیں تو سطحی موجیں ان کے کچھ حصے کو منعکس کر دیتی ہیں اور کچھ حصہ سمندر کے اندر نفوذ کر جاتا ہے چنانچہ یہ موجیں ہی ہیں جو روشنی کو منعکس کرتی ہیں جس کے نتیجے میں سمندر کے دو حصّے ہو جاتے ہیں، سمندر کا سطحی حصہ اور اندرونی گہرا حصہ۔ سطحی حصہ روشنی اور گرمی کی وجہ سے جبکہ گہرا حصہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔

تاہم ایک اور فرق ان دونوں حصوں میں موجوں کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اندرونی موجیں دریاؤں اور سمندروں کے گہرے پانی کو ڈھانپے ہوئے ہوتی ہیں اس لیے کہ گہرے پانی کی کثافت، اس کے اوپر موجود پانی کی کثافت سے زیادہ ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے اندرونی موجوں کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے، یہاں تک کے مچھلی بھی سمندر کی گہرائی میں دیکھنے کے قابل نہیں

رہتی، اور اپنے جسم سے حاصل ہونے والی روشنی ہی ان کے لیے واحد ذریعہ ہوتی ہے۔

پروفیسر درگا راؤ کا حتمی طور پر کہنا ہے کے 1400 سال پہلے یہ ناممکن تھا کہ ایک عام آدمی اس حیرت انگیز عمل کو اتنی وضاحت سے بیان کرئے لہٰذا یہ معلومات یقیناً کسی مافوق الفطرت ماخذ سے ہی نکلی ہیں۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۔سورہ النور۔آیت۔۲۔

۳۔سورہ النور۔آیت۔۳۔

۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۲۔

۸۔سورہ النور۔آیت۔۲۶۔

۹۔سورہ النور۔آیت۔۲۔

۱۰۔احکام القرآن۔امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)۔مطبوعہ دار احیاء العلوم بیروت۔

۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۳۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۱۴۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۱۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔

۱۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۰۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۱۔
۲۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۳۔
۲۲۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۳۔
۲۳۔کتاب مقدس۔(عہد نامہ قدیم)۔باب۔۲۲۔آیت۔۲۱۔۲۴۔مطبوعہ بائبل سوسائٹی۔لاہور۔
۲۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۱۔۴۲۔
۲۵۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔
۲۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۷۹۔
۲۷۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۸۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۳۔
۳۰۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۳۱۔سنن الکبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۲۔سنن دار قطنی۔امام علی بن عمر دار قطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۳۔سنن دار قطنی۔امام علی بن عمر دار قطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۳۴۔سورہ النور۔آیت۔۴۔
۳۵۔سورہ النور۔آیت۔۶۔
۳۶۔سورہ النور۔آیت۔۷۔
۳۷۔سورہ النور۔آیت۔۸۔
۳۸۔سورہ النور۔آیت۔۹۔
۳۹۔سورہ النور۔آیت۔۱۰۔
۴۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۲۔سورہ النور۔آیت۔۱۶۔
۴۳۔سورہ النور۔آیت۔۱۲۔
۴۴۔سورہ الممتحنہ۔آیت۔۱۲۔
۴۵۔سورہ النور۔آیت۔۴۔
۴۶۔سورہ النور۔آیت۔۲۳۔
۴۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۸۔
۴۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۵۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۲۔الجامع العلوم والحکم۔
۵۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۴۔سورہ النور۔آیت۔۶۔۱۰۔
۵۵۔سورہ النور۔آیت۔۳۵۔
۵۶۔سورہ النور۔آیت۔۳۶۔
۵۷۔آواز دوست۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۰۔۵۱۔عظیمی پرنٹر ناظم آباد۔کراچی۔
۵۸۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۴۶۔عظیمی پرنٹر ناظم آباد کراچی۔
۵۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۵۔
۶۰۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۶۔ص۔۲۲۰۔مطبوعہ دار المعرفہ۔
۶۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۹۔
۶۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۷۔
۶۳۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۴۔
۶۴۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۵
۶۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۴۔
۶۶۔سورہ انعام۔آیت۔۹۱۔
۶۷۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۵۔
۶۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۶۔
۶۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۔
۷۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۲۔
۷۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۲۔
۷۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۹۔
۷۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۰۱ھ۔
۷۴۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۷۵۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات
۷۶۔سورہ نور۔آیت۔۴۰۔

۲۵۔سورہ الفرقان (حق اور باطل میں فرق کرنا)

نام:

فرقان۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی حق اور باطل میں فرق کرنا،قرآن کریم کا بھی ایک نام الفرقان ہے۔

شان نزول:

سورہ فرقان مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۷۷ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۶ ہے۔

مضامین:

۱۔عظمت قرآن۔

۲۔اللہ کی بادشاہت۔

۳۔مقرر اندازے۔

۴۔مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا بیان۔

۵۔اہل ایمان کو ثابت قدمی کا حکم۔

۶۔عبادالرحمن کی صفات۔

۷۔اصحاب الرس (کنویں والوں) کا ذکر جو ایک نافرمان قوم تھی۔

۸۔میٹھے اور نمکین پانی کے مابین ایک مضبوط آڑ ہے۔

کل کائنات پر اللہ کی بادشاہت:

کل کائنات میں اللہ کی بادشاہت ہے اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۔۱

ترجمہ۔ آسمان اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا اور جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔

اَلْمَلِكُ الْحَقُّ ۔۲

ترجمہ۔ اللہ مالک حقیقی ہے۔

الملک۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (م۔ل۔ک) سے مشتق ہے، جس کا مطلب مکمل قوت، اختیار اور اقتدار کا مالک یعنی اللہ کی بادشاہت حکومت اور اقتدار کائنات کی ہر شے پر قائم ہے اس کے ایک معنی مکمل Authority کے بھی ہیں قرآن کریم میں 'الملک' (۵) مرتبہ آیا ہے۔

لی فی الوادی ملک'۔عربی زبان میں اس سے مراد ایک ایسی وادی جہاں پانی، چراگاہ اور مویشی موجود ہوں اسی لئے پانی کو بھی ملک کہا جاتا ہے کیونکہ پانی میں زندگی ہے اور پانی کی موجودگی سے کئی بگڑے کام سلجھ جاتے ہیں چنانچہ جس جگہ پانی ہو اس علاقے کی قدرومنزلت بہت زیادہ ہوتی ہے۔۳

تہذیبوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کے دنیا کی تمام تہذیبیں سمندر یا دریاؤں کے آس پاس ہی پھلی پھولی اور پروان چڑھیں اور خود مکہ مکرمہ جو کبھی بے آب و گیاں ایک غیر آباد صحرا تھا جہاں دور دور تک آبادی کا نام ونشان تک موجود نہ تھا جب وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کی رگڑ سے آب زم زم جاری ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ علاقہ آباد ہو گیا۔

ملاک الامر۔ سے مراد گارے کے ہیں جو پتھروں کو باہم جوڑتا ہے۔

ملک العجین یملکہ۔ سے مراد آٹے کو اچھی طرح سے گوندھنے کے ہیں تاکہ گندم کے تمام اجزاء یک جان ہو جائیں۔

نواب صدیق حسن خان نے (م-ل-ک) کا اصل خاصا قوت اور شدت بیان کیا ہے۔[۴]
اس کائنات میں اصل حکم اللہ کا ہی چلتا ہے اور اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا وہ نہایت شان سے عرش پر متمکن ہے جہاں سے اس کا حکم کل کائنات پر قائم ہے۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلْمَلِكُ۔۵

ترجمہ۔(اللہ) بادشاہ ہے۔

الْمَلِكُ الْحَقُّ۔۶۔

ترجمہ۔اللہ بادشاہ حقیقی ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ۔۷

ترجمہ۔(اللہ) برکت والا ہے اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ۔۸۔

ترجمہ۔اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے

وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا۔۹

ترجمہ۔(اللہ) برکت والا ہے اس کی آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان کی بادشاہت ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔۱۰

ترجمہ۔زمین اور آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔۱۱

ترجمہ۔ہر چیز کی سلطانی اور فرمانروائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔۱۲

ترجمہ۔اللہ مٰلِكَ الْمُلْكِ ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اقتدار (ملک) دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے

اقتدار (ملک) چھین لیتا ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۔۱۳

ترجمہ۔ آسمان اور زمین کی حفاظت اس کو نہیں تھکاتی وہ بلند مرتبہ اور عزت والا ہے۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۔۱۴

ترجمہ۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو سمائے ہوئے ہے۔

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۔۱۵

ترجمہ۔ ہر دن اس کی نئی شان ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے نزدیک (کسی بھی شخص کا) سب سے ناپسندیدہ ترین نام ملک الاملاک ہے۔

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے قابل نفرت اور بدترین شخص وہ ہوگا جس کا نام 'ملک الاملاک ہوگا کیونکہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی دوسرا 'ملک' یعنی بادشاہ نہیں ہوسکتا ہے۔۱۶

اسم الملک کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الملک صفت باری تعالیٰ ہے جس کے پاس اس کائنات کے مکمل اختیارات ہیں وہ قادر مطلق اور تمام طاقتوں کا منبع و ماخذ ہے پورا نظام کائنات اس کے حکم پر قائم و دائم ہے اور جملہ معاملات اسی کی مرضی سے طے پاتے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہے کوئی بھی غیر اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک نہیں زمین و آسمان کی تمام اشیاء اس کی ملکیت اور دائرہ اختیار میں ہیں حتیٰ کے زمین پر گرنے والا ایک خزاں رسیدہ پتا اور زمین کی تہہ میں موجود رائی کا ایک دانہ بھی اس کے علم اور قدرت میں موجود ہے۔

ارشادات خداوندی:

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۔۱۷

ترجمہ۔ وہی ذات ہے جو آسمان اور زمین میں عبادت کے لائق ہے۔

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی۔ ۱۸

ترجمہ۔ وہ عرش پر متمکن ہے۔

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔ ۱۹

ترجمہ۔ اللہ ہے جس کے سوا کوئی بھی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔ ۲۰

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا، وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

لَہٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ۔ ۲۱

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

وَّ کَانَ عَرۡشُہٗ عَلَی الۡمَآءِ۔ ۲۲۔

ترجمہ۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ۲۳

ترجمہ۔ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔ ۲۴

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ۔ ۲۵

ترجمہ۔ وہ بلند درجوں والے عرش کا مالک ہے۔

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ۔ ۲۶

ترجمہ۔ بلند اور برتر ہے اللہ، جو بادشاہ حق ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا رب ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ حَوۡلَہٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ ۲۷

ترجمہ۔فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے ان کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ ۲۸

ترجمہ۔آسمانوں اور زمین کا رب جو عرش کا بھی رب ہے وہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۔ ۲۹ ۔

ترجمہ۔عرش کا مالک ہے۔عظمت والا ہے۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ ۳۰

ترجمہ۔زمین اور آسمان میں جو کچھ بھی ہیں وہ سب اس کے مملوک اور تابع فرمان ہیں۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۔ ۳۱

ترجمہ۔آسمان سے زمین تک وہ ہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ
مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۔ ۳۲

ترجمہ۔زمین اور آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف سارے معاملات رجوع کئے جاتے ہیں۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔ ۳۳

ترجمہ۔آسمان اور زمین میں اللہ کی سلطنت ہے،اسی کی جانب سب امور لوٹتے ہیں۔

اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ ۳۴

ترجمہ۔ہر چیز کی سلطانی اور فرمانروائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ ۳۵

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں تمام اختیارات ہیں،اور تم اسی کی طرف لوٹ

کر جانا ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔ ۳۶

ترجمہ۔ وہ جو کچھ کرے وہ اس پر کسی کو جوابدہ نہیں ہاں سب اس کو جوابدہ ہیں۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ ۳۷

ترجمہ۔ بے شک ساری عزت اللہ کے لئے ہے، وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ ۳۸

ترجمہ۔ اللہ حکم فرماتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں، اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اللہ کی کرسی:

اللہ کی کرسی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ ۳۹

ترجمہ۔ آپ فرمائیے وہ کون ہے جس کے قبضے میں ہر چیز کا اختیار ہے؟ وہ پناہ دیتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم جانتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین سے مخاطب ہو کر فرمایا! تم اپنے اوپر اللہ کی تسبیح (سُبْحٰنَ اللّٰهُ) اور تہلیل (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اور تقدیس (سُبْحٰنَ الْمَلِكُ القدوس) کو لازم کرلو اور ان تسبیحات کو اپنی انگلیوں پر شمار کیا کرو کیونکہ کل قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی سوال ہوگا اور وہ گواہی دیں گی تم ہرگز اس میں کوتاہی اور غفلت مت کرنا ایسا نہ ہو کے غفلت کر کے اجر و ثواب سے محروم رہ جاؤ۔ ۴۰

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوذرؓ! سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلے میں اس طرح

سے ہیں جیسے کسی جنگل میں انگوٹھی کا چھلہ پڑا ہو، اور عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح سے ہے جیسے جنگل کی فضیلت اس انگوٹھی کے چھلے پر ہے۔ ۴۱؎

ابو مالک روایت کرتے ہیں کے کرسی عرش کے نیچے ہے۔ ۴۲؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، اگر سات آسمانوں اور سات زمینوں کو بچھا دیا جائے تب بھی وہ کرسی کے مقابلے میں اس طرح سے ہیں جیسے ایک انگوٹھی کسی وسیع میدان میں ہو۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے، اللہ کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے اور وہ اس طرح سے چر چراتی ہے جیسے نیا پالان سواروں کے بوجھ سے چر چراتا ہے۔ ۴۳؎

کل کائنات میں صرف اور صرف اللہ کی سلطنت قائم ودائم ہے یعنی سارے آسمانوں اور تمام زمینوں میں اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ ان کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا اس کا علم ہر شے پر محیط ہے اور اس کی قدرت ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ رب عظیم ہے

اصحاب الراس:

الرس کے دو معنی ہیں۔ ۱۔ زمین کا کوئی بھی گڑھا خواہ وہ قبر کا یا کنویں کا گڑھا ہی کیوں نہ ہو اس کو الرس کہا جاتا ہے۔ ۲۔ وہ کنواں جس کو کسی چیز سے ڈھانکا نہ گیا ہو اور نہ ہی اس کے گرد منڈیر بنائی گئی ہو ایسا اندھا کنواں کے جس میں لوگوں کے گرنے کا اندیشہ ہو اس کو بھی الرس کہا جاتا ہے ۔اصحاب الرس سے متعلق چار اقوال ہیں۔

۱۔ ضحاک نے کہا یہ وہ کنواں ہے جس میں صاحب یٰسین کو قتل کر کے ڈال دیا گیا تھا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، یہ آذر بائی جان کے لوگوں کا کنواں ہے۔

۳۔ قتادہ اور زہیر نے کہا اس سے مراد اہل یمامہ ہیں کیونکہ انھوں نے بہت سے کنویں بنائے تھے۔

۴۔ اس سے مراد اصحاب الخذود ہیں۔ ۴۴؎ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اس سے پہلے نوح کی قوم نے اور اندھے کنویں والوں نے اور ثمود نے جھٹلایا تھا۔ ۴۵؎

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًاۢ بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۔ ۴۶

ترجمہ۔اسی طرح سے ہم نے عاد،ثمود،اصحاب الراس اور بیچ کی صدیوں کے بہت سے لوگوں کو تباہ کیا۔

الرس سے مراد عرب کے دو شہر یعنی نجد اور شمالی حجاز سے بھی لئے گئے ہیں جبکہ اہل الرس کی اصطلاح ان لوگوں کے لئے استعمال کی گئی ہے جو کے خود ہی جھوٹ گھڑنے کے بعد اس کی تشہیر کرتے ہوں دراصل 'رس' بین القوم سے ماخوذ ہے جس کے معنی فساد اور عداوت پھیلانا لہٰذا معنوی اعتبار سے اصحاب الراس سے مراد ایسی قوم جو غلط باتیں وضع کر کے لوگوں میں پھوٹ ڈلوائے۔ ۴۷

مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مدین اور اصحاب الا یکہ دو امتیں ہیں جن کی جانب حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔انبیاء علیہ السلام کے قصص میں ساتواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔

عکرمہ نے کہا اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو دو مرتبہ نہیں بھیجا یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کو پہلی بار اہل مدین کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا جبکہ دوسری بار انھیں اصحاب الا یکہ کی جانب بھیجا گیا تاہم اہل مدین کی نافرمانیوں کی بناء پر انھیں ایک سخت گرج دار آواز کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

اور اصحاب الا یہ کو سائبان والے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ۔ ۴۸

ترجمہ۔ایکہ (جنگل) والوں نے اور تبع کی قوم نے،ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ایکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ جنگل اور گھنے درخت ہوں یعنی درختوں کا جھنڈ ہو بعض لوگوں نے یہ کہا کے یہ کسی خاص شہر کا نام ہے حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب ایکہ اور اہل مدین کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں ہی قوم پر عذاب الٰہی آیا، اہل مدین ایک خوفناک چیخ سن کر ہلاک ہوگئے جبکہ اصحاب ایکہ جس جنگل میں تھے ان پر بادل کا عذاب آیا تھا اس آیت

میں قوم تبع کا ذکر بھی کیا گیا ہے تبع عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔
قتادہ کہتے ہیں کے تبع کی قوم سے مراد قوم سبا ہے اور سبا میں حمیر نامی ایک قبیلہ تھا جو کے اپنے بادشاہ کو تبع کہا کرتے تھے جس طرح سے روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے یا فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا ہے۔قوم سبا اپنے وقت کی ایک عظیم قوم تھی۔
حافظ ابن کثیر نے کہا کے دو تبع تھے جن میں سے ایک پہلے کافر تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تبع کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔۴۹

عبادالرحمٰن کی خصوصیات:

اللہ تعالی نے سورہ فرقان میں عبادالرحمٰن کی تقریباً پندرہ صفات بیان کی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

۱۔وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ۔۵۰
ترجمہ۔عبادالرحمٰن زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں۔

۲۔وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۔۵۱
ترجمہ۔جب جہلاء ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں۔

۳۔وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا ۔۵۲
ترجمہ۔وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدے کرتے ہیں۔

۴۔وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ۔۵۳
ترجمہ۔رات (اللہ کے حضور) قیام میں بسر کرتے ہیں۔

۵۔وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۔۵۴
ترجمہ۔(عبادالرحمن) دوزخ کے عذاب سے (اللہ کی) پناہ مانگتے ہیں۔

۶۔وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۔۵۵

ترجمہ۔وہ فضول خرچی نہیں کرتے اور نا ہی تنگی کرتے ہیں، وہ اعتدال سے خرچ کرتے ہیں۔

۷۔وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۔۵۶

ترجمہ۔اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔

۸۔وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۔۵۷

ترجمہ۔(عباد الرحمن) کسی جان کو قتل نہیں کرتے، جس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

۹۔وَلَا يَزْنُوْنَ۔۵۸

ترجمہ۔وہ زنا نہیں کرتے۔

۱۰۔وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۔۵۹

ترجمہ۔جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

۱۱۔وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔۶۰

ترجمہ۔جب ان کا بری جگہوں کے پاس سے گزر ہو تو وہ شرافت سے ان جگہوں کے پاس سے گزر جاتے ہیں۔

۱۲۔وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ۔۶۱

ترجمہ۔اللہ کی آیات پر غور فکر اور تفکر و تدبر کرتے ہیں۔

۱۳۔وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ ۔۶۲

ترجمہ۔اللہ سے دعا کرتے ہیں کے بیویوں کو دل کا سکون اور اولاد کو آنکھ کی ٹھنڈک بنا۔

۱۴۔وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔۶۳۔

ترجمہ۔ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنائیے۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ۔۶۴

ترجمہ۔ان (صفات کے) لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعاوسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۔۶۵

ترجمہ۔اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے۔

میٹھے اور نمکین پانی کے مابین ایک مضبوط آڑ ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۔۶۶

ترجمہ۔(اللہ) نے دو دریاؤں کو ملایا جن میں ایک شیرین پیاس بجھانے والا ہے، دوسرا تلخ، بدمزہ ہے، ان دونوں کے مابین ایک مضبوط آڑ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت ۔وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ۔ سے مراد اللہ تعالیٰ نے دونوں سمندر کے مابین

ایک مضبوط آڑ بنادی ہے، دونوں پانی الگ الگ ہیں، نا میٹھا پانی نمکین کو خراب کرتا ہے اور نا نمکین پانی میٹھے پانی کو خراب کرتا ہے ۶۷؎ مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔

وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ سے مراد اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر بہادیا (مگر دونوں پانی آپس میں نہیں ملتے)۔۶۸؎

حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ سے مراد ایک سمندر آسمان میں اور ایک سمندر زمین میں ہے۔۶۹؎

عطاءؒ بیان کرتے ہیں، اس سے مراد دریائے فرات ہے، جس کا پانی میٹھا ہے، جبکہ اجاج سے مراد نمکین پانی ہے۔۷۰؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ۔ سے مراد کڑوا (کھاری) پانی۔۷۱؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، وہ دو دریا ہیں جس سے چاہے وضو کرے پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ۔ ۷۲

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، بَرْزَخًا سے مراد خشکی ہے۔ ۷۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا سے مراد روکنے والا یعنی میٹھا سمندر نمکین کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا۔ ۷۴؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا سے مراد حد ہے۔ ۷۵؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا سے مراد ایسی رکاوٹ جس سے میٹھا پانی نمکین میں نہیں ملتا، بحر روم اور فارس بھی آپس میں نہیں ملتے، بحر روم نمکین ہے۔

ابن جریرؒ فرماتے ہیں، میں نے کسی سمندر کو میٹھا نہیں پایا بلکہ دریا میٹھے ہوتے ہیں کیونکہ دریا سمندر میں گرتا ہے، وہ سمندر میں کڑوا نہیں ہوتا بلکہ ان دونوں سمندروں میں کے درمیان سفید دھاگے کی طرح ہو جاتا ہے جب وہ پلٹتا ہے تو اس کے راستے میں سمندر نہیں ہوتا اور دریائے نیل کے بارے میں لوگوں نے گمان کیا کے وہ سمندر میں بہتا ہے۔ ۷۶؎

عبدالرزاق وابن المنذر نے مکیؒ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا۔ سے مراد رکاوٹ ہے۔ ۷۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت۔ وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا سے مراد اللہ تعالیٰ دونوں دریاؤں کو اپنے حکم اور فیصلے سے روک دیتے ہیں۔ ۷۸؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا۔ سے مراد اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور قدرت سے نمکین کو میٹھے سے اور میٹھے کو نمکین سے روک دیا۔ ۷۹؎

سائنسی توجیہ:

زیر نظر آیت کے عربی متن میں لفظ برزخ ہے جس کا مطلب رکاوٹ یا آڑ (partition) کے ہے۔ جدید سائنس نے دریافت کیا ہے کے جہاں جہاں دو مختلف بحیرے آپس میں ملتے ہیں وہاں وہاں ان کے درمیان آڑ بھی ہوتی ہے۔

دو بحیروں کو تقسیم کرنے والی رکاوٹ یہ ہے کے ان میں ایک بحیرہ کا درجہ حرارت، شوریدگی

(Salinity) اور کثافت (Density) دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

ماہرین بحریات کے مطابق، دو بحیروں کے درمیان پانی کی ہی ایک نازک رکاوٹ (طبعی قوتوں کی وجہ سے) قائم ہوتی ہے۔ جس سے گذر کر ایک بحیرے کا پانی دوسرے بحیرے میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنی امتیازی خصوصیات کھو دیتا ہے اور دوسرے کے پانی کے ساتھ ہم جنس آمیزہ بنالیتا ہے، گویا ایک طرح سے یہ رکاوٹ کسی عبوری ہم آمیزی والے علاقے کا کام کرتی ہے، جو دونوں بحیروں کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ یہ مظہر درج ذیل آیت قرآنی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنۡهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِىَ وَ جَعَلَ بَيۡنَ الۡبَحۡرَيۡنِ حَاجِزًا ءَاِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔ ۸۰

ترجمہ۔ (اللہ) نے زمین کو ٹھہرا ہوا بنای اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان آڑ بنادی کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے۔

یہ مظہر متعدد مقامات پر وقوع پزیر ہوتا ہے جن میں جبل الطارق (جبرالٹر) کے علاقے میں بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس کے ملنے کا مقام نمایاں طور پر قابل ذکر ہے۔ اسی طرح کیپ پوائنٹ اور کیپ پینسو لا جنوبی افریقہ میں بھی (پانی کے بیچ) ایک سفید پٹی واضح طور دیکھی جا سکتی ہے جہاں بحر اوقیانوس اور بحر ہند کا ایک دوسرے سے ملاپ ہوتا ہے۔

قرآن کریم جب تازہ اور کھارے پانی کے درمیان رکاوٹ (آڑ) کا تذکرہ کرتا ہے تو اس آڑ کے ساتھ ایک ممنوعہ علاقے کے بارے میں بھی بتاتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِىۡ مَرَجَ الۡبَحۡرَيۡنِ هٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخًا وَّحِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ۝۔ ۸۱

ترجمہ۔ (اللہ) نے دو سمندروں کو ملا کر رکھا ہے، ایک لذیذ و شیریں، دوسرا تلخ و شور اور ان دونوں کے درمیان پردہ اور ایک مضبوط رکاوٹ حائل ہے جو انھیں گڈ مڈ ہونے سے روکتی ہے۔

جدید سائنس نے دریافت کیا ہے کہ ساحل کے نزدیکی (سمندری) مقامات پر جہاں (دریا کا) تازہ (میٹھا) اور (سمندر کا) نمکین پانی آپس میں ملتے ہیں وہاں کی کیفیت ان مقامات سے قدرے مختلف ہوتی ہے جہاں دو سمندروں کے نمکین پانی آپس میں ملتے ہیں یہ دریافت کے کھاڑیوں (سمندر کا شاخ) میں تازہ پانی کو کھاری پانی سے جو چیز جدا کرتی ہے وہ پا یکنو کلائن زون (Pycnocline Zone) ہے جس کی کثافت غیر مسلسل ہوتی ہے یعنی (گھٹتی بڑھتی رہتی ہے) جو (کھاری اور تازہ پانی کی) مختلف پرتوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھتی ہے، اس رکاوٹ (یعنی علاقہ امتیاز) کے پانی میں نمک کا تناسب (شوریت) تازہ پانی اور کھاری پانی دونوں ہی سے مختلف ہوتا ہے۔

اس مظہر کا مشاہدہ بھی متعدد مقامات پر کیا گیا ہے، جن میں مصر بطور خاص قابل ذکر ہے جہاں دریائے نیل بحیرہ روم میں گرتا ہے۔

قرآن کریم میں بیان کیے گئے ان سائنسی مظاہر کی تصدیق ڈاکٹر ولیم ہے (Dr.William Hay) نے بھی کی ہے، جو کولوراڈو یونیورسٹی امریکا کے مشہور ماہر بحریات اور علوم ارضی کے پروفیسر ہیں۔

یعنی حاصل کلام یہ ہے کے جدید سائنس نے دریافت کیا ہے جہاں جہاں دو مختلف بحیرے آپس میں ملتے ہیں وہاں ان کے درمیان آڑ بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے سمندر آپس میں مکس نہیں ہوتے۔ دو بحیروں کو تقسیم کرنے والی رکاوٹ یہ ہے کہ ان میں ایک بحیرہ کا درجہ حرارت، شوریدگی (Salinity) اور کثافت (Density) دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ فرقان۔ آیت۔ ۲۔

۲۔ سورہ طٰحہ۔ آیت۔ ۱۱۴۔

۳۔ تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔ مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۴۔ لغات القرآن۔ غلام پرویز۔ ص۔ ۱۵۵۶۔ طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔ ۱۹۹۸ء۔

۵۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۳۔
۶۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۱۱۴۔
۷۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔۲۔
۸۔سورہ التغابن۔آیت۔۱۔
۹۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۵۔
۱۰۔سورہ الحدید۔آیت۔۵۔
۱۱۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔
۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۶۔
۱۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۱۶۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۹۔
۱۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۸۔سورہ طٰحہٰ۔آیت۔۵۔
۱۹۔سورہ نمل۔آیت۔۲۶۔
۲۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۹۔
۲۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۱۲۔
۲۲۔سورہ ھود۔آیت۔۷۔
۲۳۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۲۴۔سورہ النمل۔آیت۔۲۶۔
۲۵۔سورہ المومن۔آیت۔۱۵۔
۲۶۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۶۔
۲۷۔سورہ مومن۔آیت۔۷۔
۲۸۔سورہ الزخرف۔آیت۔۸۲۔
۲۹۔سورہ البروج۔آیت۔۱۵۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۳۱۔سورہ روم۔آیت۔۲۶۔
۳۲۔سورہ السجدہ۔آیت۔۵۔
۳۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۵۔
۳۴۔سورہ الفرقان۔آیت۔۲۔
۳۵۔سوہ یٰسین۔آیت۔۸۳۔

۳۶۔سورہ البروج۔آیت۔۱۶۔
۳۷۔سورہ یونس۔آیت۔۶۵۔
۳۸۔سورہ رعد۔آیت۔۴۱۔
۳۹۔سورہ المومنون۔آیت۔۸۸۔
۴۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۵۔
۴۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت
۴۲۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔
۴۳۔الدرمنشور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۱۳۔۳۱۲۔
۴۴۔ النکت والعیون ۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔
ج۔۵۔ص۔۳۴۴۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۵۔سورہ ق۔آیت۔۱۲۔
۴۶۔سورہ الفرقان۔آیت ۳۸۔
۴۷۔لغات القرآن۔۔غلام احمد پرویز۔ص۔۸۴۷۔۔پبلیشر طلوع اسلام ٹرسٹ۔۱۹۹۸ء۔
۴۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۴۔
۴۹۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۳۴۰۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
۵۰۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۳۔۵۰۔
۵۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۳۔
۵۲۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۴۔
۵۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۴۔
۵۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۵۔
۵۵۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۷۔
۵۶۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۸۔
۵۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۸۔
۵۸۔سورہ فرقان۔آیت۔۶۸۔
۵۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۲۔
۶۰۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۲۔
۶۱۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۳۔
۶۲۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۴۔
۶۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۴۔
۶۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۵۔
۶۵۔سورہ فرقان۔آیت۔۷۶۔

٦٦۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۳۔
٦٧۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
٦٨۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
٦٩۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
٧٠۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
٧١۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
٧٢۔ المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
٧٣۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
٧٤۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار
٧٥۔ المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
٧٦۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
٧٧۔ المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
٧٨۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
٧٩۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
٨٠۔سورہ نمل۔آیت۔٦١۔
٨١۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۳۔

۲۶۔سورہ الشعراء (شاعر کی جمع)

نام:

الشعراء۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو شاعر کی جمع ہے یعنی اشعار کہنے والے افراد۔

شان نزول:

سورہ **الشعراء** مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۲۲۷ ہے جبکہ اس میں رکوع کی کل تعداد ۱۱ ہے۔

مضامین:

۱۔قرآن کریم کی تعظیم کا بیان۔

۲۔قرآن کریم بے مثل ہے۔

۳۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ۔

۴۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ۔

۵۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ۔

۶۔حضرت نوح علیہ السلام اوران کی قوم کا قصہ۔

۷۔کفار کے باطل مطالبات کا رد۔

۸۔حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ۔

۹۔قوم ثمود کا قصہ۔

۱۰۔حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام اوران کی اقوام کا ذکر۔

۱۱۔قرآن کریم شاعری سے نہایت بلند مقام پر ہے۔
۱۲۔اصحاب ایکہ جو حضرت شعیب علیہ السلام کی نافرمان قوم تھی کا ذکر۔
۱۳۔شعراء گمراہ ہیں جو ہر وادی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یٰسین، طٰہٰ، طواسین اور حوامیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے دی گئی ہیں۔ا؎
(طواسین سے مراد نمل، شعراء اور قصص جبکہ حوامیم سے مراد مومن، حٰم السجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان جاثیہ اور احقاف ہیں)۔

رب اللعالمین:

سورہ الشعراء میں اللہ رب اللعالمین ہے اس کی تقریباً گیارہ (۱۱) مرتبہ گردان کی گئی ہے۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۲۔ترجمہ۔ہم رب اللعالمین کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۳۔ترجمہ۔(فرعون نے کہا) رب اللعالمین کیا ہے؟

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۴

ترجمہ۔(ساحر کہنے لگے) ہم رب اللعالمین پر ایمان لے آئے۔

لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۵۔ترجمہ۔عالمین کا رب میرا دوست ہے۔

اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۶۔ترجمہ۔تمھیں رب اللعالمین کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۷

ترجمہ۔(نوح نے کہا) میرا صلہ تو رب العالمین کے پاس ہے۔

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۸

ترجمہ۔(ہود نے کہا) میرا صلہ رب اللعالمین کے ذمے ہے۔

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۹

ترجمہ۔(صالح نے کہا) میرا اجر رب اللعالمین کے پاس ہے۔

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔(لوط نے کہا) میرا اجر رب اللعالمین کے پاس ہے۔

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔(شعیب نے کہا) میرا اجر رب اللعالمین کے پاس ہے۔

وَاِنَّہٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۱۲

ترجمہ۔ یہ قرآن رب اللعالمین کا اُتارا ہوا ہے۔

رب۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (رب ب) سے مشتق ہے۔ ۱۳؎

رب۔کے معنی بتدریج نشونما دینے والا۔

قرآن کریم کی پہلی سورہ فاتحہ کی پہلی آیت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہے۔ ۱۴؎

ترجمہ۔تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔

معلوم ہوا کے اس عالم کے سوا بھی کئی عالمین ہیں جہاں اللہ کی حکومت اور بادشاہت ہے کیونکہ خود قرآن یہ انکشاف کرتا ہے کے تمام مشارق اور مغارب اللہ کے ہیں، یہی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ ۱۵؎

ربوبیت عالمینی کا مطلب یہ ہے کے رنگ و نسل، ملک و ملت اور لسان و مذہب سے بالاتر ہوکر انسانیت کی پرورش کی جائے، ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے، دنیا میں ان کے آنے کے مقاصد کی وضاحت کی جائے نیز ان کی اچھی تعلیم وتربیت کے لئے اللہ کے خاص بندے جن کو پیغمبر کہا جاتا ہے انھیں مکمل ضابطہ حیات (الہامی کتب) کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ کل بنی نوع انسانیت کو قاعدہ قانون، حلال وحرام، نیکی، بدی کی تمیز سیکھائی جائے انھیں نیکی کا حکم اور برائی سے ہرصورت رکنے کے احکامات دیئے جائیں، انھیں ہمیشہ کی کامیاب زندگی کی جانب ترغیب دی جائے اور یہ بتایا جائے کے یہ دنیا محض ایک عارضی ٹھکانا ہے جبکہ اصل وطن جنت اور اس کی ہمیشہ

رہنے والی نعمتیں، اللہ کی رضا اور دیدار خداوندی ہے۔
چنانچہ رب اللعالمین کل کائنات کا رب ہے اور کل اشیاء کائنات کی تمام تر ضروریات کا خیال اللہ تعالیٰ نہایت محبت سے فرماتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کل مخلوقات سے بے حد شفقت فرماتے ہیں پھر ان مخلوقات میں بھی بے حد لاڈلا اشرف المخلوق یعنی انسان ہے چنانچہ کل کائنات کو انسان کی آسانی کے لئے جبکہ انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا۔
عالمین کی تشریح میں کئی علماء، عرفاء اور صوفیاء نے بہت کچھ لکھا۔
ذیل میں اس حوالے سے چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔
حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں!
ایک کتاب المبین۔
ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔
ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔
ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔
ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔
یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک، پیاس، خواب و بیداری، نفرت، محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔
ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں۔ ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اور ٹوٹتے ہیں، اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض و سماوات، حیوانات، نباتات اور انس و جن ہیں۔ ۱۶؎

لوح محفوظ کتاب المبین کا ایک ورق ہے، کتاب المبین عالم ارواح ہے جبکہ عالم ارواح وہ عالم ہے کے جب اللہ نے 'کن' کہا تو اس کا ظہور عمل میں آ گیا تاہم موت کے بعد کی زندگی دراصل اسی عالم ارواح کی جانب پیش قدمی ہے۔ ۱۷؎

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ! عالمین کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔ عالم کبیر۔ ۲۔ عالم صغیر۔

۱۔ عالم کبیر۔۔۔۔۔۔ آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔

۲۔ عالم صغیر۔۔۔۔۔ انسان کے وجود میں بھی ایک دنیا بستی ہے جو عالم صغیر کہلاتی ہے۔

وھب بن منبہ سے مروی ہے کے اٹھارہ ہزار عالمین ہیں اور دنیا ان میں سے ایک عالم ہے۔ ۱۸؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے چالیس ہزار عالمین پیدا فرمائے جبکہ یہ دنیا شرق سے غرب تک ایک عالم ہے۔

مقاتل نے کہا کے اسی ہزار (80000) عالمین ہیں، چالیس ہزار (40000) خشکی میں اور چالیس ہزار (40000) سمندر میں۔

ابو العالیہ سے مروی ہے کے جن ایک عالم ہیں۔ انس ایک عالم ہے ان کے سوا زمین کے چار زاوئے ہیں اور ہر زاوئے میں پندرہ سو (1500) عالمین ہیں۔ ۱۹؎

ابن عربی کے مطابق ! انسان کامل حقیقتاً ذات واحد کا چھوٹے پیمانے پر نمونہ ہے کیونکہ اس میں خدا کے جملہ اسمائے حسنہ کا ظہور ہوتا ہے، سوائے وصل الٰہی کے کاملیت ناممکن ہے اقبال اور ابن عربی دونوں کا اتفاق اس بات پر ہے کے جنت اور دوزخ مقامات نہیں ہیں بلکہ روح اور دماغ کی کیفیات کا نام ہیں قرآن میں ان کا بیان ایک حالت شعوری کا ہے، جسے انسان اپنے اندر اپنے اعمال کے مطابق محسوس کرتا ہے۔

الجیلی وجود حقیقی اور اس کی ذات کے مسلسل شان اظہار اور ہر لمحہ بدلتی ہوئی مختلف کیفیات کو بیان کرتے ہیں ان کے خیال میں ہر لفظ اپنے اندر خاص اور گہرے معنی رکھتا ہے اور ہر اسم اپنے مسمّٰی کا مکمل نمائندہ ہے چونکہ وجود مطلق کئی درجے نیچے آ کر انسان کی ذات میں اپنا جمال منعکس دیکھتا ہے لہٰذا انسان روحانی کشف سے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد وجود مطلق تک پرواز کر سکتا

ہے یہ عمل تین حالتوں پر مشتمل ہے۔

ا۔انسان اسمائے الٰہی پر جو اس کے مظہر ہیں غور کرتا ہے۔

۲۔اس مسلسل سعی سے وہ دائرۂ صفات میں داخل ہو جاتا ہے اور صفات الٰہیہ سے متصف ہو کر معجزاتی شان اختیار کر لیتا ہے۔

۳۔اس کے بعد وہ نور حقیقی کے دائرے میں قدم رکھتا ہے اور انسان کامل بنتا ہے اب اس کا عمل خدائی عمل اس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے کان اللہ کے کان اور اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں بن جاتی ہیں اور یہ منتہائے کمال ہے اور یہی کمال اقبال کو پسند ہے۔ ۲۰؎

String theory نامی ایک تھیوری ۱۹۶۰ء میں پیش کی گئی جس میں یہ بتایا گیا!

عالمین میں تقریباً 10D ہیں یعنی گیارہ ڈائی مینشن ز ہیں اگر چہ اب تک سائنسدانوں نے صرف 3D کا ہی سراغ لگایا ہے۔

جس طرح سے انسان کی حرکت آگے پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر نیچے ہو سکتی ہے اس کو سائنسی زبان میں 3D یعنی three Dimension کہتے ہیں تاہم سائنس دان اب تک 3D کو ہی دریافت کر پائے ہیں جبکہ ہماری دنیا اور ہمارا عالم انھی تین ڈائی مینشن کے اندر مقید ہیں۔

لیکن string theory کے مطابق 3D کے بجائے 10D ہیں جو درج ذیل ہے۔

ا۔پہلی ڈائی مینشن میں تو انسان آگے پیچھے حرکت کرتا ہے۔

۲۔دوسری میں آپ دائیں اور بائیں حرکت کر سکتے ہیں۔

۳۔انسان اوپر نیچے حرکت کر سکتا ہے تاہم سائنسدانوں کے مطابق یہی ہماری دنیا اور عالم ہے

۴۔لیکن اگر انسان چوتھی ڈائی مینشن میں داخل ہو جائے تو وہ وقت میں سفر کر سکتا ہے۔

۵۔اس ڈائی مینشن میں انسان اس عالم سے نکل کر دوسرے عالم میں داخل ہو جائے گا جس کو عالم ارواح کہتے ہیں۔

٦۔اس ڈائی مینشن میں انسان دو یا دو سے زائد عالمین میں متحرک ہو جائے گا یعنی۔

ا۔عالم اسباب۔ ۲۔عالم ارواح۔ ۳۔عالم برزخ۔

۷۔اس ڈائی مینشن میں انسان جب انسان داخل ہوگا تو وہ کائنات کی تخلیق سے قبل کے دور یعنی

بگ بینگ کے دور میں داخل ہو جائے گا

۸۔ یہ ڈائی مینشن انسان کو اس کی تخلیق سے قبل کے مختلف ادوار میں لے جائے گا۔

۹۔ نواں ڈائی مینشن ایسے عالمین کا ایک ہوگا جہاں فزکس کے اصول کے مطابق تمام چیزیں اور عالمین ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوں گے اور ممکن ہے وہاں کا ایک دن ہمارے دنیاوی دن کے پچاس ہزار برس کے برابر ہو۔

۱۰۔ دسویں ڈائی مینشن میں انسان اس عالم میں پہنچ جائے گا جہاں وہ جس چیز کا تصور کرے گا اس کو وہ چیز حاصل ہو جائے گی ممکن ہے یہ عالم جنت ہو۔

جس کے لئے اللہ نے فرمایا کے انسان کو وہ سب حاصل ہو جائے گا جس کی وہ تمنا کرے گا۔ (ماخوذ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں! اللہ سبحانہ نے اس عالم کے علاوہ کروڑوں عالمین تخلیق فرمائے ہیں جس میں اس کا عظیم الشان عرش اور کرسی اعلیٰ بھی ہے ان آسمانوں کی وسعت عقل انسانی سے ماوراء ہے کیونکہ ذات خداوندی مالک الملک ہے جس کی صفات کا اندازہ بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۔۲۱

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے لشکر کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کتاب المبین اور لوح محفوظ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۔۲۲

ترجمہ۔ خشک و تر سب ایک کھلی کتاب (کتاب المبین) میں لکھا ہوا ہے۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَ
لَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔۲۳

ترجمہ۔ آسمان اور زمین کی ذرہ برابر کوئی چیز چھوٹی بڑی ایسی نہیں جو تیرے رب کی نگاہ سے پوشیدہ ہو یہ سب کتاب المبین میں درج ہے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا وَ
مُسْتَوْدَعَھَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ ۲۴

ترجمہ۔ زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کے وہ کہاں رہتا ہے اور وہ کہاں سونپا جاتا ہے یہ سب کچھ کتاب المبین میں درج ہے۔

وَ مَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ ۲۵

ترجمہ۔ آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ شے ایسی نہیں جو کتاب المبین میں نہ لکھی ہو۔

عٰلِمِ الْغَیْبِ لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی
الْاَرْضِ وَ لَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَ لَآ اَکْبَرُ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ ۲۶

ترجمہ۔ (اللہ) سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمانوں میں چھپی ہے اور نہ ہی زمین میں نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی یہ سب ایک کتاب المبین میں درج ہے۔

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَ عِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ۔ ۲۷

ترجمہ۔ ہر دور کے لئے ایک کتاب ہے اللہ جو کچھ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے ام الکتاب اسی کے پاس ہے وَ کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ کِتٰبًا۔ ۲۸

ترجمہ۔ ہم نے ہر چیز کو قلم بند کر رکھا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم:

کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ ۲۹

ترجمہ۔ اصحاب ایکہ نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ ۳۰

ترجمہ۔ جب شعیب نے ان سے کہا کے تم ڈرتے کیوں نہیں؟

اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ۔ ۳۱۔ ترجمہ۔ میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ۔ ۳۲۔ ترجمہ۔ خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

وَ مَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔ ۳۳

ترجمہ۔میں اس کام کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو خدائے رب العالمین کے ذمے ہے۔

اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِيۡنَ ۔ ۳۴

ترجمہ۔(دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو۔

وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ‌ۚ ۔ ۳۵۔

ترجمہ۔اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔

وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۔ ۳۶

ترجمہ۔لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔

وَاتَّقُوا الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَالۡجِبِلَّةَ الۡاَوَّلِيۡنَ ۔ ۳۷

ترجمہ۔اس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی خلقت کو پیدا کیا۔

قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ ۔ ۳۸

ترجمہ۔وہ کہنے لگے کہ تم جادو زدہ ہو۔

وَمَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ۔ ۳۹

ترجمہ۔تم اور کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۔ ۴۰

ترجمہ۔اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا لا کر گراؤ۔

قَالَ رَبِّىۡۤ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۔ ۴۱

ترجمہ۔شعیب نے کہا کے جو کام تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۔ ۴۲

ترجمہ۔ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا، پس سائبان کے عذاب نے ان کو آ پکڑا۔ بے شک وہ بڑے

(سخت) دن کا عذاب تھا۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۔۴۳

ترجمہ۔اس میں یقیناً نشانی ہے اوران میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۔۴۴

ترجمہ۔تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام ونسب:

حافظ علی بن حسن بن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام بویب بن مدین بن براہی کے بیٹے ہیں۔

دوسرے قول کے مطابق حضرت شعیب بن صیحون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم ہیں

تیسرے قول کے مطابق شعیب بن سحر بن لادی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

روایت کے مطابق آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں تاہم اس خاندان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ عراق سے شام کی جانب ہجرت کے دوران دمشق سے گزرے۔

وہب بن منبہ نے بیان کیا حضرت شعیب علیہ السلام اور بلعم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس دن ایمان لائے جس دن انھیں آگ میں ڈالا گیا بعدازاں انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شام کی جانب ہجرت بھی کی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط کی بیٹیوں سے ان دونوں کے نکاح کروادئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں میکائیل ہے، سریانیہ میں آپ کا نام حری بن یسحر ہے جبکہ عبرانیہ میں آپ کا نام شعیب مذکور ہے۔حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) کی تحقیق کے مطابق مدین اس قوم کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق بھی اسی نسل سے تھا۔۴۵

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! چار نبی عرب تھے۔

ا۔ھود۔ ۲۔صالح۔ ۳۔شعیب۔ ۴۔تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۴۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، مسجد حرام میں صرف دو قبریں ہیں۔

ا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک حطیم میں ہے۔

۲۔حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک حجر اسود کے بالمقابل واقع ہے۔ ۴۷

ابوالمنذر نے کہا حضرت شعیب علیہ السلام اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ اسلام سے کرنے کے بعد مکہ روآنہ ہوگئے جہاں ۱۴۰ برس کی عمر میں ان کا وصال ہوگیا اور ان کو حجر اسود کے سامنے مسجد حرام میں دفن کیا گیا۔ ۴۸

حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت:

حضرت شعیب علیہ السلام کے مقام بعثت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔ ۴۹

ترجمہ۔قوم لوط اور مدین دونوں بڑی شاہراہ پر آباد تھیں۔

مفسرین اور مورخین نے یہ لکھا ہے، ایک بڑی شاہراہ جو حجاز کے قافلوں کو شام، فلسطین، یمن اور مصر تک لے جاتی ہے یہ شاہراہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے سے ہوکر گزرتی تھی جس کو قرآن کریم میں امم مبین فرمایا گیا تاہم یہ شاہراہ قریشی قافلوں کے لئے بہت متعارف اور تجارتی گزرگاہ کی حیثیت سے جانی جاتی تھی اگرچہ مدین کا قبیلہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے شمال مغرب میں شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ ہے۔

بعض متاخرین یہ لکھتے ہیں کے مدین کا اصل علاقہ حجاز کے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحر احمر اور خلیق عقبہ کے کنارے پر واقع ہے جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی ساحل پر بھی اس کا کچھ سلسلہ پھیلا ہوا تھا تاہم یہ ایک بڑی اور معروف تجارتی شاہراہ تھی زمانہ قدیم میں جو تجارتی شاہراہ بحر احمر کے کنارے یمن سے مکہ اور ینبوع ہوتی ہوئی شام تک جاتی تھی تاہم ایک دوسری شاہراہ عراق سے مصر کی جانب بھی جاتی تھی جس کے عین چوراہے پر اس قوم کی بستیاں واقع تھیں اسی وجہ سے عرب کا بچہ بچہ مدین سے واقف تھا اگرچہ مدین کے آثار مٹ چکے تھے لیکن اس کے باوجود

عرب میں اس علاقے کی شہرت برقرار تھی کیونکہ عربوں کے تجارتی قافلے مصر اور شام کی جانب جاتے ہوئے انھی مقامات اور آثار قدیمہ کے پاس سے گزرتے تھے۔

اہل مدین:

اہل مدین، مدین نام کے ایک شہر میں رہتے تھے جو حجاز کی اس جانب آباد تھا جہاں اس کی سرحد شام سے ملتی ہے اس شہر کے قریب بحیرہ قوم لوط واقع ہے (یہ شہر خلیج عقبہ کے شرقی اور غربی ساحلوں پر آباد تھا) یہ سارا علاقہ مدین کہلاتا تھا اور اس علاقے کے مرکزی شہر کا نام مدین تھا تاہم اس شہر میں جو قبیلہ آباد تھا وہ بھی مدین کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔

اہل مدین کفار تھے اور راستوں میں ڈاکے ڈالا کرتے، مسافروں کو ڈراتے، دھمکاتے اور انھیں خوفزدہ کیا کرتے جبکہ یہ روایت بھی عام ہے کے اہل مدین اہل ایمان سے بھتہ وصول کرتے اور انھیں راہ حق سے روکتے۔۵۰

اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کی جانب بھیجا تا کہ وہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کریں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَیِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَوۡفُوا الۡكَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَهُمۡ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔۵۱

ترجمہ۔اہل مدین کی جانب ہم نے ان کے (ہم قبیلہ) بھائی شعیب کو بھیجا (شعیب) نے کہا! اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی واضح دلیل آ چکی ہے، پس تم پورا پورا ناپ اور تول کرو اور لوگوں کو کم تول کر ان کی چیزیں نہ دو اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو اگر تم ایمان لانے والے ہو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین شاہراہوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ جایا کرتی اور اہل ایمان آنے جانے والوں کو ڈرایا اور دھمکایا کرتیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ۔ ۸۶

ترجمہ۔ ہر راستہ پر اس لئے نہ بیٹھو کے ایمان والوں کو ڈراؤ اور اللہ کے راستے پر چلنے سے روکو اور اس (سیدھے) راستہ کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرو اور یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے تو اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا اور غور سے دیکھ لو مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو اس طرح سے راستے میں بیٹھنے سے منع فرماتے کیونکہ اہل مدین، اہل ایمان کو ڈراتے دھمکاتے اور انھیں راہ خدا پر چلنے سے روکتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، قتادہ اور مجاہد نے بیان کیا ہے کے اہل مدین راستوں پر بیٹھ کر اہل ایمان کو دھمکاتے اور ان کا مال لوٹ لیا کرتے اور اہل ایمان سے کہتے کے تم شعیب کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ کذاب ہے۔

مفسرین نے لکھا کے اہل مدین راستے میں بیٹھ کر اہل ایمان سے ناجائز ٹیکس اور بھتہ جبراً وصول کرتے، انھیں طرح طرح سے دھمکیاں دیتے اور برے نتائج کے لئے انھیں خبردار کرتے تاہم اہل مدین جمع شدہ ناجائز رقوم اور بھتے کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے۔

علامہ ابوالفراج عبدالرحمن بن علی الجوزی (متوفی ۵۷۹ھ) لکھتے ہیں، جس وقت حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین بھیجا گیا اس وقت ان کی عمر مبارک بیس برس تھی آپ کی قوم ناپ تول میں کمی کیا کرتی، آپ نے اپنی قوم کو بارہا سمجھایا کے ناپ تول میں کمی نہ کریں اور اپنے ترازو کو ٹھیک رکھیں اور ایمانداری سے تول کر لوگوں کو ان کی چیزیں دیں لیکن قوم پر آپ کی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ حسب عادت اپنی پرانی روش پر قائم رہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء بھی کہتے ہیں اور اس لقب کی وجہ یہ تھی کے آپ کا انداز گفتگو اور خطاب ایسا تھا جو کے مدمقابل

کے دل میں اتر جائے لیکن اس کے باوجود آپ کی قوم آپ کی بات کو سنی ان سنی کرتی رہی یہاں تک کے اس قوم پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ہو گیا۔

قتادہ نے لکھا کے اہل مدین کو ایک چنگھاڑ نے ہلاک کیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔ (شعیب کی قوم) کے کافر سرداروں نے کہا اے لوگو! اگر تم نے شعیب کی اتباع کی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے سو ان کو ایک ہولناک آواز (زلزلہ) نے پکڑ لیا اور صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ مردہ (حالت) میں پڑے ہوئے تھے۔

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۛۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی (وہ صفحہ ہستی سے اس طرح سے مٹ گئے) گویا کے وہ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے، جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔

ایکہ والے:

جب اہل مدین پر عذاب الٰہی آیا تو حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب الایکہ کی جانب تبلیغ دین کے غرض سے روآنہ ہوئے اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب الایکہ پر بھی مبعوث فرمایا آپ نے اپنی بقیہ عمر اصحاب الایکہ کے ساتھ گزاری۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔ پھر شعیب ان سے کنارہ کش ہو گئے اور کہا اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دئے تھے اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی تھی تو اب میں کافروں (کے عذاب) پر

کیوں کر افسوس کروں؟۔

اصحاب الایکہ، ایکہ نامی ایک درخت کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس درخت کے گرد گھنے جنگلات اور سرسبز وشاداب زمین تھی تاہم اصحاب الایکہ انتہائی درجے کے بدمعاملہ اور ناپ تول میں کمی کے مرتکب تھے۔ اللہ تعالی نے جب حضرت شعیب علیہ السلام کو اس قوم پر رسول بنا کر بھیجا تو حضرت شعیب نے اپنی قوم اصحاب الایکہ کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے ہوئے کہا کے تم سب صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ صرف وہی عبادت کے لائق ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، پورا تولو اور اپنے ترازو کو صحیح رکھو لیکن آپ کی قوم بدستور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَ لَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِيۡنَ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ وَ لَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔ پیانہ پورا بھر کردو اور کم تولنے والوں میں سے نہ بن جاؤ اور صحیح ترازو سے تول کردیا کرو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کرو۔

وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔ (شعیب نے کہا) میں امانت دار رسول ہوں، سو تم ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اصحاب الایکہ کی سرکشی اور گمراہی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب اور تضحیک کی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔ (قوم شعیب نے حضرت شعیب سے کہا) تم صرف ہماری مثل بشر ہو اور بے شک ہم تم کو ضرور جھوٹوں میں ہی گمان کرتے ہیں۔

فَاَسۡقِطۡ عَلَيۡنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۔ ۵۹

ترجمہ۔ اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہمارے اوپر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔

قوم شعیب کی بے راہ روی کے باعث ان پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ہو گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ رَبِّيۡۤ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۔ ۶۰

ترجمہ۔ شعیب نے کہا! میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۔ ۶۱

ترجمہ۔ جب (قوم شعیب) نے شعیب کی تکذیب کی تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بے شک وہ بہت بھاری دن کا عذاب تھا۔

وَمَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔ ۶۲

ترجمہ۔ اصحاب الایکہ (سرسبز جنگل والوں) نے رسولوں کی تکذیب کی جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ بے شک میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں سو تم ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اللہ نے اس قوم کی سرکشی کی وجہ سے ان پر سخت گرمی مسلط کر دی چنانچہ قوم اس گرمی سے بچنے کے لئے اپنے گھروں میں پناہ لی لیکن وہاں بھی ان کا برا حال ہوا پھر انھوں نے جنگل کی جانب اپنا رخ کیا اور وہاں اس شدید گرمی سے بچنے کے لئے پناہ لی تاہم اللہ نے جنگل میں ایک بادل بھیج دیا جس میں بے حد ٹھنڈک اور سکون تھا چنانچہ قوم شعیب نے اس ٹھنڈے بادل سے راحت حاصل کی اور اپنی باقی قوم کو بھی یہیں اکھٹا کر لیا تا کہ سب راحت اور سکون حاصل کر سکیں، جب ساری قوم ایک جگہ جمع ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک آگ بھیجی جس نے اس قوم کو جلا کر رکھ دیا اسی وجہ سے اس دن کو یوم الظلہ یعنی (سائبان یا بادل کے دن) کا عذاب بھی کہا جاتا ہے۔

قتادہ نے لکھا کے اصحاب الایکہ کی طرف اللہ نے سات دن تک مسلسل سخت گرمی مسلط کی پھر اللہ نے ان پر ایک آگ بھیجی جس آگ نے اس قوم کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ۶۳

شعراء:

الشعراء۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ع۔ر) سے مشتق ہے۔ ۶۴

راغب اصفہانی فرماتے ہیں! شاعری عربوں کے مزاج، نازک خیالی، پوشیدہ راز اور بذلہ سنجی کا مجموعہ ہے، تاہم شاعر کو شاعر اس لئے بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی ذہانت، فطانت اور علم وعقل کی وجہ سے ان معانی کا ادراک بھی حاصل کرلیتا ہے جن معانی کے ادراک کا تحمل عام انسان کو نہیں۔ ۶۵

عرب میں شعر اور شاعر سے مراد جھوٹ اور جھوٹے کے بھی ہیں کیونکہ شاعری کا بڑا حصہ جھوٹ پر مشتمل ہوتا ہے، عربوں میں ایک مثل مشہور ہے! احسن الشعر اکذبہ۔ یعنی۔سب سے عمدہ شاعری وہ ہے جو سب سے زیادہ جھوٹ پر مبنی ہو۔ مخالفین اور کفار مکہ اسی وجہ سے قرآن کریم کو شعر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاعر کہا کرتے تھے کیونکہ وہ اپنی دانست میں ان دونوں کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ ۶۶

قرآن کریم نے شاعری کی مخالفت اسی وجہ سے کی ہے کیونکہ دین اسلام ٹھوس حقائق پر مبنی دین حق ہے، اسلام حق، سچ، اصول، تاریخی شواہد اور ازلی قوانین کے نفاذ کی بات کرتا ہے مکمل عقل وشعور اور یقین کے ساتھ بات کرنا اور سمجھنا اسلام کا مقصود ہے، دوسری جانب اسلام بے یعنی، بے تکی، خواب وخیال کی باتوں کو نا صرف مسترد کرتا ہے بلکہ ان کی سختی سے تردید بھی کرتا ہے، اسی وجہ سے قرآن واشگاف انداز سے کافرین، منافقین اور مشرکین کے تمام الزامات کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجنون، شاعر اور جادوگر نہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ۔ ۶۷

ترجمہ۔ ہم نے ان (پیغمبر) کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وہ ان کو شایاں ہے، یہ تو محض نصیحت اور

صاف صاف قرآن ہے۔

ترجمہ۔ تا کہ اس شخص کو جو زندہ ہو ہدایت کا رستہ دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہوجائے۔۶۸ ؎

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ۔۶۹

ترجمہ۔شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ۔۷۰

ترجمہ۔کیا تم نے نہیں دیکھا کے وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں۔

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ۔۷۱

ترجمہ۔وہ جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ۔۷۲

ترجمہ۔اس (قرآن) کو شیطان لے کر نازل نہیں ہوئے۔

حوالہ کتب:

۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔

۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۔

۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۳۔

۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۴۷۔

۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۷۷۔

۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۹۸۔

۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۰۹۔

۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۲۷۔

۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۴۵۔

۱۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۶۴۔

۱۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔

۱۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۹۲۔

۱۳۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۴۔سورہ فاتحہ۔آیت۔۱۔
۱۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۱۰۷۔
۱۶۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔
۱۷۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۱۸۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۱۹۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو۔
۲۰۔اقبال اور تصوف۔پروفیسر محمد فرمان ایم۔خان۔ص۔۹۷۔۹۸۔بزم اقبال لاہور۔۱۹۵۸ء۔
۲۱۔سورہ مدثر۔آیت۔۳۱۔
۲۲۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۲۳۔سورہ یونس۔آیت۔۶۱۔
۲۴۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔
۲۵۔سورہ النمل۔آیت۔۷۵۔
۲۶۔سورہ سبا۔آیت۔۳۔
۲۷۔سورہ رعد۔آیت۔۳۹۔
۲۸۔سورہ النبا۔آیت۔ ۲۹۔
۲۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۷۶۔
۳۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۷۷۔
۳۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۷۸۔
۳۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۷۹۔
۳۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔
۳۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۱۔
۳۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۲۔
۳۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۳۔
۳۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۴۔
۳۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۵۔
۳۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۶۔
۴۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۷۔
۴۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۸۔
۴۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۹۔
۴۳۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۹۰۔

۴۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۹۱۔
۴۵۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۴۶۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ)۔مطبوعہ موسستہ۔
۴۷۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابو القاسم علی ابن الحسن ابن عساکر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔بیروت۔
۴۸۔المنتظم۔ج۔۱۔ص۔۲۰۹۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۴۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۹۔
۵۰۔ البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۶۷۔ مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۵۱۔سورہ اعراف۔۸۵۔
۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۵۔۸۶۔
۵۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۰۔۹۱۔
۵۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۲۔
۵۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۳۔
۵۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۱۔۱۸۳۔
۵۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔
۵۸۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۶۔
۵۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۷۔
۶۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۸۔
۶۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۹۔
۶۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔
۶۳۔المنتظم۔ج۔۱۔ص۔۲۱۰۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۶۴۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۵۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۷۔سورہ یٰسین۔آیت۔۶۹۔
۶۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۰۔
۶۹۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۲۴۔
۷۰۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۲۵۔
۷۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۲۶۔
۷۲۔سورہ الشعراء۔آیت۔۲۱۰۔

۲۷۔سورہ النمل (چونٹی)

نام:

نمل۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی چونٹی ہے۔

شانِ نزول:

سورہ النمل مکی سورہ ہے،جس میں ۹۳ آیات اور ۷ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔قرآن کریم ہدایت اور رحمت ہے۔

۲۔حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

۳۔حضرت داوٗد علیہ السلام۔

۴۔حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے قصص۔

۵۔کتاب المبین۔

۶۔دابۃ الارض کا ذکر۔

۷۔قیامت کی ہولنا کی کا تذکرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد:

معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یٰسین ،طٰہٰ ،طواسین اور حوامیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے دی گئی ہیں۔[۱]

طواسین سے مراد، نمل، شعرا اور قصص جبکہ حوامیم سے مراد مومن، حٰم السجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان، جاثیہ اور احقاف ہیں۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ۲

ترجمہ۔ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا اور انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضلیت دی۔

سلیمان اور داؤد کے قائم مقام ہوئے اور کہنے لگے کہ لوگو! ہمیں (خدا کی طرف سے) جانوروں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ۔ ۳

ترجمہ۔بے شک یہ (اُس کا) صریح فضل ہے۔

وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ۔ ۴

ترجمہ۔سلیمان کے لئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے اور قسم وار کئے جاتے تھے۔

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ ۵

ترجمہ۔یہاں تک کے جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا! چیونٹیوں اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کے سلیمان اور اس کے لشکر تم کو کچل دیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ۔ ۶

ترجمہ۔یہ سن کر (سلیمان) ہنسے اور کہا اے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کے جو احسان تو نے مجھ پر

اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کے تو ان سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۔٧

ترجمہ۔انہوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے کے ہُد ہُد نظر نہیں آتا، کیا کہیں غائب ہو گیا ہے؟

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۔٨

ترجمہ۔میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے (اپنی بے قصوری کی) دلیل صریح پیش کرے۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۔٩

ترجمہ۔ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہُد ہُد آ موجود ہوا اور کہنے لگا کے مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں اور میں آپ کے پاس (شہر) سبا سے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۔١٠

ترجمہ۔میں نے ایک عورت دیکھی کے ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اسے میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔

وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۔١١

ترجمہ۔میں نے دیکھا کے وہ اور اس کی قوم خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں اور ان کو راستے سے روک رکھا ہے پس وہ راستے پر نہیں آتے۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۔۱۲

ترجمہ۔سلیمان نے کہا (اچھا) ہم دیکھیں گے،تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے۔

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَا ذَا يَرْجِعُوْنَ ۔۱۳

ترجمہ۔ یہ میرا خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھران کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کے وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۔۱۴

ترجمہ۔ملکہ نے کہا! دربار والو میری طرف ایک خط آیا ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔۱۵

ترجمہ۔وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون یہ ہے کے شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۔۱۶

ترجمہ۔(بعد اس کے یہ) کے مجھے سرکشی نہ کرو اور مطیع وفرمانبردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۔۱۷

ترجمہ۔(خط سنا کر) وہ کہنے لگی! اے اہل دربار میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو، جب تک تم حاضر نہ ہو (اور صلاح نہ دو) میں کسی کام کو فیصل کرنے والی نہیں۔

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّ الْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَا ذَا تَاْمُرِيْنَ ۔۱۸

ترجمہ۔وہ بولے ہم بڑے زور آور اور سخت جنگجو ہیں اور حکم آپ کے اختیار ہے تو جو حکم دیجیئے (اس کے مال پر) نظر کر لیجئے گا۔

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ

اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفۡعَلُوۡنَ ۔۱۹

ترجمہ۔اس نے کہا! بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے۔

وَاِنِّىۡ مُرۡسِلَةٌ اِلَيۡهِمۡ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرۡجِعُ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۔۲۰

ترجمہ۔میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کے قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيۡمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوۡنَنِ بِمَالٍ فَمَاۤ اٰتٰٮنِۦَ اللّٰهُ خَيۡرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰٮكُمۡ ۚ بَلۡ اَنۡتُمۡ بِهَدِيَّتِكُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ ۔۲۱

ترجمہ۔جب (قاصد) سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا کیا تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو، جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے حقیقت یہ ہے کے تم ہی اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو گے۔

اِرۡجِعۡ اِلَيۡهِمۡ فَلَنَاۡتِيَنَّهُمۡ بِجُنُوۡدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمۡ بِهَا وَلَنُخۡرِجَنَّهُمۡ مِّنۡهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمۡ صٰغِرُوۡنَ ۔۲۲

ترجمہ۔ان کے پاس واپس جاؤ ہم ان پر ایسے لشکر سے حملہ کریں گے جس کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ ہو گی اور ان کو وہاں سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے۔

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَؤُا اَيُّكُمۡ يَاۡتِيۡنِىۡ بِعَرۡشِهَا قَبۡلَ اَنۡ يَّاۡتُوۡنِىۡ مُسۡلِمِيۡنَ ۔۲۳

ترجمہ۔سلیمان نے کہا! اے دربار والو کوئی تم میں ایسا ہے کے قبل اس کے وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے۔

قَالَ عِفۡرِيۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّىۡ عَلَيۡهِ لَقَوِىٌّ اَمِيۡنٌ ۔۲۴

ترجمہ۔جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا قبل اس کے آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور میں اس (کے اٹھانے کی) طاقت رکھتا ہوں (اور) امانت دار

ہوں۔

قَالَ الَّذِىۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّىۡ لِيَبۡلُوَنِىۡٓ ءَاَشۡكُرُ اَمۡ اَكۡفُرُ وَمَنۡ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشۡكُرُ لِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىۡ غَنِىٌّ كَرِيۡمٌ ۔۲۵

ترجمہ۔ایک شخص جس کو کتاب الٰہی کا علم تھا کہنے لگا میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔ جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تا کہ مجھے آزمائے کے میں شکر کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے۔

قَالَ نَكِّرُوۡا لَهَا عَرۡشَهَا نَـنۡظُرۡ اَتَهۡتَدِىۡۤ اَمۡ تَكُوۡنُ مِنَ الَّذِيۡنَ لَا يَهۡتَدُوۡنَ ۔۲۶

ترجمہ۔سلیمان نے کہا! ملکہ کے (امتحان عقل کے) لئے اس کے تخت کی صورت بدل دو، دیکھیں وہ عقل رکھتی ہے یا ان لوگوں میں ہے جو عقل نہیں رکھتے۔

فَلَمَّا جَآءَتۡ قِيۡلَ اَهٰكَذَا عَرۡشُكِ‌ؕ قَالَتۡ كَاَنَّهٗ هُوَ‌ۚ وَاُوۡتِيۡنَا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهَا وَكُنَّا مُسۡلِمِيۡنَ ۔۲۷

ترجمہ۔جب وہ آ پہنچی تو پوچھا گیا کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے؟ اس نے کہا یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے اور ہم کو اس سے پہلے ہی (سلیمان کی عظمت شان) کا علم ہو گیا تھا اور ہم فرمانبردار ہیں۔

وَصَدَّهَا مَا كَانَتۡ تَّعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّهَا كَانَتۡ مِنۡ قَوۡمٍ كٰفِرِيۡنَ ۔۲۸

ترجمہ۔وہ جو خدا کے سوا (اور کی) پرستش کرتی تھی، سلیمان نے اس کو اس سے منع کیا (اس سے پہلے تو) وہ کافروں میں سے تھی۔

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ
سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ
نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔۲۹

ترجمہ۔(پھر) اس سے کہا گیا کے محل میں چلیے، جب اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے پانی کا حوض سمجھا اور (کپڑا اٹھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے کہا یہ ایسا محل ہے جس میں (نیچے بھی) شیشے جڑے ہوئے ہیں، وہ بول اٹھی کے پروردگار میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی تھی اور (اب) میں سلیمان کے ہاتھ پر خدائے رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام:

حضرت داؤد علیہ السلام یروشلم کے ایک گاؤں بیت اللحم میں رہتے تھے آپ آٹھ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ گلہ بانی کے پیشے سے وابستہ تھے آپ نہایت شیریں سخن، مہذب، باادب خوبصورت اور وجیہ تھے جبکہ آپ کی رنگت سرخ وسفید تھی لیکن آپ پستہ قد تھے لیکن آپ کی بہادری اور جوانمردی کا یہ عالم تھا کے آپ بھیڑ، بکریوں پر حملہ کرنے والے شیروں اور بھیڑیوں کو مار ڈالتے کہا جاتا ہے کے آپ فلاخن (غلیل) چلانے میں نہایت مہارت رکھتے تھے آپ کا نشانہ اپنے ہدف پر ایسا پڑتا تھا کے وہ شے چکنا چور ہو جایا کرتی آپ کے پاس ہمہ وقت فلاخن اور ایک عصا موجود رہتا آپ بربط اور بانسری بھی بڑی خوبصورتی اور کمال سے بجاتے ،حضرت طالوت کے دربار تک آپ کی رسائی تھی لہٰذا آپ نے جالوت کے خلاف جنگ میں بھی حصہ لیا اور اسے میدان جنگ میں ہلاک کیا۔

آپ کے بارے میں روایت مشہور ہے کے سموئیل نبی جب آخری عمر کو پہنچے تو انھیں بذریعہ وحی آپ کی نبوت اور رسالت کی بشارت دی گئی چنانچہ سموئیل نبی بیت اللحم تشریف لائے اور انھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے ملاقات کی اور انھیں خیر و برکت کی دعا دی حضرت داؤد علیہ السلام ارض مقدس (فلسطین) پر ۱۰۰۴ ق م سے لے کر ۹۶۵ ق م تک حکمرانی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ۔ ۳۰

ترجمہ۔۔ہم نے (داؤد) کو سلطنت اور حکمت دی۔

وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ۔ ۳۱

ہم نے (داؤد) کی سلطنت کو مضبوط کیا۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا۔ ۳۲

ترجمہ۔ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت دی۔

پتھروں کی زبان:

حضرت داؤد علیہ السلام پتھروں کی زبان کو سمجھ جایا کرتے ایک مرتبہ آپ کسی راستے سے گزر رہے تھے تو ایک پتھر نے آپ سے کہا کے میں حجر موسیٰ ہوں اور میں وہی پتھر ہوں کے جس سے حضرت موسیٰ نے اپنے فلاں دشمن کو مارا تھا یہ سننے کے بعد آپ نے وہ پتھر اٹھا لیا اور اپنے تھیلے میں رکھ لیا تھوڑا آگے چلے تو ایک دوسرے پتھر نے آواز دی کے میں حجر ہارون ہوں چنانچہ آپ نے اسے بھی اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا ابھی تھوڑا ہی آگے چلے تھے کے ایک اور پتھر نے آپ کو آواز دی کے میں حجر داؤد ہوں (جو خدا کے نبی ہیں) اور اس پتھر سے وہ جالوت کو قتل کریں گے چنانچہ آپ نے وہ پتھر بھی اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا کہا جاتا ہے کے تھیلے میں جا کر تینوں پتھر یک جان ہو کر ایک پتھر بن گئے۔

جالوت (جولیئت) سے مقابلہ:

جالوت دشمن فوج کا ایک بڑا جانباز، کڑیل، قد آور، ہیبت ناک اور خوفناک سپہ سالار تھا جس کی دہشت سے اچھے اچھے بہادر بھی ڈرتے تھے وہ میدان جنگ میں آہنی زرہ اور خود پہن کر نمودار ہوا اور نہایت تضحیک سے اس نے اپنے مدمقابل کو للکارا اور انھیں مبارزت دی کہا جاتا ہے کے جالوت کی زرہ کا وزن 5000 مثقال تھا جبکہ وہ نہایت جاہ و حشم کے ساتھ میدان جنگ میں اپنے دشمنوں کو للکار رہا تھا چنانچہ حضرت طالوت کے لشکر میں سے کم سن حضرت داؤد بغیر کسی ہتھیار

کے جالوت کے سامنے نکل کر آئے آپ کے ہاتھ میں بس ایک عصا، فلاخن اور کندھے پر پتھروں کا ایک تھیلا تھا جالوت کے لئے یہ منظر حیران کن تھا اس نے آپ کا تمسخر اڑایا اور بلند آواز سے قہقہہ لگا اور کہنے لگا! کیا تو نے مجھے کتا سمجھا ہے کے تو مجھے ڈنڈے سے بھگانے کے لئے آیا ہے۔

کم سن حضرت داؤد نے نہایت سکون اور اطمینان سے اپنے تھیلے میں سے ایک پتھر نکالا اور اسے فلاخن میں رکھ کر جالوت کی سر کی جانب نہایت زور سے پھینکا۔ پتھر سیدھا جالوت کی کھوپڑی کی ہڈی کو توڑتا ہوا سر کو دو حصوں میں توڑتا ہوا اس دیو ہیکل جالوت کو زمین بوس کر گیا پھر حضرت داؤد آگے بڑھے اور انھوں نے جالوت کے سر کو اسی کی تلوار سے قلم کر دیا، کفار کی فوج اپنے سپہ سالار کا یہ حشر دیکھ کر سراسیمہ ہوگئی، اور میدان جنگ میں ہر سو ایک خوف و دہشت کی لہر دوڑ گئی جلد ہی دشمن کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک بار پھر اللہ تعالی نے زمین پر بنی اسرائیل کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوۡتَ۔ ۳۳۔

ترجمہ۔ داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔

کم سن بہادر، نڈر اور وجیہہ حضرت داؤد بنی اسرائیل میں اپنی جوانمردی کے باعث بہت تیزی سے مقبولیت حاصل کر گئے بعد ازاں حضرت طالوت نے اپنی بیٹی عینیاہ سے آپ کی شادی کر دی اور ایک ہزار فوجی دستے کی ایک کمان بھی آپ کے سپرد کی آپ نے دشمنوں کی متعدد سازشوں کو فرو کیا اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں نہایت جانفشانی سے مسلسل کام کیا حضرت طالوت کی وفات کے بعد آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ مقرر ہوئے اللہ تعالی نے آپ کو حکمت، علم تدبر، قوت فیصلہ، فہم و فراست، دانش، بادشاہت، نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اس کے ساتھ ہی آپ کو الہامی کتاب 'زبور' بھی عنایت کی جس میں آپ کی قوم کے لئے قاعدے قوانین متعین کئے گئے جن کی تبلیغ آپ تاعمر کرتے رہے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا۔ ۳۴۔ ترجمہ۔ ہم نے داؤد کو زبور دی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں اور پتھروں کی بولیوں کو سمجھنے کا علم عطا فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کے جب آپ زبور کی تلاوت فرماتے تو چلتا پانی رک جاتا اور پرندے بھی رک کر آپ کا کلام سنتے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو تابع کر دیا جو تسبیح کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور ہم ہی یہ کرنے والے تھے۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ۔ ۳۶

ترجمہ۔ائے پہاڑو! (داؤد) کے ساتھ رجوع ہوکر تسبیح پڑھواور پرندوں کو بھی یہی حکم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لوہے کے استعمال پر بھی دسترس عطا فرمائی آپ اپنے ہاتھوں سے لوہے کو جس طرح سے چاہتے موڑ کر ان سے زرہ، بکتر اوزار و ہتھیار اور کڑیاں بنا لیتے ۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْر۔ ۳۷

ترجمہ۔(داؤد) کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا تا کہ وہ اس سے کشادہ زرہیں بنائے اور اندازے سے کڑیاں جوڑے۔

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔ہم نے (داؤد) کو تمھارے لئے ایک لباس (جنگ) بنانا سکھایا تا کہ وہ تمھیں تمھاری لڑائیوں کی زد سے بچا سکے تو کیا تم شکر گزار ہو۔

آثار قدیمہ کی کھدائیوں سے یہ معلوم ہوا ہے کے لوہے کا با قاعدہ استعمال تقریباً 1000 سے ۱۲۰۰ ق م کے درمیانی عرصے میں شروع کیا گیا جبکہ محققین اس دور کو حضرت داؤد کا زمانہ بتاتے

ہیں فلسطین کے جنوب میں ادوم کا علاقہ خام لوہے کی دولت سے مالا مال ہے جبکہ ان علاقوں کی حالیہ کھدائیوں اور آثار قدیمہ سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق اس علاقے میں بکثرت لوہا پگھلانے کی بھٹیاں پائی گئی ہیں اب یہ قدرتی امر ہے کے حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اس جدید دریافت کو جنگی اغراض کے لئے ہی استعمال کیا کیونکہ کچھ عرصہ قبل ہی آس پاس کی دشمن قوموں نے انھی ہتھیاروں کے سبب ان کی قوم پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا، یہ اللہ تعالی کی رحمت خاص ہے کے اس نے بنی نوع انسانیت کو علم و ہنر سے بہرہ مند فرمایا اور اپنے منتخب پیغمبروں کو بذریعہ وحی سائنس وٹیکنالوجی کے علوم منتقل فرمائے تاکہ قیامت تک آنے والی نسلیں اپنے معلوم علم کے مطابق اس سے استفادہ کرتی رہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید تحقیقات اور ایجادات میں کمالات بھی متوقع ہیں۔

لوہا اللہ کی دی ہوئی ایک نہایت مفید اور قابل ذکر دھات ہے اور موجود کائنات کے جس حصہ زمین میں ہم بستے ہیں اس میں بلواسطہ یا بلاواسطہ (ڈائرکٹ، ان ڈائریکٹ) ہمیں لوہا ہر جگہ نظر آتا ہے اور شاید ہی کوئی قابل ذکر شے اس دھات کے اثرات اور سحر سے خارج ہو یہاں نہایت اختصار سے چند ایجادات کا حوالہ پیش کیا جارہا ہے مثلاً سوئی سے لے کر بحری و بری جہاز تک، میزائل، راکٹ، گاڑیاں، بسیں سائیکل، موٹر سائیکلز، ٹریکٹرز، ٹرالرز، اسلحہ، اوزار وہتھیار، فیکٹریز اور کارخانے کی چھوٹی بڑی مشینیں ان میں موجود آلات، طبی ساز وسامان، آلات جراحی، گھریلو استعمال کی چاقو، چھریاں، برتن، فرنیچر اور عمارتوں کے اندر پلرز اور سریے وغیرہ، دنیا کی چھوٹی بڑی جنگیں، قدیم جنگوں میں زرہ، خود، آہنی لباس، ہتھیار و اوزار، بکتر بند گاڑیاں، ٹینک، بم اور میزائل سب کے اندر لوہا موجود ہے۔

خود انسان بھی لوہے کے بغیر نامکمل اور ادھورا ہے کیونکہ انسان کو اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا چنانچہ مٹی میں جتنے بھی اجزاء پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب جسم انسانی میں بھی کم یا زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں لہٰذا مٹی میں بجا طور پر لوہے کی مقدار موجود ہے اس اعتبار سے انسان کے جسم میں بھی (آئرن) کی مخصوص مقدار کا موجود ہونا صحت کی علامت ہے اگر یہ مقدار کم ہو جائے تو بھی انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے جبکہ اگر یہ مقدار ا بڑھ جائے تو بھی ایک قسم کا کینسر انسان کو لاحق

ہو جاتا ہے یعنی اس کی زیادتی سے بھی انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے اسی طرح سے جانوروں کے گوشت میں، درختوں، پودوں، پھلوں اور خشک میوہ جات میں بھی لوہا (آئرن) بکثرت پایا جاتا ہے اگر فرنیچر لکڑی کا ہے تو لوہے کی باریک کیلوں نے ہی اسے یہ حسن وشکل عطا کی اگر کتابیں کاغذ کی ہیں تو لوہے کی باریک پنوں کے ذریعے سے ہی اس کے صفحے باہم متحد اور یک جان ہیں اگر لباس کپڑے کا ہے تو یقیناً وہ کپڑا لوہے کی مشینوں سے بن کر اور سل کر ہی ہم تک پہنچا ہے اگر جوتا، بیگ یا بیلٹ چمڑے کی ہے تو وہ یقیناً لوہے کی ہی سوئی سے سلی ہے اور اگر پلاسٹک کی مصنوعات ہیں تو وہ بھی یقیناً لوہے کی ہی کسی ڈائی سے گزر کر اس شکل کو پہنچی ہیں الغرض اللہ تعالی کی طرف سے لوہا اور اس سے حاصل شدہ دیگر اشیاء بنی نوع انسانیت کے لئے کسی تحفہ عظیم سے کم نہیں یہاں اللہ تعالی بنی نوع انسانیت سے مخاطب ہو کر یہ کہہ رہے ہیں!

فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۔ ٣٩

ترجمہ۔ تو کیا تم (میری اس نعمت لوہے کے دئے جانے پر) شکر گزار ہو؟۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ذاتی اخراجات کے لئے بیت المال سے روپے نہیں لیتے تھے بلکہ آپ لوہے کی زرہیں بنا کر ان سے حاصل شدہ اجرت سے اپنے ذاتی اخراجات کو پورا کیا کرتے تھے اسی طرح سے اللہ تعالی نے آپ کو بے مثال قوت فیصلہ اور علم وحکمت سے نوازا تھا اور آپ لوگوں کے درمیان نہایت عدل وانصاف سے فیصلے کیا کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک طویل عرصہ تک رسالت، نبوت اور بادشاہت کی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام:

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے سب سے چھوٹے فرزند تھے جنھیں اللہ تعالی نے نبوت، رسالت اور بادشاہت سے سرفراز فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کا اصل عبرانی نام سولومون تھا جو کے سلیم کے ہم معنی ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت یعقوب کے واسطے سے حضرت ابراہیم سے جا ملتا ہے جس کی جانب قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا ہے!۔

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ
مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۔۴۰

ترجمہ۔ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور ایک کو ہم نے ہدایت دی۔اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور ان کی ذریت سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو۔اور ہم اسی طرح نیک کاروں کو جزا دیتے ہیں۔

آپ ۹۶۵ ق م سے ۹۲۶ ق م تک تقریباً چالیس برسوں تک حضرت داؤد کے جانشینی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

مورخین کے مطابق آپ کی سلطنت کی حدود مصر سے فرات، فلسطین، شرق اردن اور شام تک قائم تھی آپ کے دور حکومت کو دور درخشاں بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے عہد شہنشاہیت میں آپ کی قوم کو اللہ تعالی نے عروج واستحکام اور جاہ جلال عطا فرمایا جس کی مثال تاریخ انسانی میں ملنا محال ہے۔

حضرت داؤد کے اور بھی کئی بیٹے تھے جن میں سے ایک ابوسلوم بھی تھے جنھوں نے حضرت داؤد کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے ایک خونریز جنگ بھی لڑی جس میں لاشوں کے ڈھیر لگادیے لیکن اس جنگ میں ابوسلوم مارا گیا، آپ کے عمر کے آخری حصے میں آپ کے ایک دوسرے بیٹے 'ادوبیر' نے بھی آپ کا تخت شاہی حاصل کرنے کے لئے آپ کے خلاف فوج کشی کردی لیکن یہ بغاوت بھی فرو ہوئی تاہم ان دونوں بغاوتوں کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانے کا اعلان کردیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانے کے پیچھے کئی اسباب تھے جن میں سرفہرست حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیغمبرانہ بصیرت، معاملہ فہمی، عقل مندی، ذہانت، فطانت، درست فیصلہ کی قوت، مستقل مزاجی اور علم ودانش کی بے بہا صلاحیت اور ادراک تھا جس کے سبب آپ کو حضرت داؤد کے جانشین کی حیثیت سے نامزد کیا گیا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ۔ ۴۱

ترجمہ۔ داؤد کا وارث سلیمان ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالی نے آپ کو بے شمار معجزات اور اشیاء کائنات پر حیران کن اور محیر العقل دسترس اور علم وفہم عطا فرمایا تھا جس کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۴۲

ترجمہ۔ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور انھوں نے شکر ادا کیا ہے اس خدا کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی۔ ۴۲؎

وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ۔ ۴۳

ترجمہ۔ سلیمان، داؤد کے وارث ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز دی گئی ہے، بلاشبہ یہ کھلا ہوا فضل ہے۔

وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ ۴۴

ترجمہ۔ سلیمان کے لیے ان کے لشکر جمع کیے گئے جو جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے تھے، پھر انہیں روکا جاتا تھا۔

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۫ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ۔ ۴۵

ترجمہ۔داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جب دونوں کھیت کا جھگڑا فیصل کرتے تھے جب اس میں رات کے وقت ایک قوم کی بکریاں چر گئی تھیں اور ہم ان کا فیصلہ دیکھ رہے تھے پھر ہم نے سلیمان کو سمجھا دیا اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا تھا۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا
وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ۔ ۴۶

ترجمہ۔ہم نے سخت ہوا کو سلیمان کے قابو میں کیا تھا اور وہ اس کے حکم سے زمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی اور ہمیں ہر چیز کی خبر ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ ۴۷

ترجمہ۔سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا صبح کی سیر ایک مہینے کی راہ اور شام کی سیر اس کی ایک مہینے کی راہ تھی۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ۔ ۴۸

ترجمہ۔ہم نے ہوا اس کے قابو میں کردی وہ جہاں پہنچنا چاہتا اس کے حکم سے وہ اسی طرف آہستہ آہستہ چلتی۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ
كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ۔ ۴۹

ترجمہ۔شیاطین بھی (سلیمان) کے تابع کردئے وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ زن اور اس کے سوا دوسرے کام بھی کرتے اور ہم ہی ان کے محافظ تھے۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ
اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ ۵۰

ترجمہ۔جنات میں سے وہ جن تابع کئے جو اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے اور ان جنوں میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے پھرے، ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔

وَ اَسَلۡنَا لَهٗ عَيۡنَ الۡقِطۡرِ ۔۵۱

ترجمہ۔(سلیمان) کے لئے ہم نے پگھلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ جاری کیا۔

وَ حُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ وَ الطَّيۡرِ فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ ۔۵۲

ترجمہ۔سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں اور انسانوں اور پرندوں میں سے جمع کئے گئے جو مثل بہ مثل اس کے سامنے کھڑے کئے گئے۔

تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہو چکی کہ حضرت سلیمان علیہ اسلام نے اپنے دور حکومت میں بہت وسیع پیمانے پر بڑی تجارت کو فروغ دیا تھا یہی نہیں بلکہ آپ وہ پہلے انسان تھے کہ جنھوں نے سمندر میں بحری بیڑے اور ان کے راستے مقرر کئے آپ نے اپنے عہد میں سمندری راستوں کو محفوظ بنانے اور تجارتی ساز و سامان کی نقل و حمل کے لئے بہترین اور عمدہ بحری بیڑے بنوائے جنھیں قابل اور ماہر انجینئرز چلاتے جبکہ آپ کا ایک بحری بیڑہ جس کا نام ترسیسی بیڑا تھا وہ بحر روم سے مغربی مما لک کی طرف جاتا تھا اور اس کا ایک سفر تین سال میں مکمل ہوتا جبکہ دوسرے بڑے بیڑے 'عصیون جابر' سے بحر احمر میں اور یمن سے دیگر جنوبی اور مشرقی علاقوں تک جاتے جو مختلف نوعیت کے تجارتی ساز و سامان سے لیس ہوتا اور جس میں سونا، چاندی، تانبا، ہاتھی دانت، مویشی، اور دیگر اشیاء تصرف وافر مقدار میں موجود ہوتیں تاہم 'عصیون جابر' میں آپ کے زمانے کی ایک عظیم الشان بھٹی بھی ملی ہے جس کی نظیر مغربی ایشیاء اور مشرق وسطی میں بھی نہیں۔

اللہ تعالی نے آپ کے لئے تانبے کے چشمے جاری کر دئے چنانچہ تانبے کو پگھلانے کے لئے بے شمار مزدور اور بھٹیاں موجود تھیں جن میں لاکھوں افراد کام کیا کرتے چنانچہ آپ کے ملک کا سب سے بڑا ایکسپورٹ آیٹم تانبا اور لوہا تھا جس کو دیگر مما لک میں بھیج کر زر مبادلہ کمایا جاتا، ماہرین یہ کہتے ہیں کے 'ادوم' کے علاقے عربہ کی کانوں سے خام لوہا اور تانبا بھی نکالا جاتا جسے بھٹیوں میں پگھلا کر جہاز سازی اور دیگر مصنوعات کی تیاری میں استعمال کیا جاتا جبکہ اللہ تعالی نے آپ کے لئے ہوا کو بھی مسخر کر دیا تھا اور آپ ہوا کی رفتار کو کم یا زیادہ کرنے کے علم سے واقف تھے تاہم یہ بھی حقیقت

ہے کہ بحری سفر کا تمام تر انحصار باد موافق پر ہی قائم ہوتا ہے۔ ۵۳؎
ہیکل سلیمانی بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں تعمیر کیا گیا جس میں تابوت سکینہ اور کئی مقدس تبرکات رکھے گئے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل دو حصوں میں بٹ گئے نا صرف ان میں تفرقہ ہوا بلکہ وہ کئی خبائیثات کا بھی شکار ہو گئے جس میں عیاشی، شراب نوشی، حرام کاری اور دیگر فواحشات شامل تھے اس کے ساتھ ہی انھوں نے خدا کے کئی شریک بھی ٹہرا لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے فرزند رجعام بن سلیمان تخت نشین ہوئے لیکن رجعام ایک عیش پرست اور نالائق فرزند تھے انھیں ابھی تخت بادشاہت پر بیٹھے پانچ برس بھی نہ ہوئے تھے لیکن وہ اتنی عظیم سلطنت کا بوجھ نہ اٹھا سکے اور رفتہ رفتہ ان کی غلط حکومتی پالیسیوں کے سبب ملک کمزور ہوتا چلا گیا اور اردگرد کی دیگر قوتیں اس عظیم سلطنت کے خلاف سر اٹھانے لگیں چنانچہ شاہ مصری شاق نے یروشلم پر پیش قدمی کی اور بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہو گیا اس نے ہیکل میں لوٹ مار مچائی اور خزانے اور کئی قیمتی اشیاء کو لوٹ کر اپنے ساتھ لے گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا محل:

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصر (محل) بھی اپنی نظیر آپ تھا جس کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں جبکہ بیش قیمت زرو جواہرات اور قیمتی پتھر بھی اس میں نصب تھے محل کی چھت زمرد اور یاقوت سے مزین تھی جبکہ آپ کا تخت شاہی لعل، فیروزہ، یاقوت، زمرد اور سچے موتیوں سے مرصع تھا آپ کے تخت شاہی کے اردگرد بلوریں (شیشے جیسے) درخت تھے جن میں رنگ برنگی روشنیاں دور کرتیں جبکہ ان بلوریں درختوں کی ہر شاخ پر پرندے اپنے خوشنما گھونسلوں میں چہچہاتے اور جب یہ پرندے اپنے پر کھول کر پھڑ پھڑاتے تو اس میں سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں آتیں تاہم سارے چرند و پرند جن میں خوش رنگ مور بھی شامل تھے وہ بھی جھوم جھوم کر اللہ کی حمد ثناء بیان کرتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کرتے۔
مورخین لکھتے ہیں آپ کے دربار میں خوشبو کے لئے عود کی لکڑی جلائی جاتی (ایک محتاط اندازے

کے مطابق ۲۰۰۲ء میں ایک کلوعود کی لکڑی پانچ لاکھ ساٹھ ہزار روپے کلوتھی) عمائدین اور وزراء وشرفاء کے لئے عالی شان نشستیں ہوا کرتیں جنات بھی آپ کے تابع فرمانبردار تھے لہٰذا وہ آپ کے لئے سمندر کی گہرائی سے مونگے، موتی اور قیمتی اشیاء نکال کر لاتے عظیم الشان عمارتوں کی تعمیرات اور بڑے بڑے ظروف اور دیگیں بنانے میں بھی وہ آپ کے ہر حکم کو بجالاتے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِيۡبَ وَ تَمَاثِيۡلَ وَ جِفَانٍ كَالۡجَوَابِ وَ قُدُوۡرٍ رّٰسِيٰتٍ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جنات (سلیمان) کے لئے جو وہ چاہتا تھا بناتے تھے قلعے، تصویریں، لگن جیسے تالاب اور دیگیں۔

آپ کے عہد حکومت میں کئی شہر اور چھاؤنیاں تعمیر کی گئیں جبکہ یروشلم کی شہر پناہ بھی بنائی گئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چالیس برس تک حکمرانی کی اور ۶۲ برس کی عمر میں ان کا وصال ہو اقرآن کریم میں آپ کی وفات کے حوالے سے بتایا گیا کے جب آپ ہیکل کی تعمیر کروا رہے تھے تو آپ ایک شیشے کے کمرے میں عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے تھے کے اسی اثناء میں آپ کا وصال ہو گیا لیکن جنات اور شیاطین جو تعمیراتی کام میں مصروف تھے انھیں اس بات کا حساس ہی نہ ہو سکا اور وہ یہی سمجھتے رہے کے آپ اپنی نگرانی میں ہیکل کی تعمیر کروا رہے ہیں چنانچہ وہ نہایت مشقت سے دن رات ہیکل کی تعمیراتی کاموں میں مصروف رہے پھر آپ کے عصا کو دیمک نے کئی ماہ میں چاٹ لیا جب پورا عصا دیمک کھا چکی تو آپ کا جسم خاکی زمین پر آ گرا جس کے باعث وہاں موجود جنات اور شیاطین کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔

جنات اور شیاطین کی اسی کیفیت کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

فَلَمَّا قَضَيۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَوۡتَ مَا دَلَّهُمۡ عَلٰى مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ

تَأْكُلُ مِنْسَاَتَه فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ
الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ ۵۵

ترجمہ۔ جب ہم نے اس پر موت کو مقرر کیا تو جنوں کو اس کی موت کی خبر کسی نہ دی مگر دیمک (گھن) کے کیڑے نے جو اس کے عصا کو کھاتا رہا پس جب وہ گر پڑا تو جنوں نے جانا کے اگر وہ غیب جانتے تو کبھی یہ ذلت کے عذاب میں نہ رہتے۔

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ۔ ۵۶

ترجمہ۔ بے شک (سلیمان) کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

کتاب المبین:

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۵۷

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں جو کتاب المبین میں (لکھی نا) ہو۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ ۵۸۔ ترجمہ۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں۔

حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں!

ایک کتاب المبین۔

ایک کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ۔

ایک لوح محفوظ میں اسی (۸۰) ہزار حضیرے۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زائد مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام۔

ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے اور ہر سورج (Stars) کے گرد نو، بارہ، یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

یہ محض قیاس آرائی ہے کے انسانوں کی آبادی صرف زمین یعنی ہمارے نظام شمسی میں پائی جاتی ہے انسانوں اور جنات کی آبادیاں ہر حضیرے پر موجود ہیں تاہم ہر آبادی میں زندگی کی طرزیں اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے زمین پر موجود ہیں وہاں بھی بھوک، پیاس، خواب و بیداری، نفرت، محبت اور افزائش نسل کے تمام معاملات اسی طرح سے قائم ہیں جس طرح سے اس زمین پر

باالفاظ دیگر زندگی کا ہر تقاضا اور جذبہ ہر سیارے میں جاری ہے۔
ایک حضیرے پر ایک کھرب سے زائد آباد نظام واقع ہیں۔ایک آباد نظام کو قائم رکھنے کے لئے غیر مستقل نظام اسٹور کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم غیر مستقل نظام سے مراد یہ ہے کے پورے کے پورے نظام بنتے اورٹوٹتے ہیں ،اس ٹوٹ پھوٹ سے آباد مستقل نظام فیڈ ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ہر نظام میں الگ الگ ارض وسماوات،حیوانات،نباتات اورانس وجن ہیں۔۵۹؎
لوح محفوظ کتاب المبین کا ایک ورق ہے، کتاب المبین عالم ارواح ہے جبکہ عالم ارواح وہ عالم ہے کے جب اللہ نے 'کن' کہا تو اس کا ظہور عمل میں آ گیا تاہم موت کے بعد کی زندگی دراصل اسی عالم ارواح کی جانب پیش قدمی ہے۔۶۰؎

کائناتی نقشہ:

کائناتی نقشہ اللہ کے حکم سے ایک ترتیب اورتوازن سے معرض وجود میں آیا جس کی ترتیب درج ذیل ہے۔
۱۔عالم ارواح۔ ۲۔لوح محفوظ۔ ۳۔لوح محفوظ دوم۔ ۴۔عالم مثال۔ ۵۔عالم ناسوت۔
۶۔عالم اعراف۔ ۷۔عالم علیین۔ ۸۔عالم سجین۔ ۹۔عالم نفس۔ ۱۰۔عالم حشر نشر۔
۱۱۔عالم جنت دوزخ۔ ۱۲۔عالم ابد۔ ۱۳۔عالم ابدالآباد۔

چونٹیاں:

چونٹیاں نہایت منظم بستیوں کی صورت میں رہنے والے حشرات کا ایک خاندان ہے جس کی تقریباً 11000 (گیارہ ہزار) اقسام ہیں چونٹیوں کی بستیاں واضح سماجی ڈھانچے رکھتی ہیں جن میں خوراک ، رہائش اورتولید، کے لئے لازمی مختلف ذمہ دار چونٹیاں پائی جاتی ہیں چونٹیوں کا تعلق حشرات کے Hymenoplera گروپ سے ہے جس میں شہد کی مکھیاں اور پتنگے وغیرہ بھی شامل ہیں عام طور پر چونٹیاں دنیا بھر میں مٹی کے ڈھیر میں رہنا پسند کرتی ہیں لیکن کچھ چونٹیاں درختوں، گلی سڑی لکڑیوں اور مردہ پودوں میں بھی رہتی ہیں جبکہ آرکٹک اور انٹارکٹک میں بھی

چونٹیاں پائی جاتی ہیں، چونٹی کے اوپر نصب اینٹینا کے ذریعے اسے اپنے اردگرد کے حالات کا علم ہوتا ہے۔

نیوجرسی کی ایک تحقیق میں ماہرین حشرات الارض نے چونٹیوں کے قدیم ترین دریافت ہونے والے فوسلز کی قدامت کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ اعتراف کیا ہے کے یہ قدیم فوسلز تقریباً نو کروڑ بانوے لاکھ سال قبل کے ہیں۔٦١

چونٹیاں اللہ کی نہایت عقلمند مخلوق ہے ان کا سماجی نظام نہایت منظم اور متوازن ہے ان کے سماجی نظام میں مختلف چونٹیوں کے خاندان، حسب ونسب اور اسی اعتبار سے ان کی ذمہ داریاں ہیں ان کے سماجی نظام میں باغبان، کارکن، انجینئر، سائنسدان، درزی، فن کار، مزدور اور ملکہ چونٹیاں پائی جاتی ہیں۔

ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ ان کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

۱۔ملکہ چونٹی:

ملکہ چونٹی کے ذمہ تولیدی فرائض ہیں چنانچہ وہ انڈے اور بچوں کی پرورش کا اہم ترین فریضہ انجام دیتی ہے تاہم دوسری چونٹیاں ملکہ کے ہوتے ہوئے تولیدی فرائض انجام نہیں دے سکتی ہیں۔

۲۔کارکن چونٹیاں:

چونٹیوں کی مختلف شکل وصورت اور رنگ ونسل ہوتی ہے لہٰذا اسی اعتبار سے انھیں ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں تاہم تمام چونٹیاں نہایت ایمانداری اور محنت سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتی ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتیں۔

۳۔باغبان چونٹیاں:

چونٹی نہایت عقلمند مخلوق ہے وہ اپنی بستیوں میں ایسے باغات، پھل، پودے اور پھول بھی اگاتی ہیں جو ان کی غذائی ضروریات کو پورا کرسکیں۔

۴۔مزدور چونٹیاں:

مزدور چونٹیاں غلے اور غذائی اجناس کو ذخیرہ کرتی ہیں تا کہ وقت ضرورت انھیں استعمال کیا جا سکے نیز یہ مزدور چونٹیاں اپنے جسمانی وزن سے دس گنا زیادہ وزن اٹھاتی ہیں اور نہایت مستقل مزاجی سے اپنے فرائض کی بجا آوری کرتی ہیں چاہے ایک دانہ ان سے ۱۰۰ دفعہ بھی گر جائے لیکن وہ جہد مسلسل کرتے ہوئے اپنے مقصد میں بلا آخر کامیاب ہو ہی جاتی ہیں۔

۵۔انجینئر چونٹیاں:

انجینئر چونٹیاں نہایت قابل ہوتی ہیں۔وہ ایک بہت بڑا کمرہ بناتی ہیں جو ان کی ہنرمندی ایک منفرد نمونہ ہوتا ہے یہ کمرہ شاہی محل کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو نہایت کشادہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے اس کمرے میں ملکہ قیام کرتی ہے جبکہ دیگر چونٹیاں اس کی خدمت کرتی ہیں یہ شاہی محل مختلف گیلریوں کے ذریعے ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں یہ کمرہ سردی اور گرمی سے محفوظ ہوتا ہے جبکہ اس پر پانی بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔

۶۔درزی چونٹیاں:

چونٹیوں میں ماہر درزی بھی ہوتے ہیں یہ درزی چونٹیاں زیادہ تر جنگلوں میں ہوتی ہیں اور درختوں پر بسیرا کرتی ہیں اور اس قدر مہارت سے دو پتوں،شاخوں کو آپس میں جوڑتی ہیں کے اس میں کوئی نقص نکالنا مشکل ہے ایسا وہ عموماً اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے کرتی ہیں لیکن ان کی سی ہوئی شے قدرت کا ایک نمونہ ہے۔

۷۔سائنسدان چونٹیاں:

سائنسی اصولوں اور قواعد سے بھی واقف چونٹیاں ہوتی ہیں تاہم جب کسی درخت کے بیج کو یہ ذخیرہ کرتی ہیں تو اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کے اس بیج کے تولیدی نظام کو توڑ دیا جائے تا کہ بیج کے نم ہونے کی صورت میں اس میں پودا نہ نکل آئے یہ چونٹیاں سائنسی اصول وقواعد سے

واقف ہوتی ہیں۔

۸۔فوجی چونٹیاں:

جب چونٹیاں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہیں تو ملکہ اپنے مصاحبین کے وسط میں سفر کرتی ہے جبکہ ہر قسم کے خطرات اور دشمنوں سے لڑنے کے لئے محافظ چونٹیاں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتی ہیں ان کے ڈیوٹی کے اوقات کار بھی ہوتے ہیں عام طور پر طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے بعد ان کی ڈیوٹیز تبدیل ہوتی ہیں۔

۹۔ٹائم اور اسپیس سے آزاد چونٹیاں:

چونٹیوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو ہوا میں تحلیل ہوجاتی ہے اور فاصلوں کو حذف کرتے ہوئے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچ جاتی ہیں تاہم ریسرچ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کے کچھ چونٹیوں کی اقسام ایسی بھی ہیں جن میں ہوا میں تحلیل ہونے کی غیر معمولی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ۶۲؎

۱۰۔امیزونی چونٹیاں:

یہ چونٹیوں کی وہ قسم ہے جو دوسری چونٹیوں کو غلام بناتی ہیں ان چونٹیوں کے جبڑے لمبے اور درانتی نما ہوتے ہیں یہ فورنیکا چونٹیوں کے بلوں پر حملہ آور ہوکر ان کے انڈے اور لاروے کو چرا لیتی ہیں تاہم بعد میں جب ان انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو وہ ان بچوں کو اپنا غلام بنا لیتی ہیں یہ غلام چونٹیاں امیزونی چونٹیوں کی بستی میں بحیثیت غلام کے محنت اور مزدوری کرتی ہیں تجربات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کے اگر امیزونی چونٹیوں کو ان غلام چونٹیوں سے الگ کر دیا جائے تو وہ غم سے نڈھال ہوکر اور بھوکی پیاسی رہ کر موت کو ترجیح دیتی ہیں۔ ۶۳؎

۱۱۔ڈرائیور چونٹیاں:

چونٹیوں کی یہ قسم افریقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں جہاں یہ ایک سے دو کروڑ کی تعداد میں مختلف

بلوں میں اپنا شہر بساتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط اور توانا ہوتے ہیں جبکہ یہ قوی الحبثہ جانوروں پر حملہ آور ہو کر انھیں بھی ہلاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ٦٤؎

١٢۔لشکری چونٹیاں:

لشکری چونٹیاں بلوں میں نہیں بلکہ خانہ بدوشانہ زندگی کو پسند کرتی ہیں یہ ملکہ کے انڈے دینے کے بعد سے باری باری خانہ بدوشی اور بے کاری کے مراحل سے گزرتی ہیں ان کے جبڑے نہایت مضبوط ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کئی بڑے حشرات الارض اور جانوروں کو با آسانی شکار کرتی ہیں۔ ٦٥؎

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں جب آپ کا لشکر وادی نمل میں سے گزرا تو چونٹیوں نے دوسری چونٹیوں سے یہ کہا!

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ ۙ قَالَتۡ نَمۡلَۃٌ یّٰۤاَیُّہَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ ۚ لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَ جُنُوۡدُہٗ ۙ وَ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ۔٦٦

ترجمہ۔ اے چونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کے سلیمان اور اس کا لشکر تمھیں کچل ڈالے اور انھیں خبر بھی نہ ہو۔

دنیا میں حشرات الارض کی لاکھوں کروڑوں اقسام پائی جاتی ہیں جن پر یہاں تفصیل سے بات نہیں کی جاسکتی لیکن چونٹیوں پر مختصراً کلام کی اصل وجہ یہ ہے کے عام طور پر یہ گھروں میں بھی پائی جاتی ہیں اور انسان انھیں بے ضرر سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں لیکن یہ ننھی سی مخلوق نا صرف نہایت منظم انداز سے اپنی زندگی گزارتی ہے بلکہ فہم وفراست اور دانائی اور بینائی میں بھی اپنی مثال آپ ہے جو نہ صرف اپنے خالق و مالک کو جانتی اور پہچانتی ہے بلکہ صبح وشام اس کی حمد وثناء اور عبادت بھی کرتی ہے۔

دابۃ الارض:

دابۃ الارض، قیامت کی نشانی میں سے ایک نشانی ہے، یہ زمین کا ایک نہایت عجیب الخلقت جانور

ہے، جو مختلف جانوروں کی شباہت لئے ایک عظیم الجبثہ جسامت کا مالک ہوگا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔ ۶۷

ترجمہ۔ جب ان پر وعدہ پورا ہونے والا ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکال دیں گے جو جوان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔
نعیم نے وہب بن منبہؒ سے روایت کیا ہے، قیامت کی نشانیوں میں۔ ۱۔ پہلی نشانی روم کی فتح۔ ۲۔ دجال کا خروج۔ ۳۔ یاجوج ماجوج۔ ۴۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی تشریف آوری۔ ۵۔ دھواں کا ظاہر ہونا۔ ۶۔ چھٹی نشانی زمین سے جانور کا نکلنا یعنی (دابۃ الارض) کا خروج ہے۔ ۶۸

حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض جیاد کی گھاٹی سے نکلے گا، اس کا سر آسمان کو چھوئے گا جبکہ ابھی اس کے قدم زمین سے باہر نا آئے ہوں گے۔ ۶۹

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض مزدلفہ کی رات کو نکلے گا، لوگ منیٰ کی جانب چل رہے ہوں گے، اور وہ ان سب کو اپنی گردن اور دم کے درمیان اٹھائے گا، وہ ہر منافق اور مومن کو چھوئے گا۔ ۷۰

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض ایام تشریق میں جیاد کے پہاڑ میں سے نکلے گا، جب لوگ منیٰ میں ہوں گے۔ ۷۱

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض میں ہر قسم کا رنگ ہوگا اس کے دونوں سینگوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ ہوگا۔ ۷۲

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دابۃ الارض، محلہ جیاد سے نکلے گا، اس کا سینہ رکن یمانی تک پہنچے گا، یہ جانور اون اور پاؤں والا ہوگا۔ ۷۳

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنگل میں دابۃ الارض کے نکلنے کی جگہ

دکھائی، یہ جگہ مکہ سے قریب تھی، وہ ایک خشک زمین تھی جس کے ارگرد ریت تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس جگہ سے دابۃ الارض نکلے گا اور وہ ایک بالشت جگہ تھی۔ ۷۴؎
حضرت ابولزبیرؓ دابۃ الارض کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، دابۃ الارض کا سر بیل کی طرح ، آنکھیں خنزیر کے جیسی، کان ہاتھی کے کان جیسے، سینگ بارہ سنگھا کے سینگوں جیسے، گردن شتر مرغ کی طرح، سینہ شیر جیسا، رنگ چیتے کے رنگ جیسا اس کی کوکھ بلی جیسی، دم مینڈھے جیسا اور ٹانگیں اونٹ جیسی ہوں گی، جبکہ اس کے ہر جوڑ کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصہ ہوگا۔ ۷۵؎
حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دابۃ الارض نکلے گا جس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، وہ مومنین کے چہرے کو انگوٹھی کے ساتھ چمکائے گا جبکہ لاٹھی کے ذریعہ کافرین کے چہروں کو سیاہ کرے گا۔ ۷۶؎
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض تہامہ کی بعض وادیوں سے نکلے گا جو بالوں اور پروں والا ہوگا اس کی چار ٹانگیں ہوں گے، وہ مومنین کی آنکھوں کے درمیان نشان لگائے تو ان کے چہرہ سفید ہوجائیں گے، جبکہ کافرین کی آنکھوں کے درمیان نشان لگائے گا تو ان کے چہرہ سیاہ ہوجائیں گے۔ ۷۷؎
حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، دابۃ الارض کے جسم پر بال، اون اور روئیں ہوں گے، اس میں ہر جانور کا کوئی رنگ اور شبیہ موجود ہوگی، اس میں ہر امت کی ایک نشانی بھی ہوگی، وہ واضح عربی زبان میں بات کرے گا۔ ۷۸؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔ شعب الایمان۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۲۔ سورہ النمل۔ آیت۔ ۱۵۔
۳۔ سورہ النمل۔ آیت۔ ۱۶۔
۴۔ سورہ النمل۔ آیت۔ ۱۷۔

۵۔سورہ النمل۔آیت۔۱۸۔
۶۔سورہ النمل۔آیت۔۱۹۔
۷۔سورہ النمل۔آیت۔۲۰۔
۸۔سورہ النمل۔آیت۔۲۱۔
۹۔سورہ النمل۔آیت۔۲۲۔
۱۰۔سورہ النمل۔آیت۔۲۳۔
۱۱۔سورہ النمل۔آیت۔۲۴۔
۱۲۔سورہ النمل۔آیت۔۲۷۔
۱۳۔سورہ النمل۔آیت۔۲۸۔
۱۴۔سورہ النمل۔آیت۔۲۹۔
۱۵۔سورہ النمل۔آیت۔۳۰۔
۱۶۔سورہ النمل۔آیت۔۳۱۔
۱۷۔سورہ النمل۔آیت۔۳۲۔
۱۸۔سورہ النمل۔آیت۔۳۳۔
۱۹۔سورہ النمل۔آیت۔۳۴۔
۲۰۔سورہ النمل۔آیت۔۳۵۔
۲۱۔سورہ النمل۔آیت۔۳۶۔
۲۲۔سورہ النمل۔آیت۔۳۷۔
۲۳۔سورہ النمل۔آیت۔۳۸۔
۲۴۔سورہ النمل۔آیت۔۳۹۔
۲۵۔سورہ النمل۔آیت۔۴۰۔
۲۶۔سورہ النمل۔آیت۔۴۱۔
۲۷۔سورہ النمل۔آیت۔۴۲۔
۲۸۔سورہ النمل۔آیت۔۴۳۔
۲۹۔سورہ النمل۔آیت۔۴۴۔
۳۰۔سورہ البقرہ۔آیت۲۵۱۔
۳۱۔سورہ ص۔آیت۔۲۰۔
۳۲۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔
۳۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۳۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۵۵۔
۳۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔

۳۶۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔
۳۷۔سورہ سبا۔آیت۔۱۱۔
۳۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۰۔
۳۹۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۰۔
۴۰۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔
۴۱۔سورہ نمل۔آیت۔۱۶۔
۴۲۔سورہ نمل۔آیت۔۱۵۔
۴۳۔سورہ نمل۔آیت۔۱۶۔
۴۴۔سورہ نمل۔آیت۔۱۷۔
۴۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۸۔۷۹۔
۴۶۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۱۔
۴۷۔سورہ سبا۔آیت۔۱۲۔
۴۸۔سورہ ص۔آیت۔۳۶۔
۴۹۔سورہ الانبیاء۔۸۲۔
۵۰۔سورہ سبا۔آیت۔۱۲۔
۵۱۔سورہ سبا۔آیت۔۱۲۔
۵۲۔سورہ نمل۔آیت۔۱۷۔
۵۳۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔جلد۔سوم۔ص۔۱۷۶۔ادارہ ترجمان القرآن۔لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۵۴۔سورہ سبا۔آیت۔۱۳۔
۵۵۔سورہ سبا۔آیت۔۱۴۔
۵۶۔سورہ ص۔آیت۔۴۰۔
۵۷۔سورہ النمل۔آیت۔۷۵۔
۵۸۔سورہ القصص۔آیت۔۲۔
۵۹۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۸۔۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔کراچی۔۱۹۸۸ء۔
۶۰۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۵۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۶۱۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۸۸۶۔ناشران۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۰۵۔
۶۲۔قلندر شعور۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۷۔۲۹۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔
۶۳۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۲۲۰۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۶۴۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۱۰۰۵۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۶۵۔عالمی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ج۔۱۔ص۔۱۸۲۲۔الفیصل پبلیشرز لاہور
۶۶۔سورہ النمل۔آیت۔۱۸۔

۶۷۔سورہ نمل۔آیت۔۸۲۔
۶۸۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۶۹۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۷۰۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔ ۱۴۱۸ھ۔
۷۱۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔ ۱۴۱۸ھ۔
۷۲۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۳۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۷۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۷۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۷۸۔ الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۲۸۔سورہ القصص (قصہ کی جمع)

نام:

قصص۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو قصہ کی جمع ہے، اس سورہ میں مختلف پیغمبروں اور ان کی اقوام کے قصص بیان کئے گئے ہیں۔

شان نزول:

سورہ قصص مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۸۸ ہیں جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۹ ہیں۔

مضامین:

۱۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور دیگر واقعات کا ذکر۔
۲۔قارون کا ذکر۔
۳۔اہل ایمان کی استقامت کا ذکر۔
۴۔نصرت الٰہی کا وعدہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یٰسین ،طٰہٰ ،طواسین اور حوامیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے دی گئی ہیں۔ [۱]
طواسین سے مراد، نمل، شعرا اور قصص جبکہ حوامیم سے مراد مومن، حٰم السجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان

جاثیہ اور احقاف ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک مشہور عبرانی پیغمبر ہیں آپ مصر کے شہر گوشان میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام عمران جبکہ والدہ کا نام یوکبد تھا موسی کے معنی ہیں 'پانی سے نکلا ہوا' قرآن کریم میں آپ کا ذکر ۲۹ مرتبہ کیا گیا ہے آپ کی پیدائش سے قبل فرعون نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نجومیوں نے اسے یہ بتائی کے ایک اسرائیلی لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری حکومت کا خاتمہ ہوگا چنانچہ فرعون نے یہ حکم شاہی اپنی سلطنت کی حدود میں نافذ کر دیا جس اسرائیلی کے یہاں کوئی بیٹی پیدا ہوتو اس کو زندہ چھوڑ دو لیکن اگر ان کے یہاں بیٹا پیدا ہوتو اس کو فوری طور پر قتل کر دیا جائے۔

ذیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو قرآن نے جس انداز سے بیان کیا گیا ہے یہاں اس کی وضاحت میں زیادہ تر قرآنی آیات کے حوالے ہی پیش کئے جائیں گے۔

ارشادات خداوندی ہے!

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ یَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ ۲

ترجمہ۔ وہ (فرعون) بیٹوں کو ذبح کرواتا اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ فساد ڈالنے والوں میں سے تھا۔

اسی اثناء میں حضرت موسی کی پیدائش ہوگئی آپ کے والدین آپ کی پیدائش پر بہت فکر مند تھے کسی طرح سے انھوں نے تین ماہ تک آپ کی پیدائش کو چھپائے رکھا لیکن جب یہ ناممکن ہوگیا اور فرعون کے ہرکارے ایک ایک گھر میں گھس گھس کر تلاشی لیتے تو آپ کی والدہ بے حد خوف زدہ اور پریشان ہوگئیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی

الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔۳

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف حکم بھیجا کے اسے دودھ پلا پھر جب تو اس پر خوف کرے تو اسے دریا میں ڈال دے اور کسی بھی طرح کا خوف اور غم نہ کر ہم اسے پھر تیرے پاس لوٹا کر لائیں گے اور اسے پیغمبر بنائیں گے۔

حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل پر اللہ نے سکینت نازل فرمائی اور آپ کے دل کو اللہ نے اپنے حکم سے مطمئن کر دیا تو پھر آپ نے ایک لکڑی کے ایک صندوق میں حضرت موسیٰ کو لٹا دیا اور اس صندوق کو دریائے نیل کے سپرد کر دیا جبکہ آپ کی بہن (مریم) نیل کے کنارے کنارے آپ کے صندوق کو دیکھتی جاتیں تھیں کے آیا یہ صندوق بہتا ہوا کس طرف جاتا ہے لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کے یہ صندوق بہتے بہتے فرعون کے محل کے کنارے تک جا پہنچا اس وقت فرعون کی بیوی
حضرت آسیہ محل کے بام پر کھڑی یہ نظارہ دیکھ رہی تھیں انھوں نے اس صندوق کو نکالنے کا حکم دیا اور جب اس کو کھول کر دیکھا تو آپ حضرت موسیٰ کی معصومیت اور خوبصورتی سے بے حد متاثر ہوئیں اور آپ نے فرعون سے آپ کو پالنے کی اجازت طلب کی پھر تھوڑی ردوکد کے بعد بلا آخر فرعون نے حضرت آسیہ کو اس کی اجازت دے دی۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْن وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۔۴

ترجمہ۔ فرعون کی عورت بولی یہ میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید کے یہ ہمیں کچھ نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور انجام کی انھیں کچھ خبر نہ تھی اور موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر

ہو گیا وہ تو اس کو ظاہر کر ہی دیتی اگر ہم اس کے دل کو ڈھارس نہ بندھاتے تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں ہو جائے اور اس نے اس کی بہن سے کہہ دیا کے تو اس کے پیچھے چلی جا سو وہ اسے دور تک دیکھتی رہی اور انھیں خبر بھی نہ ہوئی، ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں پر بندش کر رکھی تھی سو موسیٰ کی بہن بولی کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتادوں جو تمہارے لیے اس کی پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔

حضرت آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں، روایات کے مطابق آپ نے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی آپ نہایت نیک سیرت خاتون تھیں آپ کی پارسائی ذکر تو قرآن کریم میں بھی موجود ہے یعنی قرآن کریم میں جن چار معزز خواتین کا ذکر آیا ہے ان میں سے ایک آپ بھی ہیں۔

۱۔حضرت مریم۔ ۲۔حضرت خدیجہ۔ ۳۔حضرت فاطمہ۔ ۴۔اور حضرت آسیہ ہیں۔

حضرت آسیہ نہایت پاک باز اور خدا پرست خاتون تھیں جب فرعون پر آپ کے ایمان کا حال کھلا تو اس نے آپ پر بے حد مظالم توڑے لیکن آپ صبر وتحمل سے انھیں سہتی رہیں، حضرت موسیٰ حضرت آسیہ کی آغوش میں پرورش پانے لگے اس زمانے کے دستور کے مطابق بچے کی پرورش کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے مختلف آیاؤں (پرورش کی ذمہ دار خواتین) کا انتخاب کیا جانے لگا لیکن حضرت موسیٰ نے کسی بھی خاتون کا دودھ نہ پیا ایسے میں آپ کی بہن نے کہا کے میں ایک ایسی خاتون کو جانتی ہوں جو اس بچے کی اچھی پرورش کر سکتی ہے چنانچہ آپ کی بہن اپنی والدہ کو اپنے ساتھ لے آئیں اور اس طرح حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے اپنی بچھڑی ہوئی ماں کی آغوش میں دوبارہ آ گئے آپ کی ماں کو ملکہ نے آپ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سپرد کی۔

قرآن کریم میں اس حوالے سے ارشادات خداوندی!

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۔۵

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہو

اور تا کہ وہ اس بات کو جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے، جب موسیٰ اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور پوری طرح درست ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور اچھا کام کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى اِذْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا يُوْحٰۤى اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ اِذْ تَمْشِيْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ۔٦

ترجمہ۔(موسیٰ) ہم نے پھر ایک مرتبہ تم پر احسان کیا، یاد کرو وہ وقت جبکہ ہم نے تیری ماں کو اشارہ کیا تھا ایسا اشارہ جو وحی کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے کے اس بچے کو صندوق میں رکھ دو اور صندوق کو دریا میں چھوڑ دو پھر دریا اسے ساحل پر پھینک دے گا اور اسے میرا اور اس بچے کا دشمن اٹھا لے گا پھر ہم نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت طاری کر دی اور ایسا انتظام کر دیا کے تو میری نگرانی میں پالا جائے یاد کرو جب تیری بہن چل رہی تھی پھر جا کر کہتی ہے کے میں تمھیں اس کا پتا بتاؤں جو اس بچے کی پرورش اچھی طرح سے کرے؟ اس طرح سے ہم نے تجھے پھر تمھاری ماں کے پاس پہنچا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہو۔

امریکن انسائیکلو پیڈیا اور برٹانیکا اور تفسیر حقانی میں فراعنہ مصر کے احوال کو بیان کیا گیا ہے اور اس تاریخ کے مطابق ۳۵۰۰ ق م سے لے کر اسکندر رومی تک مصر کے حکمرانوں کے تیس (۳۰) خاندان تھے جن کو تین ادوار میں تقسیم کیا گیا جو تقریباً ساڑھے تین ہزار سال تک برسر اقتدار رہے اور ان کی تعداد تقریباً ۳۰۰ کے قریب تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ:

سورہ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے جس فرعون کا ذکر کیا گیا اس کا تعلق انیسویں سلطنت سے بتایا جاتا ہے جس کا آغاز

رعمیس اول سے ہوا تھا اس خاندان کا تیسرا بادشاہ رعمیس دوم یا رعمیس اعظم تھا عام خیال کیا جاتا ہے کے حضرت موسیٰ کی پرورش رعمیس دوم کے ہی گھر پر ہوئی جبکہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ جس فرعون سے ہوا وہ رعمیس سوم یا منفتہ یا منفتاح تھا اس بیان کی تائید بائیبل اور تالمود کے اس متفقہ بیان سے ہوتی ہے کے حضرت موسیٰ اس کے محل میں چالیس برس تک رہے، حضرت موسیٰ جب جوان ہوئے تو آپ نہایت قوی الحبثہ اور بہادر انسان تھے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ۔ ۷

ترجمہ۔ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور سنبھلا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح سے جزا دیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ نے دیکھا کے مصر میں فرعونی ہرکارے، اسرائیلیوں پر بے تحاشا ظلم وستم کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسرائیلی نہایت ذلت ورسوائی اور غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے تو آپ کے دل میں بنی اسرائیل کے لئے ہمدردی کے جذبات فزوں تر ہو گئے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ کہیں جا رہے تھے تو آپ نے ایک مصری کو دیکھا جو ایک اسرائیلی کو بیگار کے لئے گھسیٹ کر لے جا رہے تھے اس اسرائیلی نے جب حضرت موسیٰ کو دیکھا تو اس نے آپ کو اپنی مدد کے لئے بلایا حضرت موسیٰ نے اس مصری کو روکنے کی کوشش کی کی لیکن وہ اپنی ظالمانہ حرکت سے باز نہ آیا حضرت موسیٰ نے اس مصری کے منہ پر ایک طمانچہ مارا مصری اس طمانچے کی ضرب کو برداشت نہ کرتے ہوئے مر گیا جبکہ حضرت موسیٰ کا اس مصری کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا اس پر حضرت موسیٰ بھی اللہ کی بارگاہ میں نادم ہوئے اور آپ نے اللہ سے اپنے اس فعل کی مغفرت طلب کی اور کہا کے ایسا صرف اور صرف نادانستگی میں ہوا یہ خبر پورے شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی دوسرے روز پھر آپ نے اسی اسرائیلی کو ایک دوسرے مصری کے ساتھ دست وگریبان ہوتے دیکھا اس اسرائیلی نے پھر آپ کو مدد کے لئے بلایا حضرت موسیٰ نے اس مصری کو اس ظلم سے باز رہنے کے لئے کہا لیکن نہایت ناگواری سے آپ اس اسرائیلی سے مخاطب ہوئے بے

شک تو بھی کھلا ہوا گمراہ ہے تو خواہ مخواہ جھگڑا مول لیتا ہے اور پھر فریاد کرتا ہے' اسرائیلی آپ کی یہ بات سن کر خوفزدہ ہو گیا اور اس نے حضرت موسیٰ سے کہا کے جس طرح سے تو نے کل ایک مصری کو قتل کیا تھا کیا تو آج مجھ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے چنانچہ یہ خبر بھی فرعون کے دربار تک جا پہنچی لہٰذا فرعون نے حضرت موسیٰ کی گرفتاری کا حکم دے دیا لیکن اس سے پہلے کے درباری ہرکارے آپ کو گرفتار کرتے آپ خاموشی سے مدین کی جانب ہجرت کر گئے۔ مدین ایک قبیلے کا نام ہے جو حضرت ابراہیم کے ایک بیٹے 'مدین' کے نام سے موسوم ہے آپ حضرت ابراہیم کی تیسری بیوی قطورہ سے پیدا ہوئے تھے جبکہ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا لہٰذا جس خطہ زمین پر یہ قبیلہ آباد تھا وہ مدین کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ
فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى۔ ٨

ترجمہ۔اے موسیٰ تو نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دلا دی اور ہم نے تجھے کسی قدر آزمائش میں ڈالا، پھر تم اہل مدین میں کئی سال رہے پھر تم اے موسیٰ ایک خاص وقت پر چلے آئے۔

وَ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ لَا تَنِيَا فِيْ
ذِكْرِيْ۔ ٩

ترجمہ۔ میں نے تمہیں اپنے لئے منتخب کر لیا، تم اور تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ
يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ
شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ

هٰذَا مِنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيۡنٌ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ
ظَلَمۡتُ نَفۡسِىۡ فَاغۡفِرۡ لِىۡ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۔۱۰

ترجمہ۔اور وہ ایسے وقت میں شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے لوگ غافل تھے سو اس میں دو مردوں کو پایا جو آپ میں لڑ رہے تھے ایک ان کی جماعت میں تھ اور ایک دشمن کی جماعت میں سے تھا سو جو شخص ان کی جماعت میں سے تھا اس نے ان سے اس شخص کے مقابلہ میں مدد طلب کی جو ان کے دشمنوں میں سے تھا۔ سو موسی نے اس کا کام تمام کر دیا۔ موسیٰ نے کہا یہ شیطانی حرکت ہے بلاشبہ وہ دشمن ہے گمراہ کرنے والا ہے واضح طور پر، موسیٰ نے کہا اے میرے رب بلاشبہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، سو آپ میری مغفرت فرما دیجیے سو اللہ نے ان کو بخش دیا بلاشبہ وہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

حضرت موسیٰ جب مدین پہنچے تو یہاں پہنچنے کے بعد آپ نے حضرت شعیب کے گھر پر دس سال تک قیام کیا اور ان کے حکم کے مطابق ذمہ داریاں انجام دیتے رہے یہاں تک کے ان کی صاحبزادی حضرت صفورا سے آپ کا عقد منعقد ہوا۔

اس حوالے سے ارشادات خداوندی!

فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۔۱۱

ترجمہ۔ (مصر سے نکل کر) جب موسی نے مدین کا رخ کیا تو اس نے کہا امید ہے میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا، مجھے ظالمین سے بچا۔

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلۡقَآءَ مَدۡيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىۡۤ اَنۡ يَّهۡدِيَنِىۡ سَوَآءَ
السَّبِيۡلِ ۔۱۲

ترجمہ۔جب موسیٰ نے مدین کی طرف توجہ کی تو یوں کہا کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ چلا دے گا۔

روایت میں آتا ہے، ایک سرد رات میں جب آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مدین سے آگے کی طرف نکل گئے سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت محسوس ہوئی لہٰذا سامنے وادی سینا میں آپ کو

کوئی شعلہ چمکتا ہوا نظر آیا موسیٰ نے اپنی بیوی سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے کوئی چنگاری میں تمھارے لئے لاسکوں یا وہاں آلاؤ پر کسی رہبر کو پاسکوں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَمَّا قَضٰی مُوۡسَی الۡاَجَلَ وَ سَارَ بِاَہۡلِہٖۤ اٰنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَہۡلِہِ امۡکُثُوۡۤا اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ جَذۡوَۃٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ۔ ۱۳

ترجمہ۔ پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کردی اور اپنے اہل کو لے کر روانہ ہوئے تو طور کی جانب سے آگ کو محسوس کیا اپنی اہلیہ سے کہا کہ تم ٹھہر جاؤ بے شک میں نے ایک آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر لے آؤ یا آگ کا انگارہ لے آؤ تا کہ تم تاپ لو۔

حضرت موسیٰ جب اس درخت کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا ایک عجیب سی روشنی ہے وہ نا تو آگ ہے کے اس کی وجہ سے درخت جل جائے اور نہ ہی وہ بجھتی ہے چنانچہ آپ جیسے جیسے اس روشنی کے قریب بڑھتے جاتے ویسے ویسے وہ روشنی دور ہوتی جاتی یہ دیکھ کر آپ کے دل میں خوف پیدا ہوا اور آپ نے واپسی کا ارادہ کیا آپ جیسے ہی واپسی کے لئے مڑے روشنی قریب آ گئی اور ایک آواز آئی:

فَلَمَّاۤ اَتٰىہَا نُوۡدِیَ مِنۡ شَاطِیِٔ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ فِی الۡبُقۡعَۃِ الۡمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنۡ یّٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۱۴

ترجمہ۔ جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بے شک میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں۔

اِذۡہَبَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی فَقُوۡلَا لَہٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوۡ یَخۡشٰی۔ ۱۵

ترجمہ۔ تم دونوں فرعون کی طرف چلے جاؤ، بے شک وہ سرکشی اختیار کئے ہوئے ہیں، ہر تم دونوں اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا ہوسکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔

حضرت موسیٰ کے پاس بکریاں چرانے کی ایک لاٹھی تھی جس سے آپ بکریاں چرایا کرتے تھے اللہ نے آپ کو حکم دیا کے اس لاٹھی کو زمین پر پھینک دو چنانچہ آپ نے حکم خداوندی کی تعمیل کی جیسے ہی لاٹھی زمین پر پھینکی وہ ایک اژدھا بن کر دوڑنے لگی پھر اللہ نے حکم دیا کے اسے اٹھالو چنانچہ آپ نے اسے اٹھالیا تو وہ اژدھا آپ کے ہاتھ میں آکر پھر لاٹھی بن گیا پھر اللہ نے آپ کو حکم دیا کے ائے موسیٰ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکال چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا جب ہاتھ نکالا تو وہ بے حد روشن اور چمکتا ہوا تھا۔ ارشادات خداوندی!

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ۔ ۱۶

ترجمہ۔ بے شک ہم نے موسیٰ کو نو کھلی نشانیاں دی ہیں۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ وَ اجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ وَ اَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا وَّ نَذْكُرَكَ كَثِیْرًا اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی۔ ۱۷

ترجمہ۔ (موسیٰ نے دعا کی) ائے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرے کام میں آسانی پیدا فرما اور میری زبان کی گرہ کھول دے کے وہ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر مقرر کر دے اس سے میری کمر مضبوط ہو جائے گی اور میرے کام میں اسے شریک کر تا کہ ہم کثرت سے تیری پاکی بیان کر سکیں اور کثرت سے تجھے یاد کر سکیں بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے فرمایا ائے موسیٰ تیری درخواست منظور کی گئی۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ۔ ۱۸

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے پاس بھیجا، سو انہوں نے ان آیات کے ساتھ ظلم والا معاملہ کیا سو تو دیکھ لے فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟

حضرت موسیٰ نے اللہ سے کلام کیا جس میں آپ کو سرکش فرعون کو راہ ہدایت دیکھانے کا حکم ملا پھر اس حکم خداوندی کے مطابق! جب آپ مصر میں داخل ہوئے تو رعمیس دوم یعنی رعمیس اعظم کا بیٹا منفتاح تخت حکومت پر براجمان تھا جس سے حضرت موسیٰ کا مقابلہ ہوا۔

اسی واقعہ کو قرآن کریم اس طرح سے بیان کرتا ہے!

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ۔۱۹

ترجمہ۔دونوں نے عرض کیا کئے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کے وہ (فرعون) ہم پر زیادتی کرے گا یا ہم پر پل پڑے گا فرمایا (اللہ نے) ڈرومت میں تمھارے ساتھ ہوں سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں جاؤ اس کے پاس اور کہو کے ہم تیرے رب کے فرستادے ہیں بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کے لئے چھوڑ دو اور ان کو تکلیف بھی نہ دو ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانیاں لے کر آئے ہیں اور سلامتی ہے اس کے لئے جو راہ راست کی پیروی کرے ہم کو وحی کے ذریعے یہ بتایا گیا ہے کے عذاب ہے اس کے لئے جو جھٹلائے اور منہ موڑے۔

وَ قَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَقِیْقٌ عَلٰٓی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۔۲۰

ترجمہ۔موسیٰ نے کہا! اے فرعون بے شک میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں، میرے لئے بھی شایان شان ہے کہ سچ کے علاوہ اللہ کی طرف کسی بات کو منسوب نہ کروں، میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل لایا ہوں، سوتو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ

ثُمَّ هَدٰى قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ
كِتٰبٍۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۔ ۲۱

ترجمہ۔فرعون نے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا۔فرعون بولا اور پہلے جو نسلیں گزر چکیں ان کی کیا حالت تھی؟ موسیٰ نے کہا اس کا علم میرے رب کے پاس ایک نوشتے میں محفوظ ہے میرا رب نہ چوکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ
يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ؕ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ اُسْلُكْ يَدَكَ
فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ
مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۔ ۲۲

ترجمہ۔تم اپنی لاٹھی کو ڈال دو سو جب انہوں نے دیکھا کے وہ اس طرح حرکت کر رہے کہ گویا وہ سانپ ہے تو پشت پھیر کر پلٹ گئے اور پیچھے مڑ کر دیکھا اے موسیٰ آگے آؤ اور مت ڈرو بے شک تم امن والوں میں سے ہو، اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کرو وہ بغیر کسی مرض کے سفید ہو کر نکلے گا اور اپنے ہاتھ کو بوجہ خوف کے اپنے بازو سے ملا لو، سو تمہارے رب کی طرف سے یہ دو دلیلیں ہیں، فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بلاشبہ وہ نافرمان لوگ ہیں۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ
اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى قَالَ مَوْعِدُكُمْ
يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ
ثُمَّ اَتٰى قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍۚ وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

بَيْنَهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰى قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ
يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى
فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَ قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ
اسْتَعْلٰى قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى
قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
اَنَّهَا تَسْعٰى فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ
اَنْتَ الْاَعْلٰى وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۚ اِنَّمَا صَنَعُوْا
كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ
لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ
مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ
عَذَابًا وَّ اَبْقٰى قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِيْ
فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۚ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اِنَّآ
اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَ
اللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ
فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ
الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى۔ ۲۳

ترجمہ۔ ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلائے چلا گیا اور نہ مانا کہنے لگا کے ائے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کے اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے نکال باہر کرے؟ اچھا ہم بھی تیرے مقابلے میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں اب طے کر لے کے کب اور کہاں مقابلہ کرنا ہے؟ نہ ہم اس قرارداد سے پھریں گے اور نہ ہی تم اس سے پھرنا موسیٰ نے کہا

کے کھلے میدان میں سامنے آجاؤ پھر جشن کا دن طے ہوا اور دن چڑھے لوگ جمع ہوں فرعون نے پلٹ کر اپنے سارے ہتھکنڈے جمع کئے اور مقابلے میں آ گیا موسیٰ نے عین موقع پر گروہ مقابل کو مخاطب کر کے کہا ائے شامت کے مارو جھوٹی تہمتیں نہ باندھو اللہ پر ورنہ ایک سخت عذاب سے تمھارا ستیاناس کر دیا جائے گا اور جس نے بھی جھوٹ گھڑا وہ نامراد ہوا چنانچہ یہ سن کر ان کے درمیان اختلاف رائے ہوگیا اور وہ چپکے چپکے باہم مشورہ کرنے لگے آخر کار کچھ لوگوں نے کہا کے یہ دونوں تو محض جادوگر ہیں ان کا مقصد یہ ہے کے اپنے جادو کے زور سے تم کو تمھاری زمین سے بے دخل کر دیں اور تمھارے مثالی طریق زندگی کا خاتمہ کر دیں اپنی ساری تدبیریں آج اکھٹی کرلو اور ایک ایک کر کے میدان میں آؤ اور بس یہ سمجھ لو کے آج جو غالب رہا وہی جیت گیا جادوگر بولے موسیٰ تم پھینکتے ہو یا ہم پھینکیں؟ اس پر موسیٰ نے کہا کے نہیں تم ہی پھینکو۔ یکا یک ان کی رسیاں اوران کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں اور موسیٰ اپنے دل میں ڈر گیا پھر ہم نے (موسیٰ) سے کہا کے مت ڈرو تم ہی غالب رہو گے اور پھینکو جو کچھ تمھارے ہاتھ میں ہے ابھی ان کی ساری بناوٹی چیزوں کو نگل لے گا یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے خواہ وہ کسی بھی شان سے آئے پھر بلا آخر یہی ہوا کے سارے جادوگر سجدے میں گر پڑے اور پکار اٹھے کے بے شک ہم مان گئے کے ہارون اور موسیٰ کے رب کو فرعون نے کہا کے تم ایمان لے آئے قبل اس کے میں تم کو اس کی اجازت دیتا؟

معلوم ہوگیا کے یہ تمھارا گرو ہے اور اسی نے تمھیں جادوگری سیکھائی تھی اب میں تمھارے ہاتھ پیروں کو مخالف سمت سے کاٹوں گا اور کھجور کے تنوں پر تم کو سولی بھی دوں گا پھر تم کو پتا چلے گا کے ہم دونوں میں سے کس کا عذاب زیادہ دیرپا ہے یعنی میں تمھیں زیادہ سخت سزا دے سکتا ہوں ائے موسیٰ اس پر جادوگروں نے جواب دیا کے قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کے ہم روشن نشانیاں سامنے آجانے کے بعد بھی صداقت پر تجھے ترجیح دیں تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کرلے تو زیادہ سے زیادہ بس اس دنیا کی زندگی کا ہی فیصلہ کرسکتا ہے لیکن ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری ساری خطائیں معاف کر دے اور اس جادوگری سے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا درگزر فرمائے اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے حقیقت یہ

ہے کے جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو گا اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیئے گا اور نہ ہی مرے گا اور جو اس کے حضور مومن کے طور پر آئے گا اور جس نے نیک اعمال کئے ہوں گے ایسے سب لوگوں کے لئے بلند درجات اور سدا بہار جنت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ جزا اس شخص کی ہے جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَ اسْتَكْبَرَ هُوَ وَ جُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۔ ۲۴

ترجمہ۔فرعون نے کہا اے میرے درباریو میرے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، اے ہامان تو میرے لیے مٹی پر آگ جلا دے سو میرے لیے ایک محل بنا دے تا کہ میں موسیٰ کے معبود کو دیکھوں اور بلاشبہ میں اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں، سو اس نے اور اس کے لشکروں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹیں گے، سو ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا سو انہیں سمندر میں پھینک دیا۔سوائے مخاطب دیکھ لے ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۔ ۲۵

ترجمہ۔ہم نے انہیں پیشوا بنا دیا جو آگ کی طرف دعوت دیتے رہے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ کی جائے گی، اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن قباحت والوں میں سے ہوں گے۔

حضرت موسیٰ کی ہجرت:

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت کا حکم دیا چنانچہ حضرت موسیٰ ، حضرت

ہارون اوران کی قوم (بنی اسرائیل) ہجرت کے غرض سے نکلے ہی تھے کے فرعون اوراس کی فوج نے آپ کا تعاقب کیا تا کہ وہ آپ کواور آپ کی قوم کوقتل کر سکے۔حضرت موسیٰ اوران کی قوم آگے آگے اورفرعون اوراس کی فوج آپ کے پیچھے پیچھے تھی اس اثناء میں حضرت موسیٰ کے سامنے بحیرہ قلزم آ گیا اللہ تعالی نے اس موقع پر آپ کووحی کی کے اپنا عصا سمندر پر مارئے جب آپ نے اپنا عصا مارا تو سمندر کے بیچ میں ایک راستہ بن گیا اورراستے سے آپ اور آپ کی قوم بحفاظت نکل گئی پیچھے آنے والے فرعون نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے بھی اپنی فوج کو حکم دیا کے اس سمندری راستے سے گزرواور جیسے ہی فرعون اوراس کی فوج نے سمندر میں آگے بڑھنا چاہا ویسے ہی سمندر کا راستہ ختم ہو گیا اور فرعون اوراس کی فوج اس سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔

اس واقعے کوقرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

وَلَقَدۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِىۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخۡشٰى ۔٢٦

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کووحی کی کے میرے بندوں کوراتوں رات لے کرنکلو، پھران کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دینا نہ کسی کے تعاقب کا اندیشہ کرو گے اور نہ تمہیں کسی قسم کا خوف ہوگا۔

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى اَنِ اضۡرِبْ بِّعَصَاكَ الۡبَحۡرَ ؕ فَانۡفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرۡقٍ كَالطَّوۡدِ الۡعَظِيۡمِ ۚ وَ اَزۡلَفۡنَا ثَمَّ الۡاٰخَرِيۡنَ ۚ وَ اَنۡجَيۡنَا مُوۡسٰى وَ مَنۡ مَّعَهٗۤ اَجۡمَعِيۡنَ ۚ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۔٢٧

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کے اپنی لاٹھی سمندر پر مارو تو سمندر پھٹ گیا اور ہر ایک پھاٹک ایسی ہو گئی جیسے بڑا پہاڑ اور وہاں ہم نے دوسروں کوقریب کر دیا اور موسیٰ اوراس کے سب ساتھیوں کو بچا لیا اور دوسروں کو ڈبو دیا بے شک اس میں قدرت کی ایک نشانی ہے اوران میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں اور بے شک تیرا پروردگار ہی غالب اور مہربان ہے۔

فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ فَغَشِيَهُمۡ مِّنَ الۡيَمِّ مَا غَشِيَهُمۡ وَ

اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰی ۔۲۸

ترجمہ۔ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار اتار دیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے حسد کیا اور عداوت سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کے جب انھیں غرق نے آلیا تو وہ بولا میں اس بات پر ایمان لایا کے اس کے سوا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور کوئی معبود نہیں اور میں اس کے فرمانبرداروں میں ہوں اب (ایمان لاتا ہوں) پھر جب فرعون نے اپنے لشکر سمیت جب ان کا پیچھا کیا تو سمندر ان پر چھا گیا۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۔۲۹

ترجمہ۔ پہلے تو ،تو میری نافرمانی کرتا تھا؟ اور مفسدوں میں سے تھا سو آج ہم تیرے جسم کو بچا لیں گے تا کہ تو اپنے بعد بھی لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا رہے اور بے شک کئی لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۔۳۰

ترجمہ۔ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر وہ انھیں آگ پر لے جائے گا جو کے نہایت ہی برا گھاٹ ہے جس پر وہ اترے گا۔

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۔۳۱

ترجمہ۔آل فرعون کو ہم نے غرق کر دیا اس حال میں کہ تم دیکھ رہے تھے۔

بنی اسرائیل کی ارض مقدس (فلسطین) کی جانب ہجرت اور ان کا دوبارہ عروج:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے دور میں بنی اسرائیل کو ایک مرتبہ پھر عروج عطا فرمایا جس کے لئے قرآن کریم میں متعدد آیات موجود ہیں۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

الْعٰلَمِیْنَ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ
لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا
قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا
مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ
عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ
اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ
قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ
الْفٰسِقِیْنَ ۔ ۳۲

ترجمہ۔ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کے اے میری قوم کے لوگو اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمھیں عطا کی تھی اس نے تم میں نبی پیدا کئے، تم کو فرمانروا بنایا اور تم کو وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی اور کو نہ دیا تھا اے برادران قوم! اس مقدس سرزمین (فلسطین) میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لئے لکھ دی ہے، پیچھے نہ ہٹو ورنہ تم ناکام و نامراد پلٹو گے انھوں نے جواب دیا کے اے موسی! وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لئے تیار ہیں ان ڈرنے والوں میں دو اشخاص ایسے بھی تھے جن کو اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا انھوں نے کہا کے ان جباروں کے مقابلے میں دروازے کے اندر گھس جاؤ جب تم اندر پہنچ جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو؟ لیکن انھوں نے پھر یہی کہا اے موسی ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک کے وہ وہاں موجود ہیں بس تم اور تمھارا رب، دونوں جاؤ اور لڑو، ہم یہاں بیٹھتے ہیں اس پر موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میرے اختیار میں کوئی نہیں مگر یا میری اپنی ذات اور یا پھر میرا بھائی پس تو ہمیں ان نافرمان لوگوں سے الگ کردے اللہ نے جواب دیا کے اچھا تو یہ ملک (فلسطین) چالیس سال تک ان پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے اور ان

نافرمانوں کی حالت پر تم ہرگز بھی ترس نہ کھاؤ۔

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡهَا وَ تَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ الۡحُسۡنٰی عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۙ بِمَا صَبَرُوۡا ۔۳۳

ترجمہ۔ جو لوگ کمزور کئے جا رہے تھے انھیں ہم نے اس زمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی اور تیرے پروردگار کا نیک وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا اس لئے کے انھوں نے صبر کیا۔

وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰی مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ وَ نَجَّیۡنٰهُمَا وَ قَوۡمَهُمَا مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ وَ نَصَرۡنٰهُمۡ فَکَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ وَ اٰتَیۡنٰهُمَا الۡکِتٰبَ الۡمُسۡتَبِیۡنَ وَ هَدَیۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ وَ تَرَکۡنَا عَلَیۡهِمَا فِی الۡاٰخِرِیۡنَ سَلٰمٌ عَلٰی مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ اِنَّهُمَا مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۔۳۴

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا اور ان کو اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے نجات دی انھیں نصرت بخشی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے ان کو نہایت واضح کتاب عطا کی انھیں راہ راست دکھائی اور بعد کی نسلوں میں ان کا ذکر باقی رکھا سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں درحقیقت وہ ہمارے، مومن بندوں میں سے تھے۔

تاریخی واقعات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو ان کے آبائی وطن فلسطین کی جانب ہجرت کا مشورہ دیا۔

قرآن کریم میں اس مقام کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡهَا ۔۳۵

ترجمہ۔ (بنی اسرائیل) کو اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جیسے ہم نے برکتوں سے

مالا مال کیا تھا۔

بائبل میں اس کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

'فلسطین' میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی تھیں اور خداوند یہواہ نے وعدہ کیا تھا میں تمھیں فلسطین کی حکمرانی عطا کروں گا۔۳۶؎

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی بات مانتے ہوئے مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کی اور اپنا سازوسامان، مال مویشی، خیمے، مال وزر سونا اور چاندی وغیرہ لے کر فلسطین کی جانب عازم سفر ہوئے بنی اسرائیل کی تعداد کے بارے میں مورخین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کچھ ماہرین کی رائے ہے کے فلسطین ہجرت کے وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ کے قریب تھی بیشتر محققین کا اتفاق 40000 پر ہے جبکہ بنی اسرائیل کا مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کا یہ واقعہ تقریباً ۱۲ صدی ق م کا بیان کیا جاتا ہے۔۳۷؎

بائبل کی کتاب گنتی، استثناء اور یشوع میں یہ درج ہے کے حضرت موسیٰ نے دشت فاران سے بنی اسرائیل کے ۱۲ سرداروں کو فلسطین کا دورہ کرنے کے لئے بھیجا تا کہ وہ وہاں کے حالات معلوم کر سکیں چنانچہ یہ سرداران چالیس دن بعد جب اپنا دورہ مکمل کر کے واپس آئے تو انھوں نے اپنی قوم سے کہا واقعی فلسطین میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں لیکن وہاں کے لوگ بے حد زورآور، قوی اور قدآور ہیں اور ہم ان کے مقابلے میں نہایت کمزور ہیں ان سے مقابلہ کرنے سے تو اچھا تھا کے ہم مصر میں ہی مرجاتے اس پر دوسردار یوشع اور کالب نے مجمع میں سے نکل کر کہا ہمیں بزدلی نہیں دکھانی چاہئے بلکہ ہمیں ایک دم جا کر ان پر تصرف حاصل کر لینا چاہئے پھر انھوں نے مزید کہا اگر خداوند ہم سے راضی ہے تو وہ ہمیں ضرور اس ملک میں پہنچائے گا تم ہرگز خداوند سے بغاوت نہ کرو اور نہ ہی اس ملک کے لوگوں سے ڈرو مگر قوم کے لوگوں نے کہا کے انھیں سنگسار کر دو اس پر خداوند کا غضب بھڑکا اور اس نے یہ فیصلہ کیا سوائے یوشع اور کالب کے اس قوم کا کوئی بھی بالغ مرد اس سرزمین میں داخل نہ ہو پائے چنانچہ قوم بنی اسرائیل چالیس برسوں تک وادی تیہ کے صحرا میں بھٹکتی رہی پھر جب ان کے ۲۰ برس سے زائد عمر کے سارے مرد مر گئے (ایک روایت کے مطابق مورخین ان مرنے والوں کی تعداد تین لاکھ بیان کرتے ہیں) اور ان کی نئی نسل جوان

ہوگئی تو انھیں فلسطین میں داخل ہوکر اسے فتح کرنے کا موقع دیا گیا چنانچہ اس فیصلہ خداوندی کے مطابق بنی اسرائیل کو دشت فاران سے شرق اردن تک پہنچنے میں پورے ۳۸ برس لگ گئے اس دوران وہ تمام افراد مرکھپ گئے جنھوں نے اپنی جوانی کی عمر میں مصر سے ہجرت کی تھی لہٰذا شرق اردن کو فتح کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ۱۲۰ برس کی عمر میں وفات پا گئے تاہم آپ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نون کے عہد خلافت میں بنی اسرائیل اس قابل ہوئے کے وہ فلسطین فتح کرسکیں۔۳۸؎

مفسرین اور مورخین کی رائے کے مطابق حضرت موسیٰ کا جب ان کی قوم کے ساتھ مصر سے خروج ہوا تو وہ دوبارہ پھر کبھی مصر کی سرزمین پر تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپ کی آئندہ کی ساری زندگی وادی سینا، وادی تیہ اور فلسطین میں بسر ہوئی کیونکہ حضرت موسیٰ کی خواہش پر آپ کی حضرت خضر سے ملاقات کے واقعے کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ نے جو روایات بخاری اور دوسری کتب حدیث سے نقل کی ہیں وہ یہ ہیں فرعون کی ہلاکت کے بعد آپ دوبارہ کبھی بھی مصر کی جانب نہیں گئے بلکہ اپنی بقیہ تمام عمر وادی سینا، تیہ اور فلسطین میں ہی بسر کی بنی اسرائیل کی روزمرہ زندگی ویسی ہی تھی جیسی کے بھیڑ بکریاں پالنے والے مویشی چوپانوں کی دور قدیم میں ہوا کرتی تھی چونکہ قوم بارہ مختلف قبائل میں منقسم تھی اور ہر قبیلہ ایک معاشرتی اور معاشی وحدت کا علمبردار تصور کیا جاتا تھا قبیلے کا سب سے بزرگ اور عقلمند فرد عام طور پر اس کا سردار مقرر کیا جاتا اور اس کے کئے گئے فیصلوں پر سب کا اتفاق بھی ہوتا قبیلے کے ہر فرد پر قبیلے کے اصول وضوابط اور اطاعت واجب ہوتی جبکہ قبیلہ اپنے ہر فرد کی عزت، جان ومال کا محافظ تصور کیا جاتا لیکن قبیلے کے تمام مال مویشی، مال وزر اور دیگر استعمال کی اشیاء تمام قبیلے کی مشترکہ ملکیت تصور کی جاتیں اس اعتبار سے ہر فرد ان اشیاء کا مساوی حق دار ہوتا تھا۔۳۹؎

واقعہ یہ ہے کے حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کا جب مصر سے خروج ہوا تو ایک طویل عرصے کی غلامی نے ان کے دین وایمان کی حالت میں تغیر بپا کر دیا چنانچہ مصریوں کی بت پرستی کے اثرات کو بنی اسرائیل نے بھی قبول کیا لہٰذا جب یہ لوگ جزیرہ نمائے سینا کے جنوبی علاقے کی طرف ساحل کے کنارے کنارے روآنہ ہوئے اس زمانے میں جزیرہ نمائے سینا کا مغربی اور شمالی حصہ

مصر کی سلطنت میں شامل تھا جبکہ جنوب کے علاقے میں موجودہ شہر طور اور ابوزخیمہ کے درمیان تانبے اور فیروزے کی کانیں تھیں جن سے اہل مصر بہت فائدہ اٹھاتے اور ان کانوں کی حفاظت کے لئے مصریوں نے چند مقامات پر چھاؤنیاں بھی قائم کرر کھی تھیں۔ انھی چھاؤنیوں میں سے ایک چھاؤنی مفقہ کے مقام پر واقع تھی جہاں مصریوں کا ایک بہت بڑا مندر تھا جس کے آثار آج تک وہاں باقی ہیں اس کے ہی قریب سامی قوم کا ایک اور چاند دیوی کا مندر بھی موجود تھا غالب امکان یہی ہے بنی اسرائیل جب اس راہ گزر سے گزرے تو انھیں بھی ایک مصنوعی خدا کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بنی اسرائیل کی اس ذہنی کیفیت کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ ۴۰

ترجمہ۔ بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی تو (بنی اسرائیل) کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنادے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں موسیٰ نے کہا تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو یہ لوگ جس طریقہ کی پیروی کرتے ہیں وہ تو برباد ہونے والا ہے جبکہ یہ عمل تو سراسر باطل ہے پھر موسیٰ نے کہا کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود تمھارے لئے تلاش کروں؟
اللہ نے تمھیں عالمین میں فضیلت بخشی۔

محققین کے مطابق بنی اسرائیل نے جب مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کی تو وہ ۴۰ برس تک صحرا میں بھٹکتے رہے جبکہ دشت سین میں ایلیم اور سینا کے مقام پر تو انھیں دور دور تک نا ہی کوئی شجر ملا اور نہ ہی کوئی سایہ پھر اسی اثناء میں بنی اسرائیل کے خوراک کے ذخائر بھی ختم ہو گئے جس کے سبب وہ بھوک سے بے حال ہو گئے اور بلا آخر انھوں نے تنگ آ کر یہ کہنا شروع کر دیا کے اس آزادی

سے زیادہ بہتر تو مصریوں کی غلامی تھی جس میں کم از کم ہمیں دو وقت کی روٹی تو مل جاتی تھی اللہ تعالی نے انھیں من وسلویٰ عطا فرمایا یہ 'من وسلویٰ' انھیں فلسطین میں پہنچنے کے بعد بھی اگلے ۴۰ برسوں تک ملتا رہا کہا جاتا ہے من' دھنیے کے بیج کی مانند سفید رنگ کی ایک گوند یا دانا تھا جس کا مزہ شہد کی طرح میٹھا تھا یہ 'من' رات بھر آسمان سے اوس کی طرح گرتی جیسے بنی اسرائیل صبح جمع کر کے اوکھلی میں کوٹ کر پھر ابال کر اس کی روٹیاں بنا کر استعمال کرتے 'سلویٰ' بٹیر جیسے پرندے تھے جس کا گوشت بنی اسرائیل کھاتے اگرچہ اس بے آب وگیاہ بیاباں میں جہاں سخت دھوپ تھی اللہ تعالی نے آسمان کو ایک مدت تک ابر آلود رکھا وگرنہ یہ قوم سخت دھوپ میں ہی ہلاک ہو جاتی جبکہ عالم مہاجرت میں چالیس برس تک ایک بڑی اور متمدن قوم کا بغیر کسی غذائی انتظام کے قیام کسی معجزے سے کم نہ تھا لیکن اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر اپنی رحمت خاص سے نہ صرف بادل کا سایہ قائم رکھا بلکہ ان کی غذائی ضروریات کو بھی ایک طویل عرصہ تک پورا کرتے رہے۔ قرآن کریم اس نعمت کے بارے میں بیان کرتا ہے!

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى۔ ۴۱

ترجمہ۔ اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمھارے دشمن سے نجات دی اور طور کے دائیں جانب تمھاری حاضری کے لئے وقت مقرر کیا اور تم پر من وسلوی اتارا کھاؤ ہمارا دیا ہوا پاک رزق اور اسے کھا کر سرکشی نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غصہ نازل ہوگا، اور جس پر میرا غصہ نازل ہوا سو وہ تباہ ہو گیا۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ ۴۲

ترجمہ۔ ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

من وسلویٰ:

لغات القرآن میں 'من' سے مراد وہ احسان الٰہی ہے کے جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ اٹھانی پڑی ہو اسی طرح سے 'من' درختوں پر موجود جمی ہوئی گوند کو بھی کہا جاتا ہے جو کے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بطور غذا اپنی جانب سے ایک نعمت عطا فرمائی تھی سلویٰ تسلی کو کہتے ہیں اس کے علاوہ 'سلویٰ' ایک سفید رنگ کے پرندے کو بھی کہا جاتا ہے جو بٹیر سے مشابہہ ہوتا ہے جو وادی سینا میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی اسرائیل کو کھانے کے لئے دیا گیا۔

امام راغب اصفہانی من وسلویٰ سے مراد ہر اس شے کے لیتے ہیں جو کے وجہ تسلی اور اطمینان ہو۔ ۴۳؎

بائبل میں بنی اسرائیل کی ان کیفیات کا بیان ان الفاظوں میں کیا گیا ہے!

خداوند نے (بنی اسرائیل) پر آسمان سے من کی بارش کی اور موسیٰ نے ان سے کہا یہ وہی روٹی ہے جو خداوند نے تم کو کھانے کے لئے دی ہے سو خداوند کا یہ حکم ہے کے تم اسے اپنے اپنے کھانے کی مقدار کے موافق یعنی اپنے قبیلے میں موجود افراد کی ضروریات کے مطابق فی کس ایک 'اومر' جمع کرنا اور ہر فرد اتنے ہی افراد کے لئے جمع کرے جتنے اس کے قبیلے میں موجود ہوں اور بنی اسرائیل من کو ۴۰ برسوں تک کھاتے رہے۔ ۴۴؎

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

اس واقعے کا غور طلب پہلو دراصل بنی اسرائیل کا وہ قبائلی مساوات پر مبنی اصول تھا کے جس کے مطابق موسیٰ نے ان کے درمیان خداوند کی عطا کردہ نعمت کو تقسیم کیا کیونکہ یہ روٹیاں بنی اسرائیل کی محنت یا جدو جہد کا پھل نہ تھیں کے وہ جتنی چاہے ذخیرہ کر لیتے بلکہ ضرورت کے مطابق انھیں لینے کا حکم دیا گیا چنانچہ جن لوگوں نے لالچ میں آ کر زیادہ مقدار میں من وسلویٰ کو جمع کیا ان کے ذخیرہ

اناج میں کیڑے لگ گئے۔[۴۶]

بنی اسرائیل کا یہ قافلہ من وسلویٰ سے ۴۰ برس تک اپنا پیٹ بھرتا رہا اور مختلف مقامات سے ہوتا ہوا بلا آخر دریائے اردن کے کنارے تک جا پہنچا اور موآب کے میدانوں میں خیمہ زن ہوا کنعان (موجودہ فلسطین) کی ارض مقدس موجودہ اردن کے اس پار تھی ،قوم بنی اسرائیل من وسلوی کو کھاتے کھاتے بے زار ہوگئی تو انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا!

وَ اِذۡ قُلۡتُمۡ یٰمُوۡسٰی لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادۡعُ لَنَا رَبَّكَ یُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوۡمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ هُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ هُوَ خَیۡرٌ ؕ اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا فَاِنَّ لَكُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ ؕ وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ الذِّلَّةُ وَ الۡمَسۡكَنَةُ ٭ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا یَكۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ ۔[۴۷]

ترجمہ۔ یاد کرو جب تم نے کہا تھا اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے ہیں تم اپنے رب سے دعا کرو کے ہمارے لئے زمین کی پیداوار ساگ ،ترکاری ،کھیرا ،ککڑی ،گیہوں ، لہسن پیاز اور دال وغیرہ پیدا کرے تو موسیٰ نے کہا کیا ایک بہتر چیز کے بجائے تم ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟ اچھا کسی شہری آبادی میں جا کر رہو تو وہاں جو کچھ تم مانگتے ہو مل جائے گا بلا آخر نوبت یہاں تک پہنچی کے ذلت وخواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے یہ نتیجہ تھا اس کا کے وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے یہ نتیجہ تھا ان کی اس نافرمانیوں کا اور اس بات کا کے وہ حدود شرع سے نکل جاتے تھے۔

بنی اسرائیل کے بارہ چشمے:

اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اپنی اور کئی نعمتوں سے بھی نوازا۔

جس کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ فَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّ
ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطٰيٰكُمۡ وَ سَنَزِيۡدُ
الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔۴۸

ترجمہ۔ یاد کرو جب ہم نے کہا تھا یہ بستی جو تمھارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ اس کی پیداوار جس طرح چاہو، مزے سے کھاؤ، مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے ہوئے جانا حطۃ حطۃ ہم تمھاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیک لوگوں کو مزید فضل وکرم سے نوازیں گے۔۴۹

بائبل میں بنی اسرائیل کی اس کیفیت کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

خداوند نے موسیٰ سے کہا بنی اسرائیل سے کہہ دے کے جب تم اردن کو عبور کر کے ملک کنعان میں داخل ہو تو تم اس ملک پر قبضہ کر کے اس ملک میں بس جانا کیونکہ میں نے وہ ملک تم کو دیا ہے تا کہ تم اس کے مالک بنو اور تم قرعہ ڈال کر اس ملک کو اپنے گھرانوں میں میراث کے طور پر بانٹ لینا جس خاندان میں زیادہ افراد ہوں اس خاندان کو زیادہ جبکہ جس میں کم افراد ہوں اس خاندان کو کم میراث دینا اور جس فرد کا قرعہ جس جگہ نکلے وہ اس کو حصے میں ملے چنانچہ تم اپنے آبائی قبائل کے مطابق اپنی میراث لینا۔

پانی کے حصول کے لئے بھی ارشاد خداوندی نہایت واضح تھے!

وَ اِذِ اسۡتَسۡقٰى مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَؕ
فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًاؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡؕ
كُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ۔۵۰

ترجمہ۔ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کے کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے، اللہ کے رزق سے اور مت خرابی کرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

مفسرین لکھتے ہیں بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو چٹان پر اپنے عصا کو مارنے کا حکم دیا جس کے مارنے سے اس چٹان میں بارہ پانی کے چشمے پھوٹ پڑے تاکہ پانی کے معاملے میں ان قبائل میں کوئی تنازع پیش نہ آئے۔

ماہرین آثاریات کے مطابق یہ چٹان جزیرہ نمائے سینا میں اب بھی موجود ہے جسے سیاح دور دور سے دیکھنے آتے ہیں اور پتھر سے پانی کا نکل جانا ایک عظیم معجزہ ہے۔

حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر جانا اور تجلی کا دیدار:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس روز کے لئے تشریف لے کر گئے اور اپنے پیچھے اپنے سے تین سال بڑے بھائی ہارون کو اپنی قوم کی ذمہ داری سپرد کر گئے تاکہ ان کی غیر موجودگی میں قوم کی اصلاح حضرت ہارون کے ہاتھوں انجام ہوتی رہے اس کیفیت کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةًۚ وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْۚ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًاۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ﳲ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِیْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ۔ ۵۱

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو تیس شب وروز کے لئے (کوہ سینا) پر طلب کیا اور بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا اس طرح اس کے رب کی مقرر کردہ مدت پورے چالیس دن ہوگئی موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے راستے پر نہ چلنا پھر جب وہ ہمارے مقرر کردہ وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی اے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرما فرمایا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکتا ہے چنانچہ جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی کی تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ بولا کے پاک ہے تیری ذات میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت کی اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دی اور اس سے کہا کے ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال لو اور اپنی قوم کو حکم دو کے ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ
بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ۵۲

ترجمہ۔ یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور پر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور تم سے کہا تھا کے جو کتاب ہم تمھیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا اور جو احکامات اس میں درج ہیں انھیں یاد رکھنا اسی ذریعے سے تم سے توقع کی جاسکتی ہے کے تم تقوی کی روش پر چل سکو گے۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ فَخُذْ
مَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔اے موسیٰ بے شک ہم نے تمھیں لوگوں پر بزرگی عطا کی اور تمھیں چن لیا اپنی رسالت دے کر اور تمھیں ہم کلامی کا شرف بخشا۔

تورات:

تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی الہامی کتاب ہے جس میں شریعت، حلال حرام،

قاعدہ قانون اور دیگر شعبہ زندگی سے متعلق ہدایات موجود ہیں، تورات کی فضیلت سے متعلق قرآن کریم میں کئی آیات ہیں۔ سی حوالے سے ارشادات خداوندی!

إِنَّآ أَنزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ ۔۵۴

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تورات اتاری، جس میں ہدایت اور نور ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۔۵۵

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسانات کئے ہیں اور ان دونوں کو واضح کتاب دی۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۔۵۶

ترجمہ۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کے پاس خدا کی طرف سے گواہی آئی ہو اور وہ اسے چھپائے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۔۵۷

ترجمہ۔ (ہم) نے اس سے پہلے تورات اور انجیل اتاری جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق و باطل میں فرق کرنے والا قرآن اتارا۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۔۵۸

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس سے اچھے عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہوگئی اور جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے اور جو ہدایت ہے اور رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کا یقین کریں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۔۵۹

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا، عقل مندوں کے لئے اس کتاب میں ہدایت اور نصیحت ہے۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا
عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۔۶۰

ترجمہ۔ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو پیشوا تھی اور رحمت تھی اور یہ کتاب ہے جو تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور خوشخبری ہے اچھے کام کرنے والوں کے لئے۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۔۶۱

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس سے اچھے عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہوگئی اور جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے اور جو ہدایت ہے اور رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کا یقین کریں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى
بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔۶۲

ترجمہ۔ ہم نے اگلی امتوں کو ہلاک کر دیا تھا ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرتوں کا ذریعہ تھی اور سراپا ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ
اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ
كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا
تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔۶۳

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے اور اسی کے مطابق پیغمبر جو خدا کے فرمانبردار تھے وہ یہودیوں کو حکم دیتے تھے اور اللہ والے اور عالم بھی اس کے مطابق جو اللہ کی کتاب سے ان کو محفوظ رکھوایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے تو تم لوگوں سے نہ ڈرا کرو بلکہ صرف مجھ

سے ڈرا کرو اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔

وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا ۔ ۶۴

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو تختیوں پر ہر چیز کی نصیحت لکھ دی۔

موسویٰ شریعت کے اصول:

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے تورات کے تقدس کی وضاحت ہوجاتی ہے یہ ایک الہامی کتاب ہے جو کے اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو عطا فرمائی تا کہ وہ اس کی تبلیغ و اشاعت کریں اور سرکش فرعون اور قوم بنی اسرائیل کو اللہ کے احکامات سے ڈرائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں جیسا کے ہم جانتے ہیں شریعت الہیہ میں کسی قسم کا تغیر یا تبدل ممکن نہیں چنانچہ جو شرعی احکامات قرآن کریم میں بنی نوع انسانیت کو دئے گئے تقریباً وہی احکامات تورات اور انجیل میں بھی دئے گئے یعنی قتل، چوری، ڈکیتی، زنا تہمت، غیبت، جھوٹ، دھوکہ بازی، ملاوٹ، جھوٹی قسمیں، وعدہ خلافی، والدین کی نافرمانی ہر دور میں ہی گناہ تھی اور قیامت تک رہیں گی چنانچہ تورات ہو یا انجیل اور بعد میں پھر قرآن کریم کی تعلیمات اگر چہ ان تمام الہامی کتب مقدسہ اور ان میں موجود آیات اور احکامات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو، تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم کی کل آیات میں اللہ تعالی نے بنی نوع انسانیت کے لئے چار اصولوں کی وضاحت فرمادی جبکہ یہی وہ چار متعین اور مرکزی اصول ہیں کہ جن کے گرد تمام اسلامی تعلیمات گھومتی ہیں۔

ذیل میں انھی الہامی تعلیمات کا نہایت اختصار سے ایک جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ا۔روحانی پاکیزگی ۔۔۔جس کے لئے عبادات کا پروگرام دیا گیا تا کہ روحانی بالیدگی اور سرکش نفس انسانی کا تزکیہ ممکن ہوسکے اور جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصور احسان یعنی (عبادات میں اللہ کا تصور قائم رہنا ہی دراصل اس کی قبولیت کی سند ہے) کی اصطلاح استعمال کی، چنانچہ ہم یہ دیکھتے ہیں کے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے، بندے کو یہ یقین کامل ہو کے اسے ہر وقت خدا دیکھ رہا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے!
اگر تم یہ دیکھو کے اللہ تمھیں اپنے ذکر سے مانوس کر رہا ہے تو سمجھ لو کے وہ تمھیں دوست رکھنے لگا ہے جبکہ اللہ کو یاد کرنے والا گویا اس کا ہم نشین ہوتا ہے اور یہ کے جس نے اللہ کو یاد کیا گویا اللہ نے اس کو یاد کیا۔ ۶۵؎

۲۔جسمانی پاکیزگی ۔۔۔جسمانی پاکیزگی اور طہارت انسانی صحت کے لئے بے حد ضروری ہے چنانچہ اس کے لئے شریعت نے غسل، وضو اور تیمم کا حکم دیا تا کہ طہارت کے ذریعے بھی ذہنی یکسوئی حاصل کی جا سکے اور دوران عبادت جب بندہ اپنے مالک کے روبرو ہو تو پاکی کی حالت میں ہو جبکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کے حالت پاکی میں انسانی طبیعت پر جہاں خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں وہیں فرحت و نشاط اور یکسوئی کی کیفیات بھی تا دیر برقرار رہتی ہیں جس کی وجہ سے انسان کی ذہنی، نفسیاتی، دماغی اور جسمانی صحت پر براہ راست اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۳۔اخلاقی پاکیزگی ۔۔۔تمام الہامی شریعت نے اخلاقی پاکیزگی اور طہارت پر بے حد زور دیا ہے یعنی جھوٹ تہمت، غیبت، وعدہ خلافی، ملاوٹ، جلن، حسد اور تکبر سے اجتناب کی واضح ہدایات تقریباً تمام کتب مقدسہ میں ہی دی گئی ہیں کیونکہ جب تک اخلاق پاکیزہ نہیں ہوں گے تو ایسا شخص نہ تو دنیا میں دوسروں کے لئے قابل قبول ہوگا اور نہ ہی اللہ تعالی کے یہاں اس کے اعمال قابل قبول ہوں گے چنانچہ قرآن کریم میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا جبکہ بنی نوع انسانیت کو بھی اللہ تعالی نے یہ ہدایت دی کے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسے صالح اخلاق کو اپناتے ہوئے ان کی پیروی کریں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ فرمایا کے یقیناً میں تم میں سے سب سے زیادہ اخلاق کے بلند مدارج پر فائز کیا گیا ہوں۔

۴۔غذائی پاکیزگی ۔۔۔غذائی پاکیزگی کا تصور اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتا ہے اس میں پاکیزہ، حلال اور طیب غذا کا حصول تو اپنی جگہ اہم ہے یعنی ان تمام غذاؤں کو اپنی روزمرہ غذائی عادات میں شامل کرنا جو کے اللہ تعالی کی طرف سے بنی نوع انسانیت پر حلال کی گئی ہیں جس میں شامل وہ تمام حلال جانوروں، پرندوں اور سمندری مخلوقات کا گوشت شامل ہے پھل، سبزی، اناج اور حلال مشروبات بھی اس میں شامل ہیں یہ ایک حیران کن تحقیق ہے لیکن اللہ تعالی ہی ہر بات میں

انسان کے لئے کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے جس کا ادارک عقل انسانی بسا اوقات نہیں کر پاتی ہے حلال غذاؤں کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔٦٦

ترجمہ۔کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو؟

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا۔٦٧

ترجمہ۔کھاؤ زمین کی پاک اور حلال چیزوں کو۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ۔٦٨

ترجمہ۔تمھارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ۔٦٩

ترجمہ۔تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں، اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ان کا کھایا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی نفسیاتی اور جسمانی کیفیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے جن غذاؤں کے کھانے کا حکم دیا ہے وہ عین اس کے فطری تقاضوں کے ہم آہنگ ہیں محققین یہ کہتے ہیں کے انسان کی جسمانی کیمسٹری کے ساتھ موافق غذائیں ہی اسے ایک اچھا فرد بننے میں معاون و مددگار ہوتی ہیں اب جہاں تک حرام غذاؤں کا تعلق ہے تو یقیناً ان غذاؤں میں انسانی صحت کے لئے قطعاً کوئی فائدہ مضمر نہیں لہٰذا شریعت نے انھیں حرام قرار دے دیا یہاں ابن خلدون کے مقدمے سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے، ابن خلدون غذائی عادات کے بارے میں کہتے ہیں!

عرب اونٹ کا گوشت نہایت رغبت سے تناول کرتے ہیں لہٰذا ان کے مزاج میں کبر و نخوت، غیرت

اور سختی کا عنصر نمایاں ہے۔ ترک گھوڑے کے گوشت کو مرغوب رکھتے ہیں چنانچہ ان میں طاقت، جراءت اور اکڑ پن نمایاں ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان گائے، بکرے، بھیڑ، مرغی اور پرندوں کے گوشت کو شوق سے تناول کرتے ہیں اس لئے ان کے مزاج میں معصومیت، پاکیزگی، سادگی اور حلم وانکساری پائی جاتی ہے، یورپ، امریکہ، انگلینڈ اور فرانس سے تعلق رکھنے والے افراد کو خنزیر اور شراب زیادہ مرغوب ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کے مزاج میں بے حیائی، فحاشی، گندگی اور محرم رشتے داروں کی تمیز باقی نہیں رہتی کیونکہ خنزیر تمام جانوروں میں فطری اعتبار سے سب سے زیادہ بے حیاء جانور ہے اس کی غذا انسان اور جانوروں کے فضلے پر مبنی ہے لہٰذا اس کا گوشت کھانے والوں میں بھی خنزیر کی عادات وخصائل سرائیت کرجاتے ہیں افریقہ کے حبشی بندر کے گوشت اور اس کے کچے بھیجے کو بے حد مرغوب رکھتے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے بندروں کے خصائل مثلاً اچھل کود ناچ گانا وغیرہ ان کی عادت ثانیہ میں شامل ہے۔ ۷۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ہیں!

اللہ تعالی پاکیزہ چیزوں کو پسند کرتا ہے اور اسے صفائی اور پاکیزگی پسند ہے۔ ۷۱؎

بے شک سب سے زیادہ پاکیزہ رزق جو تم کھاتے ہو وہ تمھارے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔ ۷۲؎

لیکن اس میں رزق کو حلال اور جائز ذرائع سے کمانا بھی فرائض میں شامل قرار دیا گیا ہے یعنی چوری، ڈکیتی، سودخوری، ذخیرہ اندوزی، بھتہ خوری، ملاوٹ، رشوت، ناجائز آمدنی، اغوا برائے تاوان، گانا بجانا اور جوا وغیرہ سے گریز کرتے ہوئے اللہ تعالی کے متعین راستے کے ذریعے سے رزق حلال کو کمایا اور حاصل کیا جائے بنی نوع انسانیت پر جتنی بھی کتب یا صحائف کا نزول کیا گیا ان میں انھی چار اصولوں کی پاسداری کا دراصل حکم موجود ہے تاکہ انسان اللہ تعالی کے متعین کردہ قوانین کے اندر رہتے ہوئے اللہ کے قرب اس کے احسان اور عرفان کو حاصل کرسکے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَ الۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا

تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا ۔٧٣

ترجمہ۔لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو، زمین میں فساد نا کرو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَیۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ ۔٧٤

ترجمہ۔مسلمانو! تم اپنے درمیان اپنے بھائیوں کے مال کو ناحق نہ کھاؤ۔

قُلۡ لَّا یَسۡتَوِی الۡخَبِیۡثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوۡ اَعۡجَبَكَ كَثۡرَةُ الۡخَبِیۡثِ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۔٧٥

ترجمہ۔ کہہ دو! پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں اگر چہ تمھیں ناپاک کی بہتات اچھی لگتی ہے سوائے عقلمندوں کے اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محنت کی عظمت اور اپنے ہاتھ سے کمانے اور مشقت کو بے حد پسند فرمایا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود بھی تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے اور اپنے اہل خانہ کے لئے زمین میں دوڑ دھوپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اس حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے!

گناہوں میں سے کچھ گناہ ایسے بھی ہیں جن کا کفارہ نماز، روزہ، حج و عمرہ کی ادائے گی سے ممکن نہیں ہے چنانچہ ایسے گناہوں کا کفارہ صرف اور صرف طلب معیشت کی فکر اور اس کی جدو جہد میں ہے جس کے سبب وہ گناہ اللہ تعالی معاف فرما دیتے ہیں۔٧٦

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو کتاب اور شریعت دی تا کہ وہ اپنی قوم کی رہنمائی کر سکیں چنانچہ وہ جب تک حیات رہے دین اسلام کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے اللہ تعالی نے واضح طور پر کچھ ہدایات بنی اسرائیل کو دیں تھیں جو کے درج ذیل آیات میں مذکور ہیں۔

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ
اِحۡسَانًا وَّ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰكِیۡنِ وَ قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا
وَّ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡكُمۡ وَ
اَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَكُمۡ لَا تَسۡفِكُوۡنَ دِمَآءَكُمۡ وَ لَا

تُخۡرِجُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ ثُمَّ اَقۡرَرۡتُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَشۡهَدُوۡنَ۔۸۴

ترجمہ۔ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا ماں باپ، رشتے داروں، یتیموں، اور محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور لوگوں کے ساتھ اچھی بات کرنا اور نماز اور زکوٰۃ دیتے رہنا پھر تم میں سے سوائے چند لوگوں کے باقی سب نے منہ پھیر لیا اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کے آپس میں خونریزی نہ کرنا اور اپنے لوگوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالنا، پھر تم نے اقرار کیا اور تم خود گواہ ہو۔

وَ لَقَدۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَ بَعَثۡنَا مِنۡهُمُ اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَیۡتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ وَ عَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ وَ اَقۡرَضۡتُمُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّکُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ فَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ۔۴۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے کہا کے میں تمھارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور میرے رسولوں پر ایمان لائے تو اور ہم نے انھیں قوت دی اور (تم) اللہ کو عمدگی کے ساتھ قرض دیتے رہو تو میں ضرور تمھاری برائیاں تم سے دور کردوں گا اور ضرور تمھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی پھر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کیا وہ ضرور سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

حضرت موسیٰ نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو تمام شرعی اصول وضوابط اور قاعدے قوانین تفصیلاً بار بار سمجھائے اور اپنی قوم کو اس بات کی تلقین کی کے وہ ان اصول وضوابط سے ہرگز بھی منحرف نہ ہو صرف ایک خدا یعنی 'یہواہ' کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرے۔

بنی اسرائیل اپنی پیداوار میں سے کچھ حصہ لازمی غریب، یتیم، بیواہ اور ضرورت مند افراد کو دے اور ہر سات سال کے بعد اپنے قرض دار کو چھٹکارا دے اس کے ساتھ ہی پڑوسیوں کی خبر گیری،

محتاجوں اور مفلسوں کی دیکھ بھال بھی بنی اسرائیل پر لازم قرار دیا گیا یہی نہیں بلکہ اگر کوئی عبرانی مرد یا عورت غلام یا کنیز ہو تو چھ برس تک اس سے خدمت لے کر انھیں ساتویں برس آزاد کر دیا جائے جبکہ انھیں خالی ہاتھ ہرگز رخصت نہ کیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں صادق و امین قاضی کی اہمیت کو بھی بارہا اجاگر کیا گیا جبکہ حق و نصاف پر مبنی فیصلوں کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا۔

اسی طرح سے بنی اسرائیل پر یہ بھی لازم تھا کے وہ دنیا کی مال و متاع کی محبت میں گرفتار ہو کر بہت زیادہ مال و اسباب، زر و جواہرات، مال مویشی، گھوڑے اور عورتیں اپنے قبضے میں نہ رکھیں بلکہ ضرورت سے زائد اسباب کو ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں اپنے غلام اور کنیزوں سے ہمدردی اور نرمی کا رویہ برتیں جبکہ سورج غروب ہونے سے قبل مزدور کی اجرت عطا کر دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی پیغمبر دنیا میں قوم بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے تشریف لائے وہ سب کے سب اللہ تعالی کی کتاب تورات کے پیرو کار تھے اور ان میں سے کوئی پیغمبر بھی کوئی نئی شریعت یا نیا حکم نہ لایا جو تورات کے حکم کی ناسخ ہو لہٰذا تورات میں بھی بتوں، انسانی اور حیوانی مجسموں اور تصاویر کے لئے سختی سے ممانیت موجود ہے اب یہ الگ بات ہے کے قوم بنی اسرائیل دوسری قوموں کے ساتھ رہ کر ان کے معبودوں سے متاثر ہو کر اپنے لئے بھی کوئی پتھر کی مورتی یا مجسمے کی فرمائش کرے یا پھر گزشتہ قوموں کی روش پر چلتے ہوئے اسے بھی گائے سے اس درجہ عقیدت اور محبت ہو جائے کے وہ اس کی عبادت شروع کر دیں اسی حوالے سے یہاں تورات میں دئے گئے پیغامات نہایت واضح ہیں جو ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں

تم اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا اور نہ ہی کسی کی کوئی صورت بنانا جو اوپر آسمان، زمین یا پانی میں ہو۔۷۹

تم اپنے لئے بت نہ بنانا اور نہ ہی کوئی مورت اور اپنے ملک میں کوئی شبیہ یا پتھر کو بھی سجدہ نہ کرنا۔۸۰

تم کسی بھی مرد یا عورت کی کوئی شبیہ نہ بنانا اور نہ ہی کسی جانور، پرندے، زمین پر رینگنے والے

جاندار اور مچھلی کی مورت بنانا۔۸۱؎

انبیاءِ سابقین جو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے وہ سب کے سب تورات کی شریعت پر ہی عمل کرتے تورات میں بت پرستی اور کسی بھی شبیہ یا شکل وصورت کو بنا کر اس کی پوجا کی سختی سے ممانیت کی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں بھی تصاویر، پتھر کے مجسمے اور شکل وصورت چاہے وہ کسی بھی انسان، جانور یا پرندے کی ہو اس کی سخت ممانیت دیکھتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات حضرت ام حبیبہؓ اور ام سلمیٰؓ نے ایک کینسہ دیکھا جس میں تصاویر تھیں اس کی بابت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان لوگوں کا حال یہ تھا کے جب ان میں کوئی صالح شخص مرجاتا تو اس کے مرنے کے بعد وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا لیتے اور اس میں تصاویر بھی بناتے یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے سامنے بدترین خلائق ہوں گے۔۸۲؎

حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصور پر لعنت فرمائی ہے۔۸۳؎

تورات کو یہودی عہد نامہ عتیق، عہد نامہ قدیم، عہد نامہ جدید اور بائبل بھی کہتے ہیں عہد نامہ قدیم میں ۳۹ کتب جبکہ عہد نامہ جدید میں ۲۷ کتب شامل ہیں اس طرح سے اس پورے مجموعے کو بائبل کا نام دیا گیا ہے اگرچہ یہودی اس پوری بائبل میں سے صرف ۳۹ حصوں کو ہی مانتے ہیں جبکہ اس ۳۹ میں سے بھی ابتداء کے پانچ حصوں جس کو وہ 'کتاب خامس الخمس' کہتے ہیں اور جس کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے کے یہی وہ پانچ کتب تھیں جو کے حضرت موسیٰ کو اللہ کی جانب سے کوہ طور پر عطا کی گئی تھیں اگرچہ بائبل کی تعلیمات میں قوم بنی اسرائیل کے لئے سخت اصول متعین کئے گئے ہیں عہد نامہ قدیم عبرانی زبان میں ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تورات میں تحریف کردی گئی اور اہل اقتدار نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اس میں تحریف وتبدل جیسے گناہ عظیم سے بھی دریغ نہ کیا اور اللہ کی آیات اور اس کے احکامات کو بدلنے کی ناپاک سازش کی، قوم بنی اسرائیل کی اس ناپاک کوشش کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس طرح سے بیان کررہے ہیں

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۔ ۸۴

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کے اس کتاب (تورات) کوکس نے اتارا جیسے موسیٰ لے کر آئے تھے جو لوگوں کے لئے ہدایت اور نور تھی لیکن تم اسے پارہ پارہ کرتے ہو اس میں سے کچھ کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سے (احکامات) کو تم چھپاتے ہو۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۔ ۸۵

ترجمہ۔بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس میں اختلاف کیا گیا اور (اے نبی) اگر تیرے پروردگار کی طرف سے پہلے یہ بات طے نہ کی جا چکی ہوتی تو ضرور ان کے درمیان ابھی فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک وہ اس کی طرف سے قوی شک میں مبتلا ہیں۔

حضرت موسیٰ کی کوہ طور سے واپسی:

حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں ان کی قوم گائے پرستی میں مبتلا ہوگئی اور انھوں نے عبادت کے لئے سونے کا ایک بچھڑا بنالیا کیونکہ مصر سے فلسطین کی جانب ہجرت کے دوران بنی اسرائیل راستے میں موجود مناد ر اور دیوی دیوتاؤں سے مرعوب ہو کر حضرت موسی سے کہنے لگی!

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۔ ۸۶

ترجمہ۔اے موسیٰ ہمیں بھی کوئی ایسا معبود بنا دو جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔

طویل عرصہ تک مصر میں رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل نے اہل مصر کے مذہبی عقائد کو کسی حد تک اپنے دل میں جگہ دی لہٰذا ان خواہشات کو نکلنے کے لئے کسی مناسب وقت کا انتظار تھا جب ہی حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر جانے کے تیس دن بعد ہی ان کی دبی ہوئی دلی خواہش نے سر اٹھایا اور وہ سامریہ قبیلے کے ایک شخص جیسے قرآن کریم میں سامری کہا گیا ہے کی باتوں میں آ گئے

بنی اسرائیل نے اسے اپنے سونے کے زیورات دئے تا کہ وہ اس سونے سے ان کی عبادت کے لئے ایک گائے کا بچھڑا بنا سکے تاہم وہی ہوا جس کا ڈر تھا قوم بنی اسرائیل نے سامری کے کہنے پر زیورات کو آگ میں ڈالا تا کہ سونے کو پگھلا کر بچھڑا بنایا جا سکے لہٰذا سونے سے بچھڑا تیار کیا گیا جس

میں سے ایک آواز بھی آتی تھی چنانچہ سامری نے کہا موسیٰ سے غلطی اور بھول ہوگئی کے وہ خدا کی تلاش میں کوہ طور پر گیا ہے اور تمھارا معبود تو یہ ہے بعد ازاں حضرت موسیٰ جب واپس آئے تو وہ اپنے بھائی اور قوم پر سخت برہم ہوئے اور سامری کی بھی خبر لی اور اس بچھڑے کو جلا کر دریا برد کیا جبکہ اپنی قوم کی دوبارہ راہ ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اگر چہ بت پرستی اور گائے پرستی کی ایک قدیم عادت انسان کے نفس میں کہیں گہرائی میں پائی جاتی ہے میڈیکل سائنس اسے آباؤ اجداد کے ڈی این اے کی خصوصیات گردانتے ہیں یعنی کسی بھی انسان کے آباؤ اجداد کی عادات وخصوصیات ستر نسلوں تک منتقل ہوتی رہتی ہیں اور وہ اپنے اثرات انسان کے مزاج پر استوار بھی کرتی ہیں لہٰذا اس اعتبار سے نفس کے اندرون میں کہیں کسی مقدس گائے یا بت کا تصور بھی شاید بنی اسرائیل میں موجود ہو جب ہی وہ فوراً اس جانب متوجہ ہوئے۔

قرآن کریم بنی اسرائیل کی اس ذہنی کیفیت کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَ مَاۤ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى قَالَ هُمۡ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىۡ وَ عَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ فَرَجَعَ مُوۡسٰۤى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ۙ اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدْتُّمۡ اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِىۡ قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِىُّ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى ۙ فَنَسِىَ اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ وَّ لَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَ لَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ وَ اَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِىۡ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا مُوۡسٰى قَالَ يٰهٰرُوۡنُ مَا مَنَعَكَ اِذۡ رَاَيۡتَهُمۡ ضَلُّوۡۤا اَلَّا

تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيۡتَ اَمۡرِىۡ قَالَ يَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡيَتِىۡ وَ لَا
بِرَاۡسِىۡ ۚ اِنِّىۡ خَشِيۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَيۡنَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَ لَمۡ
تَرۡقُبۡ قَوۡلِىۡ قَالَ فَمَا خَطۡبُكَ يٰسَامِرِىُّ قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ
يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَ كَذٰلِكَ
سَوَّلَتۡ لِىۡ نَفۡسِىۡ قَالَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِى الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا
مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوۡعِدًا لَّنۡ تُخۡلَفَهٗ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِىۡ ظَلۡتَ
عَلَيۡهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّهٗ فِى الۡيَمِّ نَسۡفًا اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ
اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ۔۸۷

ترجمہ۔کیا چیز تمھیں اپنی قوم سے پہلے لے آئی موسیٰ؟ (موسیٰ) نے عرض کی وہ بس میرے پیچھے آ ہی رہے ہیں میں جلدی کر کے تیرے حضور آ گیا ہوں اے رب تا کہ تو مجھ سے خوش ہو جا فرمایا اچھا سنو ہم نے تمھارے پیچھے تمھاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے انھیں گمراہ کر دیا ہے موسیٰ سخت غصے اور رنج کی حالت میں اپنی قوم کی طرف پلٹا جا کر اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو کیا تمھارے رب نے تم سے اچھے وعدے نہیں کئے تھے؟ کیا تمھیں دن لگ گئے ہیں؟ یا تم اپنے رب کا غضب ہی اپنے اوپر لانا چاہتے تھے؟ کے تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ انھوں نے جواب دیا ہم نے آپ سے وعدہ خلافی کچھ اپنے اختیار سے نہیں کی معاملہ یہ ہوا کے لوگوں کے زیورات کے بوجھ سے ہم لد گئے تھے اور ہم نے انھیں بس پھینک دیا تھا پھر اسی طرح سے سامری نے بھی کچھ ڈالا اور ان کے لئے ایک بچھڑے کی مورت بنا کر نکال لایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی لوگ پکار اٹھے یہی ہے تمھارا خدا اور موسیٰ کا خدا، موسیٰ اسے بھول گیا کیا وہ دیکھتے نہ تھے کے نہ ہی وہ ان کی کسی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ہی وہ ان کے کسی نفع ونقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے؟ ہارون موسیٰ کے آنے سے پہلے ہی انھیں (بنی اسرائیل) کو یہ کہہ چکا تھا کے لوگو تم اس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے ہو تمھارا رب تو صرف رحمن ہے بس تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو مگر انھوں نے اس سے کہہ دیا کے ہم تو اس کی عبادت کرتے رہیں گے جب تک

کے موسیٰ واپس نہ آجائے۔

موسیٰ قوم کو ڈانٹنے کے بعد ہارون کی طرف پلٹا اور بولا کے تم نے جب دیکھا تھا کے یہ گمراہ ہو رہے ہیں تو کس چیز نے تمھارا ہاتھ پکڑا تھا کے میرے طریقے پر عمل نہ کرو؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟ ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی نہ پکڑ اور نہ ہی میرے سر کے بال کھینچ مجھے اس بات کا ڈر تھا کے تو آ کر یہی کہے گا کے تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا پھر موسیٰ نے کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے وہ چیز دیکھی ہے جو ان لوگوں کو نظر نہ آئی پس میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی اور اس کو ڈال دیا میرے نفس نے مجھ کو ایسا ہی سمجھایا تھا موسیٰ نے کہا اچھا تو، تو اب جا اب تو زندگی بھر یہی پکارے گا کے مجھے نہ چھونا اور تیرے لئے باز پرس کا ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ہر گز نہیں ٹلے گا اور دیکھ اپنے اس خدا کو جس پر تو ریجھا ہوا ہے ہم اسے جلا ڈالیں گے اور اسے ریزہ ریزہ کر کے دریا میں ڈال بہا دیں گے، لوگو! تمھارا خدا تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور ہر چیز پر اس کا علم حاوی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس برسوں تک اپنی قوم بنی اسرائیل میں رہے اور ان کی رہنمائی فرماتے رہے پھر آپ کے ستر سال کے بعد آپ کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن بنی اسرائیل کا فطری رجحان کسی نہ کسی کمزور لمحے میں غالب آتا رہا اور وہ بت پرستی یا گائے پرستی کی قبیح لعنت میں وقتاً فوقتاً مبتلا رہے۔

مقدس گائے:

واقعہ یہ ہے کے قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص کا قتل ہو گیا اور قاتل کی تلاش میں قوم میں اختلاف وفساد بھی پیدا ہو گیا لہٰذا جب یہ مقدمہ حضرت موسیٰ کے پاس پیش کیا گیا تو آپ نے اللہ تعالی سے رجوع کیا اے اللہ! تو علیم وخبیر اور حکیم ہے تو میری مدد فرما:

اس پر ارشاد خداوندی ہوا!

وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَۃً قَالُوۡۤا

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ قَالُوا ادْعُ
لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا
بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا
تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ
تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ
لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا
قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔۸۸

ترجمہ۔ وہ واقعہ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تمھیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو وہ کہنے لگے کے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو؟ موسیٰ نے کہا میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جاہلوں کی سی باتیں نہ کروتو وہ بولے کے اپنے رب سے درخواست کرو کے وہ ہمیں اس گائے کی کچھ تفصیل بتائے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ کا ارشاد ہے!

وہ گائے ہونی چاہیئے جو کے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ ہی بچھیا بلکہ اس کی اوسط عمر ہونی چاہیئے لہٰذا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو وہ پھر بولے کے اپنے رب سے یہ پوچھو کے اس کا رنگ کیسا ہو؟ موسیٰ نے کہا (خدا) فرماتا ہے کے وہ زرد رنگ کی گائے ہونی چاہیئے جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کے دیکھنے والوں کا جی خوش ہو جائے پھر وہ بولے کے اپنے رب سے صاف صاف پوچھ کر بتاؤ کے کیسی گائے مطلوب ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا کے اللہ کہتا ہے کے وہ ایسی گائے ہے کے جس سے خدمت نہ لی جاتی ہو اور نہ ہی وہ زمین جوتتی ہو اور نہ ہی وہ پانی کھینچتی ہو، وہ صحیح سالم اور بے داغ ہو، اس پر وہ پکار اٹھے کے ہاں اب تم نے ٹھیک پتا بتایا ہے پھر اسے انھوں نے ذبح کیا ورنہ وہ ایسا کرنے والے نا تھے۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کی اس ذہنی کیفیت اور گائے سے محبت کو بیان کیا جا رہا ہے جو کے ان کے اندر سرائیت کر چکی تھی لہٰذا اس قوم کی آزمائش گائے کے ذبیحہ سے کی جا رہی ہے بنی اسرائیل کا

حضرت موسیٰ سے مباحثہ اس بات کی دلیل ہے کے وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں ٹال مٹول سے کام لینا چاہ رہے تھے کیونکہ گائے ان کے اپنے ذاتی عقیدے میں ایک مقدس، محترم اور قابل عبادت جانور کی حیثیت رکھتی تھی چنانچہ انھوں نے اس کے ذبیحہ کے حکم پر بحث شروع کردی اللہ تعالیٰ بھی اس طرح سے بنی اسرائیل کی آزمائش فرمارہے تھے، تاہم جتنے سوالات وہ گائے سے متعلق کررہے تھے ان سوالات کی وجہ سے ان کے Option بھی Limited ہوتے جارہے تھے، دوسری جانب گائے پرستی کتنی قدیم عبادت ہے اس آیت میں اس جانب بھی اشارہ موجود ہے، اب بھی دنیا کے کچھ حصوں میں گائے کی عبادت کی جاتی ہے اس کو ماں کا درجہ دیا جاتا ہے کیونکہ ماں جس طرح سے اپنے بچوں کی غذائی ضروریات کو پورا کرتی ہے اوران کا خیال رکھتی ہے، گائے کی پرستش کرنے والوں کا یہ خیال ہے کے گائے ان کی ماں کی طرح پرورش کرتی اوران کی غذائی ضروریات کا خیال رکھتی ہے، تاہم طے ہوا کے گائے ذبح کرنے کے بعد اس کے گوشت کے ٹکڑے کومقتول کے جسم پر لگایا جائے اس طرح سے وہ دوبارہ زندہ ہوجائے گا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۚ ۔۸۹

ترجمہ۔ تمھیں یاد ہے وہ واقعہ جب تم نے ایک شخص کی جان لی تھی پھر اس کے بارے میں تم جھگڑنے اور ایک دوسرے پر قتل کا الزام تھوپنے لگے تھے لیکن اللہ نے فیصلہ کرلیا تھا کے جو کچھ تم چھپاتے ہو وہ اسے کھول کر رکھ دے گا اس وقت ہم نے حکم دیا کے مقتول کی لاش کو اس کے ایک حصے سے ضرب لگاؤ دیکھو اس طرح اللہ مردوں کو زندگی بخشتا ہے اور تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمھارے دل سخت ہوگئے، پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی زیادہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال:

حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس برسوں تک اپنی قوم بنی اسرائیل کے درمیان رہے اور ان کی ہدایت ورہنمائی فرماتے رہے پھر آپ کے ستر سال کے بعد آپ کے خلیفہ اول حضرت یوشع بن نون بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن بنی اسرائیل کا فطری رجحان کسی نہ کسی کمزور لمحے میں غالب آتا رہا اور وہ بت پرستی یا گائے پرستی کی جانب متوجہ ہوتے رہے،

روایت میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ ۱۲۰ برس تک حیات رہے اور اس کے بعد آپ کا وصال ہوا آپ کی قبر مبارک کی نشانی کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس جگہ ہوتا تو تم کو حضرت موسیٰ کی قبر کا نشان دکھاتا وہ سرخ ٹیلے (کثیب احمر) کے قریب مدفون ہیں۔

قارون:

سورہ القصص میں قارون کا ذکر بھی موجود ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ۔۹۰

ترجمہ۔قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا اور ان پر تعدّی کرتا تھا۔اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اُن کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا کے اترایئے مت، کیونکہ خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ترجمہ۔جو (مال) تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت کی بھلائی طلب کیجئے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلایئے اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی) تم بھی (لوگوں سے) بھلائی کرو اور ملک میں طالب فساد نہ ہو کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔۹۱

ترجمہ۔بولا یہ (مال) مجھے میری دانش (کے زور) سے ملا ہے کیا اس کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس

سے پہلے بہت سی اُمتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں بیشتر تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں اور گنہگاروں سے اُن کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔ ۹۲؎

ترجمہ۔ تو (ایک روز) قارون (بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے جیسا (مال ومتاع) قارون کو ملا ہے کاش ایسا ہی ہمیں بھی ملے وہ تو بڑا ہی صاحب نصیب ہے۔ ۹۳؎

ترجمہ۔ پس ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہو سکی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔ ۹۴؎

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو کل اُس کے رتبے کی تمنا کرتے تھے صبح کو کہنے لگے ہائے شامت خدا ہی تو اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے خرابی! کافر نجات نہیں پا سکتے۔ ۹۵؎

روایت میں ہے کے قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا، اس کا نسب یہ ہے قارون بن یصھر بن قاہیث ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب، موسیٰ بن عمران بن قاہیث ہے۔

ابن اسحاق کی تحقیق کے مطابق! قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد تھا، جو بہت خوش آواز تھا، تورات بڑی خوش الحانی سے پڑھتا جس کی وجہ سے لوگ اسے منور کہتے تھے لیکن درحقیقت یہ اللہ کا دشمن اور منافق تھا، اگرچہ بے حد مالدار اور صاحب ثروت تھا لیکن دولت کی چکا چوند نے اسے اللہ کا باغی بنا دیا تھا، لباس بھی تکبر کے باعث لٹکا کر پہنتا تھا۔

اس کے پاس اس قدر مال تھا کے اس کے خزانے کی ثابیاں اٹھانے کے لئے طاقتور غلاموں کی ایک جماعت مقرر تھی، اس کے پاس خزانے کی بہت زیادہ کثرت تھی، ہر خزانے کی چابی الگ تھی جو بالشت بھر کی تھی، جب یہ چابیاں اس کی سواری کے ساتھ خچروں پر لادی جاتیں تو اس کے لئے ساٹھ پنج کلیاں خچر مقرر ہوتے، واللہ اعلم۔

قوم کے بزرگ اور نیک لوگوں اور عالموں نے جب اس کے سرکشی اور تکبر کو حد سے بڑھتے ہوتے دیکھا تو اسے نصیحت کی کے اتنی اکڑ اور غرور سے باز رہو، تاہم قوم کے واعظوں نے اسے نصیحت کی

کے یہ جو اللہ کی نعمتیں تمھارے پاس ہیں انہیں اللہ کی رضامندی کے کاموں میں خرچ کرو تا کہ آخرت میں تم بھی اچھا حصہ پا سکو۔

علماء کی نصیحتوں کو سن کر قارون نے جو جواب دیا کے اپنی نصیحتوں کو رہنے دیجیے میں خوب جانتا ہوں کے اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مال و زر دے رکھا ہے، میں اسی کا مستحق میں ہوں کیونکہ میں ایک عقلمند، زیرک اور دانا انسان ہوں۔ اور میں اس دولت کے قابل اور اس کا حق دار ہوں۔

قارون ایک دن نہایت قیمتی پوشاک پہن کر زرق برق عمدہ سواری پر سوار ہو کر اپنے غلاموں کو آگے پیچھے بیش بہا پوشاکیں پہنائے بڑے ٹھاٹھ سے اتراتا اور اکڑتا ہوا نکلا۔ قارون کی یہ ٹھاٹھ باٹھ اور زینت و تجمل کو دیکھ کر لوگ بے حد متاثر ہوئے اور کہنے لگے کاش ہمارے پاس بھی اتنا مال ہوتا اور ائے قارون تو بڑا خوش نصیب اور بڑی قسمت والا ہے۔

مذکور ہے کے قارون کی ہلاکت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بدعا سے ہوئی، اور سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کے قارون ملعون نے ایک فاحشہ عورت کو بہت کچھ مال و متاع دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ عین اس وقت جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ کہہ رہے ہوں وہ عورت آئے اور موسیٰ علیہ السلام پر غلط الزامات لگائے، چنانچہ اس عورت طے شدہ منصوبے کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزامات لگانے شروع کر دئے جسے سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کانپ اٹھے، آپ نے اسی وقت نماز کی نیت کی اور دو رکعت نماز ادا کر کے اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے تجھے اللہ کی قسم جس نے سمندر میں سے راستہ دیا اور تیری قوم کو فرعون کے مظالم سے نجات دی اور بھی بہت سے احسانات کئے تو جو سچا واقعہ ہے اسے بیان کر یہ سن کر اس عورت کا رنگ بدل گیا اور اس نے صحیح واقعہ سب کے سامنے بیان کر دیا اور اللہ سے استغفار کیا اور سچے دل سے توبہ کر لی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سجدہ میں گئے اور اللہ سے قارون کی سزا چاہی۔ اسی وقت وحی کا نزول ہوا اور اللہ نے زمین کو حضرت موسیٰ کے تابع ہونے کا حکم دیا، پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور زمین سے کہا تو قارون اور اس کے محل کو نگل لے، اور زمین نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قارون اور اس کے محل کو نگل لیا۔

دوسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کے جب قارون عمدہ لباس زیب تن کئے اپنی نہایت قیمتی سواری پر سوار ہو کر نکلا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کے ایک بڑے مجمع کو خطبہ دے رہے تھے، قارون کی جاہ وحشم کو دیکھ کر مجمع اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

حضرت موسیٰؑ نے اسے دیکھ کر پوچھا آج اس طرح کیسے نکلے؟ اس نے کہا بات یہ ہے کے ایک فضیلت اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اور ایک فضیلت مجھے دے رکھی ہے اگر تمہارے پاس نبوت ہے تو میرے پاس یہ جاہ وحشم ہے اور اگر آپ کو میری فضیلت پر شک ہو تو میں تیار ہوں کہ آپ اور میں اللہ سے دعا کریں دیکھتے ہیں کے اللہ کس کی دعا قبول فرماتا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات پر آمادہ ہو گئے، قارون نے کہا کے پہلے میں دعا کروں گا، جب وہ دعا سے فارغ ہو چکا تو اس نے آپ سے کہا کے دعا کیجئے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حضور دعا کی یا اللہ زمین کو میری اطاعت کا حکم دے، اللہ نے زمین کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا، آپ نے زمین کو حکم دیا کے وہ قارون کو اپنے اندر کھینچ لے، تو سب سے پہلے زمین نے قارون کے قدموں کو دھنسایا، اس کے بعد گھٹنوں کو، پھر مونڈھوں کو اور پھر اس کے کل مال کو بھی اپنے اندر سمیٹ کر دھنسا لیا۔٩٦

روایت میں آتا ہے کے ساتوں زمین تک یہ لوگ بقدر انسان دھنستے جا رہے ہیں قیامت تک اسی عذاب میں رہیں گے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ۔٩٧

ترجمہ۔ ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، کوئی بھی جماعت نہ تھی جو اس کی مدد کر کے اللہ سے بچا لیتی اور وہ خود بھی اپنی مدد کر کے اللہ سے بچا لیتی اور وہ خود بھی اپنی مدد کرنے والا نہ تھا۔

حوالہ کتب:

۱۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارا معرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۲۔سورہ القصص۔آیت۔۴۔

۳۔سورہ القصص۔آیت۔۷۔

۴۔سورہ القصص۔آیت۔۹۔۱۲۔

۵۔سورہ القصص۔آیت۔۱۳۔۱۴۔

۶۔سورہ طہ۔آیت۔۳۷۔۴۰۔

۷۔سورہ القصص۔آیت۔۱۴۔

۸۔سورہ طہ۔آیت۔۴۰۔

۹۔سورہ طہ۔آیت۔۴۱۔۴۲۔

۱۰۔سورہ القصص۔آیت۔۱۵۔۱۶۔

۱۱۔سورہ القصص۔آیت۔۲۱۔

۱۲۔سورہ القصص۔آیت۔۲۲۔

۱۳۔سورہ القصص۔آیت۔۲۹۔

۱۴۔سورہ القصص۔آیت۔۳۰۔

۱۵۔سورہ طہ۔آیت۔۴۳۔۴۴۔

۱۶۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۰۱۔

۱۷۔سورہ طہ۔آیت۔۲۵۔۳۶۔

۱۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۳۔

۱۹۔سورہ طہ۔آیت۔۴۵۔۴۸۔

۲۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۰۴۔۱۰۵۔

۲۱۔سورہ طہ۔آیت۔۴۹۔۵۲۔

۲۲۔سورہ القصص۔آیت۔۳۱۔۳۲۔

۲۳۔سورہ طہ۔آیت۔۵۶۔۷۶۔

۲۴۔سورہ القصص۔آیت۔۳۸۔۴۰۔

۲۵۔سورہ القصص۔آیت۔۴۱۔۴۲۔

۲۶۔سورہ طہ۔آیت۔۷۷۔

۲۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۶۳۔۶۸۔

۲۸۔سورہ طہ۔آیت۔۷۸۔۷۹۔

۲۹۔سورہ یونس۔آیت۔۹۲۔
۳۰۔سورہ ہود۔آیت۔۹۸۔
۳۱۔سورہ بقرہ۔آیت۔۵۰۔
۳۲۔سورہ المائدہ۔آیت۔۲۰۔۲۶۔
۳۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۶۔۱۳۷۔
۳۴۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۱۱۴۔۱۲۲۔
۳۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۷۔
۳۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۱۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۳۸۔تفہیم القران۔سید ابوالاعلی مودودی۔جلد۔ا۔المائدہ۔آیت ۲۷۲۔ص۔۴۶ ادارہ ترجمان القرآن۔لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۳۹۔ Max Beer, Social Struggles in Antiquity (London 1922) P ,20
۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۳۸۔۱۴۰۔
۴۱۔سورہ طہ۔آیت۔۸۰۔۸۱۔
۴۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۷۔
۴۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔ص۔۸۹۸۔۱۵۶۵۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۴۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۷۔
۴۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۴۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔
۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۸۔
۴۹۔سورہ بقرہ۔آیت۔۶۰۔
۵۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۲۔۱۴۵۔
۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۳۔
۵۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۴۔
۵۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔۴۴۔
۵۴۔سورہ الصفٰت۔آیت۔۱۱۷۔

۵۵۔سورہ بقرہ۔آیت۔۱۴۰۔
۵۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۔۴۔
۵۷۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۴۔
۵۸۔سورہ المومن۔آیت۔۵۴۔۵۳۔
۶۰۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۲۔
۶۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۴۔
۶۲۔سورہ القصص۔آیت۔۴۳۔
۶۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۴۴۔
۶۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۵۔
۶۵۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۲۰۰۳ء۔
۶۶۔سورہ نحل۔آیت۔۱۱۴۔
۶۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۶۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۹۶۔
۶۹۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۔
۷۰۔مقدمہ ابن خلدون۔علامہ عبدالرحمن ابن خلدون المغربی۔مترجم۔مولانا سعد حسن خان۔مکتبہ۔میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب کراچی۔
۷۱۔الجامع الکبیر۔ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۷۹۹۔دارالغرب اسلامی بیروت۔اشاعت ودم ۱۹۹۸ء۔
۷۲۔سنن ابن ماجہ۔ابوعبداللہ محمد بن یزید القزونی (متوفی ۲۷۳ھ)۔کتاب تجارت۔رقم الحدیث۔۲۲۹ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۹۹۸ء۔
۷۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۵۔
۷۴۔سورہ النساء۔آیت۔۲۹۔
۷۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۰۔
۷۶۔المعجم الاوسط۔ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ ج۔۱۔ص۔۳۰۸۔رقم الحدیث۔۱۰۲۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۷۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۳۔۸۴۔
۷۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۲۔
۷۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۲۱ایت۔۴۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۸۰۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب احبار۔باب۔۲۶۔آیت۔۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی

لاہور۔ سن ندارد۔
۸۱۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۴۔آیت۔۱۶۔۱۸۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔ سن ندارد۔
۸۲۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب الصلوۃ۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔
۸۳۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔کتاب البیوع۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔
۸۴۔سورہ انعام۔آیت۔۹۱۔
۸۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۴۵۔
۸۶۔سورہ اعراف۔۱۳۸۔
۸۷۔سورہ طحہٰ۔آیت۔۸۳۔۹۸۔
۸۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۹۔۷۱۔
۸۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۲۔۷۴۔
۹۰۔سورہ القصص۔آیت۔۷۶۔
۹۱۔سورہ القصص۔آیت۔۷۷۔
۹۲۔سورہ القصص۔آیت۔۷۸۔
۹۳۔سورہ القصص۔آیت۔۷۹۔
۹۴۔سورہ القصص۔آیت۔۸۱۔
۹۵۔سورہ القصص۔آیت۔۸۲۔
۹۶۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارلفکر بیروت ۱۴۲۰ھ۔۔
۹۷۔سورہ القصص۔آیت۔۸۱۔

۲۹۔العنکبوت (مکڑی)

نام:

العنکبوت۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی مکڑی کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ **العنکبوت مکی** سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۶۹ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۹ ہے۔

مضامین:

۱۔والدین کی اطاعت۔

۲۔انبیاءِ سابقین (حضرت نوح علیہ السلام۔

۳۔حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۴۔حضرت لوط علیہ السلام۔

۵۔حضرت شعیب علیہ السلام۔

۶۔حضرت صالح علیہ السلام۔

۷۔حضرت ہود علیہ السلام کی امتوں اوران کے حالات کا اجمالی تذکرہ۔

۸۔کفار کی اسلام دشمنی کا تذکرہ جس کی حیثیت مکڑی کے ایک کمزور جالے جیسی ہے۔

۹۔اہل ایمان کے مصائب کے بعدان کے اخروی ثواب کا ذکر۔

۱۰۔تمام نفوس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

۱۱۔صابرین کے لئے خوشخبری۔

۱۲۔اللہ تعالی اپنی کل مخلوقات کو رزق دیتا ہے۔

۱۳۔دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے سورہ العنکبوت کو پڑھا اس شخص کو ہر مومن اور ہر منافق کے عدد کے برابر دس نیکیاں ملیں گی۔ ا؎

والدین کے ساتھ نیک سلوک:

وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ حُسۡنًا ۔ ۲

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسلام نے والدین کے حقوق کی ادائے کو خاص اہمیت دی ہے۔قرآن کریم میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کی سختی کے ساتھ ہدایت اور تلقین کی گئی ہے، والدین اللہ کی طرف سے اولاد کو دنیا میں لانے کا ایک ظاہری سبب ہیں وہ اپنی اولاد کی بھر توجہ اور محبت کے ساتھ پرورش کرتے ہیں ان کا ہر ممکن خیال رکھتے ہیں اور ان کی تمام ضروریات کو پورا کرتے ہیں والدین اپنی اولاد کے لئے اپنی خوشیوں کی قربانی دیتے ہیں اوران کی دیکھ بھال میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہیں اولاد کے اوپر والدین کے بے شمار احسانات ہوتے ہیں جن کا بدلہ اتارنا اولاد کے لئے ناممکن ہے اسلامی تعلیمات میں اولاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت میں کوئی کمی نہ کرے اوران کی اطاعت، خدمت، ادب واحترام اوران کے ہر حکم کی پیروی کرے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ ۟ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ۔ ۳

ترجمہ۔ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کے تم سوائے اللہ کے کسی اور کی عبادت نہیں کروگے اور

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَ بِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ
اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ ۴

ترجمہ۔اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ، یتیموں اور رشتے داروں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ
بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ ۵

ترجمہ۔میں تمھیں وہ چیز بتاؤں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کی ہیں کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہنا۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۟۔ ۶

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کی نصیحت کی ہے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ ۷

ترجمہ۔اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو.

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا۔ ۸

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ۔ ۹

ترجمہ۔اے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ جو احسانات تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں میں ان کا شکر ادا کروں۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۟ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ

فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۔۱۰

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کر دی اس کی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے یہ کہ تو میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔۱۱

ترجمہ۔تم والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور جب ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کرو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔

والدین ساری عمر اپنی اولاد کی پرورش، دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرتے ہیں لیکن جب والدین بوڑھے، کمزور اور ناتواں ہو جاتے ہیں تو اولاد کو ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے اور ان کی دل آزاری سے گریز کرنا چاہئے اس کے ساتھ ساتھ ان کی خدمت اور اطاعت میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہئے والدین کی خدمت اور ان کی دیکھ بھال میں اللہ کی رضا اور خوشنودی پوشیدہ ہے جبکہ اس کا ثواب جہاد جتنا ہے اللہ تعالیٰ نے والدین کو عزت اور احترام سے نوازا ہے لہٰذا اولاد کو بھی چاہئے کے وہ اپنے والدین کی عزت و تکریم میں کوئی کمی نہ کریں اور ان سے نرمی کا سلوک رکھیں تمام پیغمبروں نے بھی اپنے والدین کی عزت و تکریم فرمائی اور ان کے حق میں اللہ سے دعائے خیر فرمائی۔

ذیل میں پیغمبروں کی اپنے والدین کے حق میں کی گئی چند دعائیں پیش کی جا رہی ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ۔۱۲

ترجمہ۔اے میرے رب مجھے، میرے والدین اور مومنین اور مومنات کو معاف فرمائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ ۱۳

ترجمہ۔ائے ہمارے پروردگار! حساب کتاب کے دن مجھ کو اور میرے والدین کی مغفرت کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے والدین کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ ۱۴؎

ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ ۱۵؎

باپ جنت کا دروازہ ہے۔ ۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کی اجازت طلب کی لیکن اس کے والدین ضعیف اور کمزور تھے جن کی دیکھ بھال وہ شخص کیا کرتا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو جہاد کی اجازت نہ دی اور اس کو حکم دیا کے وہ اپنے والدین کی خدمت اوران کی دیکھ بھال کرے۔ ۱۷؎

مکڑی کا گھر سب سے کمزور گھر ہے:

قرآن کریم کی اس سورہ کا نام ہی اللہ نے عنکبوت (مکڑی) رکھا ہے۔

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق! مکڑی کی فطرت پر تفکر کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کے مادہ مکڑی بچے دینے کے بعد نر مکڑی (اپنے بچوں کے باپ) کو قتل کر کے گھر سے باہر پھینک دیتی ہے ،پھر اپنے بچوں کی پرورش کر کے انھیں بڑا کرتی ہے لیکن جیسے ہی بچے بڑے ہوتے ہیں وہ اپنی ماں کو قتل کر کت گھر سے باہر پھینک دیتے ہیں۔

سائنسدانوں کو مکڑیوں میں انسانی خواب جیسی حالت کے نمونے ملے ہیں، PNAS نامی ایک تحقیقی جریدے میں جرمنی کی یونیورسٹی آف کونستانز کے محققین نے مکڑیوں کی نیند کے اس پیٹرن کو REM نیند کی حالت قرار دیا ہے، کیونکہ REM میں آنکھوں کی حرکت، نیند کا خواب دیکھنے سے قریب تر ایک مرحلہ ہے جس کے دوران دماغ کے کچھ حصوں میں حرکت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں مکڑیوں پر ایک تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے یہ انسان دوست ہیں کیونکہ یہ فصلوں، گھروں اور

آبادی میں موجود دیگر حشرات الارض کو شکار کرتی ہیں اور کئی بیماریوں سے بھی انسانوں کو بچاتی ہیں ، کچھ ممالک میں مکڑیوں کو بطور غذا کے استعمال کیا جاتا ہے، Tarantola نامی ایک مکڑی جس کا سائز ایک فٹ تک ہوتا ہے، یہ مکڑی لاطینی امریکہ میں بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے جبکہ اسی مکڑی کو برازیل میں فرائی کر کے کھایا جاتا ہے، دوسری جانب جاپان میں باقاعدہ مکڑیوں کی افزائش کی جاتی ہے ، انھیں گھرون میں پالتو جانوروں کی طرح پالا جاتا ہے تاہم اکثر جاپانی Tarantola مکڑیوں کو بڑے پیار سے پالتے ہیں عام طور پر ان مکڑیوں کی عمر ۲۵ برس ہوتی ہے۔

جاپان کے ایک قصبے کاجیکی میں چھوٹے سائز کی مکڑیوں کو جنھیں سامورائی کہا جاتا ہے ان کے درمیان لڑائی کے مقابلے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

Sydney funnel web spider کا شمار دنیا کی زہریلی مکڑیوں میں کیا جاتا ہے، اگر اس کے ڈسے کا فوری علاج نا کیا جائے تو انسان کی پندرہ منٹ میں موت واقع ہو جاتی ہے۔

برازیل کی Spider Wandering کا شمار بھی دنیا کی نہایت زہرلی مکڑیوں میں ہوتا ہے تاہم ۲۰۱۰ء میں گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں اس مکڑی کو دنیا کی سب سے زیادہ زہریلی مکڑی قرار دیا گیا تھا۔ ۱۸

آسٹریلیا میں اب تک مکڑیوں کی ۱۴۴۸ اقسام دریافت کی جا چکی ہیں۔

قرآن کریم نے مکڑی کے جالے کو نہایت کمزور گھر بتایا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔ ۱۹

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے۔

ہر متنفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے:

سورہ العنکبوت میں اللہ تعالی نے فرمایا! کل اشیاء کائنات جنھیں اللہ نے تخلیق فرمایا ہے، ان میں انسان، فرشتے، جنات، شیاطین، سمندر، پہاڑ، دریا، سورج، چاند، ستارے، سیارے، چرند، پرند، درخت، پودے اور کل دیدہ و نادیدہ مخلوقات کو موت کے مرحلے سے لازمی گزرنا ہے۔

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ثُمَّ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ۔ ۲۰

ترجمہ۔ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔

اجل/موت:

موت۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (م۔و۔ت) سے **مشتق** ہے۔ ۲۱؎

موت۔ حیات کی ضد ہے۔

موت۔ مجازاً سکون کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

ماتت الریح۔ سے مراد ہوا کا رک جانا یا ساکن ہونا۔

ماتتالنار۔ سے مراد آگ کا بجھ جانا۔

ماتت الخمر۔ سے مراد شراب کا جوش جاتا رہنا۔

ماتت الرجل۔ سے مراد وہ سو گیا۔

قرآن کریم میں لفظ **موت**، حیات کے مقابل آیا ہے۔

اجل۔ بھی عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ا۔ج۔ل) سے **مشتق** ہے۔

اجل۔ کے معانی وقت مقررہ۔

التاجیل۔ سے مراد مدت کا تعین کرنا۔

قرآن کریم میں لفظ **اجل** موت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ ۲۲؎

ارشادات خداوندی:

وَ مَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا۔ ۲۳

ترجمہ۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی نفس کے لئے مرنا ممکن نہیں۔

اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَ لَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔ ۲۴

ترجمہ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو پالے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ اَیُّهَا النَّاسُ وَ یَاۡتِ بِاٰخَرِیۡنَ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیۡرًا ۔۲۵

ترجمہ۔اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر ہے۔

وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَكُمۡ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَكُمۡ ۔۲۶

ترجمہ۔اگر تم حق سے روگردانی کرو گے تو اللہ تمھاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیۡزٍ ۔۲۷

ترجمہ۔اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

بَشِّرِ الۡمُنٰفِقِیۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۔۲۸

ترجمہ۔منافقین کو خوشخبری دیجئے کے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡهِ اِلَی اللّٰهِ ۔۲۹

ترجمہ۔اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

حضرت وارث علی شاہ فرماتے ہیں! نفوس کو ذائقۃ الموت ہے پر روح کو ذائقۃ الموت نہیں ہے پھر انھوں نے کہا!

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ

یعنی۔تمام نفوس موت کا مزہ چکھیں گے لیکن قرآن میں یہ نہیں کہا گیا!

کل روح ذائقۃ الموت۔۳۰؎

حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! مشاہداتی آنکھ یہ دیکھتی ہے کہ موت سے خوبصورت کوئی زندگی نہیں ہے۔۳۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اور مومن کی عمر اس میں نیکی کے سوا کسی اور چیز کو زیادہ نہیں کرتی۔ ۳۲ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے موت کی تکلیف اور اس کے گلے میں رکنے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! یہ تلوار کی تین سو ضربوں کے برابر ہے۔ ۳۳ ؎

محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو چیزوں کو ابن آدم ناپسند کرتا ہے۔ ا۔ موت کو۔ ۲۔ مال کی کمی کو جبکہ موت فتنہ سے بہتر ہے اور اور مال کی کمی کی وجہ سے حساب بھی کم ہوگا۔ ۳۴ ؎

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والوں پر موت کے وقت اور نہ ہی ان کی قبروں میں اور نہ ہی حشر میں ان پر کسی قسم کی وحشت ہوگی۔ ۳۵ ؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر بندے کو قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں وہ مرا ہے مومن کو اس کے ایمان پر جبکہ منافق کو اس کے نفاق پر۔ ۳۶ ؎

موت کی موت:

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن موت کو سرمئی مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر ایک منادی یہ ندا کرے گا! اے اہل جنت اور اہل جہنم دیکھ لو یہ موت ہے کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سب کہیں گے ہاں اور اس مینڈھے کو پہچان لیں گے پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا پھر یہ ندا کی جائے گی اے اہل جنت! اب تمہیں دوام

ہے پس اب موت نہیں ہے اور اہل دوزخ سے بھی یہی کہا جائے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں حسرت والے دن سے ڈرائیے، جب فیصلہ ہو چکا ہوگا، وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں بے شک ہم ہی زمین اور اس کے وارث ہیں جو اس پر ہیں اور وہ سب ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے۔ ۳۷؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں! تم ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو یعنی جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۳۸؎

آپؑ نے فرمایا! جو انسان دنیا چاہتا ہے اس کو موت ڈھونڈتی ہے تاکہ اسے دنیا سے نکال باہر کرے اور جو انسان آخرت چاہتا ہے اسے دنیا ڈھونڈتی ہے تاکہ اس کو اس کی روزی تک پہنچا دیا جائے۔

آپؑ نے فرمایا! مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو بھول گیا حالانکہ ہر روز وہ مردوں کو دیکھتا ہے۔ جو انسان سب سے زیادہ موت کو یاد کرے گا وہ مختصر دنیا سے بھی راضی رہے گا۔

جس انسان کو موت کا انتظار ہوتا ہے وہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرتا ہے۔

موت سے ڈرنے والا موت سے نجات نہیں پا سکتا۔ علم کے ذریعے موت سے ڈرایا جا سکتا ہے۔ تم جنت کے لئے ہو یا جہنم کے لئے تمھارے درمیان صرف موت حائل ہے جیسے وہ آ جائے گی تم اپنے اصل مقام میں داخل کر دئے جاؤ گے۔

موت برحق ہے آج یا کل۔

زمین کے اوپر چلنے والے ایک دن زمین کے نیچے چلے جائیں گے یہ رات اور دن عمر انسانی کو برباد کر رہے ہیں۔

لوگ سو رہے ہیں یعنی (خواب غفلت) میں ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔

ہر گھر کا ایک دروازہ ہے اور آخرت کے گھر کا دروازہ موت ہے۔

موت مومن اور کافر دونوں کے لئے اچھی ہے، مومن کے لئے اس لئے اچھی ہے کیونکہ وہ جلدی

سے نعمتوں کی جانب بڑھ جائے گا جبکہ کافر کے لئے اس لئے اچھی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا عذاب آخرت کم ہوگا پھر آپ ؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! جو کچھ اللہ کے پاس موجود ہے وہ نیک لوگوں کے لئے ہے جس میں اچھائی ہے اور جو کافر ہیں وہ یہ گمان نا کریں کے ہم نے انھیں مہلت دے رکھی وہ مہلت ان کے لئے اچھی ہے بلکہ وہ مہلت انھیں اس لئے دی گئی ہے تا کہ وہ اپنے گناہوں میں مزید اضافہ کریں۔

نیک لوگوں کی موت ان کے لئے راحت اور آسائش ہے۔

موت سے شدید تر وہ درد ہے جس سے نجات کے لئے انسان موت کی آرزو کرتا ہے۔

موت مومن کا تحفہ ہے۔ دنیاوی خواہشات کے پیچھے بھاگنے والے اپنی موت کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ موت کی طرف بلاوا آنے سے قبل اپنی سماعتوں کو موت کی دعوت کی آواز پہنچاؤ۔

موت ایک غافل نگہبان ہے۔ موت سے ہر جاندار شے کو گزرنا ہے۔

موت آخرت کی عدالت کی پہلی منزل ہے۔

موت اس دار فانی سے جدائی اور ہمیشہ رہنے والی دنیا کی جانب منتقل ہونا ہے۔

تم سے تمھاری موت تمھارے سایے سے زیادہ نزدیک اور خود تم سے زیادہ تمھاری مالک ہے۔

موت کی یاد دنیاوی اسباب میں آسانی پیدا کرتی ہے۔

جو انسان موت کو یقین کی نظر سے دیکھے گا وہ اسے اپنے آپ سے نزدیک پائے گا۔

موت کی یاد سے دنیا کی سختی آسان ہو جاتی ہے۔

انسان کی موت اس سے پوشیدہ ہے اور اس کی آرزوئیں اور خواہشات اسے مسلسل دھوکہ دے رہی ہیں۔

انسان کے حفاظت کے لئے فرشتے مامور ہیں تاہم جب اس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ فرشتے درمیان میں سے ہٹ جاتے ہیں۔ موت ایک مضبوط سپر ہے۔

جو انسان اپنی موت اور عاقبت کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ دنیا کی فریب کاریوں سے متنفر ہو جاتا ہے۔

اولیاء اللہ دنیا کے باطن کو دیکھتے ہوئے کل کی تیاری کرتے ہیں جبکہ اہل دنیا، اس فریبی دنیا کے ظاہر کو دیکھ کر اس کے آج کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ تم یقین جانو تم کبھی بھی اپنی خواہشات کو مکمل

نا کر پاؤ گے اور نا ہی اپنی اجل سے زیادہ جی پاؤ گے۔ ناتم اپنی اجل پر سبقت لے جا سکتے ہو اور نا ہی اپنی تقدیر سے زیادہ رزق حاصل کر سکتے ہو۔ اعمال صالح میں جلدی کرو اور اچانک آنے والی موت سے ڈرو۔ بے شک ہر اجل کا ایک وقت مقرر ہے جس سے تجاوز ناممکن ہے۔

اجل انسان کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ ہر زندگی کی ایک اجل ہے۔

انسان کا ہر سانس اس کی موت کی جانب ایک قدم ہے۔

صلہ رحمی کے باعث انسان کو رزق میں کشادگی اور لمبی عمر دی جاتی ہے۔

طبعی موت سے زیادہ انسانوں کے مرنے کی بڑی وجہ ان کے گناہ ہیں۔

موت انسان کو پچھاڑ دیتی ہے۔ موت ایک مضبوط قلعہ ہے۔

موت انسان کی امیدوں کو منقطع کر دیتی ہے۔

انسان کے سب سے زیادہ قریب اس کی موت ہے۔

موت سب سے زیادہ سچی اور حق بات ہے۔

وقت اور ساعتوں کا گزرنا اجل میں شامل ہے۔

اجل سے زیادہ مضبوط کوئی ڈھال نہیں۔

اگر تم موت کی رفتار کو دیکھ لو تو تم امیدوں سے نفرت کرتے اور کبھی ان کو پورا کرنے میں مصروف نا ہوتے۔ ۳۹؎

اہم نکتہ:

موت ایک اٹل حقیقت ہے چنانچہ عقلمند انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنی آخرت کی تیاری کرتا ہے، موت دراصل ایک زون سے دوسرے زون میں جانا ہے تاہم انسان کے اچھے اعمال اس دوسرے زون میں اس کے لئے بہترین جگہ اور نعمتوں کا تعین کرتے ہیں جبکہ برے اعمال بری جگہ کی نشاندہی کرتے ہیں، مومن کے لئے اس کی موت بہترین تحفہ ہے کیونکہ وہ ایک برے مقام سے نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا جبکہ کفار، مشرکین اور منافقین کے لئے موت ہلاکت ہے یعنی برا انجام۔

موت کا نفسیاتی پہلو یہ ہے کے مسلمان کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کے وہ اس دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا ہے بلکہ اس دنیا میں موجود ہر شے فانی ہے لہٰذا اس کو بھی یہاں کچھ وقت کے لئے بھیجا گیا ہے تا کہ وہ نیک اعمال کر سکے، یہی سوچ انسان کو اللہ سے ملاقات اور نیکیوں کو انجام دینے کی جانب راغب کرتی ہے تاہم انسان کو جب یہ یقین کامل ہوتا ہے کے اس کے اعمال کی باز پرس اگلے جہان میں بھی کی جائے گی تو اس کا رویہ محتاط ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زندگی کو گناہوں کی آلودگی سے بچاتا ہے، گناہوں کی آلودگی انسان کو کئی امراض سے محفوظ و مامون رکھتی ہے۔

صابرین کے لئے خوشخبری:

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔٤٠

ترجمہ۔ جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

الصبور۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ص۔ب۔ر) سے مشتق ہے۔ ۴۱

صبر۔ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کسی شخص کا کسی مطلوبہ شے کے حصول کے لئے برابر مصروف کار رہنا۔ ۴۲

صبر۔ کے معنی استقامت، ثابت قدمی اور مسلسل کوشش ہے۔

الصبیر۔ اس بادل کو کہتے ہیں جو ایک ہی جگہ کافی دیر تک مقیم رہے۔

عربی میں پہاڑ کو بھی **الصبیر** کہتے ہیں۔

الاصبیرۃ۔ سے مراد وہ اونٹ اور بکریاں جو صبح و شام اپنے اپنے مالکان تک واپس پہنچ جائیں اور ان سے دور نہ رہیں۔

الصبارۃ۔ سے مراد لوہے یا پتھر کے وہ ٹکڑے جو مستقل کسی جگہ پڑے رہیں۔

الصابورۃ۔ سے مراد ایسا مٹی کا ڈھیر جو کشتی میں اس لئے رکھا جائے تا کہ کشتی اس مٹی کے ڈھیر کے وزن سے ہچکولے نہ کھائے اور اس کا توازن برقرار رہے۔

الصبرۃ۔ سے مراد اناج کا ڈھیر جس کی ناپ تول نہ کی گئی ہو یعنی یہ تمام عربی کے الفاظ کس قدر محنت اور استقامت کے ہم معنی ہیں۔

صبر۔ کے ایک معنی قید کرنے کے بھی ہیں کیونکہ یہ بھی ایک مقام پر جم کے قائم رہنے کے مترادف ہے۔

یمین الصبر ۔ سے مراد وہ قسم جو کسی کو مجبور کر کے زبردستی کھلائی جائے۔ ۴۳

اصبرھم علی النار۔ سے مراد عذاب جہنم کو سہنے کا حوصلہ۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۔ ۴۴

ترجمہ۔ یہ لوگ کیسے ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب مول لیا کیسا عجیب ہے ان کا حوصلہ کہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ ۴۵ ۔

ترجمہ۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ترجمہ۔ جب وہ (داؤد) جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے نکلے تو انھوں نے (داؤد) دعا کی کے اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔ ۴۶

مندرجہ بالا آیت کے مطالعے سے صبر کی اصل کیفیت سامنے آ گئی یعنی استقامت اور مستقل مزاجی سے باطل قوتوں کے خلاف برسرِ پیکار رہنا۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔

ترجمہ۔اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہ ہوئے اور نہ ہی انھوں نے کمزوری دکھائی وہ باطل کے آگے سرنگوں نہیں ہوئے ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے ان کی دعا تو یہ تھی کے اے ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہے اس کو معاف فرما اور ہمارے قدم کافروں کے مقابلے میں جمادے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما آخر کار اللہ نے انھیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی انھیں عطا کیا اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔ ۴۷

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔۴۸

ترجمہ۔صبر اور صلوۃ سے مدد لو۔

کچھ اسلامی ممالک میں نماز کے وقت ڈنڈے کے زور پر کاروبار بند کروا دیا جاتا ہے یا نمازیوں کو ڈنڈے کے زور پر مساجد میں نماز پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کے سرکاری سطح پر صلوۃ کا نفاذ تو کیا جا رہا ہے لیکن انسانی طبیعت میں صلوۃ ابھی تک نفوذ پذیر نہ ہو سکی یعنی صلوۃ کا قائم کرنا بھی صبر کا متقاضی ہے جب تک انسانی طبیعت میں مستقل مزاجی، تحمل اور ثابت قدمی نہ ہو گی انسان رسم صلوۃ تو شاید ادا کر لے لیکن قیام صلوۃ سے وہ نا آشنا ہی رہے گا اگر چہ تمام عبادات ہی مستقل مزاجی اور تحمل کی متقاضی ہیں لیکن صلوۃ چونکہ ایک غیر معمولی عبادت ہے لہٰذا وقت کی پابندی کے ساتھ اس کی ادائے گی کو لازمی قرار دیا گیا ہے یعنی دن میں پانچ مرتبہ اللہ سے ہر حال میں ملاقات کی جائے چاہے کچھ بھی ہو جائے دوسری جانب اللہ کی طرف سے یہ مقرر کی گئی ملاقات کسی صورت ٹل نہیں سکتی۔

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوق تخلیق کیا چنانچہ اشرف مخلوق کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کے وہ اپنی مشکلات، پریشانیاں، مصائب و آلام کو اپنے ہی جیسے کمزور اور بے بس انسانوں سے بیان کرے بلکہ اس کے شایان شان تو یہ ہے کہ اگر اللہ نے اسے کسی ابتلا میں مبتلا کیا ہے تو وہ اس پر صبر و سکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے اس مسئلے اور پریشانی کو دور کرنے کی دعا کرے کیونکہ کائنات میں

انسان کو جو منصب حاصل ہے اس عظیم منصب کا یہ تقاضا ہے کے وہ کسی بھی عجلت، بے صبرے پن اور ناشکری کا غلطی سے بھی اظہار اقرار اور اس کا مظاہرہ نہ کرے اور مخلوق سے اللہ کی ہرگز شکایت نہ کرے کیونکہ دنیا کی تخلیق سے دو ہزار برس قبل ہی اللہ نے انسانوں کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا تھا اور انسان کو پہنچنے والی تمام مشکلات اور آسانیاں لوح محفوظ پر تحریر کر دی گئیں تھیں تاہم ہر مشکل اللہ کے حکم سے آتی ہے اور اپنی مدت پوری کر کے اللہ کے ہی حکم سے چلی جاتی ہے اب انسان چاہے کتنا ہی شور و واویلا اور چاہے کتنا ہی زور لگا دے وہ مشکل اپنے وقت مقررہ پر ہی ختم ہو گی۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

صبر یہ ہے کے انسان پریشانیوں کو برداشت کرے اور غصہ دلانے والی اشیاء کے مقابلے میں برد بار رہے۔ جو چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اللہ اسے بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جسے صبر نجات نہ دے سکے اسے بے تابی ہلاک کر دیتی ہے۔ ۴۹ـــ
صبر کے لغوی معنی نفسانی خواہشات سے رکنا اور نفس پر قابو پانا ہے یعنی گناہ پر قدرت ہونے کے باوجود اس سے رکنا جبکہ اس کے دوسرے معنی عزم و حوصلے سے تکالیف کو برداشت کرنا اور حرف شکایت کو زبان پر نہ لانا ہے حضرت امام غزالی صبر جمیل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کے صبر جمیل کا مطلب ہے کے جب کسی شخص پر کوئی مشکل آئے تو وہ اس کو صبر و تحمل سے برداشت کرے اور اس کی کسی سے کوئی شکایت نہ کرے یہاں تک کے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کو بھی معلوم نہ ہو سکے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ ۵۰

ترجمہ۔ جن کی صفت یہ ہے کہ جب پہنچے ان کو کوئی مصیبت تو وہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

قرآن اور سنت کی اصطلاح میں صبر کے تین درجات ہیں۔

۱۔ اپنے نفس کو حرام اور ناجائز چیزوں سے روکنا۔

۲۔ اپنے نفس کو اطاعت اور عبادت کا پابند کرنا۔

۳۔مصائب اور مشکلات کا عزم واستقلال سے مقابلہ کرنا مایوسی اور بے قراری پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا تاہم اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ مایوسی کفر ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خاص امتیاز ہے کے اللہ تعالی نے انھیں مشکل وقت میں صبر کی خاص دعا عطا فرمائی۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔۵۱

ترجمہ۔ ہر شے اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ پڑھنے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے امام طبرانی روایت کرتے ہوئے یہ حدیث نقل کرتے ہیں!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کو ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو پچھلی امتوں میں سے کسی کو بھی نہیں دی گئی یعنی مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ پڑھنا۔۵۲؎

ارشادات خداوندی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ۔۵۳

ترجمہ۔اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو، بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

وَاصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔۵۴

ترجمہ۔صبر کیجئے ،اللہ نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ۔۵۵

ترجمہ۔آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا بس اللہ ہی کی توفیق سے ہے، اور ان پر غم نہ کیجئے اور یہ لوگ جو کچھ تدبیر کرتے ہیں ان کے بارے میں تنگ دل نہ ہو جایئے۔

وَلِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ ۔۵۶۔ ترجمہ۔اپنے رب کے لئے صبر کیجئے۔
وَ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ ۔۵۷۔ ترجمہ۔صبر وصلوۃ سے مدد لیجئے۔
وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ ۔۵۸۔ ترجمہ۔صبر کرنے والوں کو خوشخبری ہے۔
وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ۔۵۹۔ ترجمہ۔اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔
وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ ۔۶۰۔ ترجمہ۔اللہ صابرین سے محبت کرتا ہے۔
وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِدۡرِيۡسَ وَذَا الۡكِفۡلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيۡنَ ۔۶۱۔
ترجمہ۔اسماعیل،ادریس اور ذوالکفل یہ سب صابرین میں سے تھے۔
سَتَجِدُنِىۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيۡنَ ۔۶۲۔ ترجمہ۔اسماعیل صابرین میں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اللہ عزوجل نے فرمایا!اے جبرائیل! اس شخص کی کیا جزاء ہے جس کی بینائی کو میں سلب کرلوں اور وہ اس پر صبر کرے؟اس کی جزا میرے گھر میں ہمیشہ رہنا اور میرا دیدار کرنا ہے۔ ۶۳

امام مالک نے 'موطا' میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندہ کو کسی مصیبت میں مبتلا کروں اور وہ اس پر صبر کرے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو بہتر گوشت اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دیتا ہوں یعنی جب میں اس کو صحت مند کرتا ہوں تو اس کا کوئی گناہ نہیں رہتا اور اگر میں اس کو وفات دوں تو وہ میری رحمت کی طرف ہے۔ ۶۴

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں،سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اللہ تعالی فرماتا ہے کے جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے جسم،مال یا اولاد میں سے کسی پر کوئی مصیبت بھیجتا ہوں اور وہ بندہ اس مصیبت پر صبر جمیل کرتا ہے تو میں قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم کرنے یا اس کا نامہ اعمال کھولنے سے حیاء کرتا ہوں۔ ۶۵

ابوعبداللہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ کو

اپنے زانو پر مارنا اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔٦٦؎

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن مرد و عورت کی جان مال اور اولاد پر ہمیشہ مصیبت آتی رہتی ہے حتیٰ کے وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کے اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔٦٧؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں میں سے جو بھی شخص اپنے جسم کے کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کے اعمال کے محافظ فرشتوں کو یہ حکم دیتا ہے کے میرا یہ بندہ اپنی صحت کی حالت میں جو نیک اعمال کیا کرتا تھا اس کے اس عمل کو اس وقت تک لکھتے رہو جب تک کے وہ میری زنجیر میں بندھا ہوا ہے۔٦٨؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! صبر خدا کا نور ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! صبر بہ قدر مصیبت نازل کیا جاتا ہے جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنے زانو پر مارا اس کا عمل ضائع کر دیا جاتا ہے۔٦٩؎

صبر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ا۔ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر۔ ٢۔ اور پسندیدہ چیزوں کے لئے صبر ۔صابر کبھی بھی کامیابیوں سے ہاتھ نہیں دھوتا بھلے ہی اسے مدتوں ہی انتظار کیوں نہ کرنا پڑے۔

صبر ایمان کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے اگر صبر کسی انسان کی شکل میں ہوتا تو وہ یقیناً ایک صالح انسان کی شکل میں ہوتا۔

صبر ایسی سواری ہے جو کبھی نہیں گراتی ہے اور قناعت ایسی تلوار ہے جس کی دھار کبھی نہیں الٹتی۔

جو ایک ساعت صبر کر لیتا ہے وہ کئی ساعتوں تک لائق تحسین رہتا ہے۔

صبر تین طرح کا ہوتا ہے۔ا۔ مصیبتوں پر صبر۔ ٢۔ اطاعت خدا پر صبر۔ ٣۔ گناہوں سے صبر۔

بلاؤں پر صبر کرنا خوشی کی حالت میں عافیت سے افضل ہے۔

اگر تم نے صبر اختیار کیا تو اسی صبر کے ذریعے تمھیں نیک لوگوں میں شامل کیا جائے گا اور اگر تم نے بے تابی کا مظاہرہ کیا تو تمھاری بے تابی تمھیں جہنم میں دھکیل دے گی۔ بہترین صبر پسندیدہ چیز سے

صبر کرنا ہے۔

جس پر زمانے کی سختیاں تواتر سے نازل ہونے لگیں تو اسے صبر عطا کر دیا جاتا ہے۔

جو صبر کرتا ہے اس کی مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں اور صبر کرنے والا مرادوں تک پہنچ جاتا ہے۔

جو دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اس کے لئے تمام مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں تین دن بعد تعزیت دینا تجدید مصیبت ہے۔

جب مصیبت دور ہوتی ہے تو عیش وعشرت قریب آ جاتا ہے۔ مصیبت جتنا ہی ثواب ملتا ہے۔

امیر المومنین نے اشعث بن قیس کے بیٹے کی تعزیت کے موقع پر فرمایا! اگر تم صبر کرو گے تو بھی اللہ کی قضاوقدر جاری ہو گی لیکن تم کو اس کا اجروثواب ملے گا لیکن اگر تم بے صبری اور بے تابی کا مظاہرہ کرو گے تو اللہ کی قضاوقدر تو پھر بھی جاری ہو کر رہے گی لیکن تم اس بے صبری پر گناہ ملے گا۔

صبر کرنے والے پر لازم ہے کے وہ آزاد لوگوں کی طرح صبر کرے وگرنہ ناتجربہ کا جاہل کی طرح عیش کرے۔ جسے صبر نجات نادے سکے اسے بے تابی ہلاک کر دیتی ہے۔

صبر حادثات کو روکتا اور انھیں کمزور کرتا ہے جبکہ بے تابی اور بے صبری حوادث کے لئے معاون و مددگار ہیں۔ صابر کبھی کامیابی سے ہاتھ نہیں دھوتا چاہے اس کے لئے اس کو مدتوں انتظار ہی کیوں نا کرنا پڑے۔ صبر شجاعت ہے۔ حیا اور صبر جیسا کوئی ایمان نہیں۔

صبر ایمان کے ستون میں سے ایک ستون ہے۔ جس کی چار شاخیں ہیں۔

۱۔شوق۔ ۲۔خوف۔ ۳۔زہد۔ ۴۔انتظار۔

تم پر لازم ہے کے تم صبر کرو کیونکہ صبر کو ایمان کے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو جسم کے ساتھ ہے۔

زمانے میں صرف دو ہی دن ہیں۔

۱۔ایک دن تمھارا موافق ہے تو اس دن تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ ۲۔ایک دن تمھارا مخالف تو اس دن تم صبر کرو۔ اپنے آپ کو ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کا عادی بناؤ کیونکہ راہ حق میں صبر بہترین اخلاق ہے غموں کی یلغار کا مقابلہ عزم وحوصلے اور صبر اور بہترین یقین کے ساتھ کرو۔

صبر کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ یہ کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے۔

مصیبت کے وقت بہترین عمل صبر ہے کیونکہ عاقبت متقین کے لئے ہے۔

دین کا بہترین مددگار صبر ہے۔

مصیبتوں کو چھپانا اوران پر صبر کرنا نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

صبر ایک ایسی سواری ہے جو کبھی گراتی جبکہ قناعت ایسی تلوار ہے جس کی دھار کبھی نہیں الٹتی۔

جو ایک ساعت صبر کرلیتا ہے وہ کئی ساعتوں تک لائق تحسین رہتا ہے۔

صبر امتحان اور بلا کی زینت ہے۔صبر کامیابی کے اسباب میں سے ایک قوی سبب ہے۔

انسانوں کی جانب سے دی گئی مصیبتوں اور غموں پر صبر کرنا تمھیں عظیم کامیابی کے شرف تک پہنچادے گی۔صبر کامیابی کی سواری ہے۔یقیناً صبر کامیابی اور عجلت خطرہ ہے۔

بلاؤں پر صبر کرنا حالت اطمینان اور خوشی میں عافیت سے زیادہ افضل ہے۔صبر دنیا کے مقابلے کے لئے بہترین مددگار ہے۔صبر مصیبت کے موقع پر تمھارا بہترین دفاع ہے۔

آپؑ نے فرمایا! مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو بھول گیا حالانکہ ہر روز وہ مردوں کو دیکھتا ہے

جو انسان سب سے زیادہ موت کو یاد کرے گا وہ مختصر دنیا سے بھی راضی رہے گا۔

جس انسان کو موت کا انتظار ہوتا ہے وہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرتا ہے۔

موت سے ڈرنے والا موت سے نجات نہیں پاسکتا۔علم کے ذریعے موت سے ڈرایا جاسکتا ہے۔تم جنت کے لئے ہو یا جہنم کے لئے تمھارے درمیان صرف موت حائل ہے جیسے وہ آجائے گی تم اپنے اصل مقام میں داخل کردئے جاؤ گے۔موت برحق ہے آج یا کل۔

زمین کے اوپر چلنے والے ایک دن زمین کے نیچے چلے جائیں گے یہ رات اور دن عمر انسانی کو برباد کررہے ہیں۔

لوگ سو رہے ہیں یعنی (خواب غفلت) میں ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔

ہر گھر کا ایک دروازہ ہے اور آخرت کے گھر کا دروازہ موت ہے۔

موت مومن اور کافر دونوں کے لئے اچھی ہے، مومن کے لئے اس لئے اچھی ہے کیونکہ وہ جلدی سے نعمتوں کی جانب بڑھ جائے گا جبکہ کافر کے لئے اس لئے اچھی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا عذاب آخرت کم ہوگا پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی! جو کچھ اللہ کے پاس موجود ہے وہ نیک لوگوں کے لئے ہے جس میں اچھائی ہے اور جو کافر ہیں وہ یہ گمان نا کریں کے ہم نے انھیں مہلت

دے رکھی وہ مہلت ان کے لئے اچھی ہے بلکہ وہ مہلت انھیں اس لئے دی گئی ہے تا کہ وہ اپنے گناہوں میں مزید اضافہ کریں۔

نیک لوگوں کی موت ان کے لئے راحت اورآسائش ہے۔

موت سے شدید تر وہ درد ہے جس سے نجات کے لئے انسان موت کی آرزو کرتا ہے۔

موت مومن کا تحفہ ہے۔

صبر کامیابی کا عنوان ہے۔صبر ایمان کا ثمر ہے۔شہوت پر صبر عفت ہے۔غصے میں صبر کامیابی ہے مصیبت پر صبر تقویٰ ہے۔صبر یہ ہے کے انسان پریشانیوں کو تحمل سے برداشت کرے اور غصے کے مقابلے میں بردبار رہے۔

صبر بہترین خصلت اور علم شریف ترین زیور اور عطیہ ہے،تم اپنی پسندیدہ ترین اشیا اس وقت تک اللہ سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم ان چیزوں سے صبر نہ کرلو جن کو تم چاہتے ہو۔

یقیناً مقاصد اور ان مقاصد کی انتہا بھی ہوتی ہے لہٰذا صبر سکون کے ساتھ اپنے مقاصد کی جانب بڑھو چاہے مشکلات کی انتہا ہی کیوں نا ہوجائے۔صبر کے ذریعے ہی تمھیں نیکوکاروں کی منزل ملے گی برعکس اس کے کے تم بے تابی کے ذریعے ہلاک کردیئے جاؤ۔

بہترین صبر،صبر کا مظاہرہ ہے۔مصیبت اور پریشانی میں صبر کا ثواب صبر کی مقدار جتنا عطا کیا جائے گا۔

طویل صبر نیک لوگوں کا شیوہ ہے۔تمھارے لئے صبر لازم ہے کیونکہ یہ ایک مضبوط قلعہ اور صاحبان یقین کی عبادت ہے۔

جس پر تم نے صبر کیا وہ ان چیزوں سے کہیں زیادہ بہتر ہوتی ہے جن سے تم لطف اندوز ہو چکے بہترین عادت بلاؤں پر صبر ہے۔

جس انسان پر زمانے کی سختیاں تواتر سے نازل ہوں اس انسان کو صبر عطا کیا جاتا ہے۔

صابر بہت جلد مرادوں تک پہنچ جاتا ہے۔صابر کی مصیبتیں ہلکی ہوجاتی ہیں۔

نیکوکاروں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کے انھیں بدکرداروں کی مدارت کی ضرورت پڑ جائے۔۷۰؎

اہم نکتہ:

صبر اللہ کا نور ہے جو مادی حواس میں نورانیت داخل کر کے انسان کو اللہ سے قریب کر دیتا ہے، صبر کا مفہوم یہ ہے کے انسان اپنی تدابیر اور کوشش کا نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے، اپنے ارادے کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق جان لے اور اپنے تمام امور میں تاخیر اور ناکامی پر اللہ کے ارادے اور فیصلے کا انتظار کرے، پھر قدرت کی جانب سے جو کچھ حاصل ہوا وہ اس پر راضی ہو جائے، صبر کا پورا سسٹم فرمانبرداری کو ذہن میں راسخ کرنے کا پروگرام ہے، صبر کرنے سے انسان خود کو قدرت کے ہاتھوں میں مجبور اور بے بس ہونے کا تجربہ حاصل کرتا ہے۔ صبر کرنے سے انسان کے اندر نور داخل ہو جاتا ہے تاہم جب بندہ صبر کرنے کا خوگر ہو جاتا ہے تو اس کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں، بندے کا رابطہ مستقل طور پر اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم کہا ہے۔ ۷۱ے

رزق:

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ ۖ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ ۷۲

اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

الرزاق۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ر۔ز۔ق) سے مشتق ہے۔

علمائے کرام کی نظر میں رزق سے مراد صرف کھانا پینا، غذا یا روزی روزگار نہیں ہے بلکہ رزق ایک وسیع الجہت اصطلاح ہے جس میں انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہر شے شامل ہے مثلاً والدین کی شفقت، بہن بھائی، دوست احباب، اچھے پڑوسی، علم وعقل، فہم وفراست، امانت، دیانت، فطانت، متانت، شمائل وفضائل، حسب ونسب، سعادت مند اور نیک اولاد، اچھا روزگار، گھر، کاروبار، عزت، دولت، شہرت، نیک نامی، اچھی صحت، اچھے رشتے دار، آنکھوں کا نور، سماعت،

بصارت وبصیرت، فواد قلبی، عبادت کی توفیق، نیک عمل کی ہدایت ملازمین و مددگار، اچھی اور آرام دہ سواری اور آرام دہ زندگی کی گزر بسر کے وہ تمام لوازمات جو ضرورت، آرام اور آرائش میں شامل ہوں۔ ماہرین لغات کے مطابق! ہر وہ شے جو کسی بھی ذی حیات کی نشونما میں معاون اور مددگار رہو اس کو رزق کہا جا سکتا ہے۔

بارش کو بھی رزق کہا گیا کیونکہ اس کے برسنے سے زمین کی کھیتی لہلہاتی ہے آبی ذخائر میں اضافہ ہوتا ہے، قحط سالی کا خاتمہ ہوتا ہے انسان حیوان، چرند و پرند اور سبزہ اس بارش سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ۷۳؎

مرتزقہ سے مراد ایسے افراد جن کی تنخواہیں، راشن یا دوسری کوئی اور سہولت مقرر اور طے شدہ ہو۔ ۷۴؎

یعنی سرکاری ملازمین، یا فوجی جنھیں تنخواہ، راشن اور دیگر کئی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔

ابن فارس نے اس کے بنیادی معانی کسی فائدہ مند شے کو بروقت ادا کرنے کے بھی بیان کئے ہیں ہر عطا کی ہوئی چیز کو بھی عطیہ یعنی رزق کہا جاتا ہے۔

فقہائے کرام نے اسم الرزاق کی تین تعریفات بیان کی ہیں۔

۱۔علامہ خطابی فرماتے ہیں کے رزاق وہ ذات پاک ہے جس کے ذمہ کل مخلوقات کو رزق دینے کی ذمہ داری ہے۔ ۷۵؎

۲۔اسم الرزاق اللہ کی وہ صفت ہے جو اپنی تمام مخلوقات کے لئے نا صرف روزی کا انتظام کرتی ہے بلکہ ان کے مقام پر رزق کو پہنچاتی بھی ہے۔ ۷۶؎

۳۔شیخ سعدی کہتے ہیں !الرزاق اپنی کل مخلوقات جو بھی آسمانوں یا زمین میں ہیں انھیں رزق عطا کرتے ہیں۔

اسم الرزاق کا نظام کائنات میں کردار:

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رزاقیت ہے لہٰذا تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری اللہ کی ہے نظام کائنات میں ہر ذی نفس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے جیسے وہ جانتا ہے کے وہ اسے کہاں پہنچایا

جائے گا رزق کا سلسلہ تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی شرع ہو جاتا ہے یعنی ایک معمولی اور نا قابل تذکرہ نطفہ ماں کے وجود میں پل کر ایک انسان کا روپ دھارتا ہے پھر دنیا میں آنے کے بعد سے موت تک یہ سلسلہ جاری وساری رہتا ہے تاہم مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔

اسی جانب قرآن کریم نے اشارہ کیا!

شہیدوں کو مردہ نہ جانو وہ زندہ ہیں اور ہمارے پاس سے رزق پاتے ہیں لیکن تمھیں اس کا شعور نہیں۔

جب قیامت قائم ہوجائے گی اور جنت جہنم کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو جنت میں جنتی عمدہ اور نفیس غذائیں اور مشروبات سے لطف اندوز ہوں گے دوسری جانب جہنمیوں کی غذا میں کھولتا ہوا پانی خون، پیپ، اور کڑوی کسیلی غذائیں شامل ہوں گی۔

جب ذی نفوس کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ دیکھ کر عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے کے اللہ تعالی کس طرح سے اپنی مخلوقات کا کفیل اور رزاق ہے یعنی پتھر میں بند کیڑا بھی اپنی غذا حاصل کر رہا ہے، سیم، مٹر کی پھلی، سیب یا امرود میں موجود کیڑا اپنی غذا اللہ کے حکم سے حاصل کرتا ہے جبکہ وہاں نا آنے کا راستہ ہے اور نا جانے کا اسی طرح سے پودوں سے خارج شدہ آکسیجن انسان اور جانوروں کے لئے زندگی کا پیغام ہے جبکہ انسان کی خارج شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ پھول پودوں اور نباتات کی زندگی کا موجب ہے۔

علمائے باطن فرماتے ہیں! قانون قدرت تو یہ ہے کے بھوکا پرندہ زمین پر اپنا پر نہیں مارتا اس سے قبل اس کی غذا کا انتظام اللہ کی جانب سے کر دیا جاتا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا! انسان رزق کو نہیں ڈھونڈتا ہے بلکہ رزق انسان کو تلاش کرتا ہے بالکل اسی طرح سے جیسے انسان کی موت اس کو تلاش کرتی ہے۔

کائنات کی ہر شے شعور رکھتی ہے اس میں زندگی موجود ہے وہ اپنے رب کو جانتی اور پہچانتی ہے۔

صبح وشام اپنے رب کی عبادت، تسبیح اور سجدہ کرتی ہے یعنی ثابت ہوا کے زندگی کا دارومدار سانس پر ہے اور ہر زندہ شے اپنی بقاء کے لئے غذا بھی حاصل کرتی ہے جیسے پودے، درخت، پانی اور سورج کی روشنی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں زمین کی غذا مردار، انسان، جانوروں، درختوں اور چرند

پرند کے مردہ بوسیدہ اور بدبودار اجسام ہیں یہ زمین کا بنی نوع انسان پر احسان عظیم ہے کے دنیا کی بدبودار غلاظت کو وہ اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔

اللہ کی ذات پاک ہے اور اللہ پاک چیزوں کو پسند فرماتے ہیں چاہے وہ غذا ہو یا اس کے حصول کے ذرائع دونوں کی پاکیزگی ایمان کی شرط اور جنت سے مشروط ہے تاہم قرآن کریم نے غذا کی پاکیزگی کی جانب بڑی وضاحت سے مدلل پیغامات دیتے ہوئے کہا!

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۔۷۷

ترجمہ۔کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے۔

دوسری جانب روزگار کے حصول میں بھی حلال اور حرام کی تمیز سیکھاتے ہوئے بتایا!

وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔۷۸

ترجمہ۔نہ کھاؤ ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقے سے اور حکام کو رشوت نہ دو۔

دین اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کی جانب رہنمائی فرمائی اور کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا اسلام ہر طرح کے ناجائز امور کی سختی سے ممانیت کرتا ہے اسلام دولت کے کمانے کی کوئی حد مقرر نہیں کرتا ہے لیکن ناجائز ذرائع آمدن جیسے رشوت ،سود، سٹہ بازی ،ناپ تول میں کمی ، جوا گانا بجانا ، ذخیرہ اندوزی، چوری، ڈکیتی ،اغواء برائے تاوان، دھوکہ دہی اور اسراف کی سختی سے ممانیت کرتا ہے۔

انسان کا رزق اس کے دنیا میں آنے سے قبل ہی طے کر دیا گیا اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

تین چیزیں انسان کی پیدائش سے قبل متعین کر دی جاتی ہیں۔

1۔زندگی۔2۔موت۔3۔رزق۔۷۹

جب ہر انسان کا رزق طے ہو چکا تو اب ایک ہی صورت باقی رہتی ہے کے وہ اس متعین شدہ رزق کو حلال طریقے سے حاصل کرتا ہے یا حرام ذرائع سے یہ فیصلہ ہر انسان اپنی قوت ایمانی کی بدولت خود کرتا ہے بالفاظ دیگر انسان دنیا میں آنے کے بعد اللہ کے متعین کئے ہوئے رزق کو یا تو

حلال کرتا ہے یا حرام۔

ارشادات خداوندی:

وَ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَ یَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَ مُسۡتَوۡدَعَهَا كُلٌّ فِیۡ كِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ ۸۰

ترجمہ۔زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر ہے وہ اس کے ٹھہرنے اور اس کے سپرد کئے جانے کی جگہ کو جانتا ہے اور یہ سب ایک روشن کتاب میں ہے۔

وَ فِی السَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَ مَا تُوۡعَدُوۡنَ۔ ۸۱

ترجمہ۔آسمان میں تمھارا رزق ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِیۡنُ۔ ۸۲

ترجمہ۔بے شک اللہ ہی سب سے بڑا رزق دینے والا اور سب سے زبردست قوت والا ہے۔

وَ جَعَلۡنَا لَكُمۡ فِیۡهَا مَعَایِشَ وَ مَنۡ لَّسۡتُمۡ لَهٗ بِرٰزِقِیۡنَ۔ ۸۳

ترجمہ۔ہم نے تمھارے لئے زمین میں روزی کے ذرائع دئے ہیں اور ان کے لئے بھی جن کے تم رزاق ہو۔

فَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ اشۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِیَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ۔ ۸۴

ترجمہ۔اس سے کھاؤ جو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکرادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ۔ ۸۵

ترجمہ۔اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَیۡنَكُمۡ۔ ۸۶

ترجمہ۔مسلمانو! اپنے درمیان اپنے بھائیوں کے مال کو ناحق نہ کھاؤ۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ
الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ
ترجمہ۔کہہ دو کے پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں اگر چہ تمھیں ناپاک کی بہتات اچھی لگتی ہے سوائے عقلمندوں کے اور اللہ سے ڈروتا کہ تم فلاح پاؤ۔۸۷

وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ
لَّهُمْ ۔۸۸
ترجمہ۔جن کو کتاب دی گئی ان کا کھانا تمھارے لئے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ
مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ
لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۔۸۹
ترجمہ۔آپ فرما دیجئے جو کچھ میری طرف وحی بھیجی گئی میں اس میں کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا۔سوائے اس کے کہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو۔کیونکہ بلاشبہ وہ ناپاک ہے یا ایسی چیز کو حرام پاتا ہوں جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو سو جو شخص حالت اضطراری میں ہو اس حال میں کہ باغی اور حد سے آگے بڑھنے والا نہیں سو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ
لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔۹۰
ترجمہ۔نہ کھاؤ ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقے سے اور حکام کو رشوت نہ دو۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔۹۱
ترجمہ۔اے لوگو! کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں اور مت چلو شیطان کے

قدموں کے۔ بے شک وہ تمہارے لئے کھلا ہوا دشمن ہے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى۔ ۹۲

ترجمہ۔تم ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ تباہ ہوا۔

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔ ۹۳

ترجمہ۔تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی ان کا مارنا بہت بڑی خطاء ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رزق کا دروازہ عرش تک پھیلا اور کھلا ہے اور اسباب معیشت بے حساب ہیں۔ ۹۴؎

عورت کو گھر میں خالی بیٹھنے کی جگہ چرخہ کا تنا اچھی کمائی کا ذریعہ ہے۔ ۹۵؎

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالداروں کو حکم دیا کے وہ بکریاں پالیں اور غریبوں کو حکم دیا کے وہ مرغیاں پالیں بہترین عمل حلال روزی کمانا ہے۔

ابن آدم کا یہ بنیادی حق ہے کے اس کے پاس رہنے کے لئے ایک گھر ہو پہننے کے لئے لباس اور کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی ہو۔ ۹۶؎

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ ۹۷؎

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو پھر بھی وہ چاہے گا کے اسے تیسری وادی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کے منہ کو نہیں بھر سکتی ہے اور جو شخص توبہ کرے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ ۹۸؎

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ مسلمان کامیاب ہوگیا

جس کو اس کی ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس پر قانع کر دیا۔ ۹۹؎

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زیادہ ساز و سامان سے غنا حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ غنا تو یہ ہے کہ جس کا دل غنی ہو۔ ۱۰۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی! اے میرے بیٹے! سبحان اللہ و بحمدہ پڑھتے رہا کرو اس کی برکت سے اللہ تعالی اپنی مخلوق کو رزق عطا فرماتے ہیں۔

رزق کے سولہ (۱۶) دروازے:

رزق کے حصول کے ۱۶ دروازے ہیں جو کے قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔

۱۔ نماز:

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ میں ہوتا ہے سو تم سجدہ میں بکثرت دعا مانگا کرو۔ ۱۰۱؎

۲۔ استغفار:

ارشاد خداوندی ہے!

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا
وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۔ ۱۰۲

ترجمہ۔ اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمھاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ فرمادے گا۔

حضرت امام حسن ؓ تشریف فرما تھے اور لوگ اپنے اپنے مسائل لے کر حاضر ہو رہے تھے کسی نے کہا! حضرت خشک سالی ہے آپ ؓ نے فرمایا کے کثرت استغفار کرو کسی سائل نے کہا! حضرت تنگدست مفلس ہوں کچھ وظیفہ عطا کیجئے۔ آپ نے فرمایا! استغفار کی کثرت کرو کسی نے کہا

حضرت بے اولاد ہوں آپؓ نے فرمایا! استغفار کی کثرت کرو کسی نے کہا! بیمار ہوں آپؓ نے فرمایا کے استغفار کی کثرت کرو الغرض کے مسائل متفرق تھے لیکن آپ ان سب کا ایک ہی علاج یعنی کثرت استغفار تجویز فرمارہے تھے کثرت استغفار سے جب کھل کر بارش ہوگئی تو امیر معاویہ نے ایک شخص سے کہا جا کر پوچھو کے حضرت امام حسنؓ جو وظیفہ تجویز کر رہے ہیں اس کی سند یا ہے؟
تو حضرت امام حسنؓ نے پوچھنے والے کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی!

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۔ ۱۰۳

ترجمہ۔ اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمھاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ فرمادے گا۔ ا

۳۔صدقہ اور زکوۃ:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔ ۱۰۴

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی خوشنودی کی خاطر زکوۃ دیتے ہیں تو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دگنا کرنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! زکوۃ سے اپنے اموال کی حفاظت کرو اور صدقات سے اپنے بیماروں کی دوا کرو اور مصائب کے لئے دعا کو تیار رکھو۔ ۱۰۵

حبان بن ابی جمیلہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو صدقہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ آسمان پر چڑھتا ہے وہ یہ ہے کے انسان بہت عمدہ کھانا تیار کرے اور پھر اپنے مسلمان بھائیوں کو کھلائے۔ ۱۰۶

حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے زکوۃ کو رزق کے لئے سبب کے طور پر واجب کیا ہے۔

اپنی دولت کی حفاظت زکوۃ کے ذریعے سے کرو۔

۴۔ تقویٰ:

خشیت الٰہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی وہ خشیت الٰہی اور اچھا اخلاق ہے۔ ۱۰۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص خشیت الٰہی کی وجہ سے گناہ ترک کردے اللہ اس کو بہترین نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔ ۱۰۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بکثرت استغفار سے اللہ اپنے بندوں کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں اس بندے کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ ۱۰۹؎

۵۔ نفلی عبادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص پر تنگ دستی مسلط ہو تو اسے چاہئے کے وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے اس لئے کے درود شریف تنگ دستی ختم کر کے کثرت رزق اور حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے۔ ۱۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ضعیف اور کمزور لوگوں کو ڈھونڈنے میں میری مدد کرو کیونکہ کمزور اور ضعیف کی وجہ سے ہی تمھیں رزق دیا جاتا ہے اور تمھاری مدد کی جاتی ہے۔ ۱۱۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر کسی شخص کے بہت گناہ ہو جائیں تو اسے چاہئے کے وہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پانی پلائے تاہم اس شخص کے اس عمل سے اس کے گناہ ایسے جھڑیں گے جیسے خزاں کے موسم میں خشک پتے۔ ۱۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور اس کھلانے میں ریاکاری یعنی دکھاوا نہیں ہوتا۔ ۱۱۳؎

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی نے دریافت کیا مجھے کوئی ایسا

عمل بتائے کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بھوکے کو کھانا کھلاؤ پیاسے کو پانی پلاؤ اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور اگر تم ان کاموں کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر اپنی زبان سے دوسروں کو تکلیف اور نقصان نہ پہچاؤ۔ ۱۱۴؎

حضرت سعد بن عبادہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل صدقہ پانی پلانا ہے۔ ۱۱۵؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! رزق سخاوت میں پوشیدہ ہے لیکن لوگ اسے محنت میں تلاش کرتے ہیں۔ ۱۱۶؎

حضرت عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں! میں نے سب اعمال کو دیکھا مجھے کھانا کھلانے سے بڑھ کر کوئی چیز باعث اجر نظر نہیں آئی اگر پوری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا۔

۶۔ حج اور عمرہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح سے مٹاتا ہے جس طرح سے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے زنگ کو مٹاتی ہے۔ ۱۱۷؎

۷۔ صلہ رحمی:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ چاہتا ہے کے اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے اس کو چاہئے کے وہ اپنے رشتے داروں سے میل جول رکھے۔ ۱۱۸؎

۸۔ غرباء کی مدد:

صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اپنے والدین، قرابت داروں، یتیموں مسکینوں، پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، دوست احباب، مسافروں اور اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ۱۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیواؤں اور مساکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔ ۱۲۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم لوگوں کو اللہ صرف اپنے کمزور اور معذور لوگوں کی دعاؤں کی وجہ سے رزق عطا کرتا ہے۔ ۱۲۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا میں تمھیں افضل صدقہ نہ بتادوں؟ تم اپنی اس بیٹی کو صدقہ دو جو (شوہر کی موت یا طلاق کی وجہ سے) تمھارے پاس آ گئی ہو اور تمھارے سوا اس کا کوئی کمانے والا بھی نہ ہو۔ ۱۲۲؎

جس شخص کو اپنی بیٹیوں کی (پرورش اور تربیت) کی وجہ سے کوئی معمولی سی بھی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ۱۲۳؎

حضرت علیؓ فرماتے ہیں! دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو انھیں بھوک کی نوبت نہ آنے پائے۔ ۱۲۴؎

۹۔ توکل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کے اس پر توکل کا حق ہے تو وہ تمھیں ایسی روزی عطا رے جیسی روزی وہ پرندوں کو دیتا ہے یعنی پرندہ صبح بھوکا اٹھتا ہے اور شام کو وہ سیر ہو جاتا ہے اور تمھاری دعاؤں سے پہاڑ ٹل جائیں۔ ۱۲۵؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! جو شخص بھی لوگوں سے بے نیازی کا اظہار کرتا ہے اللہ اسے دولت مند و بے نیاز کر دیتا ہے۔ ۱۲۶؎

۱۰۔ شکر:

حضرت حکم بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم نے الحمد اللہ رب اللعالمین کہا تو تم نے اللہ تعالی کا شکر ادا کر دیا اور اللہ تعالی تمھاری نعمت میں زیادتی کرے

گا۔ ۱۲۷؎

۱۱۔گھر میں داخل ہوتے وقت مسکرانا اور سلام کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! گھر میں خوشدلی سے دال ہونے، اہل خانہ کو سلام کرنے اور گھر میں داخل ہوتے وقت سورہ اخلاص کو پڑھنے سے گھر میں خیر و برکت اور کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سلام پھیلاؤ، اچھی گفتگو کرو، صلہ رحمی کرو اور راتوں کو جب لوگ سورہے ہوں تو تم قیام کرو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔ ۱۲۹؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا! اسلام کے کون سے حکم پر عمل کرنا سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم جس شخص کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اس کو کھانا کھلاؤ اور سلام کرو۔ ۱۳۰؎

۱۲۔والدین کی فرمانبرداری:

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۱۳۱

ترجمہ۔ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی ہے۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔ ۱۳۲

ترجمہ۔تم والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور جب ان میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کرو اور نہ ہی ان کو جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! جب انسان ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ ۱۳۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب انسان اپنے والدین کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا

رزق روک دیا جاتا ہے۔ ۱۳۴؎

۱۳۔ باوضو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو بندہ باوضو سوتا ہے پھر رات میں کسی وقت اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ اللہ سے دنیا یا آخرت کی کوئی دعا یا سوال کرے تو اللہ تعالی اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ ۱۳۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا میں ایسی چیز نا بتا دوں جس کے سبب اللہ تعالی تمھاری خطائیں معاف فرمادے اور تمھارے درجات کو بلند فرمادے؟

صحابہ نے عرض کی کے کیوں نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس وقت وضو کرنا مشکل اور ناگوار لگے اس وقت کامل وضو کرنا اور مساجد کی جانب بکثرت قدموں کا جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا (اس عمل کا درجہ اللہ کی نظر میں ایسا ہے) جیسے کے کفار کی سرحد پر دین اسلام کی حمایت میں اپنا گھوڑا باندھنا۔ ۱۳۶؎

۱۴۔ چاشت کی نماز:

نماز چاشت کا وقت سورج ی بلندی کے بعد سے زوال تک ہے اس نماز کی بے حد فضیلت بیان کی گئی ہے جبکہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے والے کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو وہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس شخص کے لئے جنت میں محل بنایا جاتا ہے اس نماز کی کم از کم رکعتیں دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک ہر نماز اپنے سے پہلے گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ ۱۳۷؎

نماز چاشت کے آخری سجدے میں ۴۰ مرتبہ یا وھاب ۲۱ دن تک پڑھنے سے اللہ تعالی حیرت انگیز طور پر مال میں اضافہ فرماتے ہیں

۱۵۔ سورہ واقعہ کی تلاوت:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص سورہ الواقعہ

پڑھے گا اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ ۱۳۸؎

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ واقعہ تونگری کی سورۃ ہے لہٰذا اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی سیکھاؤ۔ ۱۳۹؎

۱۶۔ دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جو شخص بھی اپنے مسلمان بھائی کے لئے دعا کرتا ہے اللہ تعالی اس دعا کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے اور جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے، تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ ۱۴۰؎

حضرت سلیمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں، میں نے تورات میں پڑھا تھا کے کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ ۱۴۱؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو یہ چاہتا ہے کے اللہ تعالی اس کے گھر میں خیر کی کثرت کرے اس کو چاہیئے کے وہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے اور کلی کرے۔ ۱۴۲؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی اس بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کوئی چیز کھا کر یا پی کر اس پر اللہ تعالی کی حمد کرتا ہے۔ ۱۴۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اگر تمھاری اللہ کے پاس کوئی حاجت ہے تو اپنا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ پڑھ کر شروع کرو اور پھر اپنی حاجت بیان کرو بلاشبہ اللہ اس چیز سے بزرگ و برتر ہے کہ اس سے دو سوال کئے جائیں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوۃ اور دوسری اپنی حاجت اور وہ ان میں سے ایک کو قبول کر لے اور دوسرے کو رد کر دے ضرورت سے زیادہ کا سوال

نہ کرو اور مل جانے سے زیادہ طلب نہ کرو۔ ۱۴۴؎

تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے تمام مخلوق جس کا کنبہ ہے وہ ہی اپنی ساری مخلوقات کے رزق کا ذمہ دار ہے اسی نے سب کی روزی کو مقرر کر رکھا ہے وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا دست سوال کے بڑھنے پر۔ ۱۴۵؎

صدقہ کے ذریعے رزق کو طلب کرو ہر انسان کے مقدر میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے وہ ہر روز انسان پر بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے امر الہی کی شکل میں نازل ہوتا ہے۔

جس کی عقل بڑھ جاتی ہے اس کا نصیب گھٹ جاتا ہے اور جیسے بھی بکثرت عقل دی گئی، اللہ اس کا حساب اس کے رزق میں کر لیتا ہے۔

کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جنھوں نے اپنے آپ کو تھکا ڈالا مگر پھر بھی روزگار ان پر تنگ ہی رہا اور کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جو طلب رزق میں میانہ رو رہے مگر تقدیر نے ان کا ساتھ دیا اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کے لئے رزق صرف ایسی جگہوں پر قرار دیا ہے جہاں سے وہ گمان نہیں کر سکتے۔

ہر انسان کا رزق اس کی موت کی طرح اس کا مقدر ہے۔

تم سب اللہ کے اہل وعیال ہو، اور اللہ اپنے اہل وعیال کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔

جو کل کے رزق کا اہتمام کرتا ہے وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا ہے۔

اگر رزق عقل و دانش کے اعتبار سے ملتا تو بے وقوف اور جانور زندہ ہی نہ رہتے۔

اپنی غذا کم کرو۔

امراض خود بخود کم ہو جائیں گے اور باتیں کم کیا کرو تم ملامت سے بچے رہو گے۔ کم کھانا جسم کو امراض سے محفوظ رکھتا ہے جس کی غذا کم ہوگی اس کی اذیتیں بھی کم ہوں گی۔ ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا مختلف تکلیفوں کا باعث ہوتا ہے۔

زیادہ کھانا پرخوری کی شدید آرزو کی وجہ سے ہوتا ہے اور زیادہ کھانے کی آرزو بدترین عیوب میں شمار ہوتی ہے۔

زیادہ سونا اور زیادہ کھانا نفس کو تباہ کر دیتا ہے اور یہ دونوں ہی عادتیں حد درجہ مضر ہیں۔

پرخوری سے بچے رہو کیونکہ یہ دلوں میں سختی، نماز میں تساہلی اور فساد جسم کا سبب ہے۔
اللہ کے نزدیک دشمن ترین وہ بندہ ہے جس کا سب کچھ اس کا پیٹ اور اس کی شرم گاہ ہو۔ ۱۴۶؎
رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک جسے انسان تلاش کرے دوسرا جو انسان کو تلاش کرے۔
تھوڑے رزق کی ناقدری نہ کرو ورنہ رزق کثیر سے محروم ہو جاؤ گے۔
چنانچہ جو شخص دنیا کا طلب گار رہے موت اس کو ڈھونڈتی ہے اور جو آخرت کا طلبگار رہے اسے دنیا اور رزق تلاش کرتے ہیں یہاں تک کے ایسے شخص کو مال اور اعلیٰ درجے کی روزی (اور اللہ کی خوشنودی) حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱۴۷؎
امام حسنؓ نے فرمایا! مخلوق کا رزق چوتھے آسمان پر ہے، یہ رزق ہر مخلوق کی تقدیر کے مطابق نازل ہوتا ہے اور تقدیر کے مطابق ہی زیادہ کر دیا جاتا ہے۔
حضرت امام جعفر صادقؓ نے فرمایا! روزی نہ کمانے والے کی اللہ عبادت اور دعا قبول نہیں فرماتا، تلاش معاش تم پر واجب ہے۔
حضرت امام شافعیؒ نے رزق میں اضافے کے چار اصول بیان فرمائے ہیں۔
۱۔ نماز تہجد کی پابندی۔ ۲۔ استغفار کی کثرت۔ ۳۔ صدقہ دینا۔ ۴۔ ذکر الٰہی کی کثرت۔ ۱۴۸؎

اہم نکتہ:

ہر انسان کی طرح مہمان کی بھی عزت نفس ہوتی ہے اور کسی دوسری جگہ جا کر وہ لوگوں سے ان کی توجہ کا طالب ہوتا ہے ممکن ہے مہمان دور دراز کا سفر کر کے آیا ہو ایسے میں وہ کافی زود حسی کا شکار بھی ہوتا ہے اور اس کو میزبان کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ میزبان پر لازم ہے کے وہ اپنے مہمان کی ضروریات کا خیال رکھے اور اس کے ساتھ اچھا رویے کا مظاہرہ کرے کیونکہ قرآن کریم فرد کی نفسیات کے بارے میں کافی تاکید اور تلقین کر چکا ہے چنانچہ مہمان کی عزت افزائی عین عبادت ہے۔
واصف علی واصف فرماتے ہیں! جب کمائی نا ہو اور رزق حلال موجود ہو تو ایسے رزق کو رزق کریم کہتے ہیں تاہم رزق کا تعلق انسان کی قابلیت سے نہیں بلکہ رب کی عطا سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس گھر میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں خیر یعنی رزق، برکت اور بھلائی اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جتنی تیزی سے چھری بھی اونٹ کے کوہان کو طرف نہیں پہنچتی۔۱۴۹ ؎

دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے:

دنیا کی عارضی زندگی، جہاں اہل دنیا کے دھوکے اور تماشے ہیں اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔۱۵۰

ترجمہ۔ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔

الدنیا۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (د۔ن۔و) سے مشتق ہے۔۱۵۱ ؎

دنا۔ یدنو۔ دنوا۔ دناوہ۔ سے مراد قریب ہونا۔

الدنیا۔ سے مراد نزدیک ہونا۔

دنیا۔ مونث ہے اور اس کا مذکر ادنیٰ ہے۔

دنی۔ یدنیٰ۔ کا مطلب کمزور اور ضعیف کے ہیں۔

الادنیٰ۔ کے معانی زیادہ قریب کے ہیں لیکن کبھی کبھی اس سے مراد اصغر یا ارذل بھی ہوتا ہے۔

الدنیا کے معانی قریب تر کے ہیں جبکہ یہ القصویٰ یعنی بعید تر کے مقابل ہے۔

قرآن کریم میں دنیا کے مقابلے میں آخرت کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں کم قیمت قرار دیا گیا ہے۔۱۵۲ ؎

قرآن کریم میں آخرت کا لفظ ۱۱۵ مرتبہ آیا ہے اور دنیا کا لفظ بھی ۱۱۵ مرتبہ ہی آیا ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ۔۱۵۳

ترجمہ۔ ہمارے لیے اس دنیا اور آخرت میں بھلائی لکھ دے۔

اَحۡسَنُوۡا فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَیۡرٌ ۔ ۱۵۴

ترجمہ۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک کام کیے ان کے لیے اچھا اجر ہے اور آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی قسم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنی ایک انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے وہ انگلی سمندر سے کتنا پانی نکال کر لائی ہے۔ ۱۵۵؎

حضرت سلیمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ ۱۵۶؎

حضرت عمرو بن عوفؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخدا مجھے تم پر فقر کا خوف نہیں ہے لیکن مجھے تم پر خوف ہے کے تم پر دنیا اس طرح سے کشادہ کردی جائے گی جس طرح سے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کردی گئی تھی، سو تم دنیا میں اس طرح رغبت کرو گے جس طرح انھوں نے رغبت کی اور تم اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے۔ ۱۵۷؎

محمد بن منکدرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے ماسوا اس کے جو اللہ کے لئے ہو۔ ۱۵۸؎

حب دنیا:

قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ ثُمَّ انۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ۔ ۱۵۹

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے! تم زمین میں گھومو پھرو پھر دیکھو کے جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

حضرت موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنی دنیا سے محبت

کرے گا، وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا، وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچائے گا سو تم باقی رہنے والی چیز کو فانی ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔ ۱۶۰؂

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کا مقصود دنیا ہو اللہ اس کے حالات کو دگرگوں کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے فقر کر دیتا ہے اور دنیا سے اس کو وہی چیز ملتی ہے جو اس کے لئے مقدر ہوتی ہے اور جس شخص کی نیت آخرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو مجتمع کر دیتا ہے اور اس کا دل مستغنی کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔ ۱۶۱؂

حسن بصری فرماتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔ ۱۶۲؂

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کے نشانات آپ کی جلد پر نقش ہو گئے تھے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا، اگر آپ ہم کو اجازت دیں تو ہم چٹائی کے اوپر کوئی چیز بچھا دیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلد محفوظ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے دنیا سے کیا مطلب ہے؟ میری اور دنیا کی مثال یہ ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سائے میں بیٹھے پھر سایہ کو ترک کر کے سفر شروع کر دے۔ ۱۶۳؂

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ سے اس طرح سے حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے، ہم نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! الحمد اللہ ہم حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! یہ بات نہیں ہے لیکن اللہ سے حیاء کرنے کا حق یہ ہے کہ تم سر اور اس کے نچلے حصہ کی حفاظت کرو اور پیٹ اور اس کے نچلے حصہ کی حفاظت کرو اور موت اور جسم کے بوسیدہ ہونے کو یاد رکھو اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور جس نے ایسا کیا اس نے اللہ سے اس طرح سے حیاء کی جو حیاء کرنے کا حق ہے۔ ۱۶۴؂

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے تمام تفکرات کو صرف آخرت کا حصہ بنا دیا، اللہ اس کو دنیا کے افکار سے کافی ہوگا اور جس شخص کے تمام افکار دنیا کے حالات کے متعلق ہوں اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کے وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا

ہے۔۱۶۵؎

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔۱۶۶؎

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کے مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے کے جس کے کرنے سے اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم دنیا سے بے رغبتی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے بے رغبتی کرو تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔۱۶۷؎

حضرت ام سلمٰی بیان کرتی ہیں، میں نے پوچھا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا پھر بڑی آنکھوں والی حوریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی عورتیں زیادہ افضل ہیں بڑی آنکھوں والی حوروں کے بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابری، استر سے زیادہ افضل ہوتی ہے، تو حضرت ام سلمٰیؓ نے پوچھا! وہ کس طرح سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی عورتیں اللہ کے لئے نماز اور روزے رکھتی ہیں اس وجہ سے اللہ ان کے چہروں کو ایسا نور پہنائے گا اور ان کے جسموں کو ایسا ریشم کا لباس پہنائے گا کے جس کا رنگ سبز ہوگا جبکہ نور کی وجہ سے ان کا چہرہ سفید ہوگا۔۱۶۸؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں سو تم آخرت کے فرزند بنو، دنیا کے فرزند نہ بنو۔

آج عمل ہے حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں۔ مالک بن دینار بیان کرتے ہیں! لوگوں نے حضرت علیؓ ابن طالب سے کہا! اے ابو الحسن! ہمارے لئے دنیا کی حقیقت بیان کیجئے تو آپؓ نے فرمایا! دنیا کی جو چیزیں حلال ہوں گی ان کا حساب لیا جائے گا اور جو چیزیں حرام ہوں گی ان پر دوزخ کا عذاب ہوگا۔۱۶۹؎

آپؓ نے فرمایا! دنیا اور آخرت ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

دنیا اور آخرت ایک دوسرے کے دشمن اور دو متضاد راستے ہیں۔
جو شخص دنیا کو پسند کرتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو وہ آخرت سے نفرت اور عداوت کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت مشرق اور مغرب کی مانند ایک دوسرے سے جدا اور مخالف ہیں۔
جو شخص دنیا اور آخرت میں جس سے بھی قریب ہوگا وہ دوسرے سے اتنا ہی دور ہوگا۔
تم دنیا سے صرف ضرورت بھر اسباب لو اور اپنی خواہشات کو محدود کرو۔
اگر دنیا کسی کے پاس آتی ہے تو وقتی طور پر دوسروں کی خوبیاں بھی اس کو سونپ دیتی ہے اور جب دنیا کسی سے روٹھ جاتی ہے تو خود اس کی خوبیوں کو بھی سلب کر دیتی ہے۔
جو شخص حب دنیا اور طلب دنیا میں مصروف رہتا ہے تو موت اس شخص کو اس وقت تک ڈھونڈتی رہتی ہے جب تک اس کو دنیا سے باہر نا نکال لے اور جو انسان آخرت کا طلب گار ہوتا ہے تو دنیا اس انسان کی طالب ہوتی ہے یہاں تک کے اس کو اس کی مقررہ روزی پہنچا دی جاتی ہے
آپ ؑ نے فرمایا! دین اور دنیا کا استحکام چار لوگوں میں منحصر ہے۔
ا۔ ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ ۲۔ دنیا سے گریز کرنے والا جاہل۔ ۳۔ اپنے عطیات میں بخل نا کرنے والا سخی۔ ۴۔ اور دنیا کے بدلے میں آخرت کو نا بیچنے والا تہی دست۔
دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ا۔ طالب دنیا۔ ۲۔ طالب علم۔
اہل دنیا کی مثال ان سواروں جیسی ہے جو خود تو سو رہے ہیں لیکن انھیں آخرت کی جانب نہایت تیزی سے لے جایا جا رہا ہے۔
آپ ؑ نے دنیا کی توصیف میں فرمایا! دنیا فریب دیتی ہے، انسان کو نقصان پہنچاتی ہے، گزر جاتی ہے۔
اللہ نے اپنے دوستوں کو بطور انعام دنیا دینے کو نا پسند فرمایا ہے۔
جو شخص دنیا کے لئے رنجیدہ ہوتا ہے تو وہ گویا اللہ کی قضاء وقدر سے ناراض ہوتا ہے۔
جس شخص کے دل سے حب دنیا چمٹ جاتی ہے اس شخص کو تین دائمی چیزیں لاحق ہو جاتی ہیں۔
ا۔ کبھی نا تم ہونے والا غم۔ ۲۔ حرص دائم۔ ۳۔ لا حاصل تمنائیں، آرزوئیں اور امید۔
اللہ کے نزدیک دنیا کی بے توقیری کے لئے یہی کافی ہے کے اللہ کی نافرمانی صرف دنیا میں ہی کی

جاتی ہے۔ اللہ کے پاس موجود اشیاء اور خزانے کو کوئی شخص اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ دنیا کو ترک نا کر دے۔

دنیا کی مثال سانپ کے نرم گوشت کی مانند ہے جس کا لمس تو نہایت نرم اور ملائم ہے لیکن اس کا زہر جان لیوا ہے چنانچہ دنیا کی محبت میں فریب خوردہ جاہل مبتلا ہوتا ہے لیکن عقلمند اس کے تیز اور جان لیوا زہر سے ڈرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے۔

دنیا سے ڈرو کیونکہ یہ نہایت غدار اور دھوکے باز ہے یہ انسان کو کبھی تو مالا مال کر دیتی ہے اور کبھی تہی دست کر دیتی ہے، یہ دنیا انسان کو کبھی تو خلعتیں عطا کرتی ہے اور کبھی ان خلعتوں کو چھین کر ذلیل ورسوا کر دیتی ہے۔ دنیا کی آسائشات ناپائیدار اور اس کی سختیاں کبھی نا ختم ہونے والی ہیں تاہم اس دنیا کی بلائیں بھی مستحکم ہیں۔

دل کے اندھے کے لئے دنیا اس کی نگاہ کی آخری حد ہے جبکہ بصیرت رکھنے والے عقلمند انسان اپنی ان نگاہوں سے دنیا کے اس پار دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں دنیا سے صرف اتنا لو جو تمھاری آخرت کو سنوارنے میں تمھیں مدد دیں۔

آپؑ نے فرمایا! دنیا کی ابتدا مشکلات اور اس ی انتہا فنا ہے تاہم دنیا کی حلال اشیاء احساب اور حرام اشیاء پر عذاب ہے چنانچہ جو اس فریبی دنیا سے بچ گیا وہ کامیاب ہو گیا لیکن جو اس دنیا کے فریب میں مبتلا ہو گیا وہ ناکام اور غم زدہ ہو گیا۔

دنیا مومن کی سواری ہے جس پر سوار ہو کر مومن اپنے رب سے ملاقات کے لئے کوچ کرتا ہے چنانچہ اپنی سواریوں کو درست رکھو تاکہ تم با آسانی اپنے رب تک پہنچ سکو۔

جس نے اپنے آپ کو دنیا کے لئے مخصوص کر لیا تو ایسے شخص کا غم قیامت کے دن قابل دید ہوگا۔ دنیا مصیبتوں ا مجموعہ اور پریشانیوں کی آماجگاہ ہے۔ دنیا اپنے جیسے احمقوں کی جانب مائل ہوتی ہے۔ جس شخص کی تمام آرزوئیں اور کوششیں صرف دنیا کے لئے ہوں گی اس شخص کو دنیا چھوڑتے وقت نہایت شدید تکلیف ہوگی۔

دنیا کی حیثیت مردار جیسی ہے چنانچہ جو اس سے محبت رکھتا ہے گویا وہ توں کا ہم نشین ہے۔

آپؑ نے فرمایا! احمق ہے وہ شخص جو دنیا سے دھوکا کھا جائے جبکہ اس دنیا کے ورز وشب اور اس کی

بدلتی حالتوں میں عبرت پنہاں ہے۔ دنیا بادل اسا یہ اور سوتے ہوئے کا خواب ہے

دنیا ایک ایسا زہر ہے جسے صرف انجان ہی کھاتا ہے۔

دنیا کا حصول تو اتفاقیہ ہے لیکن آخرت کا حصول استحقاق کی بناء پر ہے۔

دنیا کا خوش قسمت ترین انسان وہ ہے جو اس کو ترک کر دیتا ہے۔

آخرت کا کامیاب ترین انسان وہ ہے جو اس کی تیاری کرتا ہے۔

اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو پھر حب دنیا کو اپنے دل سے نکال دو۔

اگر تم دنیا سے منہ موڑلو گے تو وہ بھاگ کر تمھارے پاس آجائے گی۔

دنیا کا ہر فائدہ آخرت کا نقصان ہے جبکہ دنیا کا تھوڑا حصہ بھی آخرت کو تباہ کر دیتا ہے۔

جس طرح سے دن اور رات اکھٹے نہیں رہ سکتے بالکل اسی طرح سے اللہ کی محبت اور دنیا کی محبت اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ دنیا کی جو چیز بھی تم سے کھو جائے وہ غنیمت ہے۔

جو شخص دنیا سے مقابلہ کرے گا اور اس سے محبت کرے گا دنیا اس کو پچھاڑ کر رکھ دے گی۔

اگر اہل دنیا کو عقل آجائے تو دنیا تباہ ہو جائے۔

جو شخص دنیا سے پسندیدہ چیزیں طلب کرے گا اس شخص پر الزامات، اس کی مشقتیں اور اس کی سرکشی بڑھ جائے گی۔

جس شخص پر دنیا غالب آجاتی ہے وہ شخص اپنے سامنے کی چیزوں سے بھی اندھا ہو جاتا ہے۔

جو شخص دنیا کی خدمت کرتا ہے دنیا اس کو اپنا خادم بنالیتی ہے اور جو انسان اللہ کی خدمت کرتا ہے دنیا اس انسان کی خادمہ بن جاتی ہے۔

دنیا کی مثال تمھارے سائے کی مانند ہے اگر تم رکتے ہو تو وہ بھی رک جاتا ہے اور اگر تم اس کو پکڑنا چاہو تو وہ تم سے دور ہو جاتا ہے۔

دنیا اپنے پناہ گزینوں اور محبت کرنے والوں کو کبھی نہیں بچاتی۔ دنیا مومن کا قید خانہ، موت اس کا تحفہ اور جنت اس کی مستقل پناہ گاہ ہے۔

دنیا کافر کے لئے جنت ہے جبکہ موت اس کو اس جنت سے دور کر کے جہنم کی آگ سے قریب کر دیتی ہے۔ ۱۷۰؎

اہم نکتہ:

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! مقصد حیات جب دنیا بن جائے تو انسان غم وغصہ، رنج وفکر، حسد، جلن، بدخواہی، تنگ نظری، مردہ دلی اور دماغی الجھنوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔۱۷۱؎

آپ مزید فرماتے ہیں! دنیا کی محبت انسان کو بزدل بنادیتی ہے، انسان حقیقی زندگی سے خوفزدہ رہتا ہے، اسی وجہ سے معاشرے میں نفس پرستی، پراگندگی، فتنہ انگیزی اور ظلم وستم عام ہوجاتا ہے ، اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دشمن طرح طرح کی سازشوں کے جال بچھا کر لالچی اور مال وزر کی ہوس میں مبتلا اقوام کے وجود کو ختم کردیتی ہیں۔۱۷۲؎

رومی کہتے ہیں! زندگی گزارنے کے لئے انسان کو مال کی ضرورت ہوتی ہے جیسے پانی کشتی کو چلنے میں مدد دیتی ہے لیکن اگر وہ پانی کشتی میں داخل ہوجائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے بالکل اسی طرح سے حب دنیا اور حرص وہوس اگر انسان کے دل میں بڑھ جائے تو پھر وہ ہر طرح کی پستی، بزدلی اور نفس انسانی کی بے شمار رابیوں کا سبب بنتی ہے، دوسری جانب یہی مال اہل دل کے لئے ذریعہ خیر ہے وہ اللہ کے دی ہوئی اس نعمت عظیم سے اللہ کے بندوں کی خدمت کرتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

حب دنیا اور حرص وہوس کا واحد علاج ،صفات عالیہ کا عشق ہے جس کا کمال ذات الٰہیہ میں پایا جاتا ہے تاہم یہی وہ عشق کی قسم ہے جس میں تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔۱۷۳؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۔

۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۳۔

۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۳۔

۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۵۱۔

۶۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۷۔سورہ النساء۔آیت۔۳۶۔
۸۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۹۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۱۰۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۴۔
۱۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۳۔
۱۲۔سورہ نوح۔آیت۔۲۸۔
۱۳۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۴۱۔
۱۴۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۱۸۔دنیا نیوز۔
۱۹۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۴۱۔
۲۰ سورہ العنکبوت۔آیت۔۵۷۔
۲۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۵۔
۲۴۔سورہ النساء۔آیت۔۷۸۔
۲۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۳۔
۲۶۔سورہ محمد۔آیت۔۳۸۔
۲۷۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۱۹۔۲۰۔
۲۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۳۸۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۱۔
۳۰۔حضرت وارث شاہ۔اقوال کا دانش کدہ۔ص۔۱۱۲۔مرتب مجلس ادارہ۔چناء پبلی کیشنز کراچی۔۲۰۱۲ء
۳۱۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۵۔ تاریخ بغداد۔امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)۔ج۔۱۔ص۔۲۶۶۔مطبوعہ ادرالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔

۳۶۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۳۷۔سورہ مریم۔آیت۔۳۹۔
۳۸۔غررالحکم۔ص۔۱۳۔
۳۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۰۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۵۷۔
۴۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۴۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۵۔
۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔
۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۰۔
۴۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۵۔۱۴۸۔
۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔
۴۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۰۔سورہ المعارج۔آیت۔۵۔
۵۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۶۔
۵۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۲۔ص۔۳۲۔مطبوعہ داراحیا التراث العربی۔بیروت۔
۵۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۳۔
۵۴۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۵۔
۵۵۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۷۔
۵۶۔سورہ المدثر۔آیت۔۷۔
۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۴۵۔
۵۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۵۔
۵۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۹۔
۶۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۶۔
۶۱۔سورہ الانبیا۔آیت۔۸۵۔
۶۲۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۰۲۔

۶۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۴۔احیاء العلوم۔ابوحامد محمد الغزالی (۵۰۵ھ)۔ج۔۴۔ص۔۴۲۲۔مطبوعہ دارالخیر۔بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۶۵۔کامل ابن عدی۔
۶۶۔الفروع من الاکافی۔ج۔۳۔ص ۲۲۳۔مطبوعہ دارالکتب لاسلامیہ تہران۔۱۳۹۱ھ۔
۶۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۶۸۔مصنف۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۶۹۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
۷۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۲۶۹۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۷۱۔باران رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۵۰۵۔عظیمیہ پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی۔
۷۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۰۔
۷۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۷۴۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ۔مصر۔۱۳۰۶ھ۔
۷۵۔تفسیر سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۰۔
۷۶۔البدایۃ والنھایہ۔اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔ج۔۲۔ص۔۲۱۹۔داراحیاء التراث العربی۔
۷۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۷۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔
۷۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۸۰۔سورہ ہود۔آیت۔۶۔
۸۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۲۔
۸۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۸۔
۸۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۰۔
۸۴۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۴۔
۸۵۔سورہ المومنون۔آیت۔۵۱۔
۸۶۔سورہ النسا۔آیت۔۲۹۔
۸۷۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۰۰۔
۸۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۵۔
۸۹۔سورہ الانعام۔آیت۔۱۲۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۷۳۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔
سورہ الانعام۔آیت۔۱۴۵۔سورہ النمل۔آیت۔۱۱۵۔
۹۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۸۔

۹۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۸۔
۹۲۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۸۱۔
۹۳۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۱۔
۹۴۔کنوز الحقائق۔امام عبد الروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔ ۱۴۱۷ھ۔
۹۵۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔
۹۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۹۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۴۸۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۹۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۴۶۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم۔
۹۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۲۳۴۸۔مطبوعہ دارالفکر۔
۱۰۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔رقم الحدیث۔۶۴۴۶۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم
۱۰۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۴۸۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۰۲۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۱۰۳۔سورہ ہود۔آیت۔۵۲۔
۱۰۴۔سورہ روم۔آیت۔۳۹۔
۱۰۵۔المعجم الکبیر۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔ج۔۱۰۔رقم الحدیث۔ ۱۰۱۹۶۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔بیروت۔
۱۰۶۔کنز العمال۔علامہ علی تقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ)۔ج۔۶۔ص۔۴۲۴۔ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت۔
۱۰۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۱۶۳۶۹۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۱۰۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۰۹۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۱۰۔فضائل درود۔
۱۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۱۱۲۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۱۳۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ

دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۶ھ۔
۱۱۴۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۱۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۱۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۱۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۱۹۔سورہ النسا۔آیت۔۳۶۔
۱۲۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۱۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۱۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۲۵۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۱۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۲۷۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔ج۔۱۔ص۔۹۰۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔۔
۱۲۸۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۲۹۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۱۔سورہ احقاف۔آیت۔۱۵۔
۱۳۲۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۳۔
۱۳۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۳۴۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ
۱۳۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۱۳۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۳۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۸۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔

۱۳۹۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی۔(متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۰۶ھ۔
۱۴۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۴۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۴۳۔مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۴۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۴۵۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۸۹۔ص۔۲۶۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۱۴۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۴۷۔نہج البلاغہ۔خطبات حضرت علیؑ۔مترجم۔حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ نمبر۔۱۴۳۔ص۔۹۴۴۔مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔سن ندارد۔
۱۴۸۔مسند امام شافعی۔
۱۴۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۱۵۰۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۴۔
۱۵۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔
۱۵۴۔سورہ النحل۔آیت۔۳۰۔
۱۵۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۵۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۱۵۷۔صحیح بخاری۔امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۵۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۲ھ۔دار ارقم بیروت۔
۱۵۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۱۔
۱۶۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۱۶۱۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۶۲۔کتاب الزہد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۶۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۵۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۶۶۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۶۷۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۱۶۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۶۹۔ذم الدینا۔۱۷۔مطبوعہ موسستہ الکتب الثقافیہ۔بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۱۷۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۷۱۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۷۲۔بڑے بچوں کے لئے۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۷۳۔تشبیہات رومی۔جلال االدین رومی۔مرتب۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۶۔۱۷۔ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان لاہور۔۱۹۵۹ھ۔

۳۰۔الروم (ملک کا نام)

نام:

الروم۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ ایک ملک کا نام ہے، جہاں عیسائیوں کی حکومت اور سلطنت قائم تھی، انھیں رومن امپائر بھی کہا جاتا ہے۔

شانِ نزول:

سورہ روم مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۶۰ ہیں، جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۶ ہیں۔

مضامین:

۱۔قیامت کا ذکر۔

۲۔اشیاء کائنات کی پہلی تخلیق۔

۳۔حیات بعد ممات کا ذکر۔

۴۔اسلام دین فطرت ہے۔

۵۔رومیوں کے غالب ہونے کی پیشن گوئی۔

۶۔دین میں تفرقہ۔

۷۔شوہر بیوی کے مابین رشتے میں سکون۔

رومیوں کا غلبہ:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اہل روم کی صفات اور کمالات پر ایک پوری سورہ کا نزول فرمایا ہے

سورہ الروم قرآن کریم کی ۳۰ ویں سورہ ہے جس کی ابتداء لفظ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ سے ماخوذ ہے یعنی قرآن کریم رومیوں کے مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہونے کی پیشن گوئی کرر ہا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!

غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۔۱

ترجمہ۔(اہلِ)روم مغلوب ہو گئے۔

فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ هُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۔۲

ترجمہ۔وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال میں غالب ہو جائیں گے۔

فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۔۳

ترجمہ۔اللہ کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور ایمان والے اس دن خوش ہوں گے۔

بِنَصۡرِ اللّٰهِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۔۴

ترجمہ۔اللہ کی مدد کی وجہ سے وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہے اور وہ زبردست ہے رحمت والا ہے۔

تاریخی پس منظر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے ۸ سال قبل قیصر روم ماریس (Mauric) کے خلاف فوکاس نامی ایک شخص نے بغاوت کی اور وہ تخت سلطنت پر قابض ہو گیا اس نے تخت سلطنت پر براجمان ہوتے ہی قیصر روم، اس کے پانچ بیٹوں، تین بیٹیوں اور بیوی کے سر قلم کر کے قسطنطنیہ کے چوک پر لٹکوا دئے چنانچہ اس واقع کا علم جب شہنشاہ فارس خسرو پرویز کو ہوا تو اسے روم پر حملہ کرنے کا ایک اخلاقی جواز حاصل ہو گیا کیونکہ قیصر ماریس کی ہی وجہ سے خسرو پرویز کو ایران کا تخت ملا تھا چنانچہ اس احسان کی وجہ سے وہ قیصر ماریس کو اپنے باپ کی طرح عزت دیتا اور اسے اپنا محسن سمجھتا، خسرو پرویز نے ۶۰۳ء میں ظالم فوکاس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تا کہ وہ اپنے محسنوں کے قتل کا بدلہ ان سے لے سکے یہ جنگ کئی سال تک جاری رہی اور خسرو پرویز فوکاس کی فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کے علاوہ اب تک ایشیائے کوچک میں ایڈیسا

(موجودہ اورفاء) دوسری جانب شام میں حلب اور انطاکیہ تک جا پہنچا اہل روم اس صورت حال کو دیکھ کر بے حد متفکر ہوئے انھوں نے افریقہ کے گورنر سے مدد طلب کی، افریقہ کے گورنر نے اپنے بیٹے ہرقل (Heraclius) کو ایک طاقتور بحری بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ کی جانب روآنہ کیا لہٰذا جیسے ہی یہ بحری بیڑا قسطنطنیہ پہنچا ویسے ہی فوکاس کو معزول کر کے ہرقل کو روم کا نیا قیصر بنا دیا گیا ہرقل جیسے ہی تخت نشین ہوا اس نے بھی فوکاس کے پورے خاندان کو قتل کر دیا تاریخی اعتبار سے یہ وہی زمانہ ہے یعنی ۶۱۰ء جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ میں اعلان نبوت ورسالت فرمایا تھا۔ اصولاً فوکاس اور اس کے اس انجام کے بعد خسرو پرویز کو جنگ بندی کا اعلان کر دینا چاہیئے تھا لیکن خسرو پرویز اب ہرقل کے خلاف جنگ اور صف بندی کرنے لگا جس کے لئے اس نے مجوسیت اور میسیحیت کو جواز بنایا لہٰذا عیسائیوں کے جن فرقوں کو اہل روم نے ملحد قرار دیا تھا اور جو سالہا سال سے رومیوں کے مظالم کا شکار تھے وہ سب خسرو پرویز کی فوج میں شامل ہو گئے اور جن کی تعداد اندازاً ۲۶ ہزار بتائی جاتی ہے جو عیسائی اور یہودیوں پر مشتمل تھے۔ ہرقل، ایرانی افواج کا تا دیر مقابلہ نہ کر سکا اور ایک ایک کر کے روم کے کئی علاقے ایرانیوں کے قبضے میں چلے گئے جن میں انطاکیہ، دمشق اور بیت المقدس شامل تھے اس کے ساتھ ہی روم میں 90000 عیسائیوں کا قتل عام کیا گیا ادھر ایرانی افواج کے ہاتھوں لوٹ مار کا بازار گرم تھا ایرانیوں نے مقدس کلیساء اور مقدس صلیب کے جس کے بارے میں عیسائیوں کا یہ ماننا تھا کے حضرت عیسیٰ ابن مریم نے اسی صلیب پر اپنی جان دی وہ بھی چھین کے اپنے ساتھ مدائین لے گئے اس کے ساتھ ہی روم کے تمام مقدس عبادت گاہیں کلیساء اور مقدس ومتبرکات کو بھی مجوسیوں نے تہس نہس کر دیا۔

فتح کا نشہ خسرو پرویز کے سر پر چڑھ کر بول رہا تھا لہٰذا اسی نشے میں چور ہو کر وہ ہرقل کو اپنے ایک مکتوب میں اس طرح سے مخاطب کرتا ہے کے سب خداؤں سے بڑا خدا، اور تمام روئے زمین کا مالک خسرو کی طرف سے اس کمینے اور بے شعور انسان ہرقل کے نام! تو تو کہتا ہے کے تجھے اپنے رب پر بہت بھروسہ ہے پھر تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے کیوں نہ بچایا؟ اس فتح کے ایک سال کے اندر اندر ایرانی افواج نے اردن، فلسطین، جزیرہ نمائے سیناء اور مصر کے کافی حصے پر اپنا تسلط قائم کر لیا دوسری جانب اسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہل مکہ کو دین اسلام کی

تعلیمات سے آراستہ فرما رہے تھے قریش مکہ بھی اپنی پوری قوت سے دین اسلام کے خلاف ہر ممکن مزاحت کرر ہے تھے اور یہی وہ وقت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ کے مظالم سے تنگ آئے ہوئے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا ۶۱۵ ء میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے حبشہ کی جانب ہجرت کی حبشہ کا بادشاہ نجاشی عیسائی تھا اور حبشہ اہل روم کے حلیف بھی تھے تاہم اس وقت سلطنت روم پر ایرانیوں کے غلبے کی بھی ہر جانب دھوم مچی ہوئی تھی اور مکے کے مشرکین اس بات پر خوشی کا اظہار کرر ہے تھے کے مجوسیوں کو فتح جبکہ وحی اور رسالت کے پیرو کاروں یعنی عیسائیوں کو پے در پے شکست کا سامنا ہے جس طرح سے مجوسی ،عیسائیوں کو مٹا رہے ہیں بالکل اسی طرح سے ہم بت پرست عرب تم مسلمانوں کو بھی مٹا کر رکھ دیں گے اسی تاریخی پس منظر میں سورہ الروم کا نزول ہوا جس میں اللہ تعالی نے یہ پیشن گوئی کی کے عنقریب رومی اپنی سر زمین پر مغلوب ہوں گے لیکن پھر بہت جلد یعنی کچھ ہی سالوں کے بعد وہ دوبارہ غالب بھی آجائیں گے۔اس سورہ میں اللہ تعالی کی جانب سے دو پیشن گوئیاں کی گئیں۔

ا۔مسلمان رومیوں پر غالب آئیں گے۔ ۲۔کچھ دنوں کے بعد رومی دوبارہ غالب آجائیں گے بظاہر مسلمانوں کے روم پر غلبے اور رومیوں کی اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ حاصل کرنے کے امکانات نظر نہیں آرہے تھے کیونکہ رومیوں کے اوپر بھی ہر گزرتے دن کے ساتھ ایرانیوں کا تسلط بڑھتا جا رہا تھا لہٰذا ۶۱۹ ء تک پورے مصر پر ایرانیوں کا قبضہ عمل میں آگیا دوسری جانب مسلمانوں کے حالات بھی ان سے کچھ مختلف نہ تھے بلکہ انھیں بھی کفار مکہ کی جانب سے ہر سال ہی تقریباً تین جنگوں سے واسطہ پڑتا تھا کیونکہ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً دس برس تک مدینہ میں رہے اور اس عرصے میں کفار اور یہودیوں کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف تقریباً ۲۹ غزوات لڑے گئے بظاہر اس وقت مسلمان اتنی طاقتور پوزیشن میں نہ تھے کہ وہ روم اور فارس جیسی سپر پاورز کے مدمقابل آتے لیکن چونکہ قرآن کریم نے اس غلبے کا اعلان کر دیا تھا لہٰذا یہ سب ہونا تو لازم تھا۔سن ۵ ھ میں غزوہ خندق (احزاب) کے موقع پر جب تمام کفار مکہ اور یہودیوں نے مل کر مسلمانوں پر حملے کی منصوبہ بندی کی تو ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اب تم کفار سے جنگ لڑو گے اور ان پر غالب آؤ گے اور ایسا ہی ہوا اور سن ۸ ھ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مکہ فتح ہوا

،اسی سال غزوہ حنین اور غزوہ موتہ بھی ہوئے اور اسلام نہایت تیزی سے عرب کے طول وعرض میں پھیلتا چلا گیا غزوہ موتہ کو غزوہ الروم بھی کہا جاتا ہے جو سن ۸ ھ میں پیش آیا۔

غزوہ روم یا غزوہ موتہ:

سن ۷ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کی سلطنت کے زیر اثر علاقے اور شام کی سرحد سے متصل قبائل کی جانب دعوت دین کے حوالے سے ایک وفد بھیجا اس قبیلے کی اکثریت عیسائی مذہب کی پیروکار تھی لیکن قبیلے کے لوگوں نے مسلمان وفد کے ۱۵ افراد کو شہید کر دیا وفد کے
سردار کعب بن عمیر غفاریؓ کو زندہ چھوڑ دیا چنانچہ انھوں نے مدینہ واپس آکر اس ظلم کی داستان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا دوسری جانب رسول اللہ ﷺ نے بصریٰ کے عیسائی سردار شرجیل بن عمرو کو جو براہ راست قیصر روم کے احکامات کا تابع وفرمانبردار تھا کو بھی دعوت دین کا پیغام بھیجا، بصریٰ میں بھی آپ ﷺ کے ایلچی حارث بن عمیر کو شہید کر دیا چنانچہ
رسول اللہ ﷺ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بے حد غمگین ہوئے اور یہی واقعہ غزوہ موتہ یا غزوہ الروم کا اصل سبب بنا۔
رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاول سن ۸ ھ میں تین ہزار کا ایک فوجی لشکر ترتیب دیا جس کے امیر حضرت زید بن حارثہؓ کو مقرر کیا لشکر روانہ کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
اگر زید بن حارثہؓ شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ جعفر بن ابی طالبؓ سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ عبداللہ بن رواحہؓ سپاہ سالار بنیں گے چنانچہ یہ اسلامی لشکر رومیوں کی سرکوبی کے لئے روآنہ ہوا دوسری جانب ایک لاکھ رومی فوج کے لشکر جرار کی سربراہی ہرقل کر رہا تھا لہٰذا موتہ کے مقام پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا رسول اللہ ﷺ مدینہ میں جنگ موتہ کے روز خطبہ بیان فرما رہے ہیں کے لشکر اسلام کا جھنڈا زید بن حارثہؓ نے سنبھالا اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر بن ابی طالب نے اٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر اس
(جھنڈے) کو عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑا اور وہ بھی جام شہادت نوش کر گئے یہ کہتے ہوئے،
رسول اللہ ﷺ اشکبار ہو گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا! اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار

خالد بن ولید نے پیشتر اس کے انھیں امیر بنایا جاتا انھوں نے جھنڈا سنبھال لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھوں پر مسلمانوں کو فتح عطا فرمادی۔۵؂ اس جنگ میں ۱۰ مسلمان شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں! اس جنگ میں حضرت جعفر طیارؓ کے جسم پر نوے سے زائد زخموں کے نشانات تھے اور وہ شہدوں میں شامل تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ سے اس جنگ میں نو تلواریں ٹوٹیں آخر میں ان کے ہاتھ میں ایک یمنی تلوار باقی رہ گئی جس پر اللہ نے انھیں فتح عطا فرمائی۔۶؂

تاریخ طبری میں بیان کیا گیا ہے! حضرت خالد بن ولیدؓ نے علم لے کر خود ہی دشمن پر بڑھ کر حملہ کیا ان کی اس دلیری کو دیکھ کر ہرقل خود ہی پسپا ہو گیا جب یہ لشکر واپس مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر نے خود بڑھ کر ان کا استقبال کیا کچھ لوگوں نے کہا یہ لوگ بھگوڑے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ بھگوڑے نہیں ہیں بلکہ بہت جلد دوبارہ دشمن کے مقابلے پر جائیں گے، جنگ موتہ کے بعد مسلمانوں کی اس خطے میں ایک دھاک بیٹھ گئی کیونکہ مسلمانوں کی قلیل تعداد کا اتنی بڑی طاقت سے ٹکرانا اور انھیں پسپا کرنا ایک حیران کن عمل تھا دوسری جانب قیصر روم نے بھی مسلمانوں کے خلاف اپنی جنگی تیاریوں میں نہایت تیزی دکھائی اور اگلے ہی سال تبوک کے مقام پر ایک اور غزوہ تبوک کے نام سے ہوا۔

غزوہ تبوک:

غزوہ تبوک کے اصل اسباب تو غزوہ موتہ سے متصل ہیں کیونکہ قیصر روم ہر حال میں مسلمانوں کو شکست دینا چاہتا تھا وہ مسلمانوں کی پیہم کامیابیوں سے بھی خوفزدہ تھا دوسری جانب عرب کے عیسائیوں نے ہرقل کو ایک خط لکھ بھیجا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال اور عرب مسلمانوں کی قحط کے باعث کسمپرسی کا جھوٹا قصہ درج تھا لہٰذا یہ خبر پا کر ہرقل نے مسلمانوں پر پیش قدمی کا ارادہ کیا اور تقریباً 40000 کا ایک چاق و چوبند دستہ مسلمانوں سے جنگ کے لئے بھیجا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس رومی فوجی دستے کی آمد کی اطلاع ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ رجب سن ۹ ھ میں مسلمانوں کو رومیوں کے خلاف جہاد کی تیاری کا حکم دیا یہ وقت مسلمانوں کے اوپر بڑا سخت تھا

کیونکہ ایک تو سخت گرمی کا موسم تھا دوسری جانب قحط سالی نے بھی مسلمانوں کو نڈھال کر رکھا تھا اور سفر بھی نہایت طویل اور دشوار گزار تھا ایسے میں کئی منافقین نے اس غزوہ سے معذرت کر لی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک کے مقام پر پہنچے تو ایلہ کا سردار یحمنہ بن روبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی اسی طرح سے اہل جرباء اور اہل ازرح بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دے کر صلح کی درخواست کی چنانچہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو ایک عہد نامہ لکھ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکیدر بن عبد الملک جو کے دومۃ الجندل کا ایک نصرانی سردار تھا اس کی جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاہم اس نے بھی جزیہ ادا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی اس طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام تبوک پر ۲۰ روز تک مقیم رہے لہٰذا ان ۲۰ دنوں میں نہ تو رومی ہی مقابلے کے لئے آئے اور نہ ہی کسی عرب قبیلے نے ہی پیش قدمی کی ۲۱ویں دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس مدینے کا قصد کیا راستے میں وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد ضرار کو منہدم کرنے کا حکم الٰہی ملا چنانچہ مسجد ضرار کو بھی منہدم کیا گیا غزوہ تبوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود شرکت کی مجموعی طور پر اس غزوہ کا یہ نتیجہ نکلا کے رومی جن عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف اکسا رہے تھے ان سب نے مسلمانوں کو جزیہ دے کر صلح کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے قبل مسلمانوں کو ہر وقت رومیوں کے حملے کا خطرہ لگا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو شام بھیجنے کا ارادہ کیا تھا کے اس سے قبل ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خواہش کی تکمیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی۔

عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں روم پر پیش قدمی:

عرصہ دراز سے مسلمانوں اور شامی رومیوں کے تعلقات کشیدہ تھے جبکہ مدینہ پر رومیوں کے حملے کا خدشہ ہر وقت لگا رہتا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۳ھ میں تمام صحابہ کرام سے مشورے کے بعد شام پر فوجی پیش قدمی کا فیصلہ کیا اور شام کے ہر حصے پر علیحدہ علیحدہ فوجیں روانہ کیں لہٰذا دمشق کی مہم

پر یزید بن ابی سفیان کو مامور کیا حمص پر ابوعبیدہ بن جراحؓ اردن میں شرجیل بن حسنہؓ اور فلسطین میں حضرت عمرو بن العاصؓ کو مامور کیا جبکہ ان سب کے اوپر امیر الشکر اور سپاہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو مقرر کیا تاہم اس فوج کی مجموعی تعداد 27000 تھی۔ ۷؎

مسلمانوں کی فوج کشی کے وقت ہرقل والی شام حمص میں تھا جب اسے خبر ہوئی تو اس نے بھی اپنی افواج کو منظم کیا جبکہ مسلمان چاروں جانب سے سرزمین شام کو گھیرے میں لے رہے تھے تو سب سے پہلے بصریٰ پر پیش قدمی کی گئی تاہم وہاں کے والی نے جزیہ دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی دوسری جانب عمرو بن العاصؓ فلسطین کے مورچے پر تھے جہاں خالد بن ولیدؓ بھی ان کی مدد کو پہنچے اس طرح یہاں رومیوں کو شکست دے کر مسلمانوں نے اجنادین پر قبضہ کیا پھر یہاں سے یہ لشکر شام کے صدر مقام پہنچا جہاں ابوعبیدہ کے ساتھ مل کر دمشق کا محاصرہ کیا گیا چنانچہ کل تین ماہ تک یہ محاصرہ جاری رہا ابھی یہ محاصرہ جاری ہی تھا کے حضرت ابوبکر صدیقؓ انتقال کر گئے لیکن ایک رات دمشق کے ایک گھر میں ایک بچے کی پیدائش ہوئی جس کی خوشی میں بڑا جشن منایا گیا چنانچہ اسی جشن میں اہل شہر نے بے پناہ شراب پی اور بدمست ہو گئے ایسے میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کمند لگا کر فصیل کی دیوار سر کی اور پھاٹک کھول دیا جس سے مسلمان افواج شہر میں داخل ہو گئیں لیکن دوسری جانب حضرت ابوعبیدہؓ نے ان سے مصالحت کر لی لہٰذا دمشق کی فتح مصالحانہ قرار پائی۔ ۸؎

عہد فاروقیؓ میں روم پر پیش قدمی:

حضرت عمر فاروقؓ (۱۳ھ۔ ۲۴ھ) کے عہد خلافت میں بھی رومیوں پر پیش قدمی جاری رہی کیونکہ اہل روم کو دمشق کے ہاتھ سے نکل جانے کا بڑا قلق تھا تاہم مسلمان عہد فاروقی میں کئی رومی مقبوضات پر قابض ہوئے جن میں دمشق، اردن، بیت المقدس، حمص اور انطاکیہ کی عظیم لشان کامیابیاں شامل ہیں تاہم یرموک کا ایک فیصلہ کن معرکہ ابھی باقی تھا چنانچہ مسلمانوں نے اس معرکے کو سر کرنے کے لئے اپنی تمام تر قوت کو صرف کیا مسلمانوں کے مقابلے میں رومی نہایت طاقتور لشکر کے ساتھ میدان میں آئے اور اس گھمسان کا رن پڑا کے میدان جنگ میں کشتوں کے

پشتے لگ گئے مورخین لکھتے ہیں کے رومیوں کا بے حد جانی اور مالی نقصان ہوا اور تقریباً ایک لاکھ ستر ہزار رومی فوجی اس معرکہ میں کام آئے جبکہ مسلمانوں کے تین ہزار فوجی شہید ہوئے حضرت عمرؓ بذات خود اس جنگ کی نگرانی فرما رہے تھے آپ خود کئی روز سے سوئے بھی نہ تھے جب آپ کو فتح کی خوشخبری ملی تو آپ فوراً سجدہ شکر میں گر پڑے اگرچہ رومیوں نے کئی علاقوں مثلاً حلب، قنسرین اور پایہ تخت انطاکیہ میں تھوڑی بہت مزاحمت کی لیکن کوئی بیرونی مدد نہ پا کر انھوں نے بھی بہت جلد اطاعت قبول کر لی۔

عہد عثمانیؓ میں روم پر پیش قدمی:

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں کئی ممالک اور علاقے فتح کئے گئے جس میں طرابلس، تونس، مراکش اور الجزائر مصر وغیرہ شامل ہیں جبکہ شمالی افریقہ کی تسخیر کے بعد بحر روم کا دروازہ کھل گیا چنانچہ ۲۷ھ میں عبداللہ بن نافع نے اسپین پر حملہ کیا لیکن اس وقت مستقل فوج کشی کا خیال نہ تھا اس لئے صرف یورپ کا دروازہ کھٹکھٹا کر لوٹ آئے۔

امیر معاویہ، عہد فاروقی سے ہی والیءِ دمشق تھے لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے انھیں اپنے عہد خلافت میں پورے صوبہ شام کا والی مقرر کر دیا اگرچہ اس تمام عرصہ میں اہل روم کو مسلمانوں کی طرف سے بارہا جنگ کا سامنا رہا جس کی وجہ سے ان کی عسکری قوت کافی کم ہوگئی لیکن انھیں اپنے ملک کے ہاتھ سے نکل جانے کا بے حد غم تھا چنانچہ آخری آزمائش کے لئے سن ۳۱ھ میں قیصر روم نے چھ سو بحری بیڑے شام کے ساحل پر اکھٹے کئے تاکہ مسلمانوں کو دھمکایا جا سکے لیکن امیر معاویہ اور عبیداللہ بن ابی سرحؓ نے رومیوں کے خلاف نہایت کامیاب مدافعت کرتے ہوئے انھیں شکست فاش سے ہم کنار کیا چنانچہ رومی پسپا ہوئے اور واپس قسطنطنیہ کی جانب لوٹ گئے۔

عہد عثمانی میں مضبوط بحری بیڑے کا قیام:

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں فارس کی بحری جنگ میں مسلمانوں کو سخت جانی و مالی نقصان پہنچا اس لئے حضرت عمر فاروقؓ بحری جنگ کے مخالف تھے جبکہ امیر معاویہ نے حضرت عمرؓ سے کئی بار

بحر روم میں فوج اتارنے کی اجازت مانگی لیکن انھوں نے گذشتہ تلخ تجربے کے باعث اس کی اجازت نہ دی۔

حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں امیر معاویہ نے دوبارہ اجازت طلب کی لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے بھی کافی پس وپیش کے بعد اس کی اجازت مرحمت فرمائی بنی امیہ تو شروع سے ہی تلوار کے دھنی، بہادر، اولوالعزم اور شجاع تھے اسی وجہ سے حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں فوجی صیغے میں ناقابل بیان اصلاحات اور ترقی کی گئی جس کی شہادت ان کے دور کی فتوحات دیتی ہیں جن کا مقابلہ اپنے دور کی زور آور اور جری افواج سے تھا چنانچہ امیر معاویہ نے حصول اجازت کے بعد اسلامی بحری بیڑے کو بحر روم کے جزیرے قبرص میں اتارا اور قبرص کو فتح کیا اس فتح کے بعد امیر معاویہ اور والیء افریقہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ کے حوصلے بلند ہوگئے بعد ازاں اسلامی بیڑے نے قلیل عرصہ میں بہت طاقت حاصل کی ۳۱ھ میں جب قیصر روم نے اپنے چھ سو بحری بیڑے شام کے ساحل پر لا کھڑے کئے تو امیر البحر عبداللہ بن ابی سرحؓ نے رومی بیڑے کو شکست فاش دی۔۹ چنانچہ بحری بیڑے کے قیام کے بعد بحر روم مسلمانوں کی آماجگاہ بن گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہل روم کے بارے میں ارشاد: (اہل روم کی پانچ خصوصیات)

حضرت عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہتے سنا!

تقوم الساعة والروم اکثر الناس: یعنی جب قیامت قریب ہوگی تو دنیا میں رومیوں کی کثرت ہوجائے گی یعنی (اہل یورپ کثیر تعداد میں ہوجائیں گے، یہ کثرت تعداد، وسائل، کمیت، اثر ورسوخ اور قوت وطاقت کے اعتبار سے بھی ہوسکتی ہے)۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کہتے سنا یہ بات ذہن نشین رہے کے حضرت عمرو بن العاصؓ کا شمار عرب کے چار عقلمند ترین لوگوں میں ہوتا ہے جن کے لئے اہل عرب 'دہاۃ' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور عربی زبان میں داہیہ سے مراد غیر معمولی ذہانت رکھنے والا انسان۔

عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل روم میں پانچ خصوصیات پائی جاتی

ہیں اور یہی وجہ ہے کے وہ تعداد میں زیادہ ہیں۔

۱۔ الهم احلم الناس عند فتنة۔

جب وہ کسی فتنہ کا شکار ہوتے ہیں تو بہت تحمل، حوصلے اور ٹھہراؤ سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔

۲۔ واسرعهم افاقة بعد مصيبة۔

جب وہ کسی مصیبت سے دوچار ہوتے ہیں تو بہت جلد اس کے اثر سے نکل جاتے ہیں۔

۳۔ وادشکهم کرة بعد فرة۔

اگر انھیں کسی جنگ میں شکست ہوجائے تو وہ بہت جلد دوبارہ حملے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔

۴۔ وخيرهم لمسكين ويتيم وضعيف۔

وہ اپنے مساکین، ضعیفوں اور یتامیٰ کے ساتھ بے حد اچھا سلوک کرتے ہیں۔

۵۔ وامنهم من ظلم الملوك۔

وہ ظالم بادشاہوں کو ظلم کرنے سے روکتے ہیں۔۱۰؎

کل اشیاء کائنات کی تخلیق اولین:

سورہ الروم میں اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کی پہلی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ۔۱۱

ترجمہ۔ خدا ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے وہی اس کو پھر پیدا کرے گا پھر تم اُسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنۡشِئُ النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۔۱۲

ترجمہ۔ دیکھو اللہ نے کس طرح پہلی بار آفرینش شروع کی، پھر دوسری مرتبہ بھی اللہ پیدا فرمادے گا بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

المبدی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پہلی بار پیدا کرنے والا۔

اسم **المبدی** (ب۔د۔ا) سے مشتق ہے۔ ۱۳؎

کل کائنات اور اس میں موجود ہر طرح کی مخلوقات کا خالق اور مالک اللہ ہی کی ذات ہے جو کچھ اس کے علم وارادے میں تھا جب اس نے ’کن‘ کہا تو وہ شے تخلیق پا گئی۔

البدی کا مطلب سردار اول۔ ۱۴؎

اللہ تعالی نے ہی سب سے پہلے خلق کی ابتداء کی اور جو شے بھی تخلیق کی وہ کیا خوب تخلیق کی یعنی عقل انسانی حیران وششدر ہے ہر شے اور مخلوق کا ایک مکمل اور بے عیب Mechanism (یعنی تکنیکی پہلو) ہے جو اس کے سسٹم کو نہایت کامیابی سے چلا رہا ہے ہر مخلوق کی خاص ساخت، شناخت، شکل وصورت، عادات ومزاج مخصوص DNA، اس کی زندگی، موت، تقدیر، سانس لینے کے دورانیے، غذائی عادات، دکھ سکھ، بیماری اور صحت الغرض تمام اشیاء کائنات اسی نظام کے تحت قائم ودائم ہیں لہٰذا جہاں جہاں یہ نظام جاری وساری ہے وہاں اللہ کی کئی صفات الٰہیہ کے ساتھ ساتھ ’المبدی‘ بھی پوری قوت کے ساتھ نفوذ پذیر ہو گی۔

ارشادات خداوندی:

فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ۔۱۵

ترجمہ۔ دیکھو اللہ نے کس طرح پہلی بار آفرینش شروع کی۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔۱۶

ترجمہ۔ اللہ مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اسے بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۔۱۷

ترجمہ۔ کیا انسان کو یاد نہیں کے ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔۱۸

ترجمہ۔ آسمان وزمین کا وہی موجد ہے اور جب وہ کسی کام کی ٹھان لیتا ہے تو اس کے لئے فرماتا ہے

کہ 'کن' تو وہ ہو جاتا ہے۔

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ ١٩

ترجمہ۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرما دے، تو فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ٢٠

ترجمہ۔ بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش لوگوں کی پیدائش سے کہیں بڑھ کر ہے۔

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ۔ ٢١

ترجمہ۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ۔ ٢٢

ترجمہ۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ علم و قدرت والا ہے۔

الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ۔ ٢٣

ترجمہ۔ (اللہ) نے جو چیز بنائی خوب بنائی، اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے کی۔

كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ۔ ٢٤

ترجمہ۔ جس طرح سے ہم نے ابتداء میں تمھاری آفرینش کی ہے۔

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ ٢٥

ترجمہ۔ جس طرح سے اللہ نے تمھیں ابتداء میں پیدا کیا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَ لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ ٢٦

ترجمہ۔ (اللہ) نے حق کے ساتھ آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، اور جس دن وہ فرمائے گا کہ ہو جا

سو وہ ہو جائے گا، اور اس کا فرمان حق ہے اور اسی کے لئے ساری حکومت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا۔ وہ جاننے والا ہے غیب کی چیزوں کو اور ظاہر چیزوں کو اور وہ حکمت والا ہے، خبر رکھنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۲۷

ترجمہ۔سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو آسمان کا اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے، وہ فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے، بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۔۲۸

ترجمہ۔وہی اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۔۲۹

ترجمہ۔آپ فرما دیجئے کہ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پیدا فرمائے پھر اسے زندہ کرے؟ آپ فرما دیجئے کے اللہ مخلوق کو ابتداء پیدا فرماتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا فرمائے گا۔ سو تم کہاں پھرے جا رہے ہو؟

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔۳۰

ترجمہ۔تم ہمارے پاس آؤ گے الگ الگ جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے ہفتہ کے دن مٹی (زمین) پیدا کی، اتوار کے دن اس میں پہاڑ نصب کئے، پیر کے دن درخت پیدا کئے، منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا، بدھ کے دن نور پیدا کیا، جمعرات کے دن زمین میں جانور پیدا

کئے اور جمعہ کی آخری ساعت میں عصر اور مغرب کے درمیان آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ ۳۱؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

اللہ نے سب سے پہلے خلق کی ابتداء فرمائی بغیر کسی گزشتہ تجربے کے اس نے بے جوڑ چیزوں میں توازن وہم آہنگی پیدا کی ہر شے کو جدا گانہ طبیعت ومزاج کا حامل بنایا اور ان طبیعتوں کے لئے مناسب صورتیں ضروری قرار دیں وہ ذات پاک ان کے وجود میں آنے سے پہلے انھیں جانتا تھا ااور ان سب کی حدود ونہایت پر احاطہ کے ساتھ ساتھ ان کے نفوس اور اعضاء کو بھی جانتا اور پہچانتا تھا پھر اس نے شادہ فضاء، وسیع اطراف واکناف اور خلاء کی وسعتیں خلق کیں۔ ۳۲؎

اللہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندہ سے نکالتا ہے:

سورہ الروم میں اللہ تعالی اپنی صفت خاص الحی، الممیت کا ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں!

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ ۳۳

ترجمہ۔ وہی زندے کو مردے سے نکالتا اور (وہی) مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور (وہی) زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (دوبارہ زمین میں سے) نکالے جاؤ گے، اللہ الحی القیوم (زندہ اور جاوید ہستی) ہے جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ ۳۴؎

الحی ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا۔

اسم **الحی** (ح۔ی۔ی) سے مشتق ہے۔ ۳۵؎

الحی ۔ یہ حیاۃ، حیوۃ، یحی اور احیاء کے معانی میں مستعمل ہے جس کے معنی زندگی یا زندگی بخشنا ہے۔

الحی ۔ کے ایک معنی اپنی حیات میں کسی کا محتاج نہ ہونا، ایسی ہستی جس پر کبھی موت وارد نہ ہوگی۔

ماہرین حیاتیات کے مطابق جب کسی زندہ شے کو چھوا جاتا ہے تو اس کی جانب سے ایک فطری ردعمل یعنی اپنے آپ کو سمیٹنے کا مظاہرہ کیا جاتا ہے یعنی ہر زندہ شے کے اندر قدرتاً جذبہ تحفظ یعنی (Preservation of self) موجود ہوتا ہے تاہم اسی جذبے کے پیش نظر وہ شے سکڑتی اور

سمٹتی ہے دوسری جانب مردہ شے کو اگر چھوا جائے تو وہ اسی حالت میں برقرار رہتی ہے تاہم اہل عرب کے یہاں اسی لفظ سے حیاء (یعنی شرم) بھی مراد لی گئی ہے کیونکہ حیاء میں بھی انسان سمٹنے کا مظاہرہ کرتا ہے۔

الحی۔ سے مراد کائنات میں دور کرنے والی زندگی اور حیات کی رمق ہے۔

اسے ہم سانس کی آمدورفت بھی کہہ سکتے ہیں۔ ۳۶

امام راغب اصفہانی نے حیٰوۃ (حیات) کے معنی تحریر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کے حیات کے متعدد معانی ہیں۔ ۳۷

نباتات میں جو قوت نشونما ہے وہ بھی حیات ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ‌ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی زمین کے مردہ ہونے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے۔

کل حیوانات میں بھی احساس، حرکت اور قوت حیات پائی جاتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَحۡيَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ۔ ۳۹

ترجمہ۔ زندہ اور مردہ برابر نہیں۔

انسان میں بھی عمل وعقل کی قوت کو قوت حیات کہا جاتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا ‌۔

ترجمہ۔ کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کو روشنی دی جس سے وہ چلتا ہے۔ ۴۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ

لِمَا يُحْيِيكُمْ ۔۴۱

ترجمہ۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تمھیں ابدی زندگی دینے والی چیز کی طرف بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔

الحی ۔ اللہ تعالی کا اسم اعظم ہے یعنی اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

کائنات میں زندگی کی جتنی بھی طرزیں موجود ہیں وہ اسی اسم اعظم الحی سے مسلسل زندگی ،قوت توانائی، احساس، حرکت اور قوت حیات حاصل کر رہی ہیں، اب چاہے ان کا تعلق انسان، جنات، فرشتے، جمادات، نباتات، حیوانات، حجرات یا کسی بھی ذی روح اشیاء کائنات سے ہو یہاں تک اقوام عالم کی تہذیبوں میں بھی زندگی اور موت کا عمل جاری رہتا ہے تہذیبیں بھی انسانوں کی طرح جنم لیتی ہیں، پھلتی پھولتی، ترقی کرتی ہیں، ان کی بھی اچھی یا بری تقدیریں ہوتی ہیں، ان کے دوست، دشمن، پڑوسی، خیر خواہ بدخواہ، عادات، مزاج، نفسیات، زبان، رنگ ونسل، مذاہب، مسالک، بلندی، پستی، کامیابی، ناکامی اور عروج وزوال ہیں جبکہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر اور انبیاء بھیجے تاکہ یہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں یعنی حکم خداوندی سے ان میں بھی زندگی کی رمق دوڑتی رہتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔۴۲

ترجمہ۔ ہر قوم کے لئے ایک مدت مہلت مقرر ہے، جب ان کی اجل آتی ہے تو اس میں ذرا دیر نہیں ہوتی، اور مقدم بھی نہ ہوں گے۔

جس طرح انسانوں کی نسلیں اور خاندان ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے ایک نئی تہذیب کسی گزشتہ تہذیب کے بطن سے جنم لیتی ہے دنیا کی تمام تہذیبیں ایک بڑے کل کی اکائیاں ہیں جبکہ اس بڑے کل کو ہم تاریخ انسانی کے نام سے جانتے ہیں یعنی تہذیبوں کو ہم انسانی زندگی کے مراحل بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۔۴۳

ترجمہ۔ ہر (بستی) کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ٘ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْر۔ ۴۴

ترجمہ۔ نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے کے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

سانس لینا:

کائنات میں پائے جانے والے تمام ذی نفوس کی زندگی کا دارومدار سانس پر ہے انسان کی طرح دیگر مخلوقات بھی سانس لیتے ہیں جن میں شامل جانور، پرندے، حشرات الارض، زمین آسمان، درخت، پہاڑ، دریا، سمندر، صبح وشام حتیٰ کے جنت اور جہنم کے بھی سانس کے دورانیے مخصوص، مختلف، متعین اور مقرر ہیں لیکن ان میں سے اکثر کے سانس کے دورانیے کے بارے میں عام طور پر انسان بے خبر ہی رہتا ہے، اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ۔ ۴۵

ترجمہ۔ قسم ہے صبح کی جب اس نے سانس لیا۔

ارشاداتِ خداوندی:

فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ۔ ۴۶

ترجمہ۔ پھر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا۔

وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا۔ ۴۷

ترجمہ۔ ہم اس سے مردہ بستی کو زندہ کر دیتے ہیں۔

كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ

يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ۔ ۴۸

ترجمہ۔تم اللہ کا کس طرح سے انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے پھر اس نے تمھیں زندہ کیا پھر وہ تمھیں مارے گا اور پھر تمھیں زندہ کردے گا۔

كَذٰلِكَ يُحۡيِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰىۙ وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔ ۴۹

ترجمہ۔اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے۔

يُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَمُخۡرِجُ الۡمَيِّتِ مِنَ الۡحَىِّ۔ ۵۰

ترجمہ۔(اے اللہ) تو زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے

وَاللّٰهُ يُحۡيِ وَيُمِيۡتُ۔ ۵۱

ترجمہ۔اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

هُوَ يُحۡيِ وَيُمِيۡتُ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ۔ ۵۲

ترجمہ۔وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِنَّا لَنَحۡنُ نُحۡيِ وَنُمِيۡتُ وَنَحۡنُ الۡوٰرِثُوۡنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔

وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاكُمۡ۔ ۵۴

ترجمہ۔وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں زندہ کیا۔

كَذٰلِكَ يُحۡيِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰىۙ وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔اسی طرح سے اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل حاصل کرو۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ۔ ۵۶

ترجمہ۔اللہ الحی القیوم (زندہ اور جاوید ہستی) ہے جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡيِ وَيُمِيۡتُ۔ ۵۷

ترجمہ۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۔۵۸

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی کے لئے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی۔
وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی ولی ہے اور نہ کوئی نصیر۔

وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۔۵۹

ترجمہ۔لوگوں کے سر اس الحی القیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

نماز کو ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے سے پیدا ہوتی ہے۔۶۰

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اور کہا کے میرے رب میرے ہی بعض حصوں نے بعض کو کھالیا ہے تو پھر اللہ تعالی نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں لہٰذا تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جب محسوس کرتے ہو تو یہ (اسی جہنم کے سانس لینے کا نتیجہ ہیں)۔۶۱

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بخار کو زم زم کے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو کیونکہ بخار جہنم کی سانس کے اثر سے ہوتا ہے اسی لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔۶۲

اسی طرح سے بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔۶۳

قرآن کریم کا واقعہ:

ایک دفعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر ایک بستی پر سے ہوا آپ نے دیکھا کہ بستی اجڑی ہوئی اور ویران ہے، یہ دیکھ کر آپ کو یہ خیال آیا کہ بھلا یہ بستی دوبارہ کس طرح سے آباد ہوگی؟ پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے گدھے کو ایک درخت سے باندھا، کھانا اپنے سرہانے رکھا اور درخت سے ٹیک لگا کر سو گئے اللہ تعالی نے آپ پر ایسی نیند وارد کی کے آپ سو سال تک سوتے رہے جب آپ سو سال کے بعد بیدار ہوئے تو اللہ تعالی نے آپ سے پوچھا کے عزیر کتنی دیر سوئے؟ تو انھوں نے جواب دیا کے ایک دن یا اس سے کم اللہ تعالی نے فرمایا! نہیں تم سو سال تک سوتے رہے ہو ذرا تم اپنے گدھے اور کھانے کی طرف دیکھو جب آپ نے گدھے کی جانب دیکھا تو وہ مر چکا تھا یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں بھی بکھر چکی تھیں جبکہ کھانا بالکل تازہ تھا۔ جب آپ نے بستی کی جانب نظر کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کے وہ بستی ایک بارونق شہر میں بدل چکی ہے جب آپ نے اللہ کی یہ قدرت کاملہ دیکھی تو آپ سجدے میں گر گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَاۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَاۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ٦٤

ترجمہ۔ کیا تم نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھیں (یہ دیکھ کر عزیر نے کہا!) یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی ہے اسے اللہ تعالی دوبارہ زندگی کیسے بخشیں گے؟ اس پر اللہ نے (عزیر) کی روح قبض کر لی اور وہ سو سال تک مردہ حالت میں پڑا

رہا پھر اللہ نے اس کو دوبارہ زندگی بخشی اور اس کے پوچھا کے بتاؤ تم کتنی مدت تک سوتے رہے؟ اس نے کہا کے ایک دن یا اس سے کچھ کم فرمایا کے نہیں بلکہ تم سو سال تک سوتے رہے ذرا اپنے کھانے کو دیکھو اس میں کوئی تغیر نہیں آیا اور پھر تم اپنے گدھے کی طرف دیکھو (وہ گل سڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا کہ ہم تمھیں لوگوں کے لئے نشانی بنانا چاہتے ہیں تم دیکھو کہ ہڈیوں کے اس پنجر پر ہم کس طرح سے گوشت چڑھاتے ہیں جب اس کو ہماری قدرت کا مشاہدہ ہو گیا تو اس نے کہا میں یقین کرتا ہوں کے بلا شبہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

حکمت:

وقت کا تعلق حرکت سے ہے اگر کسی شے کی حرکت کو اس کی موجودہ حرکت سے سو گنا کم کر دیا جائے تو اس حرکت کی نسبت ٹائم گزرنے کی رفتار سو گنا کم ہو جائے گی۔ انسان ایک منٹ میں ۲۰ مرتبہ سانس لیتے ہیں اگر ایک منٹ میں ایک سانس لیا جائے تو ۲۰ سانس لینے کے لیے ۲۰ منٹ درکار ہوں گے لہٰذا ایک منٹ میں ایک مرتبہ سانس لینے سے وقت ۲۰ گنا کم ہو جائے گا حضرت عزیر علیہ السلام نے بھی ایک سو سال میں تقریباً اتنے ہی سانس لئے جتنے ایک دن میں لئے جاتے ہیں پھر جب ان سے پوچھا گیا کے آپ کتنا عرصہ سوئے؟ تو انھوں نے کہا کے ایک دن یا پھر اس سے بھی کم ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں ۲۴ گھنٹوں میں ایک انسان اندازاً ۲۴۹۲۰
(چوبیس ہزار نو سو بیس) مرتبہ سانس لیتا ہے اس اعتبار سے اس نے سو سالوں میں تقریباً
(نو ارب) سانس لئے یعنی وقت کی رفتار نو ارب گنا تیز ہو گئی اسی طرح سے کھانے کے مالیکیولز کی حرکت بھی اتنی کم ہو گئی کہ وقت ٹھہر گیا اور کھانا خراب نہیں ہوا، رہا گدھے کا معاملہ تو اس کے لئے وقت ایسے ہی گزرا جیسے کہ اور چیزوں پر گزرتا ہے اور وہ سو سال میں مر کھپ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا۔

زمان و مکان (Time and Space) کے قانون کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہرام میں وقت ٹھہر جاتا ہے یا اس کے گزرنے کی رفتار انتہائی کم ہو جاتی ہے یعنی وہاں مالیکیولز کی حرکت صفر ہو جاتی ہے اسی وجہ سے وہاں رکھی اشیاء پر اگر ہزاروں سال بھی گزر جائیں تو وہ اشیاء خراب

نہیں ہوتیں اگر اہرام میں مراقبہ کیا جائے تو مراقب Time and Space سے آزاد ہو کر لاشعور کے قریب ہو جاتے ہیں۔ Micro Wave Frequency مائیکرو ویو اون میں جب فریز کیا ہوا کھانا رکھا جاتا ہے تو کھانے کے مالیکیولز یا سالمے مائیکرو ویو فریکیونسی پر حرکت کرتے ہیں یہ حرکت اتنی تیز ہوتی ہے کے اگر چولہے پر کھانا گرم ہونے میں ۱۰ منٹ لگتے ہیں تو مائیکرو ویو اون میں یہی کھانا ایک منٹ میں گرم ہو جاتا ہے یعنی رفتار کی تیزی کی وجہ سے دس منٹ کا وقفہ ایک منٹ میں تبدیل ہو جاتا ہے یہاں سوال یہ ہے!

۱۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب سو سال تک سوتے رہے لیکن وہ اپنے حساب سے ایک دن یا اس سے بھی کم سوئے۔

۲۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا مر گیا اور اس کے جسم پر وہ تمام اثرات قائم ہو گئے جو کسی بھی مردہ جسم پر ہوتے ہیں۔

۳۔ کھانا سڑے بغیر سو سالوں تک بالکل تازہ ہی رہا اگر چہ یہ تینوں واقعات ایک ہی قطعہ زمین پر پیش آئے لیکن یہ کس طرح سے ہوا؟

آکسیجن زندگی نہیں ہے:

زندگی کا دارومدار آکسیجن پر ہے لیکن یہ بات سو فیصد درست نہیں کیونکہ ایک گھر میں اگر دس افراد رہتے ہیں اور ان میں سے اگر کسی کی موت واقع ہو جائے یعنی اگر یہ مان لیا جائے کہ مرنے والے کی زندگی کا انحصار آکسیجن پر تھا تو پھر باقی موجود نو افراد کیسے زندہ ہیں؟ زندگی کا انحصار آکسیجن کے جلنے پر ہے جبکہ آکسیجن کا جلنا تابع ہے کاربن ڈائی آکسائیڈ کے۔ آکسیجن جب ناک یا حلق کی نالیوں کے ذریعے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے تو پھیپھڑوں کے اندر کا نظام اس آکسیجن کو جلاتا ہے اور نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ زندگی بن جاتی ہے یعنی ثابت ہوا کے آکسیجن پر زندگی کا انحصار نہیں بلکہ آکسیجن زندگی کے لئے محض ایک ایندھن ہے تمام آسمانی کتابوں کے مطابق کائنات کا ہر ذرہ شعور رکھتا ہے یعنی وہ عقل و فہم سے معمور ہے وہ اپنی زندگی کی حفاظت کرتا ہے جبکہ دوسروں کی زندگی میں جو اس کی ذمہ داریاں ہیں وہ بھی پوری کرتا ہے اگر چہ کرہ ارض پر پائی جانے

والی بے شمار مخلوقات جن میں شامل سورج، چاند، ستارے، سیارے، جانور اور درخت یہ سب اپنے رب کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہیں سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے جن کو روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے جہنم میں گھسیٹیں گے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ۔ ٦٥

ترجمہ۔ بے شک (سرکش) انسان اور جنات جہنم میں گھسیٹے جائیں گے۔

حضرت سلیمان بن بریدہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہر شے انسان سے زیادہ اللہ کی مطیع (فرمانبردار) ہے۔ ٦٦

یہ قانون قدرت ہے کہ انسان کا شعور اور لاشعور دونوں ہی مسلسل تبدیل ہوتے رہتے ہیں جب وہ شعور میں ہوتا ہے تو اپنے اوپر زمان و مکان کی گرفت کو محسوس کرتا ہے اس کے برعکس جب وہ لاشعور میں ہوتا ہے تو اس پر سے زمان و مکان کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے بالفاظ دیگر وہ اس گرفت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اللّٰهَ يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِي النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ۔ ٦٧

ترجمہ۔ وہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ۔ ٦٨

ترجمہ۔ اللہ دن اور رات کو پھراتا رہتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الَّيۡلَ لِبَاسًا وَّالنَّوۡمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوۡرًا۔ ٦٩

ترجمہ۔ (اللہ) نے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو آرام کی چیز بنایا اور دن کو پھیل جانے کا وقت بنایا۔

جب انسان سوتا ہے تو زمانیت میں سفر کرتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو وہ مکانیت میں سفر کرتا ہے سوتے ہوئے زمانیت کی پیمائش ممکن نہیں ہے جبکہ مکانیت میں زمانیت اس کے ساتھ محوِ سفر ہوتی ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب سو گئے تو اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ان کے

حواس زمانیت میں پیوست ہو گئے ۔لیکن ان کا گدھا عام حالات کے مطابق مر گیا یا اس کی آکسیجن کو کاربن نے جلا دیا اور اس کی موت واقع ہوگئی اور ان کا کھانا اس لئے خراب نہیں ہوا کیونکہ کھانے کے مالیکیولز پر وہ گیسیز اثر انداز ہو رہی تھیں جو انھیں تا دیر تازہ رکھتی ہیں جیسے کے ایک بڑے کمرے میں فرج یا ڈیپ فریزر۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

آپ نے فرمایا کے لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔۷۰؎

الممیت:

زندے کو مردے مین سے نکالنا اور مردے کو زندہ میں سے نکالنے کے

حوالے سے ارشادات خداوندی ہے!۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔۷۱

ترجمہ۔وہی زندے کو مردے سے نکالتا اور (وہی) مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور (وہی) زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (دوبارہ زمین میں سے) نکالے جاؤ گے۔

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔۷۲

ترجمہ۔ہرامت کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

اسم **الممیت** عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی موت دینے والا۔

اسم **الممیت** (م۔و۔ت) سے مشتق ہے۔۷۳؎

ممات۔کی ضد حیات ہے۔

موت۔کا لفظ اصطلاحاً سکون کے لئے بھی بولا جاتا ہے یعنی حرکت اور ارتقاء کا رک جانا اور پرسکون

کیفیت کا وارد ہوجانا۔

الممیت ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر ذی نفس کو موت کے مرحلے سے ضرور گزرے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ ۷۴؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔۷۵

ترجمہ۔ جو مخلوق زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے

اسم الممیت کا نظام کائنات میں نہایت اہم کردار ہے کیونکہ قرآن خود کہتا ہے کے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔۷۶

ترجمہ۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے

موت کا آنا ایک اٹل حقیقت ہے چنانچہ کائنات کے ہر ذی نفس جس میں روح موجود ہے اس کو موت کے مرحلے سے لازماً گزرنا ہے تاہم مومنین اور مشرکین کی موت کی کیفیات میں فرق ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کے ہر انسان کی موت کی کیفیات دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں کیونکہ جب ہر انسان، اس کی زندگی کے تجربات اور مشاہدات، وقت پیدائش اور اس کے زندگی کے حالات وواقعات الگ ہیں تو پھر سب کو موت ایک جیسی کیسے آسکتی ہے؟ یقینی طور پر ہر شخص کے لئے موت کا آنا اس ے لئے زندگی کا ایک انوکھا تجربہ ہے جس تجربے سے وہ اس سے قبل کبھی نہیں گزرا۔اہل علم اور صوفیاء اپنی کتب میں لکھتے ہیں!

حقیقت تو یہ ہے کے روح قبض ہونے کی کیفیت میں بے حد سرور پایا جاتا ہے اس سرور کو مثال سے بیان کرنا ناممکن ہے اس کیفیت میں ہلکی ہلکی سنسناہٹ ہوتی ہے جبکہ انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ! وہ آہستہ آہستہ فضاء میں اوپر کی جانب اٹھ رہا ہے اور اس کے چاروں جانب گہرا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ ۷۷؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۔۷۸

ترجمہ۔ قسم ہے فرشتوں کی جو نہایت نرمی سے مومنین کی جان کے بند کھولتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشم کے ٹکڑے میں مشک اور مختلف پھول لے کر آتے ہیں پھر اس کے جسم سے روح کو اس طرح سے نکالا جاتا ہے جس طرح سے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو نکالا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کے اے پاکیزہ روح تو اس حال میں ہے کہ تو راضی ہو اور تجھے راضی کیا گیا ہو۔ تو اللہ کی خوشی اور اس کرامت کی طرف نکل اور جب وہ روح نکلتی ہے تو اس کو مشک اور پھولوں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ریشم کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۷۹ے

کفار، مشرکین، منکرین اور منافقین کی موت کی کیفیات کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۔۸۰

ترجمہ۔ ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کھینچتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا، ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے مقاتل نے کہا کے ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہوا اور اس کو سختی سے کھینچ کر نکالا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا۔ ۸۱ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔ ۸۲ے

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کے اے خبیث روح اس حال میں کے تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ

دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ۸۳؎

اسم الممیت کی کائنات میں اس قدر گہرائی تک نفوذ پذیری ہے جس کا تصور بھی عقل انسانی سے باہر ہے مثلاً اگر انسانی جسم میں خلیات کے نظام اور ان کی موت اور زندگی کا ہی مطالعہ کرلیا جائے تو عقل انسانی حیران اور ششدر رہ جاتی ہے تاہم سائنسدانوں کے مطابق:

خلیات جنھیں انگریزی زبان میں cell کہا جاتا ہے وہ زندگی کی سب سے چھوٹی اکائی تصور کیا جاتا ہے تمام جاندار خلیات سے مرکب ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے انسانی جسم مختلف خلیات کا مجموعہ اور مرکب ہے۔

سائنسدانوں کے مطابق! ایک اوسط قدوقامت کے انسان میں تقریباً ایک ہزار کھرب یعنی 100 Trillion cells پائے جاتے ہیں یہ خلیات روز بنتے اور روزآنہ ختم ہوجاتے ہیں جبکہ ان کی جگہ نئے خلیات جنم لے لیتے ہیں اور یہ سلسلہ انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک بدستور جاری رہتا ہے انسانی جسم میں اندازاً ۲۰۰ اقسام کے مختلف شکل وصورت کے خلیات پائے جاتے ہیں جنھیں قدرت نے مختلف ذمہ اریاں سونپی ہیں تاہم ان کا حجم، وزن، شکل وصورت اور ذمہ داریوں میں فرق پایا جاتا ہے۔

انسانی خون میں نہایت باریک ذرات پائے جاتے ہیں جنھیں تھرامبوسائٹس (Thrombo Cytes) کہا جاتا ہے ان کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں یہ گول اور بیضوی شکل کے انتہائی چھوٹے ذرات ہوتے ہیں جن کی تعداد انسانی جسم میں اندازاً ۲۵ کھرب کے قریب ہوتی ہے لیکن ان کی زندگی کا دورانیہ محض چار دن ہے اور چار دن کے بعد انسانی جسم کی ہڈیوں میں پایا جانے والا گودا انھیں دوبارہ بنالیتا ہے انسانی جسم میں تھرامبوسائٹس کا کام خون کی نالیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت یا کسی بھی اندرونی چوٹ کو بروقت مدد پہنچانا ہے تاہم کسی بھی چوٹ یا زخم لگنے ی صورت میں تھرامبوسائٹس کی تعداد کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے اور یہ فوری طور پر جسم کی چوٹ یا زخم کو امداد فراہم کرتے ہیں تاہم متاثرہ جگہ پر پہنچنے کے بعد یہ اپنے حجم کو ۲۰ گنا تک بڑھا لیتے ہیں اور اپنے اندر سے ایک چپچپا مادہ خارج کرتے ہیں جس کی وجہ سے متاثرہ حصہ جلد ٹھیک ہونے لگتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق! ہر سیکنڈ خون کے 100000 (دس لاکھ) سرخ خلیات ختم ہوتے ہیں اور اگلے ہی لمحے اتنی ہی کثیر تعداد میں نئے خلیے پیدا ہوجاتے ہیں یعنی اسم الممیت کی نفوذ پذیری اس سطح پر بھی نظر آتی ہے تاہم بے شمار جاندار تو ایسے بھی ہیں جو محض چند سیکنڈ یا منٹ کے لئے ہی پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں یعنی اس سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں وہ پیدا ہوئے، جوان ہوئے اور بوڑھے ہوکر مر گئے یعنی اس سیکنڈ میں انھوں نے نہایت تیزی اور سرعت کے ساتھ اپنی زندگی کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے موت کو گلے لگالیا جانداروں میں خلیات کی سطح پر کئی اسماء الحسنیٰ انھیں سنبھالے ہوئے ہیں یہاں ہمیں اسم الحی القیوم، المحی اور الممیت صفات نظر آرہی ہیں جبکہ ابھی پوری کائنات ابھی باقی ہے صرف خلیات کی سطح پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ انکشافات حیران کن ہیں۔

ارشادات خداوندی:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔ ۸۴

ترجمہ۔ جو مخلوق زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۔ ۸۵

ترجمہ۔ ہر امت کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۔ ۸۶

ترجمہ۔ پھر جب ان کا وقت آجاتا ہے تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے جاتے ہیں۔

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۔ ۸۷

ترجمہ۔ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کے وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۔ ۸۸

ترجمہ۔ موت کی بے ہوشی برحق ہے یہ وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا ۔ ۸۹

ترجمہ۔ اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرلیتا ہے۔

وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۔ ۹۰

ترجمہ۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی نفس کے لئے مرنا ممکن نہیں۔

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللهِ۔ ۹۱

ترجمہ۔ اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ ۹۲

ترجمہ۔ ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا پس ان پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت آیا یا جس وقت وہ دوپہر کو سو رہے تھے جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت ان کی یہی چیخ و پکار تھی کہ ہم ظالم تھے۔

وَ اللهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۔ ۹۳

ترجمہ۔ اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ۔ ۹۴

ترجمہ۔ جس روز چیخ کو حق کے ساتھ سنیں گے یہ نکلنے کا دن ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے فرمایا! میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے وہ اس وقت بھی حمد کرتا ہے جب میں اس کی پیشانی سے روح نکال رہا ہوتا ہوں۔ ۹۵؎

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مومن کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے۔ ۹۶؎

مومن اپنی روح کو نکلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب ہی مرتے وقت انسان کی نگاہیں کھلی ہوئی اور اوپر کی جانب دیکھتی ہوئی ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کے فرشتے مومن کے جسم سے اس کی گرہ اور اس کا بند

کھول دیتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اونٹ کی ٹانگ میں بندھی رسی کھول دی جائے آپ مزید کہتے ہیں کے مومنوں کی روحیں خوشی خوشی اپنے جسموں سے نکلتی ہیں کیونکہ جو بھی مومن ہوتا ہے اس کو پہلے جنت پیش کی جاتی ہے اس میں وہ اپنی ان ازواج کو دیکھتے ہیں جو بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں۔ ۹۷؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

حضرت علیؓ نے فرمایا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے صحابہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کردیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کردیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کردیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی! پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔ ۹۸؎

امام حسنؓ سے وصیت میں آپ نے فرمایا کے جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کے زندگی کے لئے جیسے آخرت کا یقین ہو وہ دنیا کی حرص میں مبتلا نہیں ہوتا ہے اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہو، کیونکہ اس معاملہ میں صرف کوشش ہی تمھاری معاون ہوسکتی ہے انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے اور ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے سب سے قریب ترین اور سچی چیز انسان کی موت ہے۔ ۹۹؎

شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے باعث تسکین ہیں:

اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے مابین سکون اور اطمینان رکھ دیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ۔۱۰۰

ترجمہ۔اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ اُن کی طرف (مائل ہوکر) سکون حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

قرآن کریم نے شوہر اور بیوی کے تعلق کو سکون کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

یعنی۔ وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا قرآن کریم میں اس مقصد کے لئے لفظ 'لتسکنو' یا سکینہ، تسکیناً، سکن، سکناً اور سکنی کے الفاظ کئی مقامات پر آئے ہیں لغات القرآن میں سکن کے معنی سکون، اطمینان اور قلبی رجحان اور آسودگی کے ہیں اگرچہ سکون اور اطمینان کا بنیادی تعلق روح اور نفس سے ہے یعنی سکون انسان روحانی یا نفسیاتی طور پر محسوس کرتا ہے جب روح اور نفس پرسکون ہوں گے تو اس کے مثبت اثرات جسم پر بھی ظاہر ہوں گے پھر یہ سکون کی یہ کیفیت دائمی رشتے سے حاصل ہوتی ہے عارضی یا وقتی بندھن سے اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے اب سکون اور اطمینان کا لازمی تقاضا ہے کے آپس میں حسن اخلاق اور حسن کردار کے ساتھ زندگی بسر کی جائے جب ہی نکاح سے قبل لڑکے اور لڑکی کی مرضی کو اسلام اتنی زیادہ اہمیت دیتا ہے کیونکہ اگر آپس میں پسند یا محبت ہوگی تو زندگی کا طویل سفر بخوبی گزر سکے گا وگرنہ آپس کی چپقلش، لڑائی جھگڑے زندگی کو جہنم بنانے کے لئے کافی ہیں پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی ہے بلکہ اس کے اثرات بچوں اور دونوں خاندانوں پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی چیز کی محبت تمھیں (اس کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (اس کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔۱۰۱؎

نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مرد عورت کی تفریق غلط ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب کسی کے یہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالی اس کے یہاں فرشتے بھیجتے ہیں جو یہ کہتے ہیں اے گھر والو تم پر سلامتی ہو، تم پر سلامتی ہو، فرشتے اس بیٹی کو اپنے پروں کے سایے میں لے لیتے ہیں اور اس بچی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ کہتے ہیں یہ ایک ناتواں جان ہے جو ایک ناتواں اور کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے جو اس بچی کی پرورش کرے گا قیامت تک اللہ تعالی کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔۱۰۲؎

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی چیزوں میں سے عورتوں اور خوشبو کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے جبکہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الروم۔آیت۔۲۔

۲۔سورہ الروم۔آیت۔۳

۳۔سورہ الروم۔آیت۔۴۔

۴۔سورہ الروم۔آیت۔۵۔

۵۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔

۶۔ا۔الجامع الصحیح البخاری۔ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔دارالاسلام ریاض۔۱۹۹۹ء۔

۷۔ فتوح البلدان ۔ابوالحسن احمد بن یحییٰ بلازری (متوفی ۲۷۳ھ) ۔ص ۔ ۱۱۵۔دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۸۔تاریخ الامم والملوک۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔ج۔۴۔ص۔۲۱۵۳۔مطبوعہ دارالقلم بیروت۔

۹۔الکامل فی التاریخ۔علامہ ابوالحسن علی بن ابیالکرم الشیبانی المعروف بابن الاثیر (متوفی ۶۳۰ھ)۔ج۔۳۔ص۔۴۵۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۰۔الجامع الصحیح مسلم۔ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشا پوری (۲۶۱ھ)۔کتاب الفتن ۔مکتبہ دارالسلام الریاض۔ ۲،۰۰۰ء۔
۱۱۔سورہ الروم۔آیت۔۱۱۔
۱۲۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۰۔
۱۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۰۔
۱۶۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۹۔
۱۷۔سورہ مریم۔آیت۔۶۷۔
۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۱۷۔
۱۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۷۔
۲۰۔سورہ المومن۔آیت۔۵۷۔
۲۱۔سورہ الشوریٰ۔آیت۔۴۹۔
۲۲۔سورہ القصص۔آیت۔۶۸۔
۲۳۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۲۴۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۴۔
۲۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۲۹۔
۲۶۔سورہ انعام۔آیت۔۷۳۔
۲۷۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۲۸۔سورہ یونس۔آیت۔۴۔
۲۹۔سورہ یونس۔آیت۔۳۴۔
۳۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۴۔
۳۱۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۳۲۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ اول۔ص۔۹۲۔رومیل ہاؤس آف پبلی کیشنز۔۲۰۱۶ء۔
۳۳۔سورہ الروم۔آیت۔۱۹۔
۳۴۔سورہ البقرہ۔
۳۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۷۔المفردات باالفاظ القرآن ۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔) ۔ص۔۴۲۸۔دارالشامیہ بیروت لبنان ۔۱۴۱۶ھ۔

۳۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۷۔
۳۹۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۲۔
۴۰۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۲۔
۴۱۔سورہ انفال۔آیت۔۲۴۔
۴۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔
۴۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۔
۴۴۔سورہ الملک۔آیت۔۱۔۲۔
۴۵۔سورہ التکویر۔آیت۔۱۸۔
۴۶۔سورہ النحل۔آیت۔۶۵۔
۴۷۔سورہ ق۔آیت۔۱۱۔
۴۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۔
۴۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔
۵۰۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۵۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۶۔
۵۲۔سورہ یونس۔آیت۔۵۶۔
۵۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۳۳۔
۵۴۔سورہ الحج۔آیت۔۶۶۔
۵۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔
۵۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۔
۵۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۵۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۶۔
۵۹۔سورہ طٰحٰہ۔آیت۔۱۱۱۔
۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۳۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۶۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۶۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۹۔
۶۶۔المعجم الصغیر۔امام ابوالقاسم بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ۔
۶۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۹۔
۶۸۔سورہ النور۔آیت۔۴۴۔

۶۹۔سورہ فرقان۔آیت۔۴۷۔
۷۰۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۷۱۔سورہ الروم۔آیت۔۱۹۔
۷۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔
۷۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔
۷۶۔سورہ الانبیا۔آیت۔۳۵۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۵۷۔
۷۷۔فقیر رنگ۔سید سرفراز اے شاہ۔ص۔۱۰۴۔جہانگیر بکس لاہور۔۲۰۱۱ء۔
۷۸۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۲۔۳۔
۷۹۔شرح الصدور۔ص۔۶۴۔دارالفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۸۰۔سورہ النزعٰت۔آیت۔۱۔
۸۱۔الکشف والخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۲۲۔ داراحیاء التراث العربی بیروت۔۱۴۲۲ھ۔
۸۲۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)۔رقم الحدیث۔ ۱۹۱۱۰۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۸۳۔شرح الصدور۔ص۔۶۴۔دارالفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ۔
۸۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۶۔
۸۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔
۸۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۳۴۔سورہ النمل۔آیت۔۶۱۔
۸۷۔سوہ لقمان۔آیت۔۳۴۔
۸۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۹۔
۸۹۔سورہ الزمر۔آیت۔۴۲۔
۹۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۴۵۔
۹۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۱۔
۹۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۴۔۵۔
۹۳۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔
۹۴۔سورہ ق۔آیت۔۴۲۔
۹۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داع الکتاب لعلمیہ بیروت۔
۹۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۲۱ھ۔

۹۷۔الکشف والخفاء ومزیل الالباس۔علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۴ھ)۔ج۔۱۰۔ص۔۱۳۳۔ داراحیاء التراث العربی بیروت۔
۹۸۔سورہ اللیل۔آیت۔۵۔(صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۹۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۰۰۔سورہ الروم۔آیت۔۲۱۔
۱۰۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔ج۔۲۔ص۔۳۴۳۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۲۔المعجم الاوسط ۔ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض۔۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۳۱۔لقمان (نہایت عقلمند اور دانا انسان کا نام)

نام:

لقمان۔عربی زبان کا لفظ ہے،اس نام کے عقلمند اور دانا انسان تھے،جن کے نام پر یہ سورہ قرآن کریم میں موجود ہے۔

شانِ نزول:

سورہ **لقمان** مکی سورہ ہے،جس میں ۳۴ آیات اور ۴ رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔قرآن کریم کا ذکر۔

۲۔حضرت لقمان کی اپنے بچوں کو نصیحت۔

۳۔شرک گناہ عظیم ہے۔

۴۔والدین کے ساتھ نیک سلوک۔

۵۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔

۶۔اہل ایمان کو جنت نعیم کی خوشخبری۔

۷۔آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کی ممانیت۔

۸۔کائنات کی پیدائش کا تذکرہ۔

۹۔دنیا کی زندگی ایک دھوکا ہے۔

۱۰۔اللہ کی باتیں اور اس کی نشانیاں۔

شرک گناہ عظیم ہے:

سورہ لقمان میں شرک ایک گناہ عظیم ہے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۣاِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔۱

ترجمہ۔لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کی، بیٹے ! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔

الشرک۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ش۔ر۔ک) سے مشتق ہے۔ ۲؎

الشرک۔کے بنیادی معانی چمٹے رہنا یا خلط ملط ہو جانا۔

شارکت فلاں۔سے مراد فلاں کا ساتھی ہو جانا۔

مشارکتہ۔سے مراد ساجھے داری یا کسی کام میں ایک ساتھ شریک ہونا۔

الشرک۔سے مراد شکاری کا جال۔

الشرک۔سے مراد وہ چھوٹے چھوٹے راستے جو کسی بڑے راستے سے نکلیں۔

شرک۔قرآن کریم کی خاص اصطلاح ہے جس کے معانی غیر خدائی قوتوں کو خدا کے ہم سر ماننا۔

شرک۔سے مراد جو اختیار اور اقتدار اللہ کو حاصل ہے اس میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا۔

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اللہ کے قائم مقام سمجھنے والے کو **مشرک** کہا جاتا ہے۔

مشرک۔کی جمع مشرکین۔ ۳؎

ارشادات خداوندی:

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۔۴

ترجمہ۔لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا! اے میرے پیارے بیٹے ! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔بے شک شرک کرنا ضرور سب سے بڑا ظلم ہے۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔۵۔ترجمہ۔مشرکین میں سے نہ تھے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ ٦

ترجمہ۔اوران میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود بھی شرک ہی کرتے ہیں۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ ٧

ترجمہ۔بے شک شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ۔ ٨

ترجمہ۔اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ ٩

ترجمہ۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ورنہ تو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ ١٠

ترجمہ۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ۔ ١١

ترجمہ۔جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کردے گا اوراس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی جس نے تجھے پیدا کیا اور تو اس کا شریک ٹھہرائے۔ ١٢؎

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے معاذ! شرک سب سے بڑا گناہ عظیم ہے۔ ١٣؎

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سات تباہ کن گناہ ہیں تم ان سے بچو ان میں سب سے پہلا عظیم گناہ شرک ہے۔ ١٤؎

شرک کی اقسام:

ا۔شرک فی الذات:

شرک فی الذات سے مراد اللہ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا یعنی یہ کہنا اور سمجھنا کے اس کائنات میں اور بھی کئی خدا ہیں یا اللہ کا خاندان یا بیٹا اور بیوی ہیں یہ تمام باتیں شرک فی الذات کہلاتی ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالی نے واضح انداز سے یہ بتایا ہے!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ١٥

ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ١٦

ترجمہ۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ ١٧

ترجمہ۔کہو! اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نا اس کا کوئی بیٹا، اور اس کا کوئی ہم سر نہیں۔

۲۔شرک فی الصفات:

شرک فی الصفات کا مطلب ہے! اللہ تعالی کی بے شمار صفات ہیں اور ان صفات میں کسی کو شریک کرنا مثلاً اللہ تعالی خالق ہے لہذا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہے کے اس نے کسی انسان، جانور، درخت، پودے، سورج، چاند، ستارے یا کسی پہاڑ اور دریا کو خلق کیا ہے۔

اللہ کا ایک صفاتی نام رزاق ہے یعنی کائنات میں موجود تمام مخلوقات کو رزق اللہ تعالی دیتے ہیں اور ان کی زندگی اور موت کا اختیار بھی اللہ کے پاس ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَّ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ ١٨

ترجمہ۔اللہ بہترین رزاق ہے۔

۳۔شرک خفی:

شرک خفی سے مراد اپنے پاس موجود اشیاء پر اللہ کی ذات سے زیادہ یقین اور گمان کرنا مثلاً کوئی شخص اپنی دولت، جائیداد، مال، اولاد، وسائل، جاہ ومنصب اور عزیز واقارب پر یہ گمان اور یقین رکھے کے مشکل وقت میں یہ اس کے کام آئیں گی اور وہ اپنی دولت کے بل پر دنیا کی تمام مشکلات پر قابو پالے گا یعنی اللہ کی ذات سے زیادہ وہ شخص دنیاوی وسائل اور اسباب پر یقین رکھتے ہوئے انھیں ہی اپنا کارساز اور مشکل کشا سمجھے۔اس سوچ کو شرک خفی کہتے ہیں۔

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! اللہ نے ایمان کو شرک سے پاکیزگی کی خاطر واجب کیا ہے۔
اللہ ایک اکیلا ہے اور اس نے اپنی توصیف خود بیان کی ہے۔
میری یہ وصیت ہے کے اللہ کا کوئی شریک نہیں۔
وہ ظلم اور گناہ جو نا قابل معافی ہے وہ اللہ کا شریک قرار دینا ہے۔
اللہ تعالی کے یہاں شرک کی کوئی معافی نہیں۔
جان لو تھوڑی ریاکاری بھی شرک ہے۔
جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خلوص دل سے پڑھ لیا وہ شرک سے پاک ہو گیا۔
جس انسان کی اس حال میں موت واقع ہوئی کے اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو اس پر جنت واجب ہوگئی۔ایمان کی سب سے بڑی آفت شرک ہے۔
مضرترین شے شرک ہے۔شرک کفر ہے۔
جو شخص ایمان میں شک کرتا ہے وہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔[۱۹]

اہم نکتہ:

شرک ایک گناہ عظیم ہے اور کائنات کا سب سے بڑا گناہ ہے اس کے نفسیاتی پہلو کے تجزیے سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کے مشرک کائنات کی ایک اٹل حقیقت کا مستقل انکار کرتا ہے جبکہ حقیقت کے

انکار سے حقیقت کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ انکار کرنے والا اپنے لئے ہلاکت کے راستے کا انتخاب کرتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے! جس نے اللہ کا انکار کیا گویا وہ ظالم ہے۔اب یہاں ظلم سے مراد یہ ہے کے اللہ کی ذات واحد ہے جو عبادت کے لائق ہے یعنی نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے لیکن مشرک اس عقیدے کا مسلسل انکار کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو جہنم کے گڑھے میں دھکیلنے کا انتظام کرتا ہے کیونکہ مشرک جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا دوسری جانب یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کے ایک عظیم ہستی اس کل نظام کائنات کو چلا رہی ہے اب اگر ایک روشن دن ہو جس میں سورج نہایت آب وتاب سے چمک رہا ہو تو کوئی کم عقل، آنکھوں کا اندھا ہی ہوگا جو یہ کہے گا کے ابھی دن نہیں بلکہ اندھیری رات ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر/ نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ ۔۲۰

ترجمہ۔(لقمان نے اپنے بچوں سے کہا)) نماز قائم کر، نیکی کا حکم دو اور، برائی سے روکو۔

معروف عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔ر۔ف) سے مشتق ہے۔۲۱

معروف سے مراد اچھائیاں اور نیکیاں، جبکہ معروف کا متضاد منکر ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر عربی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا یہ دنیا خیر وشر کا مسکن ہے جہاں خیر وشر کی قوتیں کام کر رہی ہیں اور ان دونوں کی یہ خواہش ہے کے وہ ایک دوسرے پر غالب آجائیں جبکہ ہر انسان میں بھی یہی قوتیں کام کرتی ہیں اس لئے انسان کو چاہئے کے وہ اپنے اندر کے شر کو قابو میں رکھے اور اپنے خیر کو عام کرے۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔۲۲

ترجمہ۔بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔

وَ لۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ
يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

ترجمہ۔تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ ۲۳؎

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهَوۡنَ
عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ۔ ۲۴

ترجمہ۔اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۘ يَاۡمُرُوۡنَ
بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ۔ ۲۵

ترجمہ۔مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں وہ ایک دوسرے کو اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ۚ لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا
اهۡتَدَيۡتُمۡ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ
تَعۡمَلُوۡنَ۔ ۲۶

ترجمہ۔مسلمانو! اپنے اوپر اپنی جانوں کی اصلاح کو لازم کرلو جب تم خود ہدایت پر ہو گے تو جو گمراہ ہو گا اس کا گمراہ ہونا تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَ الۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَ جَادِلۡهُمۡ
بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَ هُوَ
اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو تمھارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا

ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ ۲۸۔

ترجمہ۔ دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

تم میں جو کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اس کو چاہئے کے وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو اس کو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو اس کو اپنے دل میں برا جانے (یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے)۔۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بخدا اگر تمھارے سبب سے اللہ کسی ایک انسان کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔۳۰؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص گناہ کر کے غمگین ہو جائے تو اللہ تعالی اس کو بخش دیتا ہے خواہ وہ استغفار نہ بھی کرے۔۳۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نیکیوں میں سبقت کرو نیکیوں میں سبقت کرو اگر نوجوان اللہ سے ڈرنے والے اور بوڑھے نمازیں پڑھنے والے اور چرنے والے جانور نہ ہوتے تو تم سب پر آندھیوں کا عذاب آ جاتا۔۳۲؎

طارق بن شہابؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا! کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا۔۳۳؎

حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں، ظلم کے خلاف جتنی دیر سے اٹھو گے، اتنی ہی زیادہ قربانیاں دینی پڑیں گی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے نزدیک کون سے شہداء سب سے زیادہ مکرم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور حاکم نے اس کو شہید کر دیا۔۳۴؎

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! قیامت کے دن کن لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے نبی کو قتل کیا یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کو قتل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور عدل وانصاف کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوعبیدہ! بنی اسرائیل نے صبح کے اول وقت میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تو نبی اسرائیل کے ۱۱۲ عبادت گزار علماء کھڑے ہوئے انھوں نے ان کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنی اسرائیل نے اس دن کے آخری حصے میں ان سب کو قتل کردیا۔۳۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس کو بیان کرنے سے اور کسی بڑی بات کا ذکر کرنے سے باز نہ رہے کیونکہ نہ لوگوں کا دباؤ موت کو قریب کرتا ہے اور نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے۔۳۶

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ اللہ تمھارے برے لوگوں کو تم پر مسلط کردے گا پھر تمھارے نیک لوگ بھی دعا کریں گے تو ان کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔۳۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انسان کا کوئی کلام اس کے لئے نفع بخش نہیں ہوتا سوائے اس کے وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور اللہ کا ذکر کرے۔۳۸

تم سب راعی ہو اور تم سب سے اپنی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔۳۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بنی آدم کا ہر شخص سردار ہے آدمی اپنے گھر والوں کا سردار ہے اور عورت اپنے گھر کی سردار ہے۔۴۰

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنے پڑوسیوں کے نزدیک اچھا ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔۴۱

حضرت مالک بن ربیعہ الساعدیؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، بنوسلمی کا ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہنے لگا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی ایسی نیکی ہے جو

میں اپنے والدین کے فوت ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ کر سکوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! ان کی نماز جنازہ پڑھو، ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو، ان کے کئے ہوئے عہد کو ان کے مرنے کے بعد پورا کرو اور ان کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ ۴۲؎

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور جہاد میں جانے کی اجازت طلب کرنے لگا رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا! کیا تمھارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا! جی آپ ﷺ نے فرمایا! ان کی خدمت کرو تمھارے لئے یہی جہاد ہے۔ ۴۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا، صحابہ نے پوچھا! کس کی یا رسول اللہ ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کے بڑھاپے کو پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔ ۴۴؎

ابو عثمان النھدیؒ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیا! آپ یہ کہتے ہیں کے ایک نیکی کو بڑھا کر کروڑ درجے تک پہنچا دیا جائے گا؟ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا! بہ خدا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے، اللہ تعالی ایک نیکی کو ہزار ضرب ہزار (ایک کروڑ) درجے تک پہنچا دے گا۔ ۴۵؎

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے بتایا! کسی نے میری رہنمائی کی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی مثل ہے۔ ۴۶؎

حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اچھے اخلاق سے بڑھ کر میزان میں کوئی چیز بھاری نہیں ہے۔ ۴۷؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا! جس نے امر بالمعروف کیا گویا اس نے مومنین کی کمر کو مضبوط کیا اور جس نے نہی عن لمنکر کیا گویا اس نے منافقوں اور کافروں کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دیا ۔ بلاشبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اللہ کی صفات میں سے دو صفات ہیں لہٰذا اس کی وجہ سے نہ ہی کسی کی موت پہلے آسکتی ہے اور نہ ہی کسی کا رزق اس سے دور جا سکتا ہے۔ اللہ تعالی نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو کے نیکی کا حکم تو دیتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اسی طرح سے وہ برائی سے لوگوں کو روکتے تو ہیں لیکن خود اس کا ارتکاب بھی کرتے ہیں ۔

لوگوں کو اچھائی کا حکم دو تو تم اہل خیر میں شمار کئے جاؤ گے اور برائی سے نفرت کا اظہار اپنے ہاتھ ، پاؤں اور زبان سے کرو اور اپنی کوشش بھر برائی کرنے والوں سے دور رہو۔

تمام نیک اعمال اور راہ خدا میں جہاد کی حیثیت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سامنے ایک متلاطم سمندر کے سامنے ایک قطرے کی مانند ہے۔

اللہ تعالی نے امر بالمعروف کو عوام کی مصلحت کے لئے واجب کیا ہے اور نہی عن المنکر کو احمقوں کی روک تھام کے لئے۔

جس انسان نے اپنے قلب کے ذریعے سے اچھائی کو نا پہچانا اور برائی سے نفرت نا کی تو اسے اس طرح سے الٹ دیا جائے گا کے اس کی بلندیاں ، پستیوں میں اور اس کی پستیاں بلندی میں تبدیل کر دی جائیں۔ امر بالمعروف خلق خدا کا بہترین عمل ہے۔

اچھائیوں سے خود کو آراستہ کرو اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دو اور برائیوں سے دور رہو اور دوسروں کو بھی اس سے دور رہنے کی تلقین کرو۔ ۴۸؎

اہم نکتہ:

اللہ کی عادت اور سنت میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی ، ازل سے نیک ، بدی ، حق اور باطل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ہر انسان کے اندر بھی نیکی اور بدی کے رجحانات موجود ہیں چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر

وں کے دنیا میں آنے کے یہی مقاصد تھے کے وہ بنی نوع انسانیت کو یہ بتا سکیں کے اپنے اندر کی نیکیوں کو معاشرے میں عام کریں اور برائیوں سے خود بھی بچیں اور اپنی ذات میں موجود برائی سے دوسروں کو بھی کوئی نقصان نا پہنچائیں۔

اللہ کی باتیں:

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ ۴۹

ترجمہ۔ زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کی باتیں لکھنے سے ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

اللہ کی ذات وصفات، اللہ کی باتیں، اس کی نشانیاں، دلائل، اللہ کی مخلوقات، ان مخلوقات کا رزق، ان کی موت وحیات، اور کل نظام کائنات میں اللہ کی بادشاہت اور حکمرانی قائم ہے جس کو بیان کرنا بشر انسانی کی سکت سے باہر ہے چنانچہ اللہ نے انسان کی اسی بے بسی اور کم علمی کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے کہا کے اگر تم ہماری باتیں لکھنا بھی چاہو تو نا لکھ سکو گے اور اس کام کے لئے اگر تم دنیا کے تمام درختوں کے قلم تراش لو اور تمام سمندروں کی سیاہی بنا لو اور پھر مزید سات سمندروں کا اور بھی اضافہ کر لو لیکن اللہ کی حکمت، تعریف، اس کے نظام اور اشیاء کائنات کے بارے میں کبھی بھی نا لکھ پاؤ گے۔ یہ اللہ کا قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ایک چیلنج ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس نکتے کی وضاحت فرماے ہوئے کہا! جب میں ایک تنکے پر غور کرتا ہوں تو مجھ پر اللہ کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔

اب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی علمی بصیرت نے اس تنکے کا تجزیہ اپنی فراست اور علم وعقل سے کیا لیکن ایک عام کم عقل انسان اس تنکے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہی سوچے گا کے اس تنکے کے بھی آباؤ اجداد ہوں گے یعنی جس درخت کا یہ حصہ ہے اس کا پہلا درخت کون سا تھا؟ اس کی تسبیحات، اس کے فوائد، اس درخت میں موجود علاج وغیرہ پھر اس تنکے کا قیامت تک اس زمین

میں کسی نا کسی شکل میں موجودگی وغیرہ۔

دنیا بھر میں جہان جہاں بھی تحقیق ہوتی ہے محقق اپنی تحقیق کے آخر میں ایک جملہ ضرور لکھتا ہے کے میں نے ایک طویل عرصہ اپنی تحقیق کو دیا اور تحقیق کے آخر میں ہم اس نتیجے تک پہنچے لیکن کام ابھی ختم نہیں ہوا میں بعد کے آنے والوں سے یہ گزارش کروں گا کے وہ کام اس کے بعد سے کریں۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۳۔

۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۳۔

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۵۔

۶۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۰۶۔

۷۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۳۔

۸۔سورہ النساء۔آیت۔۴۸۔

۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۹۔

۱۰۔سورہ الذاریات۔آیت۔۵۱۔

۱۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۷۲۔

۱۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۱۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۱۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۱۵۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔

۱۶۔سورہ فتح۔آیت۔۲۹۔

۱۷۔سورہ اخلاص۔آیت۔۱۔۵۔

۱۸۔سورہ مومنون۔آیت۔۷۲۔

۱۹۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات

اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۲۰۔سورہ لقمان۔۱۷۔
۲۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۔سورہ ھود۔آیت۔۱۱۴۔
۲۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۰۴۔
۲۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۱۰۔
۲۵۔سورہ التوبہ۔آیت۔۷۱۔
۲۶۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۰۵۔
۲۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۲۵۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۶۔
۲۹۔صحیح مسلم ۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) ۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۳۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۳۱۔مختصر تاریخ دمشق۔ج۔۵۔ص۔۱۹۰۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۰۴ھ)
۳۲۔مجمع الزوائد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ۔
۳۳۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔
۳۴۔مسند البزاز ۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) ۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۴۰۴ھ۔
۳۵۔ جامع البیان ۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) ۔ج۔۳۔ص۔ ۱۴۴۔۱۴۵۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۳۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۷۔مجمع الزوائد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) ۔مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ۔
۳۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۴۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۴۵۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ج۔۵۔ص۔۵۸۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۴۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۴۹۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۷۔

۳۲۔السجدہ (اللہ کے آگے سر کو جھکانا)

نام:

السجدہ۔عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معانی جھکنا،سر کو جھکانا ہے،سجدہ کا مطلب اپنے سر کو صرف زمین پر جھکاتے ہوئے قوانین اوراحکامات الٰہی کے سامنے اپنے آپ کو سرنگو کر دینا ہے۔

شان نزول:

سورہ **السجدہ** مکی سورہ ہے،جس میں ۳۰ آیات اور ۳رکوع ہیں۔

مضامین:

۱۔توحید۔

۲۔اللہ کی تخلیقات۔

۳۔قرآن کریم کے فضائل۔

۴۔مجرمین۔

۵۔کافرین اوراطاعت گزار مومنین کی دنیاوآخرت کے احوال۔

۶۔اقوام گزشتہ کے عذاب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں،سورہ السجدہ اورسورہ الملک پڑھے بغیرنہیں سوتے تھے۔[۱]

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں سورہ السجدہ پڑھا کرتے تھے۔ ۲؎

روایت ہے! قیامت کے دن سورہ السجدہ اپنے دو پروں کے ساتھ حاضر ہوگی اور اپنے پڑھنے والوں پر پردہ کرے گی اور فرشتوں سے کہے گی کے اس شخص کو نہ پکڑو۔

انسانی ارواح اور حسیات:

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ۔ ۳

ترجمہ۔ پھر اُس کو (انسان) درست کیا پھر اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے مگر تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

تمام اشیاء کائنات میں حسیات پائی جاتی ہیں تاہم ہر شے کی حس یا کل حسیات دو رخوں پر قائم ہیں۔

۱۔ ظاہری رخ۔ ۲۔ باطنی رخ۔

۱۔ ظاہری رخ کو مکانیت کہتے ہیں۔

۲۔ باطنی رخ کو زمانیت کہتے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف بریٹانیکا کے مطابق حسیات ایسے میکینزم ہیں جن کے ذریعے سے جاندار اپنے داخلی یا خارجی ماحول سے ملنے والی تحریکات کے ردعمل میں اپنے اعضاء کو حرکت دیتے ہیں دوسری جانب توانائی (الیکٹریکل، میکینیکل اور کیمیائی) کا آپس میں تبادلہ بھی ہوتا ہے حواس ہر جگہ موجود ہوتے ہیں اور کسی بھی شے کو خواہ وہ انسان، جانور، پودے، پرندے یا دیگر اشیاء کائنات ہوں انھیں حواس سے الگ یا خارج نہیں کیا جا سکتا ہے۔

عام مشاہدہ ہے کے جب تک جسم میں روح موجود ہے تو اس وقت تک حواس بھی متحرک رہتے ہیں اور جیسے ہی روح انسانی جسم سے نکلتی ویسے ہی کل حواس وحسیات بھی انسان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

علماء باطن کہتے ہیں حواس اور حسیات کسی بھی فرد کے ذاتی صفات نہیں بلکہ کل حسیات کا تعلق روح انسانی سے ہے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق روح کے 70000 پرت ہوتے ہیں اور ہر پرت مختلف کیفیات ،خصوصیات، رنگ وروپ سے عبارت ہوتے ہیں انسان بے شمار غلافوں سے مرکب ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۔۴

ترجمہ۔انسان نا قابل تذکرہ شے تھا، ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی، تو وہ دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا انسان بن گیا۔

وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۔۵

ترجمہ۔ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔

مندرجہ بالا دونوں آیات نہایت اہمیت کی حامل آیات ہیں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں! ہم نے (انسان) کے اندر اپنی روح پھونک دی تو وہ دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا انسان بن گیا۔۶

یعنی کل حسیات اور ان کی تحریکات روح کی مرہون منت ہیں جبکہ روح اللہ کا امر اور اذن ہے یعنی روح انسانی کی وجہ سے انسان دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا انسان بن گیا۔

بالفاظ دیگر روح نے اپنے لئے ایک میڈیم بنالیا اور اس میڈیم کو پروان چڑھا کر حواس بخش دئے گئے روح دراصل اللہ تعالیٰ کا ایک جز ہے اور اس جز میں اللہ کی وہ مشیت اور وہ تمام اوصاف و کمالات ہیں جس کا علم اللہ نے ودیعت کرنا پسند فرمایا اب یہ علم جز کو کس طرح سے حاصل ہوا یہ اللہ کا ایک راز ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ہر انسان کے اندر تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار لطائف یا جنریٹرز کام کرتے ہیں صوفیاء کرام جن پر اسمائے الٰہیہ کا انکشاف ہوا ہے وہ ان کی تعداد بھی تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار ہی بتاتے ہیں اللہ کا ہر

اسم اللہ کی ایک صفت اور ایک تجلی ہے یہی علم شاخ در شاخ لامحدود دائروں میں پھیل کر اللہ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہر انسان کے اندر تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار لطائف یا جنریٹرز کام کرتے ہیں صوفیاء کرام جن پر اسمائے الہیہ کا انکشاف ہوا ہے وہ ان کی تعداد بھی تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار ہی بتاتے ہیں اللہ کا ہر اسم اللہ کی ایک صفت اور ایک تجلی ہے ہر انسان کے اندر گیارہ ہزار حواس ہیں جنھیں گیارہ ہزار صلاحیتیں بھی کہا جا سکتا ہے انسان کی ہر صلاحیت ایک علم ہے اور یہ علم شاخ در شاخ لامحدود دائروں میں پھیل جاتا ہے ان گیارہ ہزار بنیادی صلاحیتوں کے استعمال کے لئے یقین کا ہونا بہت ضروری ہے اور یقین کا مطلب یہ ہے کے انسان کو یقین کا شعور حاصل ہو۔

روح کا ایک پرت ایسا بھی ہے جو انسان کو شک، وسوسہ اور بے یقینی سے دور کرتا ہے، روح کے اس پرت میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ انسان کے اندر یقین کی قوت اور صلاحیت کو نا صرف مضبوط و مستحکم کرتا ہے بلکہ اگر اس انسان کی مرکزیت اعلی حواس کی طرف ہے تو اس پر یقین کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں تاہم یقین جیسے جیسے مستحکم ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے انسان پر انکشاف غیبی ہوتا جاتا ہے اور بلاآخر انسان غیب کی دنیا میں داخل ہوجاتا ہے اور پھر یقین کا وہ پیٹرن کھل جاتا ہے اور انسان یہ جان جاتا ہے کے مٹی کے ذرات سے بنے ہوئے اس گوشت پوست کے جسم کی حیثیت محض عارضی اور فانی ہے۔ ۷

اہل علم حضرات کا یہ ماننا ہے کے ابھی ایسے الفاظ ایجاد نہیں ہوئے ہیں جو احساس کو بیان کرسکیں کیونکہ احساس کی دنیا الفاظ کی دنیا سے بہت آگے ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! انسان کسی بھی حقیقت کو اس وقت تسلیم کرتا ہے جب حواس خمسہ کی تمام قوتیں اس پر گواہ ہو جائیں۔ ۸

حسِ سماعت/ Auditory Senses:

کائنات کی ابتداء لفظ کن جبکہ انتہاء صور پھونکے جانے کی آواز سے ہوگی، قابل غور نکتہ آواز کی طاقت اور اس کی اثر پذیری کے کمال کا ہے کیونکہ اللہ نے جب کن کہا تو کائنات اور اس میں موجود تمام مخلوقات اسی انداز سے ظاہر ہوگئیں جو اللہ کے ارادے میں تھی لہٰذا یہ بات طے ہے کے

سارا عالم اللہ کے پاک کلام کی آواز کی تجلی سے منور اور روشن ہے اللہ تعالی نے تمام نوع انسانی کو ان کی تخلیق کے اولین ادوار میں جب وہ اروح کی شکل میں آسمانوں میں قیام پذیر تھیں کو مخاطب کر کے یہ کہا تھا!

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۔۹۔ترجمہ۔کیا میں تمھارا رب ہوں؟

تو کائنات میں روز الست انسانی سماعت سب سے پہلے متحرک ہوئی اور انسان نے سب سے پہلی آواز اللہ کی سنی لیکن دنیا میں آنے سے قبل بھی انسان جب ابھی جنین کی حالت میں تھا تو اس کی قوت سماعت حس بصارت سے پہلے پیدا کی گئی یعنی جنین میں حس سماعت پندرھویں ہفتے سے شروع ہو کر بیسویں ہفتے میں پختہ ہوتی ہے جبکہ پچیسویں ہفتے میں جنین مختلف آوازوں پر اپنے رد عمل کا اظہار بھی کرتا ہے اور دلچسپ امر یہ ہے کے وہ اپنی ماں کی آواز سے بہت مانوس ہوتا ہے جسے وہ علیحدہ سے شناخت کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔۱۰

ترجمہ۔اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اس نے تمھیں کان دئے، آنکھیں دیں اور سوچنے کے لئے دل دئے تا کہ تم شکر گزار بنو۔۱۰۔ا

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے!

میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہوا جس نے پیدا کیا اور اپنی قوت اور طاقت سے کان اور آنکھیں بنائیں۔۱۱

یہاں قابل غور امر یہ ہے کے آیت قرآن میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں انسانی سماعت کا ذکر بصارت سے پہلے کیا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کے انسان کی سماعتی قوت دیگر جانداروں کے مقابلے میں کمزور ہے بجو ۱۶ ہرٹز سے ۲۰۰۰۰ ہرٹز تک کی آواز بخوبی سن لیتا ہے تاہم کتے، بلیاں اور لومڑیاں 60000 ہرٹز تک کی آوازیں با آسانی سن لیتے ہیں اسی طرح سے

چوہے، چمگادڑ، وہیل مچھلی اور ڈولفن 100000 (ایک لاکھ) ہرٹز کی آوازیں سن لیتے ہیں ان جانداروں کے کان کی بناوٹ میں بھی واضح فرق پایا جاتا ہے جبکہ انسان آواز کو اس کی فریکوئینسی کی وجہ سے سن پاتے ہیں یعنی ہم کم سے کم 20 اور زیادہ سے زیادہ 20000 ہرٹز کی آوازیں سن پاتے ہیں کیونکہ یہ وہ آوازیں ہیں جو کان کے پردے پر ارتعاش پیدا کرسکتی ہیں 20 ہرٹز کی رینج سے کم یا 20000 ہرٹز کی رینج سے زائد فریکوئنسی کی آوازیں ہمارے کان کے پردے پر ارتعاش نہیں کرتیں۔

یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کے آواز کبھی فنا نہیں ہوتی بلکہ یہ فضا میں محفوظ رہتی ہے آواز ایک طاقت ور توانائی ہے اگرچہ کائنات کی بنیاد بھی ایک آواز 'کن' پر ہی قائم ہے شیریں آواز کے انسانی روح پر پڑنے والے پرکیف اور پرسوز اثرات کے ضمن میں رومی اپنی مثنوی میں بڑے دلنشین پیرائے میں بانسری کی تشبیہ بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں تاہم خلیفہ عبدالحکیم کے مطابق رومی اپنی مثنوی کا آغاز ہی بانسری کی مدھ بھری آواز کی انسانی روح پر پڑنے والے اثرات سے کرتے ہیں کیونکہ بانسری کا مضمون ان کی تمام مثنوی اور تمام تصوف کا لب لباب ہے ان کی مثنوی کے ان ابتدائی اشعار کا تعلق باقی مثنوی سے بالکل ایسا ہی ہے جیسا کے سورہ الفاتحہ کو قرآن سے جس طرح سے تمام قرآن اور اسلام کا عطر سورہ الفاتحہ میں موجود ہے بالکل اسی طرح سے بانسری کے اشعار میں، جو کے مثنوی کی تمہید ہیں ان کا تمام تصوف اور فلسفہ ایک لڑی میں پرودیا گیا ہے۔

موسیقی کی نسبت انسانوں کا عام تجربہ یہ ہے کے وہ جس قدر درد انگیز اور سوز و گداز سے لبریز ہوگی اسی قدر وہ انسانی روح کو متاثر کرے گی جبکہ موسیقی سے متعلق مختلف اہل علم، حکماء، صوفیاء اور ماہرین نفسیات کے الگ الگ نظریات ہیں ان میں سے کچھ اہل علم کا تو اس بات پر یقین کامل ہے کے ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعے سے انسان اپنی روحانی ماہیت بلکہ وہ ماہیت حیات جو کائنات میں غوطہ زن ہے کو استوار کرسکتا ہے اگرچہ اس قسم کا عرفان نہ تو حواس سے حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی عقل و استدلال سے بعض اوقات انسانی حواس اور معقولات محض سطح حیات پر ہی تیرتے رہ جاتے ہیں یا یوں کہیے کے وہ ہستی کے حجاب و نقاب ہیں تاہم عارف کے لئے یہ پردے بھی ساز کے پردے بن جاتے ہیں لہٰذا موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطے سے روحانی عالم

میں پہنچا دیتی ہے آگے چل کر رومی خود ہی حیرت سے یہ فرماتے ہیں کے رباب کو دیکھو اس کے تار، لکڑی اور پوست سب ہی مادی ہیں لیکن جہاں مضراب نے اس میں ارتعاش پیدا کیا فوراً ہی روح انسانی اس سے متاثر ہونا شروع ہوجاتی ہے لیکن بانسری سے جو عارف رومی نے مضامین پیدا کئے ہیں وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہوسکے ہندو مت میں بھی بانسری سے روحانیت کے تعلق کو اہم حیثیت حاصل ہے جب ہی مختلف تصاویر میں کرشن چندر اکثر بانسری بجاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ رومی کہتے ہیں بشنو یعنی سنو بانسری اپنی اصل سے الگ ہوگئی یعنی (درخت سے لکڑی کاٹ کر علیحدہ کردی گئی) چنانچہ بانسری کی لے میں موجود سوز وگداز دراصل اپنے اصل سے دوری کا سوز اور حسرت ہے جو ناقابل بیان ہے وہ اس کی وضاحت میں مزید یہ کہتے ہیں تمام انسانی ارواح خداوند جلال کی ہستی مطلق سے سرزد ہوئی ہیں لہٰذا ہر انسانی روح اپنی اصل کی طرف عود یعنی وصال چاہتی ہے۔

موسیقی اپنی کیفیات کے اعتبار سے جامع اضداد ہے لہٰذا اس میں ہمیں غم انگیزی وغم گساری اور ذوق فراق ووصال کا ملال نظر آتا ہے تاہم روحانی موسیقی تقریباً ہر مذہب میں ہی جزوعبادت شمار کی جاتی ہے اسی وجہ سے موسیقی کو روح کی غذا کہا جاتا ہے اگرچہ تمام اعمال کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے، لہٰذا سماع کے جائز اور ناجائز ہونے پر بھی صوفیاء کے درمیان ایک عرصے تک مباحثہ جاری رہا لیکن بہترین جواب وہی ہے جو کے رومی نے دیا سماع راست جائز اور سماع ناراست ناجائز' پھر سماع راست کے لئے بھی دو شرائط ہیں

ا۔ سننے والا جذبات عالیہ سے مزین ہو۔ ۲۔ اور موسیقی انسانی اعلیٰ روحانی جذبات کو ترقی دے۔ دوسری جانب قرآن کریم کی خوش الحانی سے تلاوت بھی ایک خوبصورت اور دلنشین موسیقی ہے۔ ۱۲؎

حس بصارت/Visual Senses:

نظر کو ایک کائناتی شعور کہا جاسکتا ہے یہ جس مقام اور جس نقطہ میں جلوہ گر ہوتی ہے اس میں اس کی طرز ایک ہی ہوتی ہے یعنی انسان، جانور، پرندے، درخت، پھول، پودے، چاند، سورج، ستارے اور کل اشیاء کائنات پانی کو پانی اور لوہے کو لوہا ہی دیکھتے اور سمجھتے ہیں بالکل اسی طرح سے

جس طرح سے پانی یا لوہا انسان، جانور، پرندے، درخت اور دیگر اشیاء کائنات کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو ان کی اصل حقیقت ہے یہی نہیں بلکہ کائنات میں پھیلے ہوئے تمام مناظر اسی قانون کے پابند ہیں کل کائنات اور اس میں موجود ہر ذرے میں ایک ہی نظر کام کر رہی ہے جس میں کہیں اور کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں اور ایسا ابتدائے آفرینش سے ہی ہو رہا ہے نظر زمانیت اور مکانیت کی نفی کرتی ہے یہ رنگ اور بے رنگ سے ماوراء ہے یہ نظر ازل سے ابد تک کسی لمحہ یا کسی ذرہ کی گہرائی میں ایک ہی صفت رکھتی ہے جو شعور کا مرکزی نقطہ یا کائنات کی اصل حقیقت ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ۔[13]

یعنی انسان کو علم سیکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یہاں سیکھانے سے مراد ودیعت کرنا یا لاشعور میں پیوست کرنا ہے موجودات میں جو کچھ بھی ہے اس کا سمجھنا اور جاننا انسان کے علاوہ کسی اور کے بس کی بات نہیں کیونکہ یہ خصوصی علم اللہ تعالی نے حضرت آدم کو تفویض کیا اور یہی خصوصی علم لاشعور کا علم بھی کہلاتا ہے کل اشیائے کائنات شعور رکھتی ہیں مثلاً انسان، جانور، پرندے اور درختوں کو جب پیاس لگتی ہے تو وہ اپنی پیاس پانی سے بجھاتے ہیں یعنی یہ طے ہوا کہ شعوری اعتبار سے ان میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے کیونکہ کائنات میں ایک ہی شعور کام کر رہا ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! نگاہ اپنے عمل میں مادی عوامل کی احتیاج سے آزاد ہے۔[14]

بصر سے مراد قوت بینائی ہے۔ ابن فارس نے لکھا ہے کے اس کے بنیادی معنی کسی چیز کو جان لینے کے ہیں۔

صاحب مصباح نے کہا بصر اس روشنی کو کہتے ہیں جس سے آنکھ نظر آنے والی چیزوں کا ادراک حاصل کرتی ہے اس کے علاوہ بصر کے ایک معنی کسی چیز کے دل میں اتر جانے کے بھی ہیں لہٰذا یہ معنی حصول علم، قوت ادراک اور ذہانت وفطانت کے لئے بھی مستعمل ہیں لفظ بصیرت وسیع

معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے کے حجت، دلیل، یقین، ارادہ اور عبرت وغیرہ۔ ۱۵ ؎
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِیۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّ نَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰى وَ قَدۡ كُنۡتُ بَصِيۡرًا ۔ ۱۶

ترجمہ۔ جو میرے ذکر (درس نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا پروردگار دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟۔

وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى لَا يَسۡمَعُوۡا‌ وَتَرٰٮهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ وَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ ۔ ۱۷

ترجمہ۔ اگر تم انھیں سیدھی راہ پر آنے کے لئے کہو گے تو وہ تمھاری بات سن بھی نہیں سکتے بظاہر تم کو ایسا نظر آتا ہے کہ وہ تمھاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کے وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔
ان آیات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کے نظر اور بصر کے فرق کی وضاحت کردی جائے بصیرت سے مراد وحی الٰہی کی روشنی میں ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنا کیونکہ مومن صاحب بصیرت ہوتا ہے اور اسی بصیرت کے سبب وہ اشیاء کی حقیقت کو جان لیتا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ‌ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ‌ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ‌ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ ۔ ۱۸

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان سے کہیے! میں تم سے یہ نہیں کہتا کے میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ ہی میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے پھر ان سے پوچھو کے کیا اندھے اور دو آنکھوں والے برابر ہو سکتے ہیں؟ اور کیا تم غور نہیں کرتے؟۔

جہاں تک بصر اور بصیرت کا تعلق ہے تو یہ حس نہایت طاقتور حس تصور کی جاتی ہے اس کا تعلق آنکھ سے ہے جس کے پس پردہ نہایت حساس اور منظم بصارت نظام کام کرتا ہے لیکن انسان میں دیکھنے کی حد بھی محدود ہے جبکہ شہد کی مکھی ماورائے بنفشی شعاعیں جسے Ultra Voilet Rays بھی کہتے ہیں اس کو بھی با آسانی دیکھ لیتی ہیں اسی طرح سے انسان کے مقابلے میں شاہین کی آنکھ کسی بھی چیز کو آٹھ گنا بڑا دیکھتی ہے آسمان کی بلندیوں پر محو پرواز پرندے بھی اپنی قوی بصارت کے سبب زمین پر موجود بہت باریک دانے دنکے دیکھ لیتے ہیں سائنسی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوچکی کے انسانی حسیات دیگر جانداروں کے مقابلے میں محدود اور کمزور ہیں یہ ایک اٹل حقیقت ہے کے حواس کو ۹۵ فیصد کائناتی ادراک بصارت کے ذریعے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

اہل روحانیت اور علمائے باطن کی نظر میں روز الست انسان کو سب سے پہلے نگاہ منتقل ہوئی تاہم انسان نگاہ کے سوا کچھ بھی نہیں کیونکہ دیدار خداوندی سے قبل روح انسانی بے چین، مضطرب اور پیاسی تھی تاہم جیسے ہی اسے دیدار خداوندی کا شرف حاصل ہوا تو نا صرف روح کو سکون حاصل ہوا بلکہ اس کی محبت بھی مکمل ہوئی یہی نہیں بلکہ انسان مکمل اور نظر معتبر ہوئی۔

رومی کہتے ہیں انسان نگاہ ہے باقی سب فکشن ہے نگاہ یہ ہے کے انسان اس بات سے واقف ہے کے میں مخلوق ہوں اور میرا بنانے والا اللہ ہے جب تک آدم کی نظر اللہ کی ربوبیت کے اوپر نہیں ٹھہری تھی اس کی حیثیت صرف احساس کی تھی لیکن جب اس کی نگاہ اللہ تعالی پر ٹھہر گئی تو اس کی حیثیت علم کی ہوگئی اور اس کے اندر سننے اور دیکھنے کے حواس پیدا ہو گئے۔

دیکھنے کی بھی دو طرزیں ہیں۔

۱۔ اشیاء کا ظاہر دیکھنا۔

۲۔ اشیاء کا باطن دیکھنا یعنی (اشیاء کی حقیقت کا ادراک)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ایک دعا مانگا کرتے، اے اللہ تو مجھے اشیاء کی حقیقت کا علم عطا فرما۔

روحانی نقطہ نظر سے باہر دیکھنا، دیکھنا نہیں انسان کی نگاہ پہلے کسی عکس کو لوٹا کر ذہن کی اسکرین پر نقش کرتی ہے اس کے بعد انسان اس چیز کو دیکھتا ہے ایک دیکھنا یہ کے ہمارے سامنے کوئی چیز رکھی ہو اور ہم اس کو دیکھ رہے ہیں جبکہ دوسرا دیکھنا یہ ہے کے سامنے رکھی ہوئی چیز کا عکس ہمارے لاشعور

پر نقش ہو رہا ہے اور ہم اسے دیکھ رہے ہیں براہ راست طرز نگاہ یہ ہے کے ہم اپنی روح کے دیکھنے کو دیکھ رہے ہیں یہی وجہ ہے کے جب انسان مر جاتا ہے تو اس کی آنکھ کی پتلی ساکت ہو جاتی ہے اور سب کچھ موجود ہونے کے باوجود مرنے والا دیکھنے سے قاصر رہتا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کے جس چیز کے اوپر عکس منتقل ہو رہا تھا اب اس عکس کا علم ہمیں موصول نہیں ہو رہا کیونکہ جسم سے روح نکل چکی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ایک انسانی آنکھ میں ایک کھرب سے زائد روشنی قبول کرنے والے ریشے پائے جاتے ہیں یہ تعداد ان ستاروں کے برابر ہے جو ملکی وے نامی کہکشاں میں ہے روشنی جب کسی شے سے ٹکرا کر ہماری آنکھوں کی پتلی سے گزرتی ہوئی اس کے پردے یعنی Retina پر پڑتی ہے تو ہمیں وہ شے دکھائی دیتی ہے شے کی بیرونی ساخت کے ساتھ ساتھ ہمیں اس کے رنگ بھی دکھائی دیتے ہیں رنگ کے دیکھنے میں بھی تین چیزیں کارفرما ہیں۔

ا۔ شے پر پڑنے والی شعاعیں۔ ۲۔ شے کی ساخت۔ ۳۔ انسانی آنکھوں کا پردہ۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔ ۱۹

ترجمہ۔ اس نے انسان کو ٹھیک کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی اور تمھارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے لیکن تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

جنات انسان کو اس لئے نظر نہیں آتے کیونکہ انسان کا ویژن بہت محدود ہے اس کائنات میں موجود Electromagnetic Spectrum کے مطابق روشنی کی درج ذیل ۱۹ اقسام ہیں جس میں سے انسانی آنکھ صرف ایک قسم کی روشنی کو دیکھنے کے قابل ہے جو سات روشنیوں پر مشتمل ہے۔

روشنی کی درج ذیل کچھ اقسام یہ ہیں۔

ا۔ Gamma Vision اگر انسان Gamma Vision میں دیکھنے کے قابل ہو جائے تو

وہ دنیا میں موجود ریڈی ایشن کو دیکھنے کے قابل ہوجائے گا تاہم اگر انسان X-Rays کو دیکھنے کے قابل ہوجائے تو پھر اس میں موٹی سے موٹی دیوار کے اس پار بھی دیکھنے کی اہلیت پیدا ہوجائے گی.

۲۔ Infrared-Vision اگر انسان Infrered Vision میں دیکھنے ے قابل ہوجاے گا تو پھر وہ باآسانی مختلف اجسام سے نکلنے والی حرارت کو بھی دیکھ سکے گا، سانپ اور کئی جانور Infrared-Vision میں دیکھ سکتے ہیں۔

۳۔Ultraviolet-Vision اگر انسان Ultraviolet-Vision میں دیکھنے کے لائق ہوجائے گا تو پھر اس کے لئے انرجی کو دیکھنا کچھ مشکل نہ ہوگا شہد کی مکھی کو اللہ نے یہ صلاحیت عطا فرمائی ہے کے وہ Ultraviolet-Vision رکھتی ہے۔

۴۔Microwave-Vision بھی روشنی کی ایک قسم ہے۔

۵۔Radiowave-Vision بھی روشنی کی ایک قسم ہے۔

تمام اشیاء کائنات کو اگر ایک میٹر کے اندر سمو دیا جائے تو انسانی آنکھ صرف ۳۰۰ نینو میٹر کے اندر موجود چیزوں کو ہی دیکھ پائے گی جس کا آسان مطلب یہ ہے کے ہم کائنات کا صرف 0.0000003% فیصد حصہ ہی دیکھنے کے قابل ہوں گے تاہم انسانی آنکھ کو دکھائی دینے والی روشنی Visible Light کہلاتی ہے جبکہ یہ الٹراوائیلٹ اور انفراریڈ کے درمیان پایا جانے والا بہت چھوٹا حصہ ہے ہماری کائنات اور دنیا میں اللہ کی پیدا کردہ کئی مخلوقات کا Visual-Spectrum انسانی Visual-Spectrum سے بہت مختلف ہے دنیا میں سب سے زیادہ رنگ مینٹس شرمپ کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں تاہم الورات کے گھپ اندھیرے میں بھی رنگوں کو اسی طرح سے دیکھ سکتا ہے جس طرح سے انسان کسی بھی رنگ کو دن میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

امریکن کک نامی ایک پرندہ ایک ہی وقت میں ۱۸۰ ڈگری کا منظر بھی دیکھ سکتا ہے۔

گھریلو بکری ۳۲۰ ڈگری تک کا ویو باآسانی دیکھ لیتی ہے۔

گرگٹ ایک ہی وقت میں دو مختلف سمتوں میں دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

افریقہ میں پایا جانے والا prongs نامی ہرن ایک صاف رات میں سیاروں کے گرد موجود دائرو ں کو بخوبی دیکھ سکتا ہے تاہم انسانی کی حس بصارت دیگر مخلوقات کے مقابلے میں محدود اور کمزور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ مرغ اس وقت بولتا ہے جب وہ فرشتے کو دیکھتا ہے، اور تم جب کسی گدھے کی رینکنے کی آواز سنو تو اللہ سے شیطان مردود سے پناہ مانگو کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھ کر رینکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم رات میں کتوں کا بھونکنا اور گدھوں کا رینکنا سنو تو اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔ ۲۰؎

جب مرغ کی آنکھ کا تجزیہ کیا گیا تو یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی کے مرغ کی آنکھ انسانی آنکھ سے دو اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔

۱۔ مرغ کی آنکھ میں پانچ اقسام کے Light receptors پائے جاتے ہیں جبکہ انسانی آنکھ میں صرف دو اقسام کے Light receptors پائے جاتے ہیں۔

۲۔ دوسری خاصیت Fovea ہے جو کے انتہائی تیزی سے گزر جانے والی کسی بھی چیز کو با آسانی دیکھنے کے بعد پہچاننے کی صلاحیت ہے اسی طرح سے گدھے کی آنکھ میں انسانی آنکھ کی بہ نسبت رنگوں کو پہچاننے کی حیرت انگیز صلاحیت موجود ہے اور اس کی آنکھ میں rods کا ریشو بھی زیادہ ہے اسی وجہ سے گدھا رات کی تاریکی میں درختوں کے سایے کو بھی پہچان لیتا ہے باالفاظ دیگر ایک گدھے کی آنکھ میں رات کی تاریکی میں اندھیرے کو دیکھنے اور پہچاننے کی مکمل صلاحیت پائی جاتی ہے۔

۱۸۰۳ء میں ڈالٹن نامی ایک سائنسدان نے ایک تھیوری پیش کی تھی کے کسی مادے کی سب سے چھوٹی اکائی کو ایٹم کہتے ہیں تاہم اس تھیوری پر ۱۰۰ سال بعد تھامسن نامی ایک سائنسدان نے مزید یہ بتایا کے ایٹم کے گرد مزید چھوٹے ذرات بھی موجود ہوتے ہیں جنھیں الیکٹرانز کہتے ہیں تاہم اگلے سات سال ے بعد ردرفورڈ ایٹم کا نیوکلیس بھی دریافت کیا گیا پھر بوہر نامی سائنسدان نے یہ بتایا کے الیکٹرانز ایٹم کے گرد گھومتے ہیں اور دس سال بعد ۱۹۲۶ء میں شورڈنگز نامی ایک

سائنسدان نے ایٹم کے اندر بھی مختلف اقسام کی انرجی کے بادلوں کو دریافت کیا جو چیز ۲۰۰ سال پہلے ایک تھیوری تھی آج وہ ایک حقیقت ہے کیونکہ آج ہم ایٹم کی ساخت سے بھی واقف ہیں اگرچہ ایٹم کو آنکھ سے دیکھنا اب تک ممکن نہ ہوسکا۔

String theory نامی ایک تھیوری ۱۹۶۰ء میں پیش کی گئی جس میں یہ بتایا گیا کہ عالمین میں تقریباً 10D ہیں یعنی گیارہ ڈائی مینشن ز ہیں اگرچہ اب تک سائنسدانوں نے صرف 3D کا ہی سراغ لگایا ہے۔

جس طرح سے انسان کی حرکت آگے پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر نیچے ہوسکتی ہے اس کو سائنسی زبان میں 3D یعنی three Dimensio n کہتے ہیں تاہم سائنس دان اب تک 3D کو ہی دریافت کر پائے ہیں ہماری دنیا اور ہمارا عالم انھی تین ڈائی مینشن کے اندر مقید ہیں۔

لیکن string theory کے مطابق 3D کے بجائے 10D ہیں جو درج ذیل ہے۔

۱۔پہلی ڈائی مینشن میں تو انسان آگے پیچھے حرکت کرتا ہے۔

۲۔دوسری میں آپ دائیں اور بائیں حرکت کر سکتے ہیں۔

۳۔انسان اوپر نیچے حرکت کرسکتا ہے (سائنسدانوں کے مطابق یہی ہماری دنیا ہے)۔

۴۔لیکن اگر انسان چوتھی ڈائی مینشن میں داخل ہوجائے تو وہ وقت میں سفر کرسکتا ہے۔

۵۔اس ڈائی مینشن میں انسان اس عالم سے نکل کر دوسرے عالم میں داخل ہوجائے گا جس کو عالم ارواح کہتے ہیں۔

۶۔اس ڈائی مینشن میں انسان دو یا دو سے زائد عالمین میں متحرک ہوجائے گا یعنی:

۱۔عالم اسباب۔ ۲۔عالم ارواح۔ ۳۔عالم برزخ۔

۷۔اس ڈائی مینشن میں جب انسان داخل ہوگا تو وہ کائنات کی تخلیق سے قبل کے دور یعنی بگ بینگ کے دور میں داخل ہوجائے گا.

۸۔یہ ڈائی مینشن انسان کو اس کی تخلیق سے قبل کے مختلف ادوار میں لے جائے گا۔

۹۔نواں ڈائی مینشن ایسے عالمین کا ہوگا جہاں فزکس کے اصول کے مطابق تمام چیزیں اور عالمین ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوں گے اور ممکن ہے وہاں کا ایک دن ہمارے دنیاوی دن کے

پچاس ہزار برس کے برابر ہو۔

۱۰۔دسویں ڈائی مینشن میں انسان اس عالم میں پہنچ جائے گا جہاں وہ جس چیز کا تصور کرے گا اس کو وہ چیز حاصل ہو جائے گی ممکن ہے یہ عالم جنت ہو جس کے لئے اللہ نے فرمایا کے انسان کو وہ سب حاصل ہو جائے گا جس کی وہ تمنا کرے گا۔

اس حوالے سے امام غزالی فرماتے ہیں نظر کے معنی یہ ہیں کے جس شے پر تم نظر ڈالو اس شے کے اندر تمھیں اللہ نظر آجائے۔

اسی کلیہ کی وضاحت میں حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں ہم کیونکہ روشنی کے ذریعے دیکھتے، سنتے، سمجھتے اور چھوتے ہیں اور روشنی ہمیں حواس منتقل کرتی ہے بالفاظ دیگر جن حواس کے ذریعے ہمیں کسی شے کا علم حاصل ہوتا ہے وہ دراصل روشنی ہے اگر روشنی درمیان میں سے حذف ہو جائے تو ہمارے حواس بھی حذف ہو جائیں گے اس وقت نہ تو ہم خود اپنے مشاہدے میں ہوں گے اور نہ ہی کوئی دوسری شے ہمارے مشاہدے میں باقی رہے گی۔

مثال۔اگر کوئی مصور سفید کاغذ پر رنگ بھر کے درمیان میں ایک کبوتر کی جگہ چھوڑ دے پھر وہ کاغذ دکھا کر پوچھا جائے کے یہ کیا ہے؟ تو یقیناً لوگ کہیں گے کے یہ ایک سفید کبوتر ہے بالکل اسی طرح سے اللہ تعالی کے نور نے کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے اور کائنات کا ہر ذرہ بصورت خلاء اللہ تعالی کے نور میں واقع ہے لیکن دیکھنے والوں کو خدا کا نور نظر نہیں آتا ہے بلکہ اس شے کا خلاء نظر آتا ہے جس کو وہ چاند، سورج، زمین، آسمان، انسان، اور جانور وغیرہ وغیرہ کہتا ہے۔۲۱؎

اس حوالے سے رومی کہتے ہیں انبیاء انسانیت کاملہ کی چشم بصیرت اور ان کی آنکھ کی پتلی ہیں جس میں تمام افلاک سما جاتے ہیں اور انبیاء کی بصیرت کے متعلق آنکھ کی پتلی سے بہتر تشبیہ نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان کے معنی آنکھ کی پتلی کے ہیں۔

محی الدین ابن عربی 'فصوص الحکم' میں 'فصل آدم' میں فرماتے ہیں!

آدم کو انسان اس لئے کہتے ہیں کے وہ خدا کی آنکھ کی پتلی ہے، جس سے خدا اپنی تجلیات و مخلوقات کا مشاہدہ کرتا ہے۔۲۲؎

انسان کا ایک ظاہری جسم ہے مگر حقیقت میں وہ ایک روح ہے جو جسم کے ہر خلیے میں دور کر رہی ہے حتیٰ کے آنکھوں کی بصارت بھی روح کی مرہون منت ہے لیکن انسانی آنکھ تمام خارجی مظاہر کا نظارہ تو کرتی ہے لیکن وہ اپنی روح کو دیکھ نہیں سکتی جو بصارت کا سرچشمہ ہے۔ ۲۳؎

حضرت امام شافعیؒ نے نظر تیز کرنے کے حوالے سے فرمایا ہے چار چیزیں انسانی نگاہ کو تیز کرتی ہیں۔

۱۔خانہ کعبہ کو دیکھنا۔ ۲۔سوتے وقت سرمہ لگانا۔ ۳۔سبزہ دیکھنا۔ ۴۔صاف جگہ بیٹھنا۔

تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کے اگر انسان کی نظر عقاب جتنی تیز ہو جائے تو وہ نو منزلہ عمارت کی چھت سے زمین پر موجود چونٹی کو بھی با آسانی دیکھ لے گا۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا:

سورہ السجدہ میں اللہ تعالی انسان کے مرنے کے بعد اس کی ازسرنو پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے فرما رہے ہیں!

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔کہنے لگے کے جب ہم زمین میں ملیا میٹ ہو جائیں گے تو کیا ازسرنو پیدا ہوں گے۔حقیقت یہ ہے کے یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے جانے ہی کے قائل نہیں۔

وہ سو سال تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی دی۔ ۲۵؎

الباعث۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ع۔ث) سے مشتق ہے۔ ۲۶؎

بعث۔کے بنیادی معنی کسی شے کی راہ میں حائل مشکلات کو دور کرنا جس کی وجہ سے نقل وحرکت میں آسانی ہو جائے۔

بعث الناقہ۔سے مراد اونٹنی کی رسی کو کھول کر اسے آزاد چھوڑ دینا۔

البعث۔کسی کو بھیجنا۔

البعیث۔رات کو بار بار جاگنا۔

باعث۔ کے معنی جذبہ محرکہ یا (Cause or Motive)

اللہ کا اسم مبارک **الباعث** ہے جس کے معانی مردوں کو زندہ کرنے والا یا قبر سے اٹھانے والا۔ ۲۷ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰىۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اسم الباعث کا نظام کائنات میں کردار:

اسم **الباعث** کا نظام کائنات میں نہایت اثر ورسوخ اور نفوذ پذیری پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کے وہ اپنی مخلوقات کو جب چاہے موت یا زندگی سے ہم کنار فرمائے قرآن کریم میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں ان ہی میں سے ایک کو پیش کر رہے ہیں۔

حیات و ممات:

ایک دفعہ کسی بستی سے حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر ہوا بستی ویران تھی جس کو دیکھ کر انھیں یہ خیال آیا کہ بھلا یہ بستی دوبارہ کیسے آباد ہوگی؟ پھر حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے گدھے کو ایک درخت سے باندھا کھانا اپنے سرہانے رکھا اور درخت سے ٹیک لگا کر آپ سو گئے آپ سو سال تک سوتے رہے پھر آپ کو سو سال کے بعد بیدار کیا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا کہ عزیر کتنی دیر سوئے؟ آپ نے جواب دیا کے ایک دن یا اس سے کچھ کم تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے نہیں تم سو سال تک سوتے رہے ذرا اپنے گدھے اور کھانے کی طرف دیکھو گدھا مر چکا تھا جس کی ہڈیاں تک بکھر چکی تھیں جبکہ کھانا بالکل ہی تازہ تھا پھر جب آپ نے بستی کی طرف نظر کی تو آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی پوری بستی آباد اور بارونق شہر میں بدل چکی تھی آپ نے جب اللہ کی یہ قدرت کاملہ دیکھی تو آپ سجدے میں گر پڑے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَاۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ
هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَاۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ

لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ
فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ
لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ
نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۔۲۹

ترجمہ۔کیا تم نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا جس کا گزر ایک بستی پر سے ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھیں اس نے کہا کے یہ آبادی جو ہلاک ہوچکی ہے اسے اللہ تعالی دوبارہ کیسے زندگی بخشیں گے؟ اس پر اللہ نے اس کی روح قبض کرلی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اس کو دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا کے بتاؤ کہ تم کتنی مدت پڑے رہے تو اس نے کہا کے ایک دن یا اس سے کچھ کم فرمایا! نہیں بلکہ تم سو سال تک اسی حالت میں پڑے رہے ذرا اپنے کھانے کی طرف دیکھو اس میں ذرا بھی تغیر نہیں آیا اور پھر اپنے گدھے کی طرف دیکھو (وہ گل سڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا ہے کے ہم تمھیں لوگوں کے لئے نشانی بنانا چاہتے ہیں پھر دیکھو ہڈیوں کے اس پنجر پر ہم کس طرح سے دوبارہ گوشت پوست چڑھاتے ہیں پس جب اس کو ہماری قدرت کا مشاہدہ ہوگیا تو اس نے کہا کے میں یقین کرتا ہوں بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

مثال:

جب انسان سوتا ہے تو وہ زمانیت میں سفر کرتا ہے اور جب وہ بیدار ہوتا ہے تو وہ مکانیت میں سفر کرتا ہے چونکہ سوتے ہوئے زمانیت کی پیمائش نہیں ہوسکتی جبکہ مکانیت میں زمانیت اس کے ساتھ سفر کرتی ہے حضرت عزیر علیہ السلام جب سو گئے تو اللہ تعالی کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق! ان کے حواس زمانیت میں پیوست ہو گئے جبکہ ان کا گدھا عام حالات کے مطابق جب اس میں آکسیجن گئی تو اس آکسیجن کو کاربن نے جلایا نہیں جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی ان کھانا اس لئے خراب نہیں ہوا کیونکہ کھانے کے مالیکیولز پر وہ گیسیز اثر انداز ہو رہی تھیں جو کے انھیں

تا دیر تازہ رکھتی ہیں جیسے کے ایک بڑے کمرے میں چھوٹا سا فرج۔ ۳۰؎

مثال:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ
قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ
اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ
سَعْیًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔۳۱

ترجمہ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے بارے میں جب استفسار کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا! کیا تمھیں اس پر یقین نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کے یقین تو ہے لیکن پھر بھی میں یہ جاننا چاہتا ہوں کے یہ کس طرح سے ہوگا؟

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہوا!

پس چار پرندے لے لو اور انھیں اپنے سے مانوس کرلو پھر (ذبح کرکے) ان کے جز کو چاروں طرف پہاڑ پر ڈال دو پھر انھیں بلاؤ تو وہ (اللہ کے حکم سے) تمھارے پاس دوڑے چلے آئیں گے اور تم جان لو کے اللہ بے شک غالب اور حکمت والا ہے۔

ارشادات خداوندی:

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔۳۲

ترجمہ تم بے جان ہو کر گر چکے تھے مگر پھر ہم نے تم کو جلا اٹھایا شاید کے اس احسان کے بعد تم شکر گزار بن جاؤ۔

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۔۳۳

ترجمہ۔وہ سو سال تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی دی۔

كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ
یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔۳۴

ترجمہ۔تم اللہ کا کس طرح انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے پھر اس نے تمھیں زندہ کیا پھر وہ تمھیں مارے گا پھر تمھیں زندہ کردے گا۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ۔ ۳۶

ترجمہ۔(اللہ) تو زندہ کو مردے میں سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ میں سے نکالتا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ۔ ۳۷

ترجمہ۔(اللہ) نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے۔

هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ۳۸

ترجمہ۔وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ ۳۹

ترجمہ۔(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے!) ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہ ہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی دفعہ پیدا کیا۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ
شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ ۴۰

ترجمہ۔صور پھونکا جائے گا تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے وہ سب فنا ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔تو وہ اچانک دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوبار صور پھونکا جائے گا اور ان دونوں صوروں کے درمیان ۴۰ کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا کے اے ابو ہریرہؓ! ۴۰ دن؟ انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ ماہ؟ انھوں نے کہا! میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے پوچھا ۴۰ سال؟ انھوں نے کہا کے میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی نازل فرمائے گا

جس سے لوگ اس طرح سے اگیں گے جس طرح سے سبزہ اگتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کے ایک ہڈی کے سوا انسان کی جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ ۴۱؎

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دم کی ہڈی کیسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کے وہ رائی کے دانے کی طرح ہے وہ پشت کی جڑ میں ایک باریک ہڈی ہے اور وہ دم کی ہڈی ہے جو چوپایوں میں دم کے سر کی جگہ ہوتی ہے اس ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی۔ ۴۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انسان کے جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو مٹی کبھی نہیں کھا سکے گی صحابہ نے پوچھا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! 'عجب الذنب' (دم کی ہڈی کا سرا)۔ ۴۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امام حسنؓ سے وصیت میں آپ نے فرمایا کے جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، نہ کہ دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ زندگی کے لئے انسان کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے اور ساعتوں کا گزرنا بھی اجل میں شامل ہے۔ ۴۴؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔

۳۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔

۴۔سورہ الدھر۔آیت۔۱۔۲۔

۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔

۶۔سورہ الدھر۔آیت۔۱۔۲۔
۷۔آگہی۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۸۔بڑے بچوں کے لئے۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۲۔
۱۰۔سورہ النحل۔آیت۔۷۸۔
۱۱۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۱۲۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۱۴۔۲۱۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۱۳۔سورہ العلق۔آیت۔۵۔
۱۴۔بڑے بچوں کے لئے۔شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمہ۔کراچی۔
۱۵۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ص۔۳۲۳۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔
۱۶۔سورہ طٰحٰہ۔آیت۔۱۲۴۔۱۲۵۔
۱۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۹۸۔
۱۸۔سورہ انعام۔آیت۔۵۰۔
۱۹۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۲۰۔سنن ابی داود۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۱۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۱۳۷۔۱۹۷۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۲۲۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۵۶۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۲۳۔تشبیہات رومی۔خلیفہ عبدالحکیم۔ص۔۲۱۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور پاکستان۔۱۹۵۹ء۔
۲۴۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۰۔
۲۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۲۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔
۲۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۳۰۔محمد الرسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔
۳۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۶۰۔
۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۶۔
۳۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۔
۳۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۷۳۔

۳۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۷۔
۳۷۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۳۸۔سورہ یونس۔آیت۔۵۶۔
۳۹۔سورہ یٰسین۔آیت۔۷۹۔
۴۰۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۸۔
۴۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۴۲۔فتح الباری۔ج۔۸۔ص۔۵۵۳۔۵۵۲۔مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ۔لاہور۔۱۴۰۱ھ۔
۴۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۴۴۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

۳۳۔احزاب (حزب کی جمع/قبائل)

نام:

احزاب۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو جمع کا صیغہ ہے، اس کی واحد حزب ہے، احزاب سے مراد متفرق قبائل کے ہیں،غزوہ احزاب میں کیونکہ متفرق قبائل نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا چنانچہ اسی نسبت سے اس سورہ کا نام سورہ احزاب رکھا گیا۔

شان نزول:

سورہ احزاب مدنی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۷۳ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۹ ہے۔

مضامین:

۱۔منافقین کا ذکر۔

۲۔ظہار کا ذکر۔

۳۔قلب انسانی کا تذکرہ۔

۴۔غزوہ خندق کا ذکر۔

۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا ذکر۔

۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا ذکر۔

۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء صفاتی کا ذکر۔

۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کی فضیلت۔

۹۔ازواج مطہرات کا تذکرہ منہ بولا بیٹا سگا بیٹا نہیں ہے۔

۱۰۔امہات المومنین۔

۱۱۔تمام مومنین کی مائیں ہیں۔

۱۲۔ختم نبوت۔

۱۳۔مومنین مرد وعورت کی ۱۰ صفات کا ذکر۔

۱۴۔خواتین کے پردے کے احکامات۔

۱۵۔کہو سیدھی سچی بات۔

۱۶۔انسان نے امانت کا بوجھ اٹھالیا۔

انسان کا دل:

انسان کے دل کے حوالے سے سورہ احزاب میں ارشاد خداوندی ہے!

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ۔۱

ترجمہ۔اللہ نے کسی شخص کے جسم میں دو دل نہیں بنائے۔

زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کبھی مسلمانوں کے ساتھ اور کبھی کفار کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا کرتا تھا، لوگوں کے پوچھنے پر اس نے بتایا کے اس کے سینے میں دو دل ہیں چنانچہ کبھی وہ مسلمانوں اور کبھی وہ کفار کے ساتھ اظہار محبت اور ہمدردی کیا کرتا ہے۔

اللہ تعالی نے اس آیت میں بالکل واضح کردیا کے اللہ نے ہر انسان کے سینے میں صرف ایک دل بنایا ہے لہٰذا دل کے مکمل یقین کے ساتھ وہ اپنی زبان سے بات کیا کرے، کیونکہ انسان یا تو مسلمان ہوتا ہے یا کافر، بیک وقت وہ دو مذاہب کا پیروکار نہیں ہوسکتا ہے۔

تاہم ہر انسان کے سینے میں ایک دل ہوتا ہے، یہ اہم نکتہ اللہ نے آج سے پندرہ سو سال قبل اس وقت کھولا تھا جب ابھی میڈیکل سائنس کو یہ نہیں معلوم تھا کے انسان کے سینے میں دل کتنے ہوتے ہیں۔

ظہار:

ظہار کے حوالے سے سورہ احزاب میں ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۔ ۲

ترجمہ۔نہ اس نے تم لوگوں کی اُن بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں بنا دیا ہے۔

ظہار کا مادہ ظہر سے نکلا ہے جس کے معنی شدت، غلبے، ظاہر اور پشت کے ہیں محرمات ابدیہ یعنی جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ اور ان کے جسم کا وہ حصہ جو دیکھنا جائز نہیں ہے اس حصہ کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دینا جیسے تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یہ واضح اور صاف طور پر ظہار ہے اگرچہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن کفارہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قربت نہیں کرسکتا اور ظہار کا کفارہ بھی ایلاء کے کفارے جیسا ہے۔ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۔ ۳

ترجمہ۔تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں سے زبردستی کہہ رہے ہیں، وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے انھیں جنم دیا اور وہ بے شک ایک بے ہودہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۔ ۴

ترجمہ۔بس اگر تم دونوں (ازدواج) اللہ کے حضور توبہ کرو کے بے شک تم دونوں کے قلوب مائل ہو جائیں گے (نیکی کی توفیق حاصل ہوگی) بس اگر تم دونوں اس کے اوپر زبردست بننے کی کوشش کرتی رہی تو بے شک اللہ جبرائیل اور صالح مومنین نبی کے دوست ہیں اور اس کے بعد ملائکہ بھی مددگار ہیں۔

ظِہار عرب کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ زمانہ قدیم میں جب اہل عرب اپنی بیویوں سے لڑتے تو غصے میں کہتے! تیری پشت میری لئے میری ماں کی پشت جیسی ہے، اور یہ بات جب کسی کے منہ سے نکل جاتی تو وہ یہ سمجھتا کے اب یہ عورت اس پر حرام ہوگئی کیونکہ وہ اسے اپنی ماں سے تشبیہ دے چکا۔ اس سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کے بیوی کو ماں کہنے یا ماں کے ساتھ تشبیہ دے دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ ماں تو وہی ہے جس نے انسان کو پیدا ہے، محض زبان سے ماں کہہ دینا حقیقت کو نہیں بدل دیتا۔

منہ بولے بیٹے کی اسلام میں حیثیت:

منہ بولے بیٹے کے حولے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَ اللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ۔ ۵

ترجمہ۔ نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہار حقیقی بیٹا بنایا ہے، یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم لوگ اپنے منہ سے نکال دیتے ہو، مگر اللہ وہ بات کہتا ہے جو مبنی بر حقیقت ہے، اور وہی صحیح طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے اور اگے تمہیں معلوم نہ ہو کے ان کے باپ کون ہے تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔ اسلام نسب کو خاص اہمیت دیتا ہے جب ہی قرآن کریم میں نکاح، طلاق اور عدت کے معاملات میں واضح احکامات موجود ہیں، عدت بھی اسی لئے ضروری ہے تاکہ اگر بیوی کا پہلے شوہر سے کوئی حمل ہے تو وہ سامنے آجائے اور بچے کی ولدیت اور نسب کو ٹھیک طرح سے جان اور پہچان لیا جائے کیونکہ نکاح اور نسب مرنے کے بعد اگلے جہان یعنی جنت اور جہنم میں بھی قائم رہے گا۔

عربوں کے یہاں منہ بولے بیٹے کو بھی سگے بیٹے جیسا اعزاز حاصل تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

غلام حضرت زید بن حارثہؓ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹا کہہ کر بلایا کرتے تو اہل عرب نے انھیں زید بن محمد کہنا شروع کر دیا۔ اسی تناظر میں ان آیات کا نزول ہوا۔

اس حوالے سے قرآن وسنت میں نہایت واضح احکامات موجود ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

من ادعیٰ الیٰ غیر ابیه وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام۔

ترجمہ۔ جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا جبکہ وہ جانتا تھا کے وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے، تو اس پر جنت حرام ہے۔ ۶؎

امھات المومنین تمام مومنین کی مائیں ہیں:

امھات المومنین کی قدر و منزلت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۔ ۷

ترجمہ۔ پیغمبر مومنین پر اُن کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

ازواج مطہرات حرمت اور احترام میں عزت اور اکرام میں بزرگی اور عظام میں تمام مسلمانوں کے لئے ان کی اپنی سگی ماؤں کے جیسی ہیں۔ ان کا ادب، ان کا شرف وعزت جس طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں قائم ودائم تھا بالکل اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی قائم رہے گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے کے بعد حالت بیوگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں۔

غزوہ خندق/غزوہ احزاب:

غزوہ احزاب کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

بَصِيۡرًا ۚ ۔٨

ترجمہ۔مومنو! خدا کی اُس مہربانی کو یاد کرو جو (اُس نے) تم پر (اُس وقت کی) جب فوجیں تم پر (حملہ کرنے کو) آئیں۔تو ہم نے اُن پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کئے) جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کام تم کرتے ہو خدا اُن کو دیکھ رہا ہے۔

اِذۡ جَآءُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ وَمِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ وَاِذۡ زَاغَتِ الۡاَبۡصَارُ وَبَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوۡنَا ۔٩

ترجمہ۔جب وہ تمہارے اُوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

هُنَالِكَ ابۡتُلِىَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَزُلۡزِلُوۡا زِلۡزَالًا شَدِيۡدًا ۔١٠

ترجمہ۔وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

وَاِذۡ يَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اِلَّا غُرُوۡرًا ۔١١

ترجمہ۔جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ خدا اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

وَاِذۡ قَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ يٰۤاَهۡلَ يَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمۡ فَارۡجِعُوۡا وَيَسۡتَاۡذِنُ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمُ النَّبِىَّ يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ بُيُوۡتَنَا عَوۡرَةٌ وَمَا هِىَ بِعَوۡرَةٍ ۚ اِنۡ يُّرِيۡدُوۡنَ اِلَّا فِرَارًا ۔١٢

ترجمہ۔اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی کے اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے ٹھہرنے کا مقام نہیں تو لوٹ چلو اور ایک گروہ ان میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے۔وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

وَلَوۡ دُخِلَتۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَقۡطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الۡفِتۡنَةَ لَاٰتَوۡهَا وَمَا

تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۔ ۱۳

ترجمہ۔اور اگر (فوجیں) اطراف مدینہ سے ان پر آ داخل ہوں پھر اُن سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کے لئے بہت ہی کم توقف کریں۔

وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ۔ ۱۴

ترجمہ۔حالانکہ پہلے خدا سے اقرار کر چکے تھے کے پیٹھ نہیں پھریں گے، خدا سے (جو) اقرار (کیا جاتا ہے اُس کی) ضرور پرسش ہوگی۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ ۱۵

ترجمہ۔کہہ دو کے اگر تم مرنے یا مارے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَ لَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ۔ ۱۶

ترجمہ۔خدا تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کے ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ۔ ۱۷

ترجمہ۔جب مومنین نے (کافرین کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔

پس منظر:

غزوہ احزاب سن ۵ ھ میں ہوا، اس کو غزوہ خندق اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں ایک بہت

بڑی خندق کھودی گئی جبکہ اس کو غزوہ احزاب اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں کفار اور یہودیوں کے کئی قبائل یعنی گروہوں نے متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔

حزب۔عربی زبان میں گروہ کو جبکہ احزاب گروہ کی جمع ہے۔

اس غزوہ کا اصل پس منظر یہ ہے کے غزوہ احد میں مسلمانوں کے بڑے جانی نقصان کو کفار مکہ اپنی فتح تصور کر رہے تھے لہٰذا ان کے حوصلے مزید بلند ہوئے پھر یہودیوں کی شر انگیزیاں جن میں قبیلہ بنو نضیر سر فہرست تھا جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے جلا وطن کر دیا تھا وہ خیبر میں جا بسے تا ہم وہ اپنی ذلت کا مسلمانوں سے بدلہ لینا چاہتے تھے اس غرض سے یہودیوں کے کئی قبائل باہم مسلمانوں کے خلاف متحد ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ کفار قریش بھی ان کی حمایت میں پیش پیش تھے چنانچہ یہود اور کفار مکہ باہم ایک بڑی قوت کی شکل میں یکجا ہوئے تا کہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیا جائے کفار کی تعداد 10000 تھی۔حضرت سلیمان فارسیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مشورہ دیا کے مدینہ کے گرد خندق کھودی جائے تا کہ ہم اپنی بہتر حفاظت کر سکیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس مشورے کو قبول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خندق کو کھودنے میں ان کے ساتھ شریک رہے یہ خندق مدینہ کے شمال مغرب میں کھودی گئی جو ایک کھلا حصہ تھا اور جہاں سے دشمن حملہ آور ہو سکتا تھا کیونکہ باقی تین اطراف میں گھنے جنگلات پہاڑ اور پتھریلا علاقہ تھا جو کے دشوار گزار راستہ تھا خندق کھودنے کے کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم کر دیا چنانچہ ہر دس مسلمان کے ذمہ چالیس ہاتھ خندق کھودنا تھی مجموعی طور پر یہ خندق چھ ہزار گز یعنی ساڑھے تین میل لمبی کھودی گئی اس کی گہرائی سات سے دس ہاتھ تھی جبکہ چوڑائی نو ہاتھ سے زائد تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے قلعے میں بھیج دیا ایک روایت ہے کے خواتین اور بچوں کو حسان بن ثابتؓ کے قلعے میں رکھا گیا مدینہ کے یہودیوں (بنو قریظہ) نے مسلمانوں اور ان کے اہل خانہ کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی لیکن بعد میں انھوں نے بھی غداری کی مسلمانوں کے لئے یہ ایک سخت وقت تھا۔

جب کفار کا لشکر مدینہ پہنچا تو اس خندق کو دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گیا یہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کے مسلمان کسی ایسی حکمت عملی کو اختیار کریں گے جس کا توڑ ان کے پاس نہ ہو گا کفار نے

بار ہا یہ کوشش کی کے وہ خندق کو عبور کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے انھی میں قریش کا ایک ۷۰ سالہ دبنگ عمرو بن عبد ود تھا جس نے مسلمانوں کو للکارا لیکن حضرت علیؓ نے اس کو جہنم واصل کیا یہ معرکہ سخت سردیوں میں پیش آیا روایت ہے کے دشمنوں نے تقریباً ۲۵ دنوں تک محاصرہ قائم رکھا پھر ایک رات اللہ تعالی نے ایک تیز آندھی چلائی جس سے دشمنوں کے خیمہ اکھڑ گئے، ان کے جانور بدک گئے، ان کے برتن اور اشیاءِ استعمال ہوا میں بکھر گئیں دوسری جانب ان کی اشیاءِ خوردنی بھی ختم ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے انسان اور جانور بھوک سے نڈھال تھے حتی کے تیز ہوا کے باعث آگ جلانا بھی محال تھی ایسے میں ابو سفیان نے واپسی کا قصد کیا اس طرح سے دشمن نامراد واپس لوٹے اس صورت حال کو قرآن اس طرح سے بیان کرتا ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۔۱۸

ترجمہ۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو اس نے تم پر کیا جب لشکر تم پر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہ آرہی تھیں اس جنگ میں دشمن کے تین افراد جہنم واصل ہوئے جبکہ مسلمانوں کے چھ افراد شہید ہوئے اس جنگ میں مسلمانوں کا کوڈ ورڈ حم ینصرون تھا جس کو سن کر اپنوں اور غیروں میں تمیز ہو جایا کرتی کفار کی ناکامی کے اسباب میں سرفہرست یہ بات تھی کے وہ اپنے ساتھ کئی لشکر کو لے کر آئے تھے جن کے جدا جدا سالار تھے لہٰذا متعدد سالار مسلمانوں پر حملہ کی باہم اور متفق پلاننگ نہ کر پائے دوسری طرف ان کے درمیان ایک لمبی چوڑی خندق بھی حائل تھی جس کو وہ عبور نہ کر سکے جبکہ موسم کی سختی نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی اتحادی قبائل مال غنیمت کے بھوکے تھے نیز یہود اپنے سوا کسی اور پر اعتماد بھی نہ کرتے تھے پھر رہ گئے قریش تو ان کی سوچ یہ تھی کہ ہم اپنا خون بہائیں اور جانیں دیں اور اس کا صلہ دوسرے حاصل کریں یہ محاصرہ ایک سخت محاصرہ تھا جس کو سر کرنے کے لئے ایک حد درجہ منظم، مستقل مزاج اور ثابت قدم جماعت کی ضرورت تھی تاہم اللہ تعالی نے

مسلمانوں کی مختصر جماعت کو ثابت قدم رکھا اور اللہ کی مدد سے مسلمان اس غزوہ میں سرخرو ہوئے۔

مومنین کی خصوصیات:

سورہ احزاب میں اللہ تعالی نے مومنین مرد و خواتین کی دس خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ ١٩

ترجمہ۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور صادق مرد اور صادق عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں۔ کچھ شک نہیں کے ان کے لئے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ا۔ مسلمین:

کلمہ شہادت پڑھ کر دل کے پورے یقین کے ساتھ جب انسان (مرد و عورت) اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ کے بندے اور رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے تو گویا وہ حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، پھر عقائد، عبادات اور دینی تعلیمات کے ذریعے وہ آہستہ آہستہ دین اسلام سیکھتا چلا جاتا ہے، یعنی صدق دل سے کلمہ پڑھ کر انسان حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

۲۔مومنین:

مومنین (مردوعورت) اللہ کے وہ خاص بندے ہیں جن کے قلوب میں دین اسلام داخل ہوجاتا ہے اور وہ عقائد، اسلام، عبادات، اسلامی تعلیمات، اللہ کے احکامات، حلال حرام اور اللہ کے بنائے ہوئے قاعدے قوانین پر عمل پیرا ہوجاتا ہے یعنی مومن صرف علم نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ علم پر عمل بھی کرتا ہے۔

۳۔قانتین:

مومنین (مردوعورت) اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں، وہ اللہ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور ہر ممکن اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

۴۔صادقین:

صادقین سے مراد سچ بولنے والے مومنین (مردوعورت) سچ ایک بہت بڑی قوت اور بہادری ہے جس پر پورا اترنا اتنا آسان نہیں چنانچہ جو لوگ سچائی کے راستے پر گامزن رہتے ہیں معاشرے میں ایسے افراد کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ایسے افراد کی شخصیت میں ایک الگ قسم کا جاہ وقار اور دبدبہ ہوتا ہے، تاہم قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کے جو لوگ سچ بولتے ہیں وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرلیں گے، تاہم سچ بولنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں لیکن جو لوگ اللہ کی توفیق سے سچ بولتے ہیں ان کا دنیا اور آخرت میں رتبہ بہت بلندی پر ہوگا۔

۵۔صابرین:

صبر کرنے والے (مردوعورت) کو صابرین کہا جاتا ہے، اللہ کے یہاں مشکلات پر صبر، ناپسندیدہ چیزوں اور لوگوں کو صبر وسکون سے جھیلنے یا پھر پسندیدہ چیزوں کے انتظار کو بھی صبر کہا جاتا ہے، جب صبر مستقل بنیادوں پر قائم ہوجائے تو وہ استقامت میں تبدیل ہوجاتا ہے، تاہم صبر خدا کا نور ہے کیونکہ پریشانی، دکھ، درد اور مصائب ومشکلات میں گھرا انسان جب اللہ کے ساتھ اور اس کی رضا

کے ساتھ جڑ جاتا ہے تو گویا اس کے وجود کے اندر ایک مثبت وتانائی دور کرنا شروع ہوجاتی ہے جو اسے بے شمار ذہنی الجھنوں ،ٹینشن ،ڈپریشن اور فرسٹریشن سے بچالیتی ہے اور انسان بلا آخر اللہ کے حکم سے اس مشکل سے بھی کبھی نا کبھی نکل جاتا ہے۔

۶۔خاشعین:

خشیت الٰہی سے مراد خوف خدا کا ہونا تو ہم جب مومنین (مرد وعورت) اللہ کے خوف سے گناہوں سے باز آتے ہیں اور ہر اس کام سے رکتے ہیں جو اللہ نے منع فرمایا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل ودماغ میں یہ خیال بھی موجود رہتا ہے کے اللہ تعالیٰ تو انھیں دیکھ رہا ہے لہٰذا ان کے کسی ناپسندیدہ عمل سے اللہ ناراض نا ہوجائے یعنی جلوت میں تو انسان دوسروں کو دکھانے کے لئے نیک اعمال کرتا ہی ہے تا کہ لوگ اس کو نیک اور پارسا سمجھیں لیکن خلوت میں بھی وہ خوف خدا کے سبب گناہوں اور ناپسندیدہ باتوں سے گریز کرتا ہے۔

۷۔متصدقین:

صدقات دینے والے مومنین (مرد وعورت) کا بھی اللہ کے یہاں بہت مقام ومرتبہ ہے، صدقہ صرف روپے پیسے کے ذریعے ہی نہیں دیا جاتا ہے بلکہ نیکی کا ہر کام صدقہ ہے یہاں تک مسکراتے چہرے کے ساتھ کسی مسلمان کو ملنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا یا پھر کسی کو صحیح مشورہ دینا یا صحیح ارستے کی نشاندہی کرنا یہ سب کے سب صدقات میں شامل ہیں، یعنی ثابت ہوا کے جو انسان (مرد وعورت) اللہ کی خوشنودی کی خاطر جو بھی نیکی کا کام کرے گا وہ اللہ کی نظر میں صدقہ ہے چنانچہ ایسے تمام لوگ اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں۔

۸۔صائمین:

صوم عربی زبان میں روزے کو کہتے ہیں اور روزے دار کو صائم کہا جاتا ہے چنانچہ تمام مومنین (مرد وعورت) جو بھی اللہ کے فرض کئے ہوئے روزوں کو رکھتے ہیں ان کے لئے ایک بہترین اجر اللہ کے یہاں موجود ہے، اور جس نے خلوص دل سے روزہ رکھا گویا اس کا اس قدر اجر وثواب ہے

کے وہ صرف اللہ کے ہی علم میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔۲۰؎

۹۔اپنی عزتوں کی حفاظت کرنے والے:

مومنین (مرد و عورت) اپنی عزتوں کی حفاظت کرتے ہیں، بے حیائی کے ہر کام سے رکتے ہیں اور ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے ہیں اپنی پاک دامنی کو قائم رکھتے ہیں، یعنی اپنی قوت کو اپنی منکوحہ پر ہی سرف کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم مجھے دو چیزوں ضمانت دے دو (زبان اور فرج) اور میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔۲۱؎

۱۰۔ذاکرین (بکثرت ذکر کرنے والے):

اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مومنین (مرد و عورت) کا اللہ کے یہاں نہایت بلند ترین مقام و مرتبہ ہے یہاں تک کے ذاکرین کا مقام اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین اور شہداء سے بھی بلند ترین ہے۔اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا سب سے بڑے درجے والا بندہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والا، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی راہ کے مجاہد سے بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر چہ وہ کافروں پر تلوار چلائے یہاں تک کے تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے تب بھی اللہ تعالٰی کی نظر میں بکثرت ذکر کرنے والا ہی افضل رہے گا۔۲۲؎

ختم نبوت:

سورہ احزاب میں ختم نبوت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔۲۳

ترجمہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا۔

روایت میں آتا ہے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے دنیا میں بھیجے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے تاہم نبوت اور رسالت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل اور ختم ہوا تاہم قیامت تک اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبین ہیں یعنی ان پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَ لٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

’خاتم‘ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی آخر میں، مہر لگانا، بند کرنا اور کام مکمل کرنا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں دین اسلام کی تعلیمات کے کام کو مکمل کیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے!

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَ رَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا۔ ۲۵

ترجمہ۔آج تم پر تمھارا دین مکمل ہو گیا اور ہم نے دین اسلام کو تمھارے لئے بحیثیت دین کے پسند کیا۔

یہ اصولی بات ہے کے جب دین اور اس کی تعلیمات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں مکمل کر دیا گیا ہے تو اب نیا نبی کیا بتانے کے لئے آئے گا۔ کسی بھی جگہ نئے نبی کو بھیجنے کی عام طور پر درج ذیل چار وجوہات میں سے کوئی ایک وجہ ہوتی ہے۔

۱۔ یا تو اس قوم پر سرے سے کوئی نبی ہی نہ آیا ہو۔

۲۔ یا وہ قوم اپنے نبی یا رسول کی تعلیمات کو بھول چکی ہو۔

۳۔ نبی یا رسول اپنی مدد کے لئے کسی دوسرے نبی کا مطالبہ کرے۔ جیسے حضرت موسیٰ نے اللہ سے اپنے بھائی حضرت ہارون کو نبی بنانے کی درخواست کی تھی۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ وَ اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ وَ اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۔۲۶

ترجمہ۔موسیٰ نے عرض کی ! پروردگار میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو سلجھا دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے اپنے کنبے کا ایک وزیر مقرر کردے اور ہارون جو میرا بھائی ہے اس کے ذریعے سے میرا ہاتھ مضبوط کرا اور اس کو میرے کام میں شریک کردے تا کہ ہم دونوں آپ کی خوب پا کی اور بکثرت ذکر کریں۔

وَ يَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۔۲۷

ترجمہ۔(موسیٰ نے کہا)!اے میرے رب ! مجھے خوف ہے کے وہ مجھ کو جھٹلائیں گے،میرا سینہ گھٹتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی ہے آپ ہارون کی طرف رسالت بھیجیں۔

۴۔ نبی بھیجنے کی چوتھی وجہ یہ ہوتی ہے کے ابھی دین کی تعلیمات نامکمل ہیں لیکن خود قرآن نے یہ کہا!

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ۔۲۸۔ ترجمہ۔آج تم پرتمھارا دین مکمل ہوگیا ہے۔

لہٰذا اب قیامت تک کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں:

عقیدہ ختم نبوت پر درج ذیل احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے نبیوں کی مثال ایک عمارت کی سی ہے۔جیسے ایک شخص نے بہت خوبصورت عمارت بنائی۔اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی،لوگ اس عمارت کے چاروں طرف گھومتے ہیں اور کہتے ہیں کے یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑی گئی ہے؟وہ آخری اینٹ میں ہوں۔۲۹

بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرام کیا کرتے تھے جب ایک نبی وفات پاجاتا تھا تو دوسرا اس کا جانشین مقرر ہوتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔۳۰

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتے تو وہ عمرؓ ہوتے۔ ۳۱ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء صفاتی کا ذکر (شاھد، مبشر، نذیر، داعٍ، سراج، منیر):

سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء صفاتی کا تذکرہ فرماتے ہوئے فرمایا!

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۔ ۳۲

ترجمہ۔ اے نبیؐ!، ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔

وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۔ ۳۳

ترجمہ۔ اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔

سیدی شاھد:

سیدی شاھد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کی وحدانیت کی شہادت پیش کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوائے حق کے کچھ اور نہ فرماتے تھے سہل بن حنیف اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے صدق دل سے اللہ سے شہادت کی دعا کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کا مرتبہ عنایت فرمائے گا چاہے وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔ ۳۴ ؎

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۔ ۳۵ یعنی۔ ہر چیز اللہ کی نظر میں ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ ۳۶

ترجمہ۔ اللہ نے گواہی دی کے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

اشهد اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هو ۔ ۳۷

ترجمہ۔ اللہ نے گواہی دی کے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) اس آیت کی شان نزول کے حوالے سے لکھتے ہیں! شام کے دو عالم مدینہ منورہ آئے تو ایک نے دوسرے سے کہا! یہ شہر اس نبی کے شہر سے بہت مشابہہ ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے پھر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کتاب میں لکھی ہوئی نعت سے پہچان لیا ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کہا! کیا آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا! ہاں انھوں نے پھر پوچھا! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احمد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں انھوں نے کہا! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شہادت سے متعلق سوال کرتے ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا صحیح جواب دے دیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم مجھ سے سوال کرو تو انھوں نے کہا! یہ بتائیے! اللہ کی کتاب میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ نے گواہی دی:

اَشْهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔۳۸۔ ترجمہ۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں کی زیارت کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی میں داخل ہوتے تو بلند آواز سے فرماتے تھے! اسلام وعلیکم کیونکہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر ہی اچھا ہے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرح سے ہر سال کیا کرتے تھے ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح سے ہر سال کیا کرتے۔ ۳۹؎

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! شہید کو قتل کئے جانے سے صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم کو چونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ۴۰؎

سیدی مبشر:

سیدی مبشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم صفاتی ہے جس کے معانی بشارت اور خوشخبری دینے والا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۔۴۱

ترجمہ۔ اے نبی! اس کلام کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان میں آسان کر کے اسی لئے نازل کیا

تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعے پرہیزگاروں کو خوشخبری دیں اور ہٹ دھرموں کو متنبہ کریں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اللہ پر ایمان، عقائد و عبادات کی پابندی، حلال کی پابندی اور حرام سے بچنے، نیکی کا حکم دینے اور برائیوں سے بچنے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے، علم حاصل کرنے، رزق حلال کو کمانے، پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے، والدین کے ساتھ احسان کرنے، سلام میں پہل، کسی مریض کی عیادت، کسی کے جنازے میں شرکت، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے، صدقات، خیرات اور زکوۃ کی ادائیگی کی پابندی کے نتیجے میں جنت کی بشارت دی ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۔ ۴۲

ترجمہ۔اے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے (جنت) کی بشارت دینے والا اور (دوزخ) سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۔ ۴۳

ترجمہ۔اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں کئی لوگوں کو جنت کی بشارت اور آخرت سے متعلق خوشخبریاں عنایت فرمائی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔
عشرہ مبشرہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی وہ دس خوش نصیب صحابہ کرام جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی، ان خوش نصیب صحابہ کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔حضرت ابوبکر صدیقؓ ۔ ۲۔حضرت عمر فاروقؓ ۔ ۳۔حضرت عثمان غنیؓ ۔
۴۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریمؑ ۔ ۵۔حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ۔

۶۔حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ ۔۷۔حضرت طلحہ ؓ ۔۸۔حضرت زبیر بن عوام ؓ ۔
۹۔حضرت سعید بن زید ؓ ۔۱۰۔حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ ۔۴۴؎

حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ابوبکر ؓ، عمر ؓ، عثمان ؓ، سعید بن زید ؓ اور ابوعبیدہ بن الجراح ؓ جنت میں ہیں۔۴۵؎

حضرت علی ؓ بن ابی طالب ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! طلحہ ؓ اور زبیر ؓ دونوں جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔۴۶؎

حضرت زبیر ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! طلحہ ؓ نے اپنے اوپر جنت واجب کرلی۔۴۷؎

حضرت جابر ؓ بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص زمین پر کسی شہید کو چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے تو وہ طلحہ ؓ بن عبید کو دیکھے۔۴۸؎

حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں کے جو میری ذات سے محبت کرنے والا ہے، ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے جن کی تحسین انبیاء اور اولیاء بھی کریں گے۔۴۹؎

حضرت انس ؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر ؓ، عمر ؓ اور عثمان ؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔۵۰؎

حضرت انس ؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے بتایا کے سی نے میری رہنمائی کی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی مثل ہے۔۵۱؎

حضرت ابوالدرداء ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اچھے اخلاق سے بڑھ کر میزان میں کوئی چیز بھاری نہیں۔۵۲؎

حضرت مصعب ؓ بن سعد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ اس امت کے ضعیف لوگوں کی دعاؤں ان کی نمازوں اوران کے اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد

فرماتا ہے۔ ۵۳؎

حضرت معاذؓ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اپنے دین میں اخلاص رکھو تمھارا قلیل عمل بھی کافی ہوگا۔ ۵۴؎

حضرت ضحاک بن قیسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اپنے تمام اعمال اخلاص کے ساتھ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے بغیر کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔ ۵۵؎

سیدی نذیر:

سیدی نذیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی ڈرانے والے کے ہیں یعنی قرآن کریم کے ذریعے تذکیر اور انذار کا فریضہ انجام دیا جا رہا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَ مَنۡۢ بَلَغَ ؕ۔ ۵۶

ترجمہ۔ میری طرف یہ قرآن وحی کے ذریعہ بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے اس ڈراؤں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ہر قوم میں انبیاء کرام مبعوث فرمائے جنھوں نے اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور عذاب الٰہی، جہنم کی سختیوں اور گزشتہ اقوام کی سرکشی کے نتیجے میں آنے والے تباہ کن عذاب سے ڈرایا لیکن ہر انسان میں سمجھنے کی قوت اور صلاحیت نہیں ہوتی ہے کچھ سعید روحیں فوراً معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنا قبلہ درست کر لیتی ہیں جبکہ کچھ لوگ تاعمر متواتر سرکشی اور ظلم پر اصرار کرتے رہتے ہیں کیونکہ ہر انسان میں نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت بنی نوع انسانیت کے لئے نہایت سعادت، رحمت اور انتہائی خوشی کا موقع ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے ہی ہمیں قرآنی احکامات، قاعدے قوانین، حلال وحرام، محکم ومتشابہات، صحیح اور غلط، جنت وجہنم، موت اور زندگی، عقائد وارکان اور عبادات کا علم ہوا تاہم قرآن کریم کی آیات میں موجود فکر وفلسفہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا یہ وضاحت اتنی دوٹوک تھی جس میں کسی قسم کے ابہام کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی اب

جس نے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر لی وہ کامیاب ہو گیا اور جو تباہ کن اعمال اور اس کے نتائج سے نہ ڈرا وہ ناکام و نامراد ہو گیا۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۔۵۷

ترجمہ۔ بے شک ہم نے اس کو اتارا قرآن عربی تا کہ تم سمجھو۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ ۔۵۸

ترجمہ۔ ہر قوم میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۔۵۹

ترجمہ۔ نہایت متبرک ہے وہ جس نے فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تا کہ سارے جہان والوں کے لئے نذیر ہو۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا اۨلَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۔۶۰

ترجمہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہیے! اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

وَ اُوۡحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ ۔۶۱

ترجمہ۔ میری طرف یہ قرآن وحی کے ذریعہ بھیجا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے اس ڈراؤں۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔

ترجمہ۔ اے نبی! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ یہ نہیں جانتے۔ ۶۲؎

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ ۔۶۳

ترجمہ۔تم تو محض خبردار کرنے والے (منذر) ہو اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما (ھادٍ) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ۶۴

عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں جبکہ مجھ سے قبل جتنے انبیاء بھی بھیجے گئے وہ کسی قوم کی جانب بھیجے گئے تھے۔ ۶۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور ختم کردئے گئے میری آمد پر انبیاء۔ ۶۶

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں نے دیکھا کے جہنم کے بعض حصوں کو آگ کھا رہی ہے اور میں عمرو بن لحی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے اور یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے لئے اونٹنیوں کو نامزد کیا تھا۔ ۶۷

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کریں اور انسان سے اس کا کوڑے کا پھندا بات نہ کرے اور اس کی جوتی کا تسمہ بات نہ کرے۔ ۶۸

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !قیامت صرف اشرار (بدترین) لوگوں پر قائم ہوگی۔ ۶۹

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمھاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ۷۰واں حصہ ہے۔ ۷۰

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! بے شک دوزخ والوں

میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں اور دو تسمے پہنائے جائیں گے اور اس سے اس کا دماغ اس طرح سے کھول رہا ہوگا جس طرح سے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے۔ا۷ے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ کو 1000 سال تک دھکایا گیا حتی کے وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو ۱۰۰۰ سال تک مزید دھکایا گیا حتی کے وہ سفید ہوگئی پھر اس کو مزید 1000 سال تک دھکایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی پس وہ سیاہ اندھیری ہے۔ ۷۲ے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ میں صرف شقی داخل ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شقی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کے لئے کوئی اطاعت نہیں کی۔ ۷۳ے

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بیان کیا، جنت میں نیک آدمی کو نیک آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور دوزخ میں بدکار کو بدکار کے ساتھ ملا دیا جائے گا جبکہ حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کے ہر شخص کو اس کی جماعت کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودی اور نصرانی کو نصرانی کے ساتھ اور مومنین کی روحوں کو بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ اور کافرین کی روحوں کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ ۷۴ے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۔۷۵۔ ترجمہ۔ اور جب سمندر بھڑکا دئے جائیں گے۔

حضرت علیؓ نے ایک یہودی سے پوچھا! جہنم کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا! سمندر میں، حضرت علیؓ نے فرمایا! میرا یہ گمان ہے کے وہ سچا ہے کیونکہ قرآن نے کہا ہے!

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۔ یعنی بھڑکائے ہوئے سمندر کی قسم۔ ۷۶ے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ ۷۷

ترجمہ۔ ان فرشتوں کی قسم جو جسم میں ڈوب کر نہایت سختی سے کافروں کی روح کھینچتے ہیں اور ان کی قسم جو نہایت نرمی سے مومنین کی جان کے بند کھولتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا، ملک الموت کافروں کی روح کو ہر بال، ناخن اور قدموں کی جڑوں کے نیچے سے کھینچتا ہے اور اس کو اس کے جسم میں بار بار لوٹا کر نکالتا ہے مقاتل نے کہا! ملک الموت اور اس کے مددگار فرشتے کفار کی روحوں کو اس طرح سختی سے کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی سیخ میں بہت سے کانٹے ہوں اور ان میں گیلا اون پھنسا ہوا اور اس کو سختی سے کھنچا جائے پھر اس کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا شخص نکلتا ہے۔۷۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، یہ کافروں کی روحیں ہیں جن کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے پھر انھیں آگ میں غرق کر دیا جاتا۔۷۹؎

بے شک جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ میں انگارے بھر کر لاتے ہیں پھر اس کی روح کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچ کر نکالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے !اے خبیث روح !اس حال میں کے تو ناراض ہو اور تجھ پر اللہ ناراض ہو اللہ کی دی ہوئی اس ذلت اور عذاب کی طرف نکل اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اس کو انگاروں پر رکھ دیا جاتا ہے اور اس ٹاٹ کو اس کے اوپر لپیٹ دیا جاتا ہے اور اس کو سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔۸۰؎

حضرت علیؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنازے میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک تنکے سے زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے ہر شخص کا جنت یا دوزخ میں ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے، صحابہ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں؟ اور عمل کو چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کے عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے اسی عمل کو آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے سو جو اہل سعادت میں سے ہیں ان کے لئے اہل سعادت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے اور جو بھی اہل شقاوت ہیں ان کے لئے اہل شقاوت کے اعمال کو آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی!

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَ اتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰی وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی۔۸۱

ترجمہ۔پس جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتا رہا اور نیک باتوں کی

تصدیق کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب آسانی (جنت) مہیا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور اللہ سے بے پرواہ رہا اور نیک باتوں کی تکذیب کرتا رہا پس ہم اس کو عنقریب دشواری (جہنم) مہیا کریں گے۔

سیدی داعٍ:

سیدی داعٍ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے۔حقیقت یہ ہے کے داعی انقلاب کا اطلاق اگر نسل انسانی کے کسی فرد پر بطور حجت اور بتمام کمال اگر کیا جا سکتا ہے تو وہ عظیم الشان شخصیت صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ ۸۲

ترجمہ۔(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لوگوں کو اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے ہیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۔ ۸۳

ترجمہ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور احسن طریقہ کے ساتھ ان پر حجت قائم کیجئے بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رب ان کو بہت جاننے والا ہے جو اس کے راتے سے بھٹک گئے اور ہدایت پانے والوں کو بھی وہ خوب جانتا ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۔ ۸۴

ترجمہ۔اے نبی! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تا کہ جو راہ راست اللہ نے تمھیں دکھائی ہے اس کے مطابق تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا

يَجِدُوا فِيٓ اَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔۸۵

ترجمہ۔اۓ نبی! تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں بن سکتے ہیں جب تک کے یہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کوفیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر یہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ محسوس کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

ابن مردویہ نے ابولیلی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے آئمہ کی اطاعت کو لازم پکڑلو اوران کی مخالفت نہ کرو کیونکہ ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اوران کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اوراللہ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اس کے راستے کی جانب اچھی نصیحت کے ساتھ (تمھیں) بلاتا رہوں تاہم جس نے میری مخالفت کی وہ ہلاک ہوا اوراس شخص سے اللہ اوراس کا رسول بری الذمہ ہے اور جو شخص تمھارے کسی امر کا والی بنایا جائے تو اس ے خلاف اگر کوئی عمل کرتا ہے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔۸۶؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔۸۷

ترجمہ۔جولوگ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی اوران کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کیا گیا ہے۔

سیدی سراج:

سیدی سراج، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص (متوفی) احکام القرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات سے متعلق لکھتے ہیں! رسول اللہ داعی الی اللہ اور روشن چراغ ہیں۔نظام شمسی میں سورج کو ایک خاص مرکزی حیثیت حاصل ہے سورج روشنی اور حرارت کا منبع اور ماخذ تصور کیا جاتا ہے دوسری جانب رات کی تاریکی،

اندھیرا اور سناٹا خوف اور وسوسوں کا سبب ہے جبکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کے گہری سیاہ رات میں اندیشے، مایوسی، بیماری اور خوف و نا امیدی اپنے عروج پر ہوتی ہے لیکن جیسے ہی صبح کا سورج نمودار ہوتا ہے کئی اقسام کے خوف اور اندیشے از خود ختم ہو جاتے ہیں سورج امید کا پیغام لاتا ہے جس کی روشنی سے دنیا منور ہوتی ہے سورج کی کرنیں کھیت کھلیان کی زندگی ہیں اگر سورج نہ نکلے تو فصل پکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بالکل اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو روشن چراغ سے تشبیہ دیتے ہوئے اسی جانب اشارہ فرمایا کے جس طرح سے سورج کی روشن کرنیں مایوسی، بے یقینی، اضطراب اور خوف کا خاتمہ کرتی ہیں عین اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکت کی تعلیمات سے بھی دنیا میں جہالت، گمراہی، بے یقینی اضطراب اور معصیت کا خاتمہ عمل میں آیا۔ اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو روشن چراغ سے اس لئے تشبیہ دی ہے کیونکہ ایک روشن چراغ تاریکیوں کو ختم کر کے ہر جانب اجالا اور روشنی کا سبب بنتا ہے۔ اس اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی دنیا میں جہالت کے اندھیرے کو اپنی علم، معرفت الہیہ، ہدایت، استقامت اور پیہم جدوجہد سے اجالے اور روشنی میں تبدیل کرتے چلے گئے اور ہنوز یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

ارشاد خداوندی:

سِرَاجًا مُّنِيرًا۔ ۸۸

ترجمہ۔ (اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو) روشن کردینے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انسانوں میں سب سے زیادہ اشرف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزاج میں بے حد اعتدال تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بے حد کریم اور سب سے بڑھ کر جود وسخا کرنے والے تھے۔ ۸۹

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی خوبصورت نہیں دیکھا گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ ۹۰

ہند بن ابی ہالہؓ سے روایت ہے، دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور عظیم، بزرگ اور دبدبہ والا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ ایسے چمکتا جیسے چودھویں کا چاند۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں، میں نے عنبر اور مشک اور دوسری خوشبوؤں سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبودار پایا یہاں تک کے اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کر لیتا تو تمام دن وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے معطر رہتا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو وہ بچہ دوسرے بچوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کی وجہ سے الگ سے پہچانا جاتا اسی طرح سے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی راستے سے گزرتے تو ڈھونڈنے والا شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے یہ جان جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں سے گزرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کی یہ خوشبو فطری خوشبو تھی۔ ۹۱

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی۔ ۲۷۹ھ) روایت کرتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دو دانتوں میں جھری (خلاء) تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دانتوں سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ ۹۲

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی شخص کو سخی، بہادر اور نہ روشن چہرے والا دیکھا۔ ۹۳

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک چاندنی رات میں دیکھا میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا بخدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔ ۹۴

ابوعبیدہؓ بن محمد بن عمار یاسر نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا! ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کیجئے انھوں نے کہا کے اے میرے بیٹے اگر تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو تو تمھیں ایسا لگتا کہ تم طلوع ہونے والے آفتاب کو دیکھ رہے ہو۔ ۹۵

سیدی منیر:

سیدی منیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اسم صفاتی ہے جس کے معنی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندھیری دنیا میں دین اسلام کی روشنی سے اجالا اور روشنی پھیلائی۔ سراجاً منیرا سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت دنیا میں ایک روشن چراغ کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلمتوں کو دور فرمایا شہادت کو قائم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہ ہدایت متعین فرمائی اور بنی نوع انسانیت کے لئے رہنما اصول مقرر فرمائے جس طرح سے ایک روشن چراغ کی موجودگی میں اندھیرا چھٹ جاتا ہے بالکل اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم قدم سے ظلمت کا اندھیرا چھٹ گیا اور توحید کی روشنی ہر جانب بکھر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت پیچیدہ اور دقیق مسائل کے نہایت آسان حل عنایت فرمائے۔

ارشاد خداوندی:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صفت کو اس طرح سے بیان فرمایا!

سِرَاجًا مُّنِيرًا ۔ ۹۶

ترجمہ۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روشن چراغ بنا کر بھیجا۔

علامہ قرطبی نے لکھا ہے! يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا سورہ احزاب کی آیت۔ ۴۵۔ ۴۶۔ میں اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ اسماء صفاتی شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ، سراج اور منیر بیان کیا ہے قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روشن چراغ سے تشبیہ دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نور ہدایت سے کل عالمین کو روشن اور منور فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی۔ ۴۵۸ھ) روایت کرتے ہیں، حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اور رنگ سب سے زیادہ روشن

تھا جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک کے جمال کو بیان کرتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا اور یہ کہتا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری نظر میں چاند سے زیادہ حسین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچہرہ منور اور چاند کی طرح چمکتا تھا۔۹۷ ؎

درود شریف اور سلام کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔۹۸

ترجمہ۔اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

درود و سلام ایک اتنی غیر معمولی عبادت ہے جس کا ادراک بشر انسانی کی فہم سے ماوراء ہے، یہ وہ عبادت ہے جو خود رب کائنات کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں، اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا کے میں اور میرے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو! تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا! مجھ پر درود بھیجنے کا طریقہ یہ ہے کے تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اے خدا، تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج ۔لیکن کچھ کم عقل افراد جنہیں اس آیت کے معنی و مفہوم کا شعور و ادراک نہیں ہے، وہ اس پر فوراً یہ اعتراض کرتے ہیں کے یہ تو عجیب بات ہے کے اللہ تعالیٰ تو ہم سے فرما رہا ہے کے تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو، مگر ہم الٹا اللہ سے کہتے ہیں کے تو درود بھیج۔

دراصل اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو یہ بتایا کے تم مجھ پر صلوٰۃ کا حق ادا کرنا چاہو بھی تو نہیں کر سکتے ، اس لیے اللہ ہی سے دعا کرو کہ وہ مجھ پر صلوٰۃ فرمائے ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراتب کو انسان نہیں بلکہ اللہ تعالی ہر لمحہ بلند فرما رہے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد پرہیز گار امتی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا بدلہ ادا نہیں

کرسکتا، یہ کام صرف اور صرف اللہ ہی کا ہے کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات کو بلند فرمائے، بندہ ان کیفیات کے ادراک سے عاجز ہے، تاہم اسلام اور ایمان کی جتنی قدر انسان کے دل میں ہوگی اتنی ہی زیادہ قدر اس کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانات کی بھی ہوگی، اور جتنا آدمی ان احسانات کا قدر شناس ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجے گا۔ پس درحقیقت کثرت درود ایک پیمانہ ہے جو ناپ کر بتادیتا ہے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک آدمی کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے اور نعمت ایمان کی کتنی قدر اس کے دل میں ہے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من صلّٰ عَلَیَّ صلوٰۃ لم تزل الملٰئکۃ تصلّی علیہ ما صلّٰی علیَّ۔ ۹۹

جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے ملائکہ اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ ۱۰۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ ۱۰۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔ ۱۰۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ ۱۰۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص پر تنگ دستی مسلط ہو تو اسے چاہئے کے وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے، کیونکہ درود شریف تنگ دستی ختم کرکے کثرت رزق اور حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے۔ ۱۰۴؎

پردے کے احکامات:

پردے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ ۱۰۵

ترجمہ۔اے نبیؐ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کے اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔

جہاں تک پردے کا تعلق ہے تو اسلام میں اس سے مراد عورت کی حفاظت اور اس کی شان کو بڑھانا ہے جب ہی ارشاد خداوندی ہے!

آپ ﷺ ایمان والیوں سے فرمادیجئے وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اور اپنی فروج کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں الا یہ کے جو اس میں سے ظاہر ہوجائیں یعنی (چہرہ، آواز، چال، لباس) اور خمر کو اپنے گریبان پر ڈال دیں اور اپنی زینتوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں یا ان کے آباء (باپ، دادا، نانا) یا ان کے شوہروں کے آباء (باپ، دادا، نانا) یا ان کے بیٹوں یا ان کے شوہروں کے بیٹوں (سوتیلے بیٹے) یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے بھائیوں کے بیٹے (بھتیجے) ہوں یا ان کی بہنوں کے بیٹے (بھانجے) ہوں یا ان کی عورتیں ہوں یا ان کے ماتحت ہوں، یا ان مردوں میں سے جو پائے کے عالم وفاضل ہوں یعنی (جن سے بات کرنا اشد ضروری ہو جیسے کے ڈاکٹر، وکیل وغیرہ) یا وہ بچے کے جن کو ابھی عورتوں کی سمجھ نہ ہو اور وہ اپنی چال کو اس طرح سے نہ رکھیں کے ان کی چھپی ہوئی زینت کا پتہ چلے اور ایمان والو تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو، تا کہ تمھیں کامیابی حاصل ہو۔۱۰۶؎

مندرجہ بالا آیات میں اس بات کی وضاحت ہوگئی کے اللہ تعالی نے عورت کو مکمل آزادی دی ہے کے وہ اپنوں اور غیروں کے ساتھ معاملات کے ضمن میں خود مختار ہے لیکن حیاء کے دائرہ میں رہتے ہوئے جبکہ اللہ تعالی نے خمر اور جلباب کو نافذ کردیا ہے۔

۱۔خمر کے معنی ہیں چھپ جانا، ڈھانپ دینا، چھپا دینا، (اوڑھنی جو کہ عورتیں استعمال کرتی ہیں)۔

۲۔جلباب کے معنی ہیں کسی چیز کو اس طرح سے کھینچ لینا کے وہ چیز بالکل چھپ جائے۔

ابن فارس نے کہا ایسی چیز جو دوسری چیز کو ڈھانپ دے انصار کی عورتیں سیاہ ملبوس (کوٹ کی طرح کا لباس) اپنے اوپر پہنتی تھیں جسے جلباب کہتے ہیں لہٰذا اس سے مراد ایسا لباس ، کپڑا، چادر یا گاؤن ہے جو کے خواتین اوڑھتی یا پہنتی ہیں تا کہ ان کی زینت نمایاں نہ ہو۔

ابن فارس نے یہ بھی کہا عربوں کے یہاں جلباب بطور محاورہ کے وقار اور سکون کے بھی مستعمل ہے۔۱۰۷

اب ان دو الفاظ سے وضاحت ہوگئی کے جب بھی عورت گھر سے نکلے تو اس کا لباس ، بڑا کوٹ، گاؤن ، لمبی اور ڈھیلی شرٹ، چادر، برقع یا اوڑھنی ایسی ہو کے جس سے اس کی زیب و زینت اور جسمانی خدوخال کی پردہ پوشی ہو۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اۓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! فرمادیجے اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے کے وہ اپنے جلباب اپنے قریب تر کرلیں تا کہ وہ پہچان لی جائیں (کے وہ شریف یا مسلمان ہیں) اور انھیں کسی قسم کی ایذا نہ ہو بے شک اللہ جاننے والا مہربان ہے۔۱۰۸

اگرچہ باوقار اور شریف خواتین کی چال ڈھال اور لب ولہجہ میں لوچ نہیں ہوتا کہ دوسرے ان کی طرف متوجہ نہ ہو پائیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔۱۰۹

ترجمہ۔آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کے وہ (نامحرم عورتوں کی طرف) دیکھنے میں کچھ کمی کریں یعنی (اپنی نگاہوں میں حیاء اور ادب پیدا کریں) اور ان مقامات کی حفاظت کریں جو محل خطرات ہوں۔

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ۔۱۱۰

ترجمہ۔آپ مومن عورتوں سے فرمادیجئے (نامحرم مردوں کی طرف) دیکھنے میں کچھ کمی کریں یعنی (اپنی نگاہوں میں حیاء اور ادب پیدا کریں) اور ان جگھوں کی حفاظت کریں جو محل خطرات ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں آیات میں مرد اور عورت کو اپنی نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا جارہا ہے یہاں

قابل غور امر یہ ہے کے جو چیز مکمل چھپی ہوگی تو پھر اس حکم کے کیا معنی ہو سکتے ہیں یعنی نگاہوں کی حفاظت اس وقت ممکن ہوگی جب وہ چیز نظر آ رہی ہو۔

امام زمخشری نے امام ابو حنیفہ کے مشہور مذہب کے موافق اپنا موقف بیان کیا ہے کے کھلی زینت کے مقامات میں (عورت کا) چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم مطلقاً ستر سے خارج ہیں لہٰذا ان اعضاء کی طرف نظر کرنا حرام نہیں۔ ۱۱۱؎

علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں سنن ابی داؤد کی یہ روایت نقل کی ہے اسماءؓ بنت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تشریف لائیں اس وقت انھوں نے باریک لباس زیب تن کیا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے مناسب نہیں کے اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے پھر آپ نے اشارہ کیا کے سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے لہٰذا اس رعایت سے یہ معلوم ہوا کے عورت کا چہرہ ستر میں شامل نہیں۔ ۱۱۲؎

سیدھی سچی بات:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًاۙ ۔۱۱۳

ترجمہ۔ مومنو! اللہ سے ڈرو اور کہو سیدھی سچی بات۔

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔۱۱۴

ترجمہ۔ اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

صدق۔ عربی زبان کا لفظ ہے، صدق کے بنیادی معنی قوت کے ہیں۔ ۱۱۵؎

کیونکہ سچ میں فی نفسہ قوت ہوتی ہے۔ ۱۱۶؎

صدق۔ ٹھوس اور مضبوط چیز کو کہتے ہیں۔

صدق۔ کا متضاد کذب ہے۔

صدق۔ کے ایک معانی دل وزبان کی ہم آہنگی۔

شيئٍ صدق۔ سے مراد ٹھوس اور سخت چیز کے ہیں۔

رمح صدق۔ مضبوط نیزے کو کہتے ہیں۔

الصديق۔ دوست کو کہتے ہیں۔

صادق۔ کے معنی سچ اور حق بات کہنے والا۔

ارشادات خداوندی:

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔ ۱۱۷

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہیے اے میرے رب! تو مجھے جہاں بھی داخل کر مجھے صدق (سچائی کے راستے) میں میں داخل کرنا اور تو مجھے جہاں سے بھی باہر لائے صدق (سچائی کے راستے) سے باہر لانا اور میرے لئے اپنے پاس سے وہ غلبہ عطا فرما جو میرا مددگا ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ ۱۱۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ ۱۱۹۔

ترجمہ۔ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔

لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ۔ ۱۲۰

ترجمہ۔ (روز قیامت) سچوں سے ان کا سچ دریافت کیا جائے گا۔

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۔ ۱۲۱

ترجمہ۔ اپنے عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد سے متعلق پوچھ ہوگی۔

وَ الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ ۱۲۲

ترجمہ۔ جو شخص سچ کو لے کر آیا اور سچ کی تصدیق کی یہ وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ

مُّقۡتَدِرٍ ۔۱۲۳

ترجمہ۔ پرہیز گار لوگ باغوں اور نہروں میں سچی عزت کی جگہ بادشاہ قادر کے مقرب ہوں گے۔

وَ الصّٰدِقِیۡنَ وَ الصّٰدِقٰت ...اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃً وَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ۔۱۲۴

ترجمہ۔ سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتوں ۔۔۔۔ان سب کے لئے اللہ نے معافی تیار کر رکھی ہے اور بڑا اجر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سچائی انسان کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے جبکہ جھوٹ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ ۱۲۵ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سچائی کو لازم پکڑو، اور ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈالتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے۔ ۱۲۶ ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! والصدق شفیعی ۔۔یعنی۔ صدق میرا دوست ہے۔ ۱۲۷ ؎

فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ سے پوچھا تمھیں معلوم ہے کے آج میں تمھارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ اہل قریش نے دبی ہوئی زبان کے ساتھ کہا اۓ صادق! اۓ امین تم ہمارے شریف بھائی ہو اور ہم نے تمھیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔ ۱۲۸ ؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا! جس نے حق کی نصرت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے حق کے ذریعے عزت چاہی حق اسے عزت دے گا۔ حق اور باطل کبھی اکھٹا نہیں ہو سکتے۔

حق کا تھوڑا حصہ بھی باطل کے زیادہ بڑے حصے کو دفعہ کر دیتا ہے۔ حق کا ضائع کرنا نافرمانی ہے

دو چیزیں دین کی کسوٹی ہیں ۔ا۔سچائی ۔ ۲۔تقویٰ ۔جس کی باتیں سچی ہوتی ہیں اس کی قدر ومنزلت بڑھ جاتی ہے۔

صدق کے ذریعے استدلال کرنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا ہے۔

اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو نیک نیتی اور پاک دامنی و باطنی کی وجہ سے داخل جنت کرے گا۔

ایمان یہ ہے کے اپنے لئے نقصان دہ سچ کو اپنے لئے فائدہ مند جھوٹ پر ترجیح دو۔

آپ ؐ نے فرمایا! اہل تقویٰ اور صدیقین کے ساتھ منسلک ہو جاؤ۔۱۲۹؎

انسان نے امانت کا بوجھ اٹھالیا:

امانت کے بوجھ کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔۱۳۰

ترجمہ۔ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے ،مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

مولانا مودودی نے فرمایا! امانت سے مراد وہی خلافت ہے جو قرآن مجید کی رو سے انسان کو زمین میں عطا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو طاقت و معصیت کی جو آزادی بخشی ہے، اور اس آزادی کو استعمال کرنے کے لیے اسے اپنی بے شمار مخلوقات پر تصرف کے جو اختیارات عطا کیے ہیں ان کا لازمی نتیجہ یہ ہے کے انسان خود اپنے اختیاری اعمال کا ذمہ دار قرار پائے اور اپنے صحیح طرز عمل پر اجر کا اور غلط طرز عمل پر سزا کا مستحق بنے۔ یہ اختیارات چونکہ انسان نے خود حاصل نہیں کیے ہیں بلکہ اللہ نے اسے دیے ہیں، اور ان کے صحیح و غلط استعمال پر وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہے، اس لیے قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر ان کو "خلافت" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور

یہاں انہی کے لیے" امانت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

یہ امانت کتنی اہم اور گراں بار ہے، اس کا تصور دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کے آسمان و زمین اپنی ساری عظمت کے باوجود اور پہاڑ اپنی زبردست جسامت و متانت کے باوجود اس کے اٹھانے کی طاقت اور ہمت نہ رکھتے تھے، مگر انسان کمزور اور ناتواں ہے لیکن اپنے تمام تر ضعف کے باوجود اس نے اتنی بھاری ذمہ ادری کو اٹھالیا۔ ۱۳۱

علامہ قطب الدین شہید نے فرمایا! اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ۔ ۱۳۲ کا مطلب یہ ہے!

زمین و آسمان اور زمین کے اندر بڑے بڑے پہاڑ، دراصل ایک عام انسان کے لیے عظیم مخلوق ہیں، جن کا یہاں قرآن نے ذکر کیا ہے اور جن کے اندر انسان رہتا ہے، ان کے مقابلے میں انسان بہت ہی ضعیف اور حقیر ہے۔ یہ مخلوقات اپنے خالق کو اچھی طرح جانتی ہے اور اللہ کے تکوینی نظام اور قانون کے مطابق چل رہی ہے۔ اللہ کے احکام کو براہ راست پاتی ہے اور ان پر عمل پیدا ہے۔ یہ اس ناموس فطرت کے مطابق چلتی ہے جو اللہ نے اس کے اندر جاری کیا ہے۔ آغاز تخلیق سے یہ کائنات یونہی، نظام قضاوقدر کے مطابق جاری وساری ہے۔ نہ اللہ کی اطاعت سے نکلتی ہے اور نہ اللہ کے ناموس فطرت سے سرمو انحراف کرتی ہے اور نہ کرسکتی ہے۔ یہ سب مخلوق اپنا فریضہ منصبی ادا کر رہی ہے، چاہے اسے شعور ہو یا نہ ہو۔ چاہے اس کا کوئی اختیار ہو یا نہ ہو۔ یہ سورج اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے اور اس کے دورے میں کوئی خلل نہیں آتا۔ یہ چمک رہا ہے اور جہاں تک اللہ کا حکم ہوگا، کائنات کو گرم اور روشن کرتا رہے گا۔ پھر اس سورج کا کنبہ بھی اس کے دائرے کے اندر ٹھیک اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے اور اپنا فریضہ منصبی ادا کر رہا ہے۔

یہ زمین اپنے مدار میں گردش کر رہی ہے۔ اس گردش کے نتیجے میں فصلیں اگتی ہیں۔ انسانوں کے رزق کا انتظام ہو رہا ہے۔ یہ مردوں کو سمیٹتی ہے۔ اس کے اندر سے چشمے پھوٹتے ہیں اور یہ سب کام سنت الٰہیہ کے مطابق ہوتا ہے بغیر زمین کے ارادہ کے۔

یہ چاند اور یہ ستارے وسیارے، یہ ہوائیں اور یہ بادل یا یہ پانی اور یہ سمندر، یہ پہاڑ اور یہ میدان سب کے سب اپنے رب کے حکم سے اور اپنے خالق کی تقدیر سے اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور یہ تمام اشیاء یہ فرائض بغیر جہد و مشقت کے ادا کرتی ہیں۔ یہ ارکان کائنات نہ اٹھاسکے، ڈر گئے اور سہم گئے۔ یہ اس عظیم امانت کو نہ اٹھاسکے۔ یہ امانت کیا تھی، ذاتی ارادے اور اختیار سے اپنے فرائض کو سرانجام دینا اور اپنے اعمال اور افعال کا ذمہ دار ہونا۔ لیکن!

وحملها الانسان۔ ۱۳۳

مگر انسان نے اسے اٹھالیا"۔ انسان جو اللہ کو اپنے شعور اور اپنے ادراک سے جانتا ہے، اپنے تدبر اور اپنی بصیرت سے ناموس قدرت کو معلوم کرتا ہے، اور اپنی سعی و جدوجہد سے اس ناموس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے، وہ اپنے ارادے سے اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور بالارادہ ذمہ داریاں اٹھاتا ہے اور اپنے میلانات اور خواہشات پر قابو پاتا ہے۔ اپنی زندگی کے ہر قدم پر وہ متحرک بالارادہ ہے۔ اپنی راہ کا ادراک رکھتا ہے۔ جان بوجھ کر اپنے لیے راہ اختیار کرتا ہے اور علی وجہ البصیرت کسی کی راہ پر چلتا ہے۔

یہ ہے وہ عظیم امانت جو اس انسان نے اٹھائی حالانکہ انسان بہت ہی ضعیف، کمزور اور چھوٹا اور بے طاقت تھا۔ جس طرح اس کی قوت محدود تھی اس طرح اس کی عمر بھی محدود تھی اور پھر اس ضعیف انسان پر ہر طرف سے میلانات خواہشات اور طبیعی شہوات کی افواج حملہ آور تھیں۔ اس زاویہ سے اس ضعیف انسان نے اپنے کاندھوں پر ایک عظیم ذمہ داری اٹھالی۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔ اپنے نفس پر اس نے ظلم کیا کہ یہ بھاری بوجھ اس پر ڈالا اور اپنی قوت کی کمی سے وہ بیخبر تھا لیکن جب انسان اس ذمہ داری کو پورا کرے جو اس نے اٹھائی اور جب وہ اپنی معرفت اور اپنے ادراک سے باری تعالیٰ تک پہنچ جائے تو وہ براہ راست ناموس الٰہی کی معرفت حاصل کر لیتا ہے، اور پوری طرح اپنے رب کے ارادے کا مطیع ہو جاتا ہے۔ یہ معرفت، یہ ہدایت اور یہ اطاعت اپنی حقیقت کے اعتبار سے اور اپنے آثار کے اعتبار سے ایک بلند مقام تک پہنچ جاتی ہے اور اس قدر خودکار طریقے سے کام کرتی ہے جس طرح آسمان اور زمین اور پہاڑ بڑی سہولت سے،

براہ راست ہدایت، معرفت اور اطاعت پذیر ہوتے ہیں، کیونکہ یہ تمام مخلوقات براہ راست اللہ کی معرفت حاصل کیے ہوئے ہوتی ہیں۔ براہ راست اللہ کی ہدایت کے تحت چلتے ہیں۔ براہ راست اطاعت کرتے ہیں اور ان کے اور باری تعالیٰ کے درمیان کوئی حائل اور کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اور کوئی چیز ان کو اللہ کی اطاعت سے روکنے والی نہیں ہوتی، تو جب انسان بھی اس پوری کائنات کی طرح اللہ کی معرفت، ہدایت اور اطاعت کا پابند ہوجاتا ہے تو اس وقت وہ واصل باللہ ہوجاتا ہے اور تب اللہ کی مخلوقات میں اس کا مقام منفرد ہوجاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کے ارادہ، ادراک اور اختیار اور ذمہ داری اٹھانا ہی انسان کی امتیازی خصوصیات ہیں اور انہی کی وجہ سے انسان ان مخلوقات کے اندر ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔

یہی وہ کرامت اور شرف ہے جس کا اعلان اللہ نے عالم بالا میں کیا تھا کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اس انسان کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور قرآن کے اندر یہ اعلان قیامت تک ثبت کر دیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ۔ترجمہ۔ بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

انسان کو چاہئے کے وہ اپنی اس تکریم کی اصلی وجہ سمجھے اور اللہ نے اس کے حوالے جو امانت کی ہے اور اس نے جسے قبول کیا ہے اور جس کے اٹھانے سے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے انکار کیا، اور ڈر گئے اسے اچھی طرح ادا کرے۔

یہ امانت یا ذمہ داری اللہ نے انسان کے اوپر کیوں ڈالی؟۔ ۱۳۴ے

حوالہ کتب:

۱۔سورہ احزاب۔آیت۔ ۴۔

۲۔سورہ احزاب۔آیت۔ ۴۔

۳۔سورہ المجادلہ۔آیت۔ ۲۔

۴۔سورہ تحریم۔آیت۔ ۴۔

۵۔سورہ احزاب۔آیت۔ ۴۔ ۵۔

۶۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ

۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۶۔

۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۹۔
۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۰۔
۱۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۱۔
۱۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۲۔
۱۲۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۳۔
۱۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۴۔
۱۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۵۔
۱۵۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۶۔
۱۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۱۸۔
۱۷۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۲
۱۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۹۔
۱۹۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۵۔
۲۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۲۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۲۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۲۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۰۔
۲۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۰۔
۲۵۔سورہ االمائدہ۔آیت۔۳۔
۲۶۔سورہ طٰحٰہ۔آیت۔۲۵۔۳۴۔
۲۷۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۳۔
۲۸۔سورہ المائدہ۔آیت۔۳۔
۲۹۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۳۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۳۲۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۵۔
۳۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۶۔
۳۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۔سورہ الحج۔آیت۔۱۷۔
۳۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔
۳۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔
۳۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۸۔

۳۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۰۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۴۱۔سورہ مریم۔آیت۔۹۷۔
۴۲۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔
۴۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۵۔
۴۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۴۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۵۵۔سنن دارقطنی۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)۔مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔
۵۶۔سورہ انعام۔آیت۔۱۹۔
۵۷۔سورہ السجدہ۔آیت۔۳۔۴۔
۵۸۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۴۔
۵۹۔سورہ الفرقان۔آیت۔۱۔
۶۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۸۔
۶۱۔سورہ انعام۔آیت۔۱۹۔
۶۲۔سورہ سبا۔آیت۔۲۸۔
۶۳۔سورہ رعد۔آیت۔۷۔
۶۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی۔بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۶۵۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۶۷۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۶۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۶۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۷۰۔ بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۷۱۔ بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ
۷۲۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۳۔ سنن ابن ماجہ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۷۴۔ معالم التنزیل۔ امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔ ج۔ ۵۔ ص۔ ۲۱۶۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۷۵۔ سورہ التکویر۔ آیت۔ ۶۔
۷۶۔ جامع البیان۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ)۔ رقم الحدیث۔ ۲۸۲۳۹۔ مطبوعہ دارالمعرفہ
۷۷۔ سورہ النزعٰت۔ آیت۔ ۱۔ ۳۔
۷۸۔ الکشف والخفاء ومزیل اللباس۔ علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی۔ ۱۱۶۴ھ)۔ ج۔ ۱۰۔ ص۔ ۱۲۲۔ داراحیاء التراث۔
۷۹۔ تفسیر القرآن العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی۔ (متوفی ۳۲۷ھ)۔ مطبوعہ متبہ نزار مصطفی الباز مکہ۔
۸۰۔ شرح الصدور۔ حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ ص۔ ۶۴۔ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۰۴ھ۔
۸۱۔ سورہ اللیل۔ آیت۔ ۵۔ ۱۰۔ بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔ (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔
۸۲۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۴۶۔
۸۳۔ سورہ النحل۔ آیت۔ ۱۲۵۔
۸۴۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۱۰۵۔
۸۵۔ سورہ النسا۔ آیت۔ ۶۵۔
۸۶ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۸۷۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۵۷۔
۸۸۔ سورہ احزاب۔ آیت۔ ۴۶۔
۸۹۔ بخاری۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
صحیح مسلم۔ امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔ مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۹۰۔ مدارج النبوۃ۔
۹۱۔ نشر الطیب۔ شیخ اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۲۶ھ)۔ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی۔
۹۲۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت
۹۳۔ سنن دارمی۔ امام عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی (متوفی ۲۵۵ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العربی۔ ۱۴۰۷ھ۔
۹۴۔ المعجم الکبیر۔ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۹۵۔ سنن دارمی۔ امام عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی (متوفی ۲۵۵ھ)۔ مطبوعہ دارالکتاب العربی۔ ۱۴۰۷ھ۔

۹۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۶۔
۹۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دار النفائس بیروت۔
۹۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۶۔
۹۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۱۰۰۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۱۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۲۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۰۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۱۰۴۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۱۰۵۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۹۔
۱۰۶۔سورہ النور۔آیت۔۳۰۔۳۱۔
۱۰۷۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۰۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۵۹۔
۱۰۹۔سورہ النور۔آیت۔۳۰۔
۱۱۰۔سورہ النور۔آیت۔۳۱۔
۱۱۱۔الجزء الثامن عشر۔ص۔۱۴۰۔مکتبہ امدادیہ ملتان۔سن ندارد۔
۱۱۲۔الجزء الثامن عشر۔ص۔۱۴۰۔
۱۱۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۰۔
۱۱۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۱۔
۱۱۵۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۱۶۔لغات القرآن۔غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔
۱۱۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۸۰۔
۱۱۸۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۱۹۔
۱۱۹۔سورہ الصّف۔آیت۔۲۔
۱۲۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۸۔
۱۲۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۴۔
۱۲۲۔سورہ زمر۔آیت۔۳۳۔
۱۲۳۔سورہ قمر۔آیت۔۵۵۔
۱۲۴۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۵۔
۱۲۵۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۲۷۔ بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۲۸۔ کتاب الشفاء۔ابن ہشام۔
۱۲۹۔تجلیات حکمت۔ مرتب ۔ آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔ سید قمر عباس۔ص۔ ۲۷۸۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔ ۱۴۲۴ھ۔
۱۳۰۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۲۔
۱۳۱۔تفہیم القرآن۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ترجمان القرآن۔لاہور۔
۱۳۲۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۲۔
۱۳۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۷۲۔
۱۳۴۔ظلال القرآن۔سید قطب شہید (متوفی ۱۹۶۶ء)۔ادارہ منشورات اسلامی۔لاہور۔

۳۴۔سبا (ملکہ سبا کا نام)

نام:

سبا۔عربی زبان کا لفظ ہے،تاہم سبا ایک ملکہ کا نام ہے،جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں ایک دوسرے ملک کی حکمران ملکہ تھیں اسی نسبت سے اس کی قوم کو قوم سبا کہا جاتا ہے۔

شان نزول:

سورہ سبا میں کل آیات کی تعداد ۵۴ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۴ ہے۔

مضامین:

۱۔توحید۔

۲۔رسالت۔

۳۔آخرت کا تذکرہ۔

۴۔حضرت داود علیہ السلام۔

۵۔حضرت سلیمان علیہ السلام۔

۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسالت کے عموم۔

۷۔قوم سبا کا قصہ۔

قوم سبا:

قوم سبا کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَقَدۡ كَانَ لِسَبَاٍ فِیۡ مَسۡكَنِهِمۡ اٰیَةٌ جَنَّتٰنِ عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّ شِمَالٍ كُلُوۡا
مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّكُمۡ وَ اشۡكُرُوۡا لَهٗ بَلۡدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوۡرٌ ۔ ۱

ترجمہ۔سبا کے لیے ان کے اپنے مسکن ہی میں ایک نشانی موجود تھی، دو باغ دائیں اور بائیں۔کھاؤ اپنے رب کا رزق اور شکر بجالاؤ اس کا، ملک ہے عمدہ و پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشش فرمانے والا۔

فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ سَیۡلَ الۡعَرِمِ وَ بَدَّلۡنٰهُمۡ بِجَنَّتَیۡهِمۡ
جَنَّتَیۡنِ ذَوَاتَیۡ اُكُلٍ خَمۡطٍ وَّ اَثۡلٍ وَّ شَیۡءٍ مِّنۡ سِدۡرٍ قَلِیۡلٍ ۔ ۲

ترجمہ۔مگر وہ منہ موڑ گئے آخر ہم نے ان پر بند توڑ سیلاب بھیج دیا اور ان کے پچھلے دو باغوں کی جگہ دو اور باغ انہیں دیئے جن میں کڑوے کسیلے پھل اور جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ تھوڑی سی بیریاں۔

ذٰلِكَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِمَا كَفَرُوۡا وَ هَلۡ نُجٰزِیۡۤ اِلَّا الۡكَفُوۡرَ ۔ ۳

ترجمہ۔یہ تھا ان کے کفر کا بدلہ جو ہم نے ان کو دیا، اور ناشکرے انسان کے سوا ایسا بدلہ ہم اور کسی کو نہیں دیتے۔

وَ جَعَلۡنَا بَیۡنَهُمۡ وَ بَیۡنَ الۡقُرَی الَّتِیۡ بٰرَكۡنَا فِیۡهَا قُرًی ظَاهِرَةً وَّ
قَدَّرۡنَا فِیۡهَا السَّیۡرَ سِیۡرُوۡا فِیۡهَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیۡنَ ۔ ۴

ترجمہ۔ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان، جن کو ہم نے برکت عطا کی تھی، نمایاں بستیاں بسا دی تھی اور ان میں سفر کی مسافتیں ایک اندازے پر رکھ دی تھیں۔چلو پھرو ان راستوں میں رات دن پورے امن کے ساتھ۔

فَقَالُوۡا رَبَّنَا بٰعِدۡ بَیۡنَ اَسۡفَارِنَا وَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَجَعَلۡنٰهُمۡ
اَحَادِیۡثَ وَ مَزَّقۡنٰهُمۡ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
شَكُوۡرٍ ۔

ترجمہ۔مگر انہوں نے کہا" اے ہمارے رب، ہمارے سفر کی مسافتیں لمبی کردے انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا آخر کار ہم نے انہیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور انہیں بالکل تتر بتر کر ڈالا یقیناً اس

میں نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لیے جو بڑا صابر و شاکر ہو۔

وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ٦

ترجمہ۔ ان کے معاملہ میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انہوں نے اسی کی پیروی کی، بجز جو تھوڑے سے مومنین تھے۔ ٦

وَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ۔ ۷

ترجمہ۔ ابلیس کو ان پر کوئی اقتدار حاصل نہ تھا مگر جو کچھ ہوا وہ اس لیے ہوا کہ ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون آخرت کا ماننے والا ہے اور کون اس کی طرف سے شک میں پڑا ہوا ہے۔ تیرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔

قدیم عرب اور اس کا جغرافیہ:

عرب دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ نما ہے جو ۱۴۰۰ میل لمبا اور ۱۲۵۰ میل چوڑا ہے ارضیاتی اعتبار سے یہ فارس سے ہو کر صحرائے گوبی تک جانے والی ریتیلی پٹی صحارا کا تسلسل ہے عرب کے لفظی معنی بنجر، ویران اور بے آب و گیاہ زمین کے ہیں تاہم عہد قدیم سے لفظ عرب جزیرہ نمائے عرب اور اس میں بسنے والی قوم کے لئے استعمال کیا گیا۔ عرب کے مغرب میں بحر احمر اور جزیرہ نما سینا ہے مشرق میں خلیج عرب اور جنوبی عراق کا ایک بڑا حصہ ہے جنوب میں بحر عرب ہے جو دراصل بحر ہند کا پھیلاؤ ہے۔ شمال میں شام اور شمالی عراق کا کچھ حصہ ہے خطہ عرب میں طویل ریگستان اور صحرا ہیں جبکہ کہیں کہیں نخلستان، کھجوروں کے جھنڈ اور پانی کے کنویں بھی ہیں تقریباً ہر چالیس سال کے بعد یہاں برف باری بھی ہوتی ہے رات میں یہاں کا درجہ حرارت ۳۸ ڈگری فارن ہائیٹ جبکہ دن میں جسم کو جھلسا دینے والی شدید گرم ہوائیں چلتی ہیں، کبھی کبھی ساحلوں پر ہلکی بارش بھی ہو جاتی ہے جو تہذیب کے امکان کو پیدا کرتی ہے متوازی ساحل پر مکہ اور مدینہ کے شہر واقع ہیں جبکہ جنوب مغرب میں یمن کے علاقے ہیں جہاں قدیم بادشاہتوں کے مراکز تھے۔

۲۴۰۰ سال ق م کی ایک بابلی کندہ تحریر سے بابلی حکمران نارام سن کے ہاتھوں مگان (Magan) کے بادشاہ کی شکست کے متعلق کچھ واقعات تحریر ہیں مگان جنوب مغربی عرب کے منوآئی (Minaean) بادشاہت کا دارالحکومت تھا تاہم اس تحریر میں مگان کے آخری پچیس بادشاہوں کے متعلق عربی کندہ تحریروں میں درج ہے جن کا ذکر ۸۰۰ ق م تک ہے اندازاً ۲۳۰۰ ق م کی ایک کندہ تحریر یمن میں سبا نامی ایک عرب بادشاہت کا ذکر کرتی ہے تاہم اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ تقریباً ۹۵۰ ق م میں سبا یا اس کی شمالی عربی آبادیوں سے ہی ملکہ سبا بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں تھیں۔

قوم سبا کا پہلا دور:

قوم سباء جنوبی عرب کی ایک نہایت قدیم اور بڑی قوم تھی جو چند بڑے بڑے قبائل پر مشتمل تھی جبکہ اس قوم کی تہذیب وتمدن اور نعمتوں کی ناشکری کے نتیجے میں اللہ کے غضب کے نزول کے حوالے سے بھی قرآن کریم میں باقاعدہ ایک سورہ سباء کے نام سے موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے جب سبا کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے بتایا! سبا ایک مرد تھا جس کے دس بیٹے تھے۔ان میں سے چھ یمن اور چار شام چلے گئے۔۸؎

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عبدالبر اور ترمذی نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت نقل کی ہے! آپ ﷺ نے فرمایا! سباء عرب کے ایک شخص کا نام تھا جس کی نسل سے عرب میں حسب ذیل قبائل پیدا ہوئے جن میں کندہ، حمیر، ازد، اشعرئین، مذجج، انمار، عاملہ، جذام، الخم اور غسان شامل تھے چنانچہ زمانہ قدیم سے ہی عرب کے ان قدیم قبائل کا شہرہ تھا ان قبائل کا اصل وطن جنوبی عرب کا ایک حصہ تھا جو آج یمن کے نام سے جانا جاتا ہے اس قوم کا عروج گیارہ سو برس ق م سے شروع ہوا جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت تک اس قوم کی شہرت دور دراز مقامات تک پھیل گئی یہ قوم سورج کی پوجا کرتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت میں ہدہد کی خبر پر اس قوم کی ملکہ بلقیس کو حضرت سلیمان

علیہ السلام کی جانب سے ایک خط بھی روآنہ کیا جس میں انھیں دعوت دین حق دی گئی جسے تھوڑی پس وپیش کے بعد ملکہ بلقیس اوران کی قوم نے قبول کیا لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یہ قوم دوبارہ شرک وبت پرستی اور اپنے گزشتہ معبودوں کی عبادت میں مشغول ہوگئی جن میں سورج ، چاند، ستارے اور دیگر دیوی اور دیوتا شامل تھے جبکہ بادشاہ وقت اپنے آپ کو ان دیوی دیوتاؤں کا سایہ یاان کی اولاد بتاتے چنانچہ ان بادشاہوں کی بھی پوجا کی جاتی الغرض شرک اورصنم پرستی نے اس قوم کو دوبارہ تباہی کے راستے پر ڈال دیا اللہ تعالی نے اس قوم کو بیش بہا نعمتوں سے نوازا تھا۔

مورخین بیان کرتے ہیں ! اہل سباء کو اللہ تعالی نے بیش بہا دولت سے نوازا تھا اوران کا شمار اس دور میں دولت مند ترین اقوام میں کیا جا تا جبکہ یونان اور روم کے لوگ اہل سباء کی دولت اور ثروت کے قصے نہایت رشک وحسد سے بیان کرتے ہیں۔

اسٹرابو نامی ایک مورخ تو یہاں تک لکھتا ہے کے اہل سباء سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرتے ،ان کے مکانوں کی چھت ، درو دیوار اور اونچے بالا خانوں میں سونے ، چاندی ، ہاتھی دانت اور قیمتی پتھر آویزاں تھے۔

پلینی نامی مورخ لکھتا ہے ! ایسا لگتا ہے اہل سباء کی جانب روم اور فارس کی دولت بھی کھنچی آرہی ہے یہ قوم اپنے دور کی دنیا کی سب سے مالدار قوم شمار کی جاتی جسے اللہ تعالیٰ نے زرخیز زمینیں اور مضبوط تجارت سے آراستہ کیا تھا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے !

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۔ ۹

ترجمہ۔ بے شک اہل سبا کے لئے ان کی بستیوں میں ہی نشانی تھی دو باغ دائیں اور بائیں جانب تھے۔اپنے رب کے رزق سے کھاؤ اوراس کا شکرادا کرو (سبا) پاکیزہ شہر ہے اور رب بہت بخشنے والا ہے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں، یہ شہر نہایت سرسبز وشاداب شہر تھا پانی کی کثرت کے سبب زمین نہایت زرخیز تھی اگر کوئی عورت سر پر ٹوکرا لے کر کسی راستے سے گزرتی تو تھوڑی ہی دیر میں وہ ٹوکرا پھلوں

سے بھر جاتا یعنی درختوں میں اتنا پھل لگتا تھا کہ اسے توڑنے کی بھی نوبت نہ آتی وہ ازخود زمین پر گر جاتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ یہاں زہریلے جانور اور کیڑے مکوڑے بھی نہ تھے اللہ نے اتنی کثرت سے یہ نعمتیں انھیں اسی لئے عطا فرمائی تھیں تا کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں لیکن ان کی سرکشی، غرور اور تکبر تھا کہ کم ہونے میں نہ آتا قوم سبا سورج کی عبادت کیا کرتی تھی۔ ۱۰؎

روایت میں آتا ہے! تقریباً (۱۲) پیغمبر اس قوم کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے لیکن یہ قوم حد درجہ سرکش اور کافر تھی۔

آرٹی میڈ ورس لکھتا ہے! اہل سباء نہایت عیش پسند اور تکبر میں مست تھے حتیٰ کے ان کے یہاں عام استعمال کی لکڑی جو جلائی جاتی وہ بھی قیمتی صندل اور دار چینی کی ہوتی جس کی خوشبو کی لپٹوں سے سارا خطہ ہمہ وقت معطر رہتا یہی نہیں بلکہ یہ خوشبوؤں کی لپٹیں دور دراز ساحل سمندر تک بھی جاتیں اور لوگوں اور مسافروں کو اپنی جانب متوجہ کرتیں۔ یمن میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے کئی ایسے کتبات اور آثار دستیاب ہوئے جن سے دیوی اور دیوتاؤں کی عبادات کے واضح اشارے پائے گئے یمن کی کھدائی میں جابجا دیوی دیوتاؤں کے منادر کی باقیات بھی ملیں آثار قدیمہ کی ایک جدید تحقیق میں یمن سے تقریباً ۱۳۰۰۰، ایسے کتبات بھی ملے ہیں جو اس قوم کی تاریخ و تمدن اور تہذیب کی جانب معلومات فراہم کرتے ہیں چنانچہ ان دستیاب معلومات کی رو سے اہل سباء کے تاریخی اہم ادوار کی ترتیب کچھ اس طرح سے ہے کے معلوم علم کے مطابق!

۱۔ قوم سبا کا پہلا دور:

۶۵۰ ق م سے قبل کا دور تھا اس زمانے میں ملوک سباء کا لقب مکرب سباء تھا جبکہ اس زمانے میں اس قوم کا پایہ تخت صرواح تھا جس کے کھنڈرات آج بھی مارب سے مغرب کی جانب پائے جاتے ہیں جو خریبہ کے نام سے مشہور ہیں اسی دور میں مارب کے مشہور بند کی بھی بنیاد رکھی گئی جس کی تعمیر و ترقی اور وسعت میں دیگر بادشاہوں نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔

۲۔قوم سبا کا دوسرا دور:

۶۵۰ ق م سے ۱۱۵ ق م تک کا ہے اس دور میں بادشاہوں نے مکرب کا لقب چھوڑ کر 'ملک' بادشاہ کا لقب اختیار کرلیا اس دور میں ملوک سباء نے صرواح کو چھوڑ کر مارب کو اپنا دارالحکومت بناتے ہوئے اس شہر کو غیر معمولی ترقی بھی دی یہ شہر سمندر سے ۳۹۰۰ فٹ کی بلندی پر صنعاء سے ۶۰ میل کی دوری پر واقع ہے آج تک اس شہر کے کھنڈرات اس کی گزشتہ عظمتوں کا پتا دیتے ہیں کھنڈرات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کے قوم سباء نہایت مہذب اور متمدن قوم تھی۔

۳۔قوم سباء کا تیسرا دور:

۱۱۵ ق م سے ۳۰۰ ء تک کا ہے اس دور میں قوم سباء پر حمیر قبائل کا غلبہ ہوا حمیر نے دارالسلطنت مارب کو اجاڑ کر پایہ تخت زیدان کو بنایا جو قبیلہ حمیر کا مرکز بھی تھا بعد ازاں یہ شہر ظفار کے نام سے مشہور ہوا جس کے قدیم کھنڈرات آج بھی شہر یریم میں پائے جاتے ہیں لیکن اس تیسرے دور میں ہی اہل سباء کے زوال کے اثرات نمایاں ہوئے۔

قوم سباء کا چوتھا دور:

۳۰۰ ء سے آغاز اسلام کا دور یہ دور قوم سباء کی تباہی اور بربادی کا دور ہے اس دور میں یہ قوم متواتر خانہ جنگیوں کے سبب اپنی قوت اور حمیت کھوتی رہی اور بلا آخر بیرونی قوتوں نے اس قوم کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے تباہی سے ہم کنار کرتے ہوئے ان کی زراعت اور تجارت کو مکمل زوال آشنا کیا ۳۴۰ ء سے لے کر ۳۷۸ ء تک یمن پر حبشی قوم نے اپنا قبضہ جمایا اور اہل سباء بتدریج ان کی غلامی میں آتے گئے پھر ۴۵۰ ء میں یمن میں ایک عظیم سیلاب آیا اس سیلاب کو قرآن کریم میں 'سیل العرم' کہا گیا عرم جنوبی عرب کی زبان کے لفظ 'عرمن' سے ماخوذ ہے جس کے معنی 'بند' کے ہیں یمن کی کھدائی کے دوران ملنے والے قدیم کتبوں میں عرمن کے الفاظ بکثرت ملتے ہیں مثلاً ۵۴۲ ء اور ۵۴۳ ء کا ایک کتبہ جو یمن کے بادشاہ ابراہہ کے دور کا تھا جس میں اس عظیم سیلاب کا ذکر بھی موجود تھا۔ ابراہہ نے سیلاب کے گزر جانے کے بعد اس بند کی

مرمت کروائی چنانچہ اس مرمت کے حوالے سے بھی کتبے پر تحریر موجود ہے جنوبی عرب کی قدیم زبان میں 'سیل العرم' سے مراد ایک ایسا سیلاب جو بند ٹوٹنے کے سبب آیا اہل سباء کی مسلسل ناشکریوں کی بناء پر اللہ تعالی نے انھیں ایک شدید سیلاب سے دوچار کیا جس کے زور سے ان کا مارب کا بڑا بند بھی ٹوٹ گیا اور اس سیلاب نے بڑی تباہی مچائی قوم سباء نے پہاڑوں کے درمیان بند باندھا اور نہریں جاری کیں تاکہ کاشت کاری میں مناسب آب پاشی کی جا سکے لیکن اس بند کے ٹوٹنے سے آب پاشی کا تمام نظام درہم برہم ہوا اور وہ علاقہ جو کبھی جنت نظیر تھا وہ جنگلی جھاڑیوں سے بھر گیا اس سیلاب عظیم کا ذکر قرآن کریم میں بھی کیا گیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ كُلُوْا
مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ فَاَعْرَضُوْا
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ
ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا
كَفَرُوْا وَ هَلْ نُجٰزِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا
لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْا
اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ
فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۱۱

ترجمہ۔ سباء کے لئے ان کے اپنے ہی مسکن میں ایک نشانی موجود تھی دو باغ دائیں اور بائیں کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور شکر بجالاؤ اس کا ملک ہے عمدہ اور پاکیزہ اور (تمھارا) پروردگار رہے بخشش فرمانے والا مگر وہ منہ موڑ گئے۔ آخر کار ہم نے ان پر بند توڑ کر سیلاب بھیج دیا اور ان کے پچھلے دو باغوں کی جگہ دو اور باغ انھیں دیے جن میں کڑوے کسیلے پھل اور جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ تھوڑی سی بیریاں بھی یہ تھا ان کے کفر کا بدلہ جو ہم نے انھیں دیا اور ناشکرے انسان کے سوا ایسا

بدلہ ہم اور کسی کو نہیں دیتے۔

اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان، جن کو ہم نے برکت عطا کی تھی، نمایاں بستیاں بسا دیں اور ان میں سفر کی مسافتیں ایک اندازے پر رکھ دیں چلو پھرو ان راستوں میں۔ رات دن پورے امن کے ساتھ مگر انھوں نے کہا کے ائے ہمارے رب! ہمارے سفر کی مسافتیں لمبی کردے انھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا آخر کار ہم نے انھیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور انھیں بالکل تتر بتر کرڈالا یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لئے جو بڑا صابر اور شاکر ہے ان کے معالے میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انھوں نے اس کی پیروی کی بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالی نے ایک نافرمان اور ناشکری قوم پر اپنے غضب کی کیفیات کو بیان کیا ہے اگر چہ اگلے ادوار میں ابراہہ نے اس بند کی تعمیر بھی کی لیکن اس علاقے میں موجود قوم سباء جو کئی قبائل پر مشتمل تھی وہ دوبارہ کبھی عروج نہ پاسکی بلکہ تتر بتر ہوکر بکھر گئی۔

اس حوالے سے مورخین لکھتے ہیں، اہل سباء کے مختلف قبائل جن میں غسانی بھی تھے وہ اردن اور شام کی جانب چلے گئے قبیلہ اوس اور خزرج نے یثرب میں پناہ لی بنوخزاعہ نے جدہ کے قریب تہامہ کے علاقے میں سکونت اختیار کی، ازد کا قبیلہ عمان میں جا کر آباد ہوا جبکہ لخم، جذام اور کندہ بھی اطراف کے علاقوں میں جا بسے حتیٰ کے قوم سباء کے وجود کو ہی اللہ نے نابود کر دیا اور ان کا ذکر محض افسانہ بن کر رہ گیا۔ مورخین یہ بھی کہتے ہیں کے قوم سباء میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو دین حق کے پیروکار تھے۔ قوم سباء کو اللہ تعالی نے دو بنیادوں پر عروج عطا کیا۔ ایک زراعت اور دوسرا تجارت۔ زراعت اور تجارت کے لئے اللہ تعالی نے انھیں بہترین جغرافیائی حدود اور زرخیز زمینیں دیں جس سے اس قوم نے بھرپور فائدہ اٹھایا اللہ تعالی نے اس قوم کو ایک ہزار برس تک عروج دیا لہٰذا یہ قوم اپنی تجارت کے سبب مشرق ومغرب کے درمیان تجارت کا واسطہ بنی رہی ایک طرف ان کی بندرگاہوں میں چین سے ریشم، انڈونیشیاء اور مالا بار سے گرم مصالحہ جات، ہندوستان سے کپڑے اسلحہ جنگی ساز وسامان، مشرقی ایشیاء سے غلام، کئی اقسام کے جانور اور ہاتھی دانت پہنچتے دوسری جانب یہی تجارتی اشیاء مصر اور شام کی منڈیوں تک بھی یہیں سے سپلائی کی جاتیں اگلے

مرحلے میں یہی سامان تجارت مصر اور شام سے ہوتا ہوا یونان اور روم پہنچتا۔قوم سباء کے ان علاقوں میں بکثرت لوبان، عنبر، مشک، عود، مر، قرفہ اور قصب الذریرہ بھی پیدا ہوتا جنھیں مصر، شام، یونان اور روم میں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا۔اس عظیم الشان تجارت کے دو بڑے بحری اور بری راستے بھی تھے تاہم بحری تجارت کا اجارہ ہزار سال بعد تک بھی انھی سبائیوں کے ہاتھ میں رہا کیونکہ بحر احمر کی موسمی ہواؤں، زیر آب چٹانوں اور لنگر اندازی کے مقامات کا راز یہی لوگ جانتے تھے دوسری کوئی بھی قوم ان خطرناک بحری راستوں پر سفر کی جراءت نہیں کرسکتی تھی چنانچہ اہل سباء انھی بحری راستوں کے ذریعے اردن اور مصر کی بندرگاہوں تک اپنا مال تجارت بھیجا کرتے جبکہ بری راستے عدن سے حضرموت اور مارب تک جاتے پھر وہاں سے آگے ایک شاہراہ مکہ، جدہ، یثرب، العلاء، تبوک اور ایلہ سے گزرتے ہوئے پیٹرا تک پہنچتے جبکہ ایک راستہ مصر کی طرف اور دوسرا راستہ شام کی طرف بھی جاتا چنانچہ اسی بری راستے کی جانب قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا کے یمن سے حدود شام تک سبائیوں کی آبادیاں قائم تھیں جہاں سے دن رات تجارتی قافلے گزرتے جبکہ آج بھی اس علاقے میں ان نوآبادیوں کے آثار پائے جاتے ہیں اور ان علاقوں میں سومیری اور حمیری زبان کے کئی کتبات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

پہلی صدی عیسوی کے لگ بھگ اس تجارت پر زوال آنا شروع ہوا۔مشرق اوسط میں جب یونانیوں اور رومیوں کی طاقت اور سلطنتیں قائم ہوئیں تو شور مچنا شروع ہوا کے عرب تاجر اپنی اجارہ داری کے باعث مشرق کے اموال تجارت کی من مانی قیمتیں وصول کرتے ہیں چنانچہ ہم خود ہی اس میدان میں آگے بڑھ کر اس تجارت پر قبضہ کرلیں یہی وجہ تھی کے سب سے پہلے مصر کے یونانی الاصل فرمانروا بطلیموس ثانی نے ۲۸۵ ـ ۲۴۶ ق م میں اس قدیم نہر کو پھر سے کھولا جو سترہ سو برس قبل فرعون سسوستریس نے دریائے نیل کو بحر احمر سے ملانے کے لئے کھدوائی تھی اس نہر کے ذریعے سے مصر کا بحری بیڑا پہلی مرتبہ بحر احمر میں داخل ہوا لیکن سبائیوں کے مقابلے میں یہ کوشش زیادہ کارگر ثابت نہ ہوسکی پھر جب مصر پر روم کا قبضہ ہوا تو رومی زیادہ طاقت ور تجارتی بیڑا بحر احمر میں لے آئے اور اس کی پشت پر انھوں نے ایک جنگی بیڑا بھی لا کر کھڑا کیا اس طاقت کا مقابلہ سبائیوں کے بس میں نہ تھا جبکہ رومیوں نے جگہ جگہ بندرگاہوں پر اپنی تجارتی نوآبادیاں بھی قائم

کیں جن میں جہازوں کی ضروریات فراہم کرنے کا انتظام بھی کیا گیا لہٰذا جہاں تک ممکن ہو سکا وہ اپنے فوجی دستے تعینات کرتے چلے گئے حتیٰ کے ایک وقت آیا کے عدن پر رومیوں کا فوجی تسلط قائم ہو گیا جبکہ اسی سلسلے میں رومی اور حبشی سلطنتوں نے سبائیوں کے مقابلے میں باہم ساز باز کی جس کی وجہ سے اس قوم کی آزادی ختم ہوئی۔ بحری تجارت ہاتھ سے نکل جانے کے بعد صرف بری تجارت سبائیوں کے ہاتھ میں رہ گئی لیکن کئی وجوہات کی بناء پر بتدریج وہ کمزور ہوتے گئے۔ سب سے پہلے نبطیوں نے پیٹرا سے العلاء تک بالائی حجاز اور اردن کی تمام آبادیوں سے سبائیوں کو نکال باہر کیا پھر ۱۰۶ء میں رومیوں نے نبطی سلطنت کا خاتمہ کیا جس کے نتیجے میں حجاز کی سرحد تک شام اور اردن کے تمام علاقے ان کے مضبوط ہاتھوں میں آ گئے اس کے بعد حبش اور روم کی متحدہ کوششیں یہ رہیں کے سبائیوں کی باہمی کشمکش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی تجارت کو بالکل ہی تباہ کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حبشیوں کی بار بار یمن میں دخل اندازی نے بلا آخر پورے یمن کو حبشیوں کے قبضے میں دے دیا اہل سباء کو اللہ تعالی نے بے شمار نعمتوں سے نوازا لیکن ان کے شرک، تکبر اور نافرمانیوں کے سبب ان پر اپنا غیظ وغضب نازل فرمایا اور انھیں رہتی دنیا تک نشان عبرت بنا دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خدٰاوندی ہے!

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ۔ ۱۲

ترجمہ۔ آخر کار ہم نے انھیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور انھیں بالکل تتر بتر کر ڈالا۔

اہل سباء کے حوالے سے بات ہو رہی تھی ابراہہ کے اس واقعہ کے بعد ۵۷۵ء میں یمن پر ایرانیوں کا قبضہ ہو گیا اور پھر ۶۲۸ء میں ان کی بچی کچھی حکومت کا خاتمہ بھی ہو گیا جب ایرانی گورنر باذان نے اسلام قبول کیا اس طرح سے اللہ نے اپنا غضب قوم سباء پر نازل کیا اور وہ بتدتج صفحہ ہستی سے مٹتے مٹتے بلا آخر قصہ پارینہ بن گئے۔

اللہ تعالی قیامت میں اپنی تمام مخلوقات کو جمع فرمائیں گے:

اللہ کی صفت جامع کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ يَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ يَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمۡ كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ۔ ١٣

ترجمہ۔اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟

وَ تَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ يَّمُوۡجُ فِيۡ بَعۡضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا۔ ١٤

ترجمہ۔ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

الجامع۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ج۔م۔ع) سے مشتق ہے۔ ۱۵؎

عربی زبان میں **الجمع** سے مراد مختلف چیزوں کو جمع کرنا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی کہتے ہیں کے الجامع کا مطلب مختلف چیزوں کو قریب لا کر ملا دینے والا۔

الجمیع۔لشکر کو کہتے ہیں۔

مجتمع۔سے مراد قبیلہ۔

الجماع۔سے مراد ہر وہ چیز جس کے اجزا باہم ملے ہوئے ہوں۔

جمع الکف۔سے مراد بندھی ہوئی مٹھی کو کہتے ہیں۔

الجمع۔مذکر ہے۔

جمع۔مونث ہے۔

امر جامع۔سے مراد عظیم الشان کام کے لئے لوگوں کا جمع ہونا۔ ۱۶؎

یوم الجمعۃ۔سے مراد جمعہ کا دن، قبل اسلام اہل قریش ہفتے کے کسی ایک دن جس کو وہ یوم العروبہ کہتے تھے دار قصی کے پاس دار الندوہ (قومی دار المشاورت) میں جمع ہوتے۔

کعب بن لوی نے اس دن کا نام الجمعہ رکھا تاہم اسی حیثیت سے وہ المجمع قصی بن کلاب کے لقب سے مشہور ہوئے یہی وہ پہلے شخص تھے کے جنھوں نے دار الندوہ بنایا تھا تاہم اسی سے جمعہ کا مطلب بھی واضح ہو جاتا ہے یعنی مشورے کے لئے تمام سرداران قریش کا ایک جگہ ایک خاص دن

(یوم الجمعہ) کو جمع ہونا اور آپس کے معاملات کا باہمی صلاح مشورے کے ذریعے حل نکالنا۔
صاحب محیط لکھتے ہیں کے الجمعہ۔ اجتماع سے ماخوذ ہے۔
اجمعین۔ جماعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔
اجماع۔ سے مراد امت کے علماء کرام کا کسی ایک بات پر اتفاق۔
الجامع۔ اللہ کا ایک صفاتی اسم مبارک جس کے معانی جمع کرنے والے کے ہیں۔ ۱۷ے

اسم الجامع کا نظام کائنات میں کردار:

اسم **الجامع** کی نفوذ پذیری نظام کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ تعالی کی ایک صفت رب اللعالمین ہے چنانچہ عالمین میں بے شمار نظام موجود ہیں جہاں بے شمار مخلوقات آباد ہیں اور وہاں بدستور اللہ کا حکم اور امر اترتا ہے اس اعتبار سے بے شمار کائناتی دنیاؤں میں کہیں قیامت بھی قائم ہو چکی تاہم اسپیس سائنٹسٹ نظام کائنات میں موجود بلیک ہولز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کے یہ وہ سیارے اور ستارے ہوتے ہیں جن پر موت طاری ہو گئی بالفاظ دیگر اس سیارے یا ستارے کا وقت قیامت آن پہنچا چنانچہ اللہ وہاں موجود مخلوقات کو جمع فرمانے پر قادر ہیں اسی طرح سے تمام انسانوں کو روز قیامت جمع کرنے کے حوالے سے ارشاد خداوندی!
فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۔۱۸۔ ترجمہ۔ ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔
یعنی تمام انس وجن، فرشتوں اور کل مخلوقات کو جمع کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔۱۹

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک رحمان کے حضور عبد بن کر حاضر ہوگا۔

ارشادات خداوندی:

فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۔۲۰ ترجمہ۔ ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

الْمِيْعَادَ ۔۲۱

ترجمہ۔ بے شک تو اس دن لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس کے وقوع میں کوئی شک نہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔۲۲

ترجمہ۔ کیا حال ہوگا جب ہم ان کو اس دن جمع کریں گے جس کے وقوع میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے کام کی پوری پوری جزا دی جائے گی اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔۲۳

ترجمہ۔ جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا پھر ان کے کیے ہوئے کاموں کی انھیں خبر دے گا اللہ نے ان سب کو محفوظ کر لیا ہے اور وہ انھیں بھول چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔۲۴

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمینوں میں ہر ایک رحمان کے حضور عبد بن کر حاضر ہوگا۔

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ۔۲۵

ترجمہ۔ اللہ نے ان سب کو خوب اچھی طرح شمار کیا ہے اور ان سب کو اچھی طرح گن رکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (روز قیامت) جہنم کو لایا جائے گا اس کی 70000 (ستر ہزار) لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے گھسیٹ رہے ہوں گے۔۲۶

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور مقاتل نے کہا کہ ستر ہزار فرشتے جہنم کو ہانکتے ہوئے لائیں گے اور ان فرشتوں کے ہاتھوں میں جہنم کی لگام ہوگی اور دوزخ غیظ و غضب سے چنگھاڑ رہی ہوگی اور اس کو لا کر عرش کے بائیں جانب گاڑ دیا جائے گا۔۲۷

انسان کا نسب اور نکاح بھی جنت میں منتقل ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے!

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَ اَزۡوَاجِهِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِهِمۡ وَ الۡمَلٰٓئِکَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ کُلِّ بَابٍ۔ ۲۸

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اوران کے باپ دادوں اور بیویوں اوراولادمیں جولائق ہوں گے وہ بھی ان میں داخل ہوں گے اوران پر ہر دروازہ سے فرشتے داخل ہوں گے۔

اہل جنت کے اہل وعیال:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جب اہل جنت جنت میں داخل ہوجائیں گے توان میں سے ایک شخص اپنے ماں، باپ اوراپنی بیوی اوراولاد کے متعلق سوال کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کے انھوں نے وہ درجہ نہیں پایا جو تمھیں حاصل ہے پس وہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اپنے لئے بھی عمل کیا ہے اوران کے لئے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کے ان کواس کے درجے کے ساتھ ملادیا جائے۔ ۲۹

حضرت خدیجہؓ بیان کرتی ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے فوت شدہ والدین کے بارے میں سوال کیا؟ جو کے زمانہ جاہلیت میں کفر کی حالت میں انتقال کر چکے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! وہ دونوں جہنم میں ہیں یہ بات حضرت خدیجہؓ کو ناگوار گزری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگرتم ان کی جگہ دیکھ لوتو تم بھی ان سے بغض رکھو گی انھوں نے سوال کیا کے میری جو اولاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ جنت میں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک مومنین اوران کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اوران کی اولاد جہنم میں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی!

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّیَّتُهُمۡ بِاِیۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّیَّتَهُمۡ وَ مَاۤ اَلَتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ کُلُّ امۡرِیٍۭٔ بِمَا کَسَبَ رَهِیۡنٌ۔ ۳۰

ترجمہ۔ ایمان والوں کواوران کی اولاد کوجس نے ایمان لانے میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ ملادیں گے اور ہم مومنین کے عمل سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔

زازان بیان کرتے ہیں، میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا انھوں نے فرمایا کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام اولین اور آخرین کو جمع فرمائیں گے پھر اللہ کی طرف سے ایک منادی یہ ندا کرے گا کے جس شخص نے اپنا حق لینا ہو تو آئے اور اپنا حق لے لے، بخدا اگر بچے اپنے باپ پر یا کسی کا اپنے بیٹے یا بیٹی یا اپنی بیوی پر جو بھی حق ہوگا وہ لے لے گا، خواہ وہ چھوٹا حق ہو۔

حوالہ کتب:

۱۔سورہ سبا۔آیت۔۱۵۔
۲۔سورہ سبا۔آیت۔۱۶۔
۳۔سورہ سبا۔آیت۔۱۷۔
۴۔سورہ سبا۔آیت۔۱۸۔
۵۔سورہ سبا۔آیت۔۱۹۔
۶۔سورہ سبا۔آیت۔۲۰۔
۷۔سورہ سبا۔آیت۔۲۱۔
۸۔المسند۔ابوعبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی (متوفی ۲۴۱ھ) داراحیاء التراث العربی۔بیروت۔۱۹۹۴ء۔
۹۔سورہ سبا۔آیت۔۱۵۔
۱۰۔تفسیر ابن کثیر۔حافظ عمادالدین ابن کثیر شافعی دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ص۔۴۸۵۔مکتبہ اسلامیہ۔
۱۱۔سورہ سبا۔آیت۔۱۵۔۲۰۔
۱۲۔سورہ سبا۔آیت۔۱۹۔
۱۳۔سورہ سبا۔آیت۔۴۰۔
۱۴۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۱۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۸۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۱۹۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔
۲۰۔سورہ کہف۔آیت۔۹۹۔
۲۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۔
۲۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۹۔

۲۳۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔
۲۴۔سورہ مریم۔آیت۔۹۳۔
۲۵۔سورہ مریم۔آیت۔۹۴۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔
۲۷۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۲۸۔سورہ رعد۔آیت۔۲۳۔
۲۹۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث۔۱۲۲۴۸۔مطبوعہ دار احیاالتراث العربی۔بیروت
۳۰۔سورہ الطور۔آیت۔۲۱۔

۳۵۔الفاطر (پھاڑنا)

نام:

الفاطر۔عربی زبان کا لفظ ہے، **الفطر** سے مراد پھاڑنا جبکہ الفاطر (وہ خالق) جس نے پہلی بار کائنات کی تخلیق کی۔

شان نزول:

سورہ فاطر میں کل آیات کی تعداد ۴۵ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۵ ہے۔

مضامین:

۱۔تمام تعریفیں صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے۔

۲۔ملائکہ۔

۳۔دنیا ایک دھوکا ہے۔

۴۔انبیاء سابقین کے قصص۔

۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی۔

۶۔اچھے اور برے کاموں کی جزا اور سزا۔

۷۔انسان کی عمر۔

۸۔پہاڑوں کا تذکرہ۔

دنیا دھوکہ ہے:

دنیا کی بے ثباتی اور دھوکے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۔۱

ترجمہ۔ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، اور نہ وہ بڑا دھوکے باز تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے پائے۔

الخدیعۃ۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (خ۔ د۔ ع) سے مشتق ہے۔ ۲؎

خدع۔ کے معانی جو کچھ دل میں ہے اس کے برخلاف کرنا یعنی دھوکا، فریب۔

خدع۔ سے مراد کسی کے ساتھ چھپ کر برائی کرنا۔

خدع۔ سے مراد چھپانا اور مخفی رکھنا۔ ۳؎

خدوع۔ اس اونٹنی کو بھی کہتے ہیں جو کبھی تو بہت دودھ دیتی ہے لیکن کبھی کچھ بھی نہیں کیونکہ عرب بے حد مہمان نواز ہوتے ہیں اب اگر کوئی مہمان گھر میں آئے اور اونٹنی دودھ نا دے تو میزبان کو کس قدر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

خیدع۔ سے مراد سراب یعنی دھوکا۔

خدع۔ سے مراد زندگی کی وہ روش جس کا ظاہر اور باطن الگ ہو، یعنی دھوکا اور فریب۔ ۴؎

ارشادات خداوندی:

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۔۵

ترجمہ۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری کو زیادہ کر دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۔۶

ترجمہ۔ وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن (درحقیقت) وہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں جس کا انھیں شعور نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔۷

ترجمہ۔ اے ایمان والو! مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم اپنے خلاف اللہ کے لیے ایک واضح حجت قائم کرنا چاہتے ہو۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۔۸

ترجمہ۔ بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور تو ان کے لیے ہرگز کوئی مددگار نہیں پائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اس کے ساتھ فریب یعنی (دھوکہ) کیا تو وہ ملعون ہے۔۹؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔۱۰؎

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی خصلت ہوگی حتیٰ کے وہ اس خصلت کو چھوڑ دے۔

۱۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

۲۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳۔ جب عہد کرے تو اس کے خلاف کرے۔

۴۔ جب جھگڑا کرے تو بدکلامی کرے۔ ۱۱؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! بدبخت ہے وہ شخص جو اپنی خواہشات اور اس کی فریب کاریوں سے دھوکا کھا جائے۔

دنیا سے بچو کیونکہ یہ نہایت غدار، فریب کار اور دھوکے باز ہے۔

دھوکے سے کام نا لو کیونکہ یہ نہایت مذموم عادت ہے۔

عقلمند ہے وہ انسان جو فریب کاری اور دھوکے سے محفوظ رہے۔ دنیا تم کو فریب نہیں دیتی بلکہ تم اس سے دھوکا کھاتے ہو۔

حکمت اور عقلمندی کا سرمایہ یہ ہے کے فریب کاریوں سے اجتناب کیا جائے۔

جس نے اللہ کو دھوکہ دیا دراصل اس نے اپنے آپ کو دھوکا دیا۔ دھوکے باز کا کوئی مذہب نہیں۔ کبھی کبھی بڑے بڑے مرد بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ ۱۲؎

اہم نکتہ:

دھوکا کا مطلب چھپ کر برائی کرنا تا کہ پتا نا چل سکے، دھوکہ سے مراد جھوٹ اور فریب ہے یعنی ایک ایسے انسان کو فریب دینا جو اس پر یقین اور اعتماد کرتا ہو اور اسے اس سے اس کو دھوکے کی توقع نا ہو۔ دھوکا نفس انسانی کی نہایت ذلت آمیز برائی ہے، دھوکے باز شخص لوگوں کے اعتماد سے کھیلتا ہے چنانچہ اسلام ایسے افراد فاسق اور فاجر سمجھتا ہے ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے۔

بدقسمتی سے آج پوری دنیا بالخصوص پاکستان میں دھوکہ اور فریب اتنا زیادہ عام ہو گیا ہے جس کی مثال محال ہے، ہر شخص دوسرے کو دھوکہ دے رہا ہے مثلاً بازار میں دوکاندار غیر معیاری اشیاء کو زیادہ داموں بیچ کر، جعلسازی کے ذریعے، ملاوٹ کے ذیعے، ڈاکٹرز جعلسازی کے ذریعے مریضوں سے لاکھوں روپیہ اینٹھتے ہیں، تعلیمی داروں میں قابل طلباء کو دیوار سے لگا کر بدترین طلباء

کو آگے لایا جاتا ہے، آفس میں میں بھی ہر شخص دوسرے کی ٹانگ گھسیٹتا ہے اور ادھر کی بات ادھر کرنا تو گویا قومی فریضہ ہے، وکلاء، ججز اور قاضی سب کے سب بکاؤ ہیں رشوت اور بھاری معاوضہ یا اثر ورسوخ کے زیر اثر وہ مظلوم کو ذلیل ورسو کرتے ہیں جبکہ ظلم اور ظالم کو مضبوط کرتے ہیں، سیاست دانوں نے تو تمام حدود وقیود کو ہی پامال کر دیا، اربوں کھربوں کی چوری، منی لانڈرنگ اور بڑی بڑی جائیداد تو جیسے روز کی بات ہے یہی نہیں بلکہ عام انسان بھی اس دھوکے اور فریب سے مستثنیٰ نہیں، وہ بھی اپنے تئیں بہتی گنگا میں ہاتھ دھوتا ہے اور اپنی حدود میں جہاں تک ممکن ہوتا ہے وہ بھی دھوکہ اور فریب سے باز نہیں آتا یعنی بحیثیت مجموعی پورا معاشرہ ہی کرپٹ، دھوکے باز اور فریبی ہے اور کوئی بھی اس سے جدا نہیں دوسری جانب پورا معاشرہ ہی ذہنی، دماغی، جسمانی، اور نفسیاتی امراض کا شکار ہے کیونکہ دھوکہ، جھوٹ، جعلسازی مکاری اور فریب یہ سب کی سب علامات حد درجہ اخلاقی گراوٹ کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔

کسی دانش ور کا قول ہے! دھوکا دشمن کی نہیں بلکہ دوست کی ایجاد ہے۔

انسان کی عمر:

انسان کی عمر کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔ ۱۳

ترجمہ۔کوئی عمر پانے والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر میں کچھ کمی ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہے، اللہ کے لیے یہ بہت آسان کام ہے۔

العمر۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ع۔م۔ر) سے مشتق ہے۔ ۱۴؎

عمارۃ۔ سے مراد آباد کرنا۔

العمر۔ سے مراد وہ مدت حیات جو انسان اس جسمانی وجود کے ساتھ گزارتا ہے۔

عمرہ۔ اللہ سے مراد اللہ نے اس کی عمر دراز کی۔

العمر الارض۔ سے مراد زمین کو آباد پایا۔

العمارۃ۔ سے مراد کسی جگہ کو آباد کرنا۔ ۱۵؎

العمرۃ۔ سے مراد کسی سے ملاقات یا کسی جگہ کو آباد کرنے جانا یا زیارت کعبہ کے لئے عمرہ کرنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۔۱۶

ترجمہ۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ اس پر ان دونوں کا طواف (سعی) کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ا

تعمیر الثوب۔ سے مراد کپڑے کی عمدہ بناوٹ ہے۔

العمر۔ سے مراد دین ہے۔ ۱۷؎

ارشادات خداوندی:

وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۔۱۸

ترجمہ۔ آپ ضرور دیکھیں گے کے وہ اور لوگوں سے اور مشرکین سے بھی زیادہ زندگی کے دلدادہ ہیں، ان میں سے ہر ایک شخص یہ خواہش رکھتا ہے کے کاش اس کی عمر ہزار سال ہو اور یہ عمرا سے دی جائے تو یہ اس کو عذاب سے دور کرنے والی نہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۔۱۹

ترجمہ۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ اس پر ان دونوں کا طواف (سعی) کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَہٗ
ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ۔۲۰

ترجمہ۔وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر تمھارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے یہاں طے شدہ ہے مگر تم لوگ ہو کے شک میں پڑے ہوئے ہو۔

اَوَ لَمۡ نُعَمِّرۡکُمۡ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیۡہِ مَنۡ تَذَکَّرَ وَ جَآءَکُمُ النَّذِیۡرُ
فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ نَّصِیۡرٍ ۔۲۱

ترجمہ۔کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کے جس میں وہ شخص نصیحت قبول کر لیتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہو اور تمھارے پاس عذاب سے ڈرانے والا بھی آیا تھا لو اب مزا چکھو۔ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشادات:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اسلام میں ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہے اور جب وہ ۵۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس سے حساب آسان کر دیتا ہے اور جب وہ ۶۰ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالی اس کو اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جب وہ ۷۰ سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب اس کی عمر ۸۰ سال ہو جائے تو اللہ تعالی اس کی نیکیوں کو برقرار رکھتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جب اس کی عمر ۹۰ سال ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کو اس کے گھر والوں کے حق میں شفاعت کرنے والا بنا دیتا ہے اور آسمان میں لکھ دیا جاتا ہے کے وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے۔ ۲۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے اس انسان کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مامور کیا یہاں تک کے وہ ساٹھ برس کی عمر کو پہنچ گیا۔ ۲۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدم کا بیٹا بوڑھا ہوجاتا ہے لیکن دو چیزوں اس کے دل میں جوان رہتی ہیں۔ ا۔ دولت کی حرص۔ ۲۔ لمبی عمر کی حرص۔ ۲۴

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے اکثر لوگوں کی عمر ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہوگی اور بہت کم لوگ اس سے آگے بڑھیں گے۔ ۲۵

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

ائے لوگو! یہ جان لو جو بھی اس زمین پر ہے ایک دن وہ اس زمین کے اندر چلا جائے گا اور یہ دن و رات عمروں کو بے کار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

گھنٹے تمھاری عمروں کو نگل رہے ہیں۔

انسان کی عمر انمول ہے۔ دنیا کی کوئی نعمت طویل عمر اور اچھی صحت سے بڑھ کر نہیں۔

جس کی عمر طویل ہوجاتی ہے وہ اپنے دشمنوں میں خوش کن باتیں دیکھ لیتا ہے۔

انسان کی خوش نصیبی ہے کے وہ طویل العمر ہو اور اپنے دشمنوں میں وہ ایسی باتیں دیکھ لے جو اس کی خوشی کا سبب ہو۔

تم اپنی عمر کو فضول خرچ نا کرو، جس طرح سے تم مال کی فضول خرچی کو پسند نہیں کرتے۔

عمر چند گنی چنی سانسوں کا نام ہے۔

ساعتیں (سیکنڈز) انسانی عمروں کو گھٹا رہے ہیں۔

عمر کو زندگی کے لمحات فنا کر رہے ہیں۔

چالیس برس کی عمر میں انسان منزل کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

تمھاری عمر کی ہر ایک سانس کو ایک نگہبان شمار کر رہا ہے۔

اپنی عمر کو فضول کاموں میں ضائع نا کرو کیونکہ ضائع ہونے والی عمر دوبارہ نہیں ملے گی۔

اللہ اس انسان پر رحم فرمائے جو یہ جان گیا کے اس کی عمر کی ہر سانس اس کو موت سے قریب تر کر رہی ہے اور وہ ان کی قدر کرتے ہوئے نیک اعمال میں جلدی کرے اور اپنی دنیاوی خواہشات و کم کرے۔

اپنی باقی ماندہ عمر کی قیمت یا تو نبی سمجھتے ہیں یا پھر صدیقین سمجھتے ہیں۔
دن، تمھاری کتاب زندگی کے اوراق ہیں چنانچہ انھیں ضائع نا کرو۔
یہ کتاب زندگی اور اس کا ہر ورق اللہ کے حضور کھلے گا لہٰذا کسی ورق پر تمھیں شرمندگی کا سامنا نا کرنا پڑے۔۲۶؎

اہم نکتہ:

انسان کی عمر اللہ کا ایک عظیم تحفہ ہے چنانچہ دنیا میں آنے کے بعد اگر انسان کو اس بات کا ادراک و آگہی حاصل ہو جائے کے وہ دنیا میں کس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے تو یقیناً انسان اپنی عمر کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ کی عبادت اور اطاعت میں کوئی کوتاہی نہیں کرے گا، مومن کی لمبی عمر اس کے لئے تحفہ ہے کیونکہ وہ اللہ کی عبادات اور اطاعت کے ذریعے بے شمار نیکیوں کو حاصل کر لیتا ہے جبکہ استغفار کے ذریعے اپنے گناہوں کو معاف کروالیتا ہے دوسری جانب وہ اللہ کے بندوں کی خدمت کے ذریعے اللہ کا قرب بھی حاصل کر لیتا ہے جو اگلے جہان میں اس کے بلند درجات کا سبب بنتے ہیں چنانچہ انسان کو اپنی عمر پر اللہ کی شکر گزاری کرتے ہوئے نیک اعمال کو انجام دینا چاہیئے اور ہر لمحہ ذکر الٰہی اور کائنات میں غور فکر کے ذریعے اللہ کی عظمت کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔

پہاڑوں کی مختلف رنگت:

پہاڑ اور ان کی مختلف رنگتوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ۔۲۷

ترجمہ۔ پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

پہاڑوں کے مختلف رنگ ان میں موجود معدنیات یا منرلز کی مقدار کی کمی یا زیادتی کے سبب ہوتے

ہیں۔

الجبل۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی پہاڑ ہے، یہ (ج۔ب۔ل) سے **مشتق** ہے۔۲۸۔ **جبل**۔کی جمع جبال ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے پہاڑوں کے حوالے سے بے شمار آیات بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

وَّ تَنۡحِتُوۡنَ الۡجِبَالَ بُیُوۡتًا۔۲۹۔ترجمہ۔اورتم پہاڑ کوتراش کرگھر بنالیتے ہو۔

وَ كَانُوۡا یَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا اٰمِنِیۡنَ۔۳۰

ترجمہ۔وہ نہایت امن وچین سے پہاڑ کوتراش کرگھر بنالیا کرتے تھے۔

وَ تَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا فٰرِهِیۡنَ۔۳۱

ترجمہ۔تم فخریہ پہاڑوں کوکاٹ کرگھر بنالیتے ہو۔

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَكُمۡ وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَ۔۳۲

ترجمہ۔جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور طور پہاڑ تم پر بلند کیا۔

وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَهُمُ الطُّوۡرَ بِمِیۡثَاقِهِمۡ۔۳۳

ترجمہ۔پکا وعدہ لینے کے لئے ہم نے طور ان کے سروں پر بلند کیا۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ
قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ
تَرٰىنِیۡ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ
اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَیۡكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔۳۴

ترجمہ۔ جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے میرے رب مجھے دکھا دیجئے کے میں آپ کو دیکھ لوں، فرمایا تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو، سو اگر پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے، پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلّی فرمائی تو پہاڑ کو چورا کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب ان کو ہوش آیا تو کہنے لگے آپ کی ذات پاک ہے میں آپ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور میں

ایمان لانے والوں میں پہلا شخص ہوں۔

وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔۳۵

ترجمہ۔ جب ہم نے ان پر پہاڑ اس طرح سے بلند کیا گویا وہ سائبان تھا اور وہ سمجھے کہ یہ ان پر اب گرا، جو ہم نے تمہیں دیا مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور اس میں جو کچھ ہے یاد کرو تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

وَ نَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۔۳۶

ترجمہ۔ ہم نے (موسیٰ) کو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی۔

وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ ۔۳۷

ترجمہ۔ اور تم سے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا گیا۔

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ ۔۳۸

ترجمہ۔ ایک درخت جو طور سینا پر پیدا ہوتا ہے۔

اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۔۳۹۔ ترجمہ۔ ان کو طور پہاڑ کی طرف ایک آگ دکھائی دی

وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ۔۴۰

ترجمہ۔ ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا، پہاڑ تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَ الطَّيْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۔۴۱

ترجمہ۔ بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی۔ اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔

معزز پہاڑ:

اللہ تعالیٰ نے کئی پہاڑوں کو بھی خیر و برکت اور عزت عطا فرمائی یہاں تک کے قرآن کریم میں ان کی قسم بھی کھائی گئی۔

وَ الطُّوۡرِ ۔ ۴۲۔ترجمہ۔قسم ہے طور (پہاڑ) کی۔

وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۔ ۴۳۔ترجمہ۔قسم ہے طور سینین کی۔

وَ قُضِیَ الۡاَمۡرُ وَ اسۡتَوَتۡ عَلَی الۡجُوۡدِیِّ ۔ ۴۴۔ترجمہ۔کشتی جودی (پہاڑ) پر جا لگی۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۔ ۴۵

ترجمہ۔بے شک صفاء اور مراہ شعائر اللہ ہیں۔

فَاِذَاۤ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ۔ ۴۶

ترجمہ۔جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرم (مزدلفہ) کے پاس ٹھہر کر اللہ کی یاد کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا! اللہ نے اتوار کے دن پہاڑ پیدا کئے۔ ۴۷ے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ انام لے کر اسے آواز دیتا ہے اور اس سے دریافت کرتا ہے کے ائے فلاں پہاڑ! کیا تجھ پر ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔ ۴۸ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احد پہاڑ کے متعلق فرمایا! احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔ ۴۹ے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ائے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ ۵۰ے

پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں:

پہاڑ بھی اللہ کی ذی شعور مخلوق ہیں، وہ اللہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اللہ کے حکم کی فرمانبرداری

کرتے ہیں، اور صبح شام اللہ کی حمد وثناء اور اپنے رب کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّسَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ ۔۵۱

ترجمہ۔داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے۔

تاہم بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشونما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔۵۲

پہاڑوں کی اقسام:

بنیادی طور پر پہاڑوں کی دو اقسام ہیں۔۱۔براعظمی پہاڑ۔۲۔سمندری پہاڑ۔

ان دونوں پہاڑوں میں فرق اس کے طبعی مواد کا ہے جس سے مل کر یہ بنتے ہیں۔

۱۔براعظمی پہاڑ بھی مختلف منرلز سے مل کر بنتے ہیں، عام طور پر لوگوں کی کثیر تعداد براعظمی پہاڑوں سے واقف ہوتے ہیں۔

۲۔سمندری پہاڑوں کی ساخت زیادہ تر آتش فشانی چٹانوں پر مبنی ہوتی ہے کیونکہ یہ انھی چٹانوں سے مل کر بنتے ہیں۔

پہاڑوں کے فوائد:

پہاڑ کسی بھی ملک کے لئے اہمیت کا سبب ہوتے ہیں، یہ دشمنوں سے بچاؤ کا بھی ایک موثر ذریعہ ہیں، پہاڑوں سے دریا، جھرنے اور آبشاریں نکلتی ہیں، موسم گرما میں جب گرم ہوائیں پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں تو اس کے نتیجے میں بارش برستی ہے۔ پہاڑوں پر جنگلات ہوتے ہیں جہاں کی قیمتی

جڑی بوٹیاں ادویات سازی میں کام آتی ہیں یہی نہیں بلکہ یہ جنگلات موسمی تغیرات کو بھی کنٹرول کرتے ہیں اور جانوروں کے لئے بہترین چراگاہ کے طور پر معاون اور مفید ہوتے ہیں، انھی پہاڑوں میں بکثرت قیمتی معدنیات کے ذخائر بھی پوشیدہ ہوتے ہیں، جو کسی بھی ملک کا ایک سرمایہ تصور کئے جاتے ہیں۔

۞

حوالہ کتب:

۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۵۔
۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۰۔
۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۔
۷۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۴۔
۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۴۵۔
۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۱۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۶۵۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۳۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۱۔
۱۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۱۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۶۔
۱۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔

۲۰۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۲۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۳۷۔
۲۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۲۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۷ھ۔
۲۵۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۶۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۲۷۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۲۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۷۴۔
۳۰۔سورہ الحجر۔آیت۔۸۲۔
۳۱۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۴۹۔
۳۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۹۳۔
۳۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۴۔
۳۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۳۔
۳۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۷۱۔
۳۶۔سورہ مریم۔آیت۔۵۲۔
۳۷۔سورہ طحہ۔آیت۔۸۰۔
۳۸۔سورہ المومنون۔آیت۔۲۰۔
۳۹۔سورہ القصص۔آیت۔۲۹۔
۴۰۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۴۱۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔
۴۲۔سورہ طور۔آیت۔۱۔
۴۳۔سورہ التین۔آیت۔۲۔
۴۴۔سورہ ھود۔آیت۔۴۴۔
۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۵۸۔
۴۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۸۔
۴۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۴۱۷ھ۔
۴۸۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔رقم الحدیث۔۱۲۲۴۸۔مطبوعہ دار احیاالتراث العربی۔بیروت۔
۴۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت۔
۵۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۵۲۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔

۳۶۔سورہ یٰسین (حروف مقطعات)

نام:

یٰسین۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ حروف مقطعات میں شامل ہے۔
ابوعبدالرحمن سلمٰی نے امام جعفر صادقؒ سے یہ قول نقل کیا ہے، **یٰسین** کا معنی یا سید۔
زجاج نے کہا! یٰسین سے مراد اے **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
ابن حنیفہ بھی لکھتے ہیں! یٰسین سے مراد اے **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں، سورہ **یٰسین**، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، جس کی دلیل اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسولوں کے امام ہیں۔
سورہ یٰسین کو قلب قرآن بھی کہا جاتا ہے۔

شان نزول:

سورہ یٰسین مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۸۳ ہے ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۵ ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ کی وحدانیت کا ذکر۔
۲۔کفار کے آگے اور پیچھے اللہ نے ایک دیوار کھڑی کردی ہے۔
۳۔اللہ نے کل اشیاء کائنات کے جوڑے تخلیق فرمائے۔
۴۔ہرے بھرے درختوں سے آگ پیدا فرمائی۔

۵۔سورہ یٰسین کو جان کنی کے موقع پر پڑھنے سے موت کی تکلیف کم ہو جاتی ہے۔
۶۔اللہ کی قدرت اور عظمت کا تذکرہ۔
۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور صراط مستقیم پر ہونے کا بیان۔
۸۔اقوام گزشتہ کے احوال۔
۹۔منکرین عذاب آخرت کا بیان۔

کفار کے آگے اور پیچھے اللہ نے ایک دیوار کھڑی کر دی ہے:

کفار کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔۱

ترجمہ۔ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے، ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے، انہیں اب کچھ نہیں سُوجھتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اللہ کے حکم سے ہجرت مدینہ فرمائی تو کفار مکہ کا نہایت سخت پہرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے آس پاس موجود تھا کیونکہ کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی ایک نہایت مذموم سازش تیار کر رکھی تھی، ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ہجرت مدینہ کا حکم دیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے کم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام اہم امور اور امانتیں حضرت علیؑ کو سونپیں اور انھیں بھی جلد مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی میں مٹی لی اور سورہ یٰسین کی یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے۔

وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔۲

ترجمہ۔ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے، ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے، انہیں اب کچھ نہیں سُوجھتا۔

کفار کی جانب مٹی پھینکتے ہوئے اپنے گھر سے نکل گئے، اس آیت کی برکات اور مٹی کے ذرات کا ان کی آنکھوں میں آنے کی وجہ سے سے کفار مکہ بہت دیر تک کچھ دیکھنے سے مجبور رہے اور وہ یہ جان ہی نا سکے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے نکل چکے تاہم منصوبے کے تحت جب کفار مکہ نے آدھی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک ساتھ حملے کے غرض سے ان کے بستر کا رخ کیا تو وہاں حضرت علیؓ محو استراحت تھے، ان سے پوچھنے پر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟
حضرت علیؓ نے لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔

کل اشیاء کائنات کے جوڑے:

اللہ تعالی نے کل اشیاء کائنات کے جوڑے یعنی (زوج) خلق فرمائے ہیں، چاہے وہ انسان، جنات، درخت، پھول، پودے، پھل، اناج اور دن رات ہی کیوں نا ہوں۔
اللہ تعالی نے انسانوں کے جوڑے تخلیق فرمائے۔
اللہ تعالی نے مختلف ستاروں اور سیاروں کے جوڑے خلق فرمائے ہیں۔
اللہ تعالی نے جانوروں، پرندوں، حشرات الارض اور جراثیم، وائرس اور بیکٹریاز کے جوڑے خلق فرمائے۔
اللہ تعالی نے قرآن کریم کی سورتوں کے جوڑے خلق فرمائے یعنی ایک سورہ میں ایک بات شروع ہوکر وہی موضوع دوسری سورہ میں مکمل ہوجاتا ہے مثلاً سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کا جوڑا یا سورہ فلق اور سورہ الناس کا جوڑا وغیرہ۔
اللہ تعالی نے دن اور رات کا جوڑا تخلیق فرمایا ہے وغیرہ۔
اللہ تعالی نے درختوں کے جوڑے خلق فرمائے کیونکہ درختوں میں بھی میل اور فیمیل دونوں ہی جنس پائی جاتی ہیں۔
اللہ تعالی نے پھلوں، سبزیوں اور اناج کے جوڑے خلق فرمائے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ

اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ ۳

ترجمہ۔ پاک وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود اِن کی اپنی جنس یعنی (نوعِ انسانی) میں سے یا اُن اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

ہرے بھرے درخت سے آگ کا پیدا ہونا:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ مِّنۡہُ تُوۡقِدُوۡنَ۔ ۴

ترجمہ۔ وہی جس نے تمہارے لیے ہرے بھرے درخت سے آگ پیدا کر دی اور تم اس سے اپنے چُولہے روشن کرتے ہو۔

زیر نظر آیت میں اللہ تعالیٰ دنیا میں پیدا کئے گئے ان درختوں کی جانب اشارہ فرمارہے ہیں جن سے آگ روشن کی جاسکتی ہے چنانچہ دنیا میں ہر جگہ دو قسم کے درخت۔ ا۔ مرخ۔ ۲۔عفار۔ پائے جاتے ہیں اور جب ان کی شاخوں کو آپس میں رگڑا جاتا ہے تو اس میں سے آگ نکلتی ہے دوسری جانب خشک لکڑی کو جب یہ آگ دکھائی جاتی ہے تو اس سے ایندھن کا کام لیا جاتا ہے لہٰذا دونوں جانب درخت ہی موجود ہیں ایک طرف جلانے کے لئے خشک لکڑی دوسری جانب سلگانے کے لئے ہری ٹہنیاں۔

الشجر الاخضر۔ سے مراد وہ درخت جو عرب کے بعض علاقوں میں پائے جاتے ہیں اور صحراؤں کے مسافران کی شاخوں سے چقماق کا کام لیتے ہیں، کتابوں میں ان کے نام بھی مذکور ہوئے ہیں۔

سرسبز درخت جو پانی کے رس سے بھرا ہوا ہے جب اس کا ایک حصہ دوسرے سے رگڑا جاتا ہے تو اس سے آگ پیدا ہوتی ہے اور یہ درخت بھی پھر اس آگ کا ایندھن بن جاتا ہے، باوجود اپنی سرسبزی اور تروتازگی کے اور وہ گہری تحقیق کہ درخت کے اندر جو طبیعی حرارت کا خزانہ ہوتا ہے، جو وہ سورج کی تاب کاری سے جذب کرتا ہے اور وہ اسے اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہوتا ہے حالانکہ وہ

پانی کے رس سے بھرا ہوا ہوتا ہے تاہم جب ان درختوں کو آپس میں رگڑا جاتا ہے تو پھر اس سے آگ پیدا ہوتی ہے، جس طرح جلنے کے عمل سے آگ پیدا ہوتی ہے تو اس حقیقی علم و معرفت سے یہ حقیقت اور کھل کر سامنے آتی ہے کے ہرے بھرے درخت سے آگ کس طرح نمودار ہوتی ہے۔ خالق کائنات ہی نے درختوں کے اندر یہ کمالات ودیعت فرمائے جس نے ہر چیز کو اسکی تخلیق دی اور پھر اسے حکم دیا کے وہ ان مقاصد کو پورا کرے جن کے لئے پیدا کیا گیا۔

جان کنی کا عالم:

تصوف میں جان کنی کے عالم کی وضاحت اور مرنے والے کے قریب سورہ یٰسین پڑھنے کی وجہ کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے! اصل میں جان کنی کا عالم، دنیاوی شعور کا اعراف کے شعور میں تبدیل ہونے کا عمل ہے، اس وقفے کے دوران فرد کو اعراف کی روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اعراف کا شعور جلد از جلد دنیاوی شعور پر غالب آجائے اور موت کی کشمکش سے نجات ملے۔

سورہ یٰسین اور سورہ اعراف نور کے خزآئین ہیں، جیسے جیسے ان انوار کی لہریں مرنے والے کے اندر جذب ہوتی جاتی ہیں اسے موت کی تکلیف پر قابو پانے کے لئے قوت و ہمت مل جاتی ہے۔ ۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یٰسین، قرآن کریم کا دل ہے، جو شخص اس سورہ کو اللہ کی رضا اور آخرت کے ثواب کے لئے پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ یٰسین کو اپنے مردوں پر پڑھو اور جب وقت نزع ہو تو اس سورہ کی تلاوت ان کے پاس کرو۔ ٦؎

حضرت ابو الدرداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس میت کے پاس یٰسین پڑھی جائے گی اللہ اس میت پر آسانی فرمائے گا۔ ۷؎

معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یٰسین، طٰہٰ، طواسین اور حوامیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے دی گئی ہیں۔۸؎

طواسین سے مراد نمل، شعرا اور قصص جبکہ حوامیم سے مراد مومن، حٰم السجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان جاثیہ اور احقاف ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی جمعہ کے دن زیارت کی اور ان کی قبر کے پاس یٰسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے میں ان کی مغفرت فرمادے گا۔۹؎

❁

حوالہ کتب:

۱۔سورہ یٰسین۔آیت۔۹۔

۲۔سورہ یٰسین۔آیت۔۹۔

۳۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔

۴۔سورہ یٰسین۔آیت۔۸۰۔

۵۔قندیل۔سیدہ سعیدہ خاتون عظیمی۔ص۔۳۰۷۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۷۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۸۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۹۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۳۷۔الصافات (الصّف کی جمع/صف بندی)

نام:

الصفات۔عربی زبان کا لفظ ہے، یہ جمع کا صیغہ ہے جبکہ اس کی واحد الصّف ہے، جس کے معنی صف بندی یا سیدھی لائین میں کھڑے رہنا۔

شان نزول:

سورہ الصافات مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۱۸۲ ہیں جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۵ ہے۔

مضامین:

۱۔فرشتوں کی صف کا ذکر۔

۲۔اللہ کی وحدانیت کا ذکر۔

۳۔تمام مشارق اور مغارب اللہ کے ہیں۔

۴۔اللہ نے آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی۔

۵۔تخلیق انسانی۔

۶۔کفار کی مذمت۔

۷۔اقوام گزشتہ کے احوال۔

۸۔جنت نعیم کا ذکر۔

۹۔اہل جہنم زقوم کا درخت کھائیں گے۔

۱۰۔حضرت نوح علیہ السلام۔

۱۱۔حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۱۲۔حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

۱۳۔حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

۱۴۔حضرت ہارون علیہ السلام۔

۱۵۔حضرت الیاس علیہ السلام۔

۱۶۔آل یاسین۔

۱۷۔حضرت لوط علیہ السلام۔

۱۸۔حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے بیانات۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے جمعہ کے دن سورہ یٰسین اور سورہ الصفات کو پڑھا اور پھر اللہ سے کوئی سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ا؎

جنت نعیم:

جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ۔ ۲۔ترجمہ۔نعمت کے باغوں میں۔

جنت۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ج۔ن۔ن) سے مشتق ہے۔

جن۔کے معانی چھپالینا۔جنۃ سے مراد وہ ہتھیار جس سے انسان اپنا بچاؤ کرتا ہے۔

جنۃ۔کھجور اور انگور کے باغات کو کہتے ہیں۔

جنۃ۔ہر اس باغ کو بھی کہا جاتا ہے جس کی زمین درختوں کی کثرت کی وجہ سے نظر نا آئے۔

قرآن کریم میں جنت کا ذکر بڑی جامع اصطلاح کے طور پر کیا گیا ہے۔

جنت۔ایسا خوشگوار، دل فریب، پر مسرت، پر سکون اور نعمتوں سے پر جائے مقام جہاں اللہ کے

نیک بندے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۳؎

ارشادات خداوندی:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ ۴

ترجمہ۔کوئی شخص نہیں جانتا کے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا نعمتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ۔ ۵

ترجمہ۔مرد ہوں یا عورت جس نے بھی نیک عمل کیا بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور ہم ضرور ان کو ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا اجر عطا فرمائیں گے۔

وَاِذَا رَاَیۡتَ ثَمَّ رَاَیۡتَ نَعِیۡمًا وَّ مُلۡكًا كَبِیۡرًا۔ ۶

ترجمہ۔حقیقت تو یہ ہے کے جب تم وہ جگہ دیکھو گے تو تمھیں نعمتوں کا ایک جہان اور ایک بڑی سلطنت نظر آئے گی۔

سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ جَنَّةٍ عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ۔ ۷

ترجمہ۔دوڑو! اپنے رب کی کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی پہنائی کی مثل ہے۔

جنت کے سات نام:

۱۔دار السلام۔ ۲۔دار الجلال۔ ۳۔جنت عدن۔

۴۔جنت الماوی۔ ۵۔جنت الخلد۔

۶۔جنت الفردوس۔ ۷۔جنت النعیم۔

جنت کے دروازوں کے نام:

جنت کے درج ذیل آٹھ دروازے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔باب الصلاۃ۔۲۔باب الریان۔۳۔باب الجہاد۔۴۔باب الصدقہ۔۵۔باب الحج۔

۶۔باب الایمن۔۷۔باب الذکر۔۸۔باب الکاظمین۔

جنت کی عمارت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی عمارت کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی ہے اور اس کا گارا خالص مشک کا ہے اور اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔۸؎

اہل جنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلا گروہ جو داخل جنت کیا جائے گا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاندکی کی طرح روشن ہوں گی۔۹؎

سب سے پہلے جنت میں امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوگی۔

اہل جنت جب جنت میں داخل کئے جائیں گے تو مردوں کی عمریں ۳۳ برس اور خواتین ۱۸ برس کی ہوں گی اور وہ اپنی جوانی کے بہترین ایام میں جنت میں دال ئے جائیں گے۔۱۰؎

اہل جنت کا قد (ساٹھ ہاتھ) جتنا لمبا ہوگا۔۱۱؎

اہل جنت کی زبان سریانی ہوگی۔۱۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب جنت کے درجات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جتنے قرآن کریم میں حروف ہیں اتنے ہی جنت کے درجات ہیں اور جنت کے ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ آسمان اور زمین جتنا ہے۔۱۳؎

جنت میں مومنین کے سینوں میں صرف سورہ یٰسین اور سورہ طہٰ باقی رہ جائے گی باقی قرآن کو ان کے سینوں سے اٹھالیا جائے گا۔ ۱۴؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ عزوجل نے فرمایا ہے! میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار اور جمع کر کے رکھا ہے جو نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان (نعمتوں کا خیال) گزرا ہے لیکن یہ تمام (نعمتیں) ان نعمتوں کے علاوہ ہیں جن کے بارے میں تمھیں اللہ نے مطلع کیا ہے۔ ۱۵؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت کا دروازہ سب سے پہلے کھٹکھٹانے والے لوگ غلام ہوں گے۔ ۱۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان میں موجود برتن بھی چاندی کے ہیں اور جو کچھ ان جنتوں میں ہے وہ بھی چاندی کی ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں، ان جنتوں کے برتن بھی سونے کے ہیں، اور ان جنتوں میں موجود چیزیں بھی سونے کی ہیں۔ جنت عدن میں لوگوں کے اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان اس کے چہرے کی عظمت و کبریائی کی جو چادر ہے اس چادر کے سوا کوئی چیز حائل نا ہوگی۔ ۱۷؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایے میں ایک سوار سو سال تک چل سکتا ہے اور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔ ۱۸؎

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب حوض کوثر کے مشروب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جنت سے دو پرنالے اس میں تیزی سے شامل ہو کر اس میں اضافہ کرتے رہتے ہیں، ان میں ایک پرنالہ سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے۔ ۱۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، بلاشبہ ماں کے پیٹ میں ضائع ہونے والا نا تمام بچہ بھی اپنی ماں کو اپنی ناف کی نالی کے ذریعے کھینچ کر جنت کی طرف لے جائے گا، بشرطیکہ وہ ماں اپنا بچہ ضائع ہونے پر صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ ۲۰؎

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجات ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے، فردوس جنت کا سب سے بلند درجہ ہے اور اسی سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ ۲۱

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰی لَہُمۡ وَ حُسۡنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ ۔ ۲۲

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے طوبیٰ (خوش حالی) اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

طوبیٰ کے معانی خوش حالی اور اچھے ٹھکانے کے ہیں۔

طوبیٰ، طیب کا مصدر ہے جس کے معانی مومنین کو پاکیزہ زندگی، عمدہ اور بہترین ٹھکانا، نعمت، خیر، سرور اور خوشحالی دی جائے گی۔ ۲۳

عتبہ بن عبدؓ بیان کرتے ہیں، ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا! کیا جنت میں پھل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ ۲۴

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شخص کے لئے طوبیٰ (خوشی) ہو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس کے لئے طوبیٰ ہو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا پھر طوبیٰ ہو پھر طوبیٰ ہو پھر طوبیٰ ہو اس کے لئے جو مجھ پر ایمان لایا حالانکہ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا، ایک شخص نے پوچھا طوبیٰ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ جنت کا ایک ایسا درخت ہے جس کی سو سال کی مسافت ہے اور اہل جنت کا لباس اس کے شگوفوں سے نکلتا ہے۔ ۲۵

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک درخت ایسا ہے جس کے سایے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا اور اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھو۔ وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ۔ ۲۶

ترجمہ۔ (اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والے پر ہوں گے) پھیلے ہوئے لمبے سائے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اہل جنت اوپر بالا خانہ والوں کو دیکھیں گے جیسے کے وہ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہیں جو مشرقی یا مغربی افق پر ہوتا ہے کیونکہ اہل جنت کے درمیان فضیلت کے درجات ہوتے ہیں مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا یہ انبیاء علیہ السلام کی منازل ہیں؟ جن میں ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں جا سکے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کیوں نہیں جس ذات کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔ ۲۷؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا! کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو نیند نہیں آئے گی۔ ۲۸؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ ناز و نعم میں ہوگا کبھی تنگ حال نہ ہوگا، نہ اس کا لباس پرانا ہوگا، نہ اس کی جوانی ڈھلے گی۔ ۲۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ کلمات کہے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے:

رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمدٍ رسولاً۔

ترجمہ۔ میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ ۳۰؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل جنت میں سب سے کم درجہ اس شخص کا ہوگا جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنی جنتوں، اپنی بیویوں اپنی نعمتوں، اپنے خادموں اور اپنی باندیوں کو دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک اہل جنت میں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہوگا جو اللہ کے چہرے کا دیدار صبح وشام کرے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اس دن بعض چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔ ۳۱؎

حضرت سلیم بن عامرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت کی بیری بے کانٹوں کی ہو گیا اور ہر کانٹے کی جگہ پر اللہ ایک پھل پیدا کرے گا اور اس پھل میں سے ۷۲ ذائقے نکلیں گے اور ان کا رنگ ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ ۳۲؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! جنت کے سوا تمام آسائشات حقیر اور جہنم کے سوا تمام بلائیں عافیت ہیں۔

جس انسان کو جنت کی طلب اور آرزو ہوگی وہ انسان خواہشات کے بھنور سے نکل جائے گا۔

بے شک اللہ نے اپنی اطاعت کے بدلے ثواب اور نافرمانی کے بدلے عذاب رکھا ہے تا کہ اللہ کے بندے سزا سے دور اور جنت سے قریب ہوسکیں۔ جسے حق نے اپنالیا وہ جنتی ہے اور جسے باطل نے اپنالیا وہ جہنمی ہے۔ جنت تیر و تلوار کی نوک کے نیچے ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں کی صدق نیت اور باطن کی پاکیزگی کے سبب جس کو چاہے گا داخل جنت فرمائے گا۔ تمھارے اور جنت و جہنم کے درمیان صرف تمھاری موت حائل ہے۔

جو انسان دنیا میں اس حال سے رخصت ہوا کے اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو بے شک وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ تمھارے نفوس کی قیمت جنت کے سوا کچھ نہیں چنانچہ انھیں جنت کے سوا کسی اور قیمت پر ہرگز نا بیچو۔ بہت سی قومیں داخل جنت کردی گئیں اگرچہ وہ روزے، نماز، حج اور عمرے کی پابند نہ تھیں لیکن حقوق اللہ، اطاعت گزاری بہترین تقویٰ اور یقین کامل کے سبب وہ دوسروں کے مقابلے میں بلند مراتب پر فائز ہوگئیں۔

چار چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو جنت کی طرف بلاتی ہیں۔

۱۔ مصیبت کو چھپانا۔ ۲۔ چھپا کر صدقہ دینا۔ ۳۔ والدین سے نیکی کرنا۔

۴۔ بکثرت لا الہ الا اللہ پڑھنا۔

جنت اطاعت گزاروں کی جزا ہے۔ جنت کامیاب لوگوں کا سرمایہ ہے۔ جنت کامیاب لوگوں کا ٹھکانا ہے۔

اللہ کے احکامات کے سامنے سر کو جھکانے کا بدلہ دار النعیم ہے۔

میں طالب جنت جیسا ایسا کوئی انسان نہیں دیکھا جو مطلوب سے غافل ہو اور ناہی جہنم سے بھاگنے والے کسی انسان کو اس قدر غافل دیکھا۔ جنت کا اصل حقدار وہ ہے جس کی نیت صاف اور باطن

پاک اور خالص ہوگا۔
جنت کی تمنا کرنے سے جنت نہیں ملتی۔ جنت میں رہنے والے انسان ہمیشہ آسائشوں میں رہیں گے۔ ۳۳؎

حضرت امام جعفر صادقؑ سے کسی نے جنت اور جہنم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا! اللہ تعالی نے دنیا میں جنت اور جہنم کا نمونہ پیش کردیا ہے کیونکہ جنت کا نام آسائش اور جہنم کا نام تکلیف ہے چنانچہ جنت کا حق دار صرف وہی ہے جو اپنے تمام امور اللہ کے سپرد کردے جبکہ جہنم کا مستحق وہ ہے جو کے اپنے امور کو سرکش نفس کے حوالے کردے۔

اہم نکتہ:

جنت کی فضاء ایک آزاد فضاء ہے جہاں نا کوئی غم ہے اور نا کوئی خوف، تاہم جنت کے مکین اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے سروں پر اللہ نے اپنا دست شفقت رکھ دیا ہے اور یہی وہ قدسی نفوس افراد ہیں جو اللہ کے دوست ہیں چنانچہ اللہ کے دوستوں کا مقام جنت ہے جہاں سکون، راحت، اطمینان، خوشی، مسرت اور گہری طمانیت پائی جاتی ہے جو انسان کے اندرون کو بھی معطر کردیتی ہے، ان کیفیات پر بنی نوع انسانیت کا حق ہے چنانچہ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ انسانوں کی رہنمائی کرتے ہوئے انھیں ان کے ازلی قیام گاہ تک پہنچادیں۔

جب دکھی انسانیت اپنے دنیا میں آنے کے مقاصد سے واقف ہوتے ہوئے اللہ کی اطاعت اور عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیتی ہے تو وہ گویا جنت کے راستے پر گامزن ہوجاتی ہے اگرچہ جنت کا راستہ تکالیف اور آزمائش سے پر ہے لیکن اس کے باوجود انسان کا ضمیر مطمین اور پرسکون رہتا ہے باالفاظ دیگر ہر انسان اپنے ساتھ جنت اور جہنم لئے پھرتا ہے یعنی اس کی طرز فکر کیا ہے اگر طرز فکر پیغمبرانہ ہے تو وہ جنت کا مسافر ہے جبکہ اگر انسانی سوچ پر ابلیسیت کا غلبہ ہے تو وہ جہنم کے راستے پر ہیں۔

شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ / زقوم کا درخت:

انسان کے دنیا میں آنے کا سبب بھی درخت کا ایک پھل تھا، جس کے قریب نا جانے کا حکم اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو دیا تھا لیکن شیطان نے ان دونوں کو بہکا کر اس درخت کا پھل کھلا دیا جس کے نتیجے میں دونوں جنت سے دنیا یعنی اسفل سافلین میں بھیج دئے گئے، دنیا میں آنے کے بعد بھی انسان کا گہرا تعلق درختوں، پھلوں، سبزیوں اور پودوں سے قائم ہے، دوسری جانب انسان کی زندگی کا انحصار بھی درختوں سے خارج شدہ آکسیجن پر ہے تاہم درخت خشکی، میدان، پہاڑ، جنگلات کے علاوہ سمندروں کی گہرائی میں بھی پائے جاتے ہیں، اگر درخت دنیا سے ختم ہو جائیں تو انسان اور جانور اس دنیا سے نابود ہو جائیں، لیکن نہایت دلچسپ امر یہ ہے کے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی انسان کا واسطہ درختوں، پھول اور پودوں سے قائم رہے گا یعنی اہل جنت کے لئے خوبصورت باغات، پھل اور پھولوں کا ذکر قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے، دوسری جانب اہل جہنم کی ضیافت بھی زقوم کے درخت سے کی جائے گی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۔۳۴ ترجمہ۔تھوہر کا درخت؟

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۔۳۵

ترجمہ۔تم ضرور سینڈھ کے درخت سے کھانا کھاؤ گے اور اسی سے پیٹ بھرو گے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۙ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۔۳۶

ترجمہ۔بے شک گناہ گاروں کو سینڈھ کا درخت کھانا ہے۔

سینڈھ کا درخت۔۔۔دوزخ کی جڑ سے نکلتا ہے جبکہ اس کا سر شیاطین کے سروں کی مانند ہے۔

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۔۳۷

ترجمہ۔تو بے شک یہ (جہنمیوں) کی خوراک ہے جس سے وہ اپنا پیٹ بھریں گے۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۔۳۸

ترجمہ۔ان کا کھانا بجز کانٹے دار جھاڑی کے اور کچھ نہیں۔

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں، جب جہنمی بھوک کی شکایت کریں گے تو زقوم کھلایا جائے گا جس سے ان کے چہرکی کھالیں بالکل الگ ہو کر پڑیں گی، اسی طرح انہیں پہچاننے والا اس میں ان کے منہ کی پوری کھال دیکھ کر پہچان سکتا ہے کے یہ فلاں ہے پھر پیاس کی شدت سے بیتاب ہو کر وہ پکاریں گے تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا گرم پانی دیا جائے گا جو چہرے کے سامنے آتے ہی چہرے کے گوشت کو جھلس دے گا اور تمام گوشت گر پڑے گا اور پیٹ میں جا کر آنتوں کو کاٹ دے گا۔ اوپر سے لوہے کے ہتھوڑے مارے جائیں گے اور ایک ایک عضو بدن الگ الگ جھڑ جائے گا، بری طرح چیختے پیٹتے ہوں گے۔ فیصلہ ہوتے ہی ان کا ٹھکانا جہنم ہو جائے گا جہاں طرح طرح کے عذاب ہوتے رہیں گے۔

پیغمبروں پر اللہ کی طرف سے سلامتی:

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں:

سَلٰمٌ عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ۔ ۷۹

ترجمہ۔ تمام عالمین میں نوح پر سلام۔

سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ۔ ۱۰۹

ترجمہ۔ ابراہیم پر سلام ہو۔

سَلٰمٌ عَلٰی مُوۡسٰی وَ ہٰرُوۡنَ۔ ۱۲۰

ترجمہ۔ موسیٰ اور ہارون پر سلام۔

سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلۡ یَاسِیۡنَ۔ ۱۳۰

ترجمہ۔ اِل یاسین پر سلام۔

وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ۔ ۱۸۱

ترجمہ۔ اور پیغمبروں پر سلام۔

حوالہ کتب:

۱۔المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۲۔سورہ الصافات۔آیت۔۴۳۔

۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۴۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۷۔

۵۔سورہ النحل۔آیت۔۹۷۔

۶۔سورہ دھر۔آیت۔۲۰۔

۷۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۱۔

۸۔سنن ترمذی۔امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی دار ارقم بیروت۔

۱۰۔تفسیر عزیزی۔شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ)۔مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔

۱۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۱۲۔المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۱۳۔المعجم الاوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۱۴۔روح المعانی۔علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی (متوفی ۱۲۷۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۱۵۔صحیح مسلم۔امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۱۷۔صحیح بخاری۔امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۸۔صحیح بخاری۔امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۹۔صحیح مسلم۔امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۰۔ابن ماجہ۔امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۱۔سنن ترمذی۔امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۲۔سورہ رعد۔آیت۔۲۹۔

۲۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۲۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۲۶۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۳۰۔

۲۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دارالفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔
۳۱۔سورہ القیامۃ۔آیت۔۲۲۔۲۳۔
۳۲۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۳۳۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۱۰۸۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۴۔سورہ الصافات۔آیت۔۶۲۔۔
۳۵۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۲۔۵۳۔
۳۶۔سورہ دخان۔آیت۔۴۳۔۴۴۔
۳۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۶۶۔
۳۸۔سورہ الغاشیہ۔آیت۔۶۔
۳۹۔سورہ الصافات۔آیت۔۷۹۔
۴۰۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۰۹۔
۴۱۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۲۰۔
۴۲۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۳۰۔
۴۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۸۱۔

۳۸۔سورہ ص (حروف مقطعات)

نام:

ص۔عربی زبان کا حرف ہے،اوراس کا شمار حروف مقطعات میں کیا جا تا ہے۔

امام دھاق بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی نے ص کی قسم کھائی ہے جس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت سے ہے تاہم اس قول کی تائید دیگر آئمہ کرام جن میں امام بغوی، امام قشیری، امام واحدی اورامام ابن القیم شامل ہیں۔

مفسرین نے لکھا ہے! ص سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اللہ تعالی کی طرف سے ہر خبر پہنچانے میں صادق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں،ص سے مرادائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو (صادق) سچا ہے۔

ص ۔سے مراد قسم ہے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور صداقت کی، اس کے بعد اللہ تعالی نے دوسری قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا! قرآن کی قسم۔

علامہ شوکانی نے فرمایا! ص سے مراد ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صادق ہیں۔

امام بیضاوی اور دیگر آئمہ کرام نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔

شان نزول:

سورہ ص مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۸۸ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۵ ہے۔

مضامین:

ا۔کفار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کے اسباب۔

۲۔اقوام گزشتہ کا ذکر اور ان کا انجام۔

۳۔دنیا کی تخلیق کے مقاصد۔

۴۔حضرت داؤد علیہ السلام۔

۵۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ۔

۶۔گھوڑوں کا ذکر۔

۷۔حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ۔

گھوڑوں سے متعلق بیان:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ۔۱

ترجمہ۔ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کئے۔بہت خوب بندے (تھے اور) وہ (خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ۔۲

ترجمہ۔جب ان کے سامنے شام کو خاصے کے گھوڑے پیش کئے گئے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۔۳

ترجمہ۔لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ ۔ ۴

ترجمہ۔ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں۔

فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ ۔۵۔ترجمہ۔پھر (پتھروں پر نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں۔

فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ ۔۶۔ترجمہ۔پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں۔

فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ ۔۷۔ترجمہ۔پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں۔

فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ ۔۸۔ترجمہ۔پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں۔

گھوڑا:

گھوڑا اسمدار پستانیہ جانور ہے، گھوڑے پانچ کروڑ سال قبل بھی زمین پر پائے جاتے تھے۔
ماہرین کے مطابق گھوڑوں کی پہلی نسل کو Hyaracotherium کہا جاتا ہے۔
گھوڑوں کو ان کی رنگ، خاندان اور نسل کے اعتبار سے مختلف گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے، عام طور پر گھوڑوں کی ۳۰۰ سے زائد نسلیں اور اقسام بیان کی جاتی ہیں، گھوڑوں کی مضبوط جسمانی ساخت انھیں حملہ آوروں سے بچنے اور بھاگنے میں مدد فراہم کرتی ہیں، گھوڑوں میں توازن کی غیر معمولی حس پائی جاتی ہے، گھوڑے کھڑے اور بیٹھ کر دونوں حالتوں میں سو سکتے ہیں۔
گھوڑے کا زمانہ حمل گیارہ ماہ پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ گھوڑے کا بچہ اپنی پیدائش کے چند گھنٹوں کے بعد کھڑے ہونے کے قابل ہو جاتا ہے، عموماً پانچ سال کا گھوڑا پوری طرح سے جوان تصور کیا جاتا ہے، تاہم گھوڑے کی اوسط عمر 30-25 سال بیان کی جاتی ہے۔
لیکن اب تک کا طویل العمر گھوڑا ۶۵۱ برس کا بتایا جا رہا ہے، گھوڑے اپنی آنکھ سے 360 ڈگری پر بھی دیکھ سکتے ہیں یعنی آگے اور پیچھے دونوں اطراف میں یہ دیکھ سکتے ہیں، گھوڑوں کے سونگھنے اور چکھنے کی صلاحیت غیر معمولی ہوتی ہے۔
گھوڑا عام طور پر 44 Km فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے، جبکہ اس کو ایک دن میں 45 لیٹر صاف پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔
عام طور پر گھوڑوں کی تین نسلیں قابل شمار ہیں۔گھوڑا ایک وفادار جانور ہے جو اپنے مالک کے ذہن

کو پڑھنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے، یہی نہیں بلکہ انگلینڈ میں کی گئی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق، سائنسدان یہ بتاتے ہیں کے گھوڑے انسانی جذبات کو سمجھنے کی فطری صلاحیتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔

گھوڑوں کی اعلیٰ نسل:

اٹھارہویں صدی میں برطانیہ میں اعلی نسل کے جانور پالنے کا شوق شروع ہوا، اس زمانے میں یہاں گھوڑوں کی کئی نسلیں موجود تھیں، جو خوبصورت نا تھیں چنانچہ ایک برطانوی اپنے مالک کے لئے ایک عربی النسل گھوڑا خرید کرلایا جس نے گھوڑے کا نام اپنے مالک کی نسبت سے Darley Arabian رکھا، ایک انگریز بھی ایک ترکی النسل گھوڑا خرید کر لایا جس کا نام Byerlay Turk رکھا گیا تاہم ایک تیسرے انگریز نے ایک معمولی شکل وصورت کا فرانسسی گھوڑا خریدا اور اپنے مالک کی خدمت میں پیش کیا پھر ان گھوڑوں کی افزائش نسل کی گئی اور گھوڑے کے مالکان کے درمیان ایک مسابقانہ دوڑ شروع ہوگئی جس کے نتیجے میں انگلستان میں عمدہ نسل کے گھوڑوں کی پرورش اور افزائش نسل شروع ہوگئی یہی نہیں بلکہ انگلستان میں ایک باقاعدہ سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جس نے ان تمام نسلی گھوڑوں کو نا صرف رجسٹرڈ کیا بلکہ ان سے متعلق تمام کوائف کو بھی جمع کیا جانے لگا، ان گھوڑوں کو روبریڈ یعنی بہترین نسل کا قرار دیا گیا، دوسری جانب یہ نسلیں گھڑ دوڑ میں بھی کافی مقبول ہوئیں اور آج دنیا میں پائی جانے والی بیشتر گھوڑوں کی نسل کا شجرہ انھی تین نسلوں ے جاملتاہے تاہم نسلی اعتبار سے عربی گھوڑوں کا کوئی مماثل نہیں، ان عربی گھوڑوں کی درج ذیل تین اقسام ہے۔

۱۔ طاقتور گھورے۔ ۲۔ برق رفتار گھوڑے۔ ۳۔ نہایت خوبصورت گھوڑے۔ ۹؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھوڑوں کو بہت زیادہ پسند فرماتے۔ ۱۰؎

ایک دوسری روایت ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گھوڑوں سے زیادہ کسی اور کی چاہت نہ تھی۔ ۱۱؎

بھلائی کو گھوڑے کی پیشانی پر تا قیامت ثبت کر دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کی تذلیل اور تحقیر سے منع فرمایا ہے۔ ۱۲؎

حضرت جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں کی پیشانی کو اپنے دست مبارک سے سہلاتے ہوئے فرماتے، قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں برکت رکھ دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام السکب تھا جس کے معانی نہایت سبک اور برق رفتار ایسے جیسے سمندر کی روانی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے گھوڑے کا نام المرتجز تھا کیونکہ اس گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز نہایت منفرد تھی۔

گھوڑوں کی محبت درج ذیل تین قسم کی ہے۔

۱۔ جو لوگ جو گھوڑوں کو پالتے ہیں اور اللہ کی راہ میں ان پر سوار ہو کر جہاد کرنے کیلئے نکلتے ہیں، ان کیلئے یہ بہت ہی اجر و ثواب کا سبب ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو گھوڑوں کو فخر و غرور کے طور پر پالتے ہیں، ان کیلئے وبال ہے۔

۳۔ وہ لوگ جو سوال سے بچنے اور گھوڑوں کی نسل کی حفاظت کیلئے انھیں پالتے ہیں اور اللہ کا حق نہیں بھولتے، چنانچہ ایسے لوگ نا تو اجر کے مستحق ہیں اور نا ہی عذاب کے مستحق ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر عربی گھوڑا فجر کے وقت اللہ کی اجازت سے یہ دعا کرتا ہے، اے اللہ جس کے قبضہ میں تو نے مجھے دیا ہے تو اس کے دل میں اس کے اہل و مال سے زیادہ میری محبت دے۔ ۱۳؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کا بہترین مال اچھی نسل کا گھوڑا اور زیادہ پھلدار درخت یعنی کھجور ہے۔ ۱۴؎

حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ:

سورہ ص میں حضرت ایوب علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ
عَذَابٍ ۔ ۱۵

ترجمہ۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ (بارالہا) شیطان نے مجھ کو ایذا اور تکلیف دے رکھی ہے

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔ ۱۶

ترجمہ۔ یہی (ہوشمندی اور حکم وعلم کی نعمت) ہم نے ایوبؑ کو دی تھی۔ یاد کرو، جبکہ اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ "مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تُو ارحم الراحمین ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ
مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۔ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے اس کی دُعا قبول کی اور جو تکلیف اُسے تھی اس کو دُور کر دیا، اور صرف اس کے اہل و عیال ہی اس کو نہیں دیے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیے، اپنی خاص رحمت کے طور پر، اور اس لیے کے یہ ایک سبق ہو عبادت گزاروں کے لیے۔

اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ
اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ
عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ
زَبُوْرًا ۔ ۱۸

ترجمہ۔ اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی، ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی۔ ہم نے داؤدؑ کو زبور دی۔

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ
مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۔ ۱۹

ترجمہ۔ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے نوحؑ کو دکھائی تھی اور اُسی کی نسل سے ہم نے داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو (ہدایت بخشی) اِس طرح ہم نیکوکاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی شخصیت، زمانہ اور قومیت کے بارے میں اختلاف ہے، محققین کی بڑی تعداد ان کو اسرائیلی قرار دیتی ہے، تاہم کچھ انھیں مصری اور کچھ انھیں عرب بھی کہتے ہیں۔

اکثر محققین کے نزدیک حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ سے پہلے کا ہے، کوئی انہیں حضرت داؤد و سلیمان کے زمانے کا قرار دیتا ہے، اور کوئی ان سے بھی متاخر لیکن سب کے قیاسات کی بنیاد اس سِفرِ ایوب یا صحیفہ ایوب پر ہے جو بائیبل کے مجموعہ کتب مقدسہ میں شامل ہے۔

اسی کی زبان، انداز بیان، اور کلام کو دیکھ کر یہ مختلف رائیں قائم کی گئی ہیں، سِفرِ ایوب کا حال یہ ہے کے اس کے اپنے مضامین میں بھی تضاد ہے اور اس کا بیان قرآن مجید کے بیان سے بھی اتنا مختلف ہے کہ دونوں کو بیک وقت نہیں مانا جا سکتا۔ لہٰذا ہم اس پر قطعاً اعتماد نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ قابل اعتماد شہادت اگر کوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ یسعیاہ نبی اور حزقی ایل نبی کی صحیفوں میں ان کا ذکر آیا ہے، اور یہ صحیفے تاریخی حیثیت سے زیادہ مستند ہیں۔ یسعیاہ نبی آٹھویں صدی اور حزقی ایل نبی چھٹی صدی قبل مسیح میں گزرے ہیں، اس لیے یہ امر یقینی ہے کے حضرت ایوبؑ نویں صدی یا اس سے پہلے کے بزرگ ہیں۔ رہی ان کی قومیت تو سورہ نساء اور سورہ انعام میں جس طرح ان کا ذکر آیا ہے اس سے گمان تو یہی ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہی میں سے تھے، مگر وہب بن منبّہ کا یہ بیان بھی کچھ بعید از قیاس نہیں ہے کہ وہ حضرت اسحاق کے بیٹے عیسو کی نسل سے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کسی سخت جلدی بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے، تاہم بائبل بھی اس کی تائید کرتا ہے کے ان کا جسم سر سے پاؤں تک زخم اور پھوڑوں سے بھر گیا تھا۔ ۲۰؎

حضرت ایوب علیہ السلام اپنی سخت بیماری کے باوجود صبر کی تصویر تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے تمام مال و دولت اور ان کے پورے خاندان کا صفایا ہو گیا اور وہ ہر چیز سے محروم ہو گئے۔ ۲۱؎

حالانکہ اس بیماری سے قبل ان سے بڑھ کر مالدار کوئی نہ تھا، حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ نے بکثرت اولاد عطا فرمائی تھی جبکہ دنیا کی ہر نعمت اور راحت بھی اللہ نے انھیں دی تھی، لیکن پھر ہر چیز چھن گئی۔

روایت میں آتا ہے کے جس جگہ شہر کا کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا وہیں آپ کو لاکر بٹھا دیا گیا، تاہم اسی حال میں آپ نے ایک طویل عرصہ گزارا، ایسے میں تمام لوگوں نے آپ سے منہ پھیر لیا، صرف آپ کی اہلیہ آپ کی خدمت کیا کرتیں اور محنت مزدوری سے گھر کا گزارا کرتیں، لیکن آپ صبر کے پیکر تھے اور آپ اللہ تعالی سے دعا فرماتے! کے یا ارحم الرحمین میری تکلیفوں کو دور فرما۔

اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے انھیں حکم دیا!

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ ۲۲

ترجمہ۔ (ہم نے کہا زمین پر) لات مارو (دیکھو) یہ (چشمہ نکل آیا) نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو (شیریں)۔

حکم خداوندی کے مطابق! حضرت ایوب علیہ السلام نے زمین پر اپنا پاؤں مارا، جیسے ہی آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا وہاں ایک چشمہ ابلنے لگا، اللہ نے حکم دیا کے اس پانی سے غسل کرلو، چنانچہ آپ نے جیسے ہی غسل کیا ویسے ہی آپ کے جسم کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں، پھر اللہ نے حکم دیا کے اپنی ایڑی کو زمین پر مارو چنانچہ ایڑی کو زمین پر مارتے ہی ایک دوسرا چشمہ جاری ہوگیا، اللہ نے حکم دیا کے اس چشمے کا پانی پیو، چنانچہ چشمے کا پانی پیتے ہی آپ کی تمام اندرونی بیماریاں بھی دور ہوگئیں اور آپ کو کامل تندرستی حاصل ہوگئی۔ جب آپ کی اہلیہ آئیں تو دیکھا مریض کی جگہ کوئی تندرست نورانی چہرے والا شخص موجود ہے، آپ نے اپنے شوہر کو نہیں پہچانا، اور دریافت کیا! اے اللہ کے نیک بندے یہاں اللہ کے ایک نبی بیٹھے تھے جو درد دکھ میں مبتلا تھے، کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے؟ واللہ جب وہ تندرست تھے تو قریب قریب آپ جیسے ہی تھے، تب آپ نے فرمایا! وہ میں ہی ہوں۔

راوی کہتا ہے آپ کی دو کوٹھیاں تھیں ایک گیہوں کیلئے اور ایک جو کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے دو ابر

بھیجے ایک میں سونا برسا اور ایک کوٹھی اناج کی اس سے بھر گئی دوسرے میں سے بھی سونا برسا اور دوسری کوٹھی اس سے بھر گئی۔ ۲۳ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔ ۲۴

ترجمہ۔ ہم نے ان کو اہل وعیال اور ان کے ساتھ ان کے برابر اور بخشے یہ ہماری طرف سے رحمت اور عقل والوں کے لئے نصیحت تھی۔

وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ ۲۵

ترجمہ۔ اپنے ہاتھ میں جھاڑ و لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ بے شک ہم نے ان کو ثابت قدم پایا۔ بہت خوب بندے تھے۔ بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال تک دکھ درد میں مبتلا رہے، یہاں تک کے آپ کے دوست، رشتے دار اور مخلص دوست بھی آپ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ ۲۶

ابلیس:

ابلیس کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ابلیس تجھے اس بات سے کس چیز نے روکا تو اسے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، کیا تو نے تکبر کیا یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے۔

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔ ۲۸

ترجمہ۔ ابلیس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں مجھے آپ نے آگ سے اور اسے کیچڑ سے پیدا کیا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ۔ ۲۹

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو تو یہاں سے نکل جا کیونکہ بلاشبہ تو مردود ہے۔

وَّاِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔ ۳۰

ترجمہ۔اور قیامت کے دن تک تجھ پر میری لعنت ہے۔

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ۔ ۳۱

ترجمہ۔ابلیس نے کہا اے میرے رب ! مجھے اس دن تک مہلت دیجئے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ۔ ۳۲

ترجمہ۔فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے۔

اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ۔ ۳۳

ترجمہ۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک وقت معلوم کے دن تک تجھے مہلت دی گئی۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ۔ ۳۴

ترجمہ۔ابلیس نے کہا، آپ کی عزت کی قسم میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ۔ ۳۵

ترجمہ۔سوائے آپ کے ان بندوں کے جو منتخب ہوں گے۔

لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ۔ ۳۶

ترجمہ۔میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے ضرور بھر دوں گا جو تیرے پیچھے چلیں گے۔

ابلیس۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ب۔ل۔س) سے مشتق ہے۔ ۳۷

ابلس۔کے معنی ناامید اور مایوس۔

ابلیس۔کا مطلب، بہت مایوس کے ہیں، تاہم بہت مایوس فرد انسانوں کے درمیان بہت مایوسی پھیلانے کا سبب ہے اس لئے اللہ نے اس مایوسی اور اس کے شر سے پناہ کی انسانوں کو دعا سیکھائی

ابلیس۔قدیم سامی کتب لغات میں ابلیس کے معنی کچل کر مار ڈالنا، روند ڈالنا ہے۔

ابلیس۔کے معنی اللہ کی رحمت سے مایوس اور ناامید۔ ۳۸

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، **ابلیس** اس لئے نام رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو

ہر خیر سے مایوس کر دیا (اور) وہ اس سے (بالکل ہی) مایوس ہو گیا۔ ۳۹؂

تاج العروس لکھتے ہیں، ابلیس عربی لفظ نہیں بلکہ معرب ہے۔ ۴۰؂

قرآن کریم میں ابلیس کو سرکش اور باغی شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، کیونکہ اس نے اللہ کی اطاعت سے انکار کیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبۡلِیۡسَ اَبٰی وَ اسۡتَکۡبَرَ وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۔۴۱

ترجمہ۔ ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

حضرت کعب بن احبارؒ فرماتے ہیں! ابلیس چالیس برس تک جنت کا خزانچی رہا۔ ۴۲؂

ابلیس نے چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کیا اور یہ ملائکہ کا استاد تھا، اسی وجہ سے اس کو معلم ملائکہ بھی کہا جاتا ہے تاہم ابلیس 80000 (اسی ہزار) برس تک ملائکہ کے درمیان رہا اس نے 20000 برس تک ملائکہ کو وعظ و نصیحت کی اور 30000 برس تک یہ فرشتوں کا سردار بھی رہا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ابلیس کا نام عزازیل تھا، وہ چار پروں والے فرشتوں میں سے زیادہ عزت والا تھا، پھر اس کے بعد وہ ابلیس ہو گیا۔ ۴۳؂

حضرت عبدابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ابلیس گناہ کا ارتکاب کرنے سے پہلے فرشتوں میں تھا اس کا نام عزازیل تھا، وہ زمین کے رہنے والوں میں سے تھا اور فرشتوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور ان میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا تھا، پس اسی بات نے اس کو مغرور بنا دیا، تاہم ابلیس کا تعلق فرشتوں کے ایسے قبیلے سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے۔ ۴۴؂

ابن جریر نے سدیؒ سے روایت ہے کے ابلیس کا نام حرث تھا۔ ۴۵؂

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ابلیس جنت کے داروغہ میں سے ایک تھا اور آسمان دنیا کے کام کی تدابیر کیا کرتا تھا۔ ۴۶؂

سعید بن مسیبؒ بیان کرتے ہیں، ابلیس آسمان دنیا کے فرشتوں کا سردار تھا۔ ۴۷؂

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ابلیس معزز فرشتوں اور ان کے بڑے قبائل کا ایک فرد تھا، وہ جنات کا داروغہ اور آسمان دنیا اور زمین کا بادشاہ تھا، جب اس نے آسمان والوں پر اپنی بادشاہت اور عظمت کو دیکھا تو اس بات پر وہ تکبر میں مبتلا ہو گیا، لیکن اس بات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے لئے سجدوں کا حکم دیا تو اس وقت شیطان کا چھپا ہوا تکبر سامنے آیا۔ ۴۸ ؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ابلیس کا شمار اولین کافرین میں ہوتا ہے۔ ۴۹ ؎

اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تم اس کو محسوس کرو تو تم أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ لیا کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھک تھکا دیا کرو۔ ۵۰ ؎

حضرت امام جعفر صادقؒ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سب سے پہلے دین کے معاملے میں اپنی رائے سے قیاس کیا وہ ابلیس تھا، اللہ تعالی نے اس سے فرمایا! آدم کو سجدہ کرو، اس نے کہا! میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے جبکہ اس کو خاک سے بنایا ہے، سو جس نے دین میں اپنی رائے سے قیاس کیا اس کو اللہ تعالی قیامت کے دن ابلیس کے ساتھ اکھٹا کریں گے۔ ۵۱ ؎

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مدینہ میں جنات کی ایک جماعت اسلام لا چکی ہے اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو گھروں میں رہتے ہوئے دیکھا تو اس کو تین دفعہ نکلنے کے لئے خبردار کرو اگر اس کے بعد بھی وہ سانپ نظر آئے تو اس کو ماردو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ ۵۲ ؎

ارشادات خداوندی:

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ ۵۳

ترجمہ۔ ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کر لیا مگر ابلیس نے نہیں کیا، وہ کہنے لگا کے میں اسے سجدہ کروں جسے آپ نے کیچڑ سے بنایا ہے۔

حوالہ کتب:

۱۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۳۰۔
۲۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۳۱۔
۳۔ سورہ آل عمران۔ آیت۔ ۱۴۔
۴۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۱۔
۵۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۲۔
۶۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۳۔
۷۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۴۔
۸۔ سورہ العادیات۔ آیت۔ ۵۔
۹۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ۔ ۲۳ جنوری ۲۰۰۷ء۔ برگیڈئیر سید ممتاز احمد۔
۱۰۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔
۱۱۔ سنن کبریٰ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۱۲۔ دلائل النبوۃ۔ امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔
۱۳۔ المسند۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ۔
۱۴۔ سنن کبریٰ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔
۱۵۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۴۱۔
۱۶۔ سورہ الانبیاء۔ آیت۔ ۸۳۔
۱۷۔ سورہ الانبیاء۔ آیت۔ ۸۴۔
۱۸۔ سورہ النساء۔ آیت۔ ۱۶۳۔
۱۹۔ سورہ انعام۔ آیت۔ ۸۴۔
۲۰۔ بائبل۔
۲۱۔ تفہیم القرآن۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ ترجمان القرآن۔ لاہور۔
۲۲۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۴۲۔
۲۳۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔
۲۴۔ سورہ ص۔ آیت۔ ۴۳۔

۲۵۔سورہ ص۔آیت۔۷۴۔
۲۶۔ المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دارامعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۲۷۔سورہ ص۔آیت۔۷۵۔
۲۸۔سورہ ص۔آیت۔۷۶۔
۲۹۔سورہ ص۔آیت۔۷۷۔
۳۰۔سورہ ص۔آیت۔۷۸۔
۳۱۔سورہ ص۔آیت۔۷۹۔
۳۲۔سورہ ص۔آیت۔۸۰۔
۳۳۔سورہ ص۔آیت۔۸۱۔
۳۴۔سورہ ص۔آیت۔۸۲۔
۳۵۔سورہ ص۔آیت۔۸۳۔
۳۶۔سورہ ص۔آیت۔۸۵۔
۳۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔
۴۲۔تفسیر صاوی۔علامہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی۔ج۔ا۔ص۔۲۲۔دارالکتب العربیہ۔
۴۳۔شعب الایمان۔امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ ۔بیروت۔ ۱۴۰۱ھ۔
۴۴۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۵۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۴۶۔شعب الایمان۔امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داع الکتب العلمیہ ۔بیروت۔ ۱۴۰۱ھ۔
۴۷۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۴۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۴۹۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۵۰۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۵۱۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)۔ج۔۳۔ص۔۱۹۷۔دارالکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔

۵۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۷ھ۔

۵۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۳۴۔

۵۴۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۶۱۔

۳۹۔سورہ الزمر (منتشر فوج یا چھوٹے گروہ)

نام:

الزمر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی چھوٹے گروہ یا منتشر فوج اور جماعت کے ہیں۔

شانِ نزول:

سورہ الزمر مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۷۵ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۸ ہے۔

مضامین:

۱۔توحید کا ذکر اور اس کے دلائل۔

۲۔عبادت میں اخلاص کی ضرورت اور اہمیت۔

۳۔اللہ پر جھوٹ باندھنا۔

۴۔نیند موت کی ایک قسم ہے۔

۵۔آخرت میں اہل ایمان اور کفار کا حال۔

۶۔قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت کا ذکر۔

۷۔اللہ تمام معاملات کا کفیل ہے۔

۸۔قیامت کا تذکرہ۔

عبادات میں اخلاص:

عبادات میں اخلاص کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ۔ ۱

ترجمہ۔(اے پیغمبر) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو خدا کی عبادت کرو (یعنی) اس کی عبادت کو (شرک سے) خالص کر کے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيۡنُ الۡخَالِصُ‌ وَالَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ‌ۘ مَا نَـعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ فِىۡ مَا هُمۡ فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۔ ۲

ترجمہ۔دیکھو خالص عبادت خدا ہی کے لئے زیبا ہے) اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں۔(وہ کہتے ہیں) ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں۔تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں خدا ان میں ان کا فیصلہ کر دے گا۔ بے شک خدا اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

اخلاص۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (خ۔ل۔ص) سے مشتق ہے۔

خلص۔کے معنی ہیں میل اور کھوٹ سے پاک۔

اخلاص۔سے مراد صاف اور خالص۔

خلص من القوم۔سے مراد وہ قوم سے کنارہ کش ہو گیا۔ ۳؎

اخلص شیئ۔سے مراد کسی چیز کو خالص کر کے چن لینا۔ ۴؎

المخلص سے مراد ایسا شخص جو دوسروں سے الگ کر لیا گیا ہو اور اس کو خالص کر کے کسی خاص کام کے لئے مختص کر لیا گیا ہو۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَنَحۡنُ لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ۔ترجمہ۔ہم (اللہ) کے ساتھ مخلص ہیں۔ ۵؎

اَسۡتَخۡلِصۡهُ۔ سے مراد اسے اپنے لئے خاص کر لینا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِىۡ بِهٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِىۡ‌ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الۡيَوۡمَ لَدَيۡنَا مَكِيۡنٌ اَمِيۡنٌ ۔ ۶

ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے کر آؤ میں اس کو اپنے لیے مخصوص رکھوں گا پھر جب بادشاہ نے اس سے گفتگو کی تو کہا (اے یوسف!) آپ آج سے ہمارے نزدیک مقتدر اور امانت دار ہیں۔٦؎

الْمُخْلَصِيْنَ۔ سے مراد مخلص بندہ۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ۔٧

ترجمہ۔ بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

خالص۔ سے مراد ایسی شے جو ملاوٹ اور ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور صاف ہو اس اعتبار سے اللہ کی عبادت میں بھی اخلاص ضروری ہے یعنی صرف اور صرف اسی کی خوشی اور رضا جوئی کی خاطر اس کی عبادت کی جائے۔

خالص۔ کے معنی ہیں صاف شفاف جس چیز میں ملاوٹ نا ہو۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو مخلص فرمایا ہے کیونکہ وہ یہود کی تشبیہ اور نصاری کی تقلید سے بری ہیں اور اخلاص کی حقیقت یہ ہے اللہ کے سوا ہر چیز سے بری ہونا۔٨؎

یعنی جس عبادت میں ریاکاری کی قطعاً آمیزش نہ ہو اس کو اخلاص کہتے ہیں۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں اخلاص سے مراد عمل کو مخلوق کے لئے صاف کر لینا۔

جنید بغدادی نے کہا اخلاص، انسان اور اللہ کے درمیان ایک راز ہے، نہ اس کو فرشتے جانتے ہیں کے لکھ سکیں نہ اس کو شیطان جانتا ہے کے اس کو فاسد کر سکے اور نہ اس کو خواہش جانتی ہے کے اس کو کسی طرف مائل کر سکے۔

ابوالقاسم قشیری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام السلام سے پوچھا کے اخلاص کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے رب العزت سے اخلاص کے متعلق پوچھا! تو آپ نے فرمایا! وہ میرا ایک راز ہے جس کو میں نے اپنے محبوب بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔٩؎

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں سعید بن جبیرؓ نے کہا اخلاص یہ ہے کے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ

کیا جائے اور اپنا عمل کسی کو نہ دکھایا جائے۔

فضیل بن عیاض نے کہا لوگوں کی وجہ سے عمل کو ترک کرنا ریا ہے اور لوگوں کی وجہ سے عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کے اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں سے محفوظ رکھے۔

ابن معاذ نے کہا اخلاص یہ ہے کے جس طرح دودھ کو گوبر اور خون کے درمیان سے نکالا جاتا ہے اس طرح عمل صالح کو گناہوں سے ممیز کیا جائے۔

ابو شیخ نے کہا اخلاص یہ ہے کے کہ اس عمل کو نہ فرشتے لکھ پائیں اور نا ہی شیاطین اس کو فاسد کر سکیں اور نا اس پر کوئی انسان مطلع ہو یعنی اللہ کے سوا اس پر کوئی مطلع نہ ہو۔

حذیفہ المرعشی نے کہا بندے کے افعال کا ظاہر اور باطن میں برابر ہونا اخلاص ہے۔

ابو یعقوب المکفوف نے کہا اخلاص یہ ہے کے بندہ اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپائے جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے۔

سہل نے کہا اپنے اعمال کو حقیر جاننا اخلاص ہے۔

ابو سلیمان الدارانی نے کہا ریا کار کی تین علامتیں ہیں۔

۱۔ جب وہ اکیلا ہو تو عبادت سے تھک جاتا ہے اور جب لوگوں کے درمیان ہو تو تر و تازہ ہوتا ہے۔

۲۔ جب اس کی تعریف کی جائے تو نیک عمل زیادہ کرتا ہے۔

۳۔ اخلاص ریا کے بالمقابل ہے۔ ۱۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس مسلمان میں یہ تین اوصاف ہوں اس کے دل میں کبھی کھوٹ (کینہ اور فساد) نہیں ہوگا۔

۱۔ اس کے عمل میں اللہ کے لئے اخلاص ہو۔

۲۔ وہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہو۔

۳۔ اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لازم ہو۔ ۱۱؎

حضرت مصعب بن سعدؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ اس

امت کے ضعیف لوگوں کی دعاؤں، ان کی نمازوں اوران کے اخلاص کی وجہ سے ان کی مدد فرماتا ہے۔ ۱۲؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اپنے دین میں اخلاص رکھو تمھارا قلیل عمل بھی کافی ہوگا۔ ۱۳؎

حضرت ضحاک بن قیس بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اپنے تمام اعمال اخلاص کے ساتھ کرو کیونکہ اللہ تعالی اخلاص کے بغیر کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔ ۱۴؎

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں، جب قیامت کے دن انسانوں کا نامہ اعمال پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالی فرمائے گا کے اس صحیفہ کو قبول کرو اور اس عمل کو چھوڑ دو تو فرشتے کہیں گے اللہ تعالی آپ کی عزت کی قسم ہم نے تو وہی لکھا ہے جو اس نے عمل کیا ہے اللہ تعالی فرمائے گا کے تم نے سچ کہا ہے لیکن اس کا یہ عمل میری ذات کے لئے نہ تھا آج میں اس کے اسی عمل کو قبول کروں گا جو صرف میری ذات کے لئے تھا۔ ۱۵؎

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کسی نیک عمل کو باقی رکھنا نیک عمل کو کرنے سے زیادہ دشوار ہے کیونکہ کوئی شخص اگر کوئی عمل تنہائی میں کرتا ہے تو اس کا ستر گنا اجر لکھ دیا جاتا ہے پھر اس کو شیطان بہکاتا ہے اور وہ شخص اپنا وہ نیک عمل لوگوں سے بیان کرتا ہے لہٰذا اس کے اس عمل کی ظاہری نیکیوں کو کاٹ دیا جاتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں ریاکاری لکھ دی جاتی ہے کیونکہ وہ اپنے نیک اعمال کو لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرتا ہے۔ ۱۶؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں! تمام اعمال اڑتی ہوئی خاک کی مانند ہیں سوائے ان اعمال کے جن میں اخلاص ہو۔ ۱۷؎

آپؓ نے فرمایا ابتدائے دین اللہ کی معرفت ہے اور کمال معرفت اللہ کی تصدیق ہے اور کمال تصدیق اللہ کی وحدانیت کا یقین ہے اور کمال توحید اللہ کے لئے اخلاص ہے اور مخلص ہے وہ شخص جو اپنی عبادات میں با اخلاص ہو۔

اخلاص سے مراد تمام گناہوں سے اجتناب برتنا ہے۔

آپؑ نے حضرت امام حسنؑ سے فرمایا! اپنے تمام مسائل میں تم اللہ کے حضور مخلص ہو جاؤ۔

جس کا ظاہر و باطن، قول و فعل الگ نہ ہو تو گویا اس نے امانت ادا کر دی اور وہ عبادت میں با اخلاص ہو گیا۔

اخلاص ایمان کا بلند ترین مقام ہے۔ اخلاص یقین کا پھل ہے۔

اخلاص بہترین عمل ہے۔ اخلاص سے مراد تمام گناہوں سے اجتناب ہے۔

آپؑ نے فرمایا! کیا میں تمھیں جنت کے میوے کا پتا نا بتاؤں؟ وہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے لیکن شرط یہ ہے کے اس کلمہ کو اخلاص کے

ساتھ ادا کیا جائے۔ زمین سے بلند ہونے والی سب سے جلیل القدر شے اخلاص ہے۔

اخلاص کے ذریعے ہی گلوخلاصی ممکن ہے۔ اخلاص ایمان کا بلند ترین درجہ ہے۔

اخلاص عبادات کی کسوٹی ہے۔ اخلاص یقین کا پھل ہے۔ اخلاص مقصود دین ہے۔

اخلاص مقربین خدا کی عبادت ہے۔

اخلاص بندگی کا پھل ہے۔ اخلاص بہترین عمل ہے۔ اخلاص اعمال کی کامیابی کی نشانی ہے۔

اعمال میں اخلاص یقین کی قوت اور نیت کی درستگی سے پیدا ہوتا ہے۔

ایمان کے بہترین اجزا اخلاص اور احسان ہیں اور بہترین خوبی سرکشی سے احتراز ہے۔ اخلاص اختیار کرنے والا کامیاب ہو جاتا ہے۔

عمل کی سب سے بڑی مصیبت ترک اخلاص ہے۔

بندے سے اللہ کا تقرب اخلاص نیت کے سبب ہے۔

علم کا ثمر اعمال میں اخلاص سے ہے۔ دلوں کی زینت ایمان میں اخلاص ہے۔

اہل جنت کے سردار مخلصین ہوں گے، جس نے خلوص نیت سے عبادات کی وہ کامیاب ہو گیا۔

جو شخص اللہ کے پاس موجود نعمتوں میں رغبت رکھتا ہے اس کو چاہئے کے وہ اپنے اعمال میں اخلاص کو برتے۔

جس کی نیت مخلص ہو گئی وہ آلودگی سے منزہ ہو گیا۔

اخلاص اعمال کی کامیابیوں کی نشانی ہے۔۱۸؎

اہم نکتہ:

اخلاص مومنین کی صفات میں سے ایک قابل قدر صفت ہے، یہ اللہ کے مقربین کی عبادت خاص ہے، اخلاص ایک ایسا بہترین عمل ہے جس کی جزا جنت ہے اور قیامت کے دن انسانوں کا حساب ان کی نیتوں پر ہوگا چنانچہ جن لوگوں کی نیت خالص اللہ کے لئے ہوگی وہ کامیاب ہوجائیں گے جبکہ دکھاوا کرنے اور لوگوں میں اپنی تعریف وتوصیف کی خاطر دکھاوے کے عمدہ عمل کو اللہ مسترد کردیں گے کیونکہ وہ اللہ کی خوشنودی کے بجائے لوگوں سے تعریف کو وصول کرنے کے لئے یہ اعمال کرتا ہے، لہٰذا اخلاص اللہ کا خاص انعام اور دولت ہے جس کی بدولت انسان اللہ کی خوشنودی اور جنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اللہ پر جھوٹ باندھنا:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَهٗ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ۔۱۹

ترجمہ۔تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا پر جھوٹ بولے اور سچی بات جب اس کے پاس پہنچ جائے تو اسے جھٹلائے۔کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے۔

کذب۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ک۔ذ۔ب) سے مشتق ہے۔۲۰؎

الکذب۔سے مراد کسی بات کو جان بوجھ کر غلط طریقے سے پیش کرنا۔

کذب۔سے مراد حقیقت کے خلاف کوئی بات کرنا۔

کذب الرجل۔سے مراد ایسا انسان جو سو رہا ہے اور اس کو پکارا جائے لیکن وہ آواز سننے کے باوجود سوتا بنا رہے۔

کذابۃ۔سے مراد ایسا کپڑا جو مختلف رنگوں میں رنگا گیا ہو۔۲۱؎

کذب۔ یا جھوٹ کا مطلب غلط بیانی کرنا یا حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا ہے گمراہ کرنا یا واقعات کو جان بوجھ کر مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ غلط انداز سے پیش کرنا ہے جھوٹ بولنا انتہائی اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے اور ایسا شخص جو کے غلط بیانی کرتا ہو معاشرے میں اس کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں رہتا کیونکہ لوگوں کا اس پر سے اعتبار ختم ہوجاتا ہے اسلام نے بنی نوع انسان کو بار بار سیدھی اور سچی بات کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ارشادات خداوندی:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِیۡ مَنۡ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّار۔ ۲۲

ترجمہ۔ بے شک اللہ جھوٹے کو راہ نہیں دکھاتا۔

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَ کَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَہٗ اَلَیۡسَ فِیۡ جَھَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡکٰفِرِیۡنَ۔ ۲۳

ترجمہ۔ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے ---- ایسے کافروں کے لئے جہنم میں ٹھکانہ ہے۔

اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ وَ اللّٰہُ یَشۡھَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ۔ ۲۴

ترجمہ۔ (اے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں! ہم گواہی دیتے ہیں۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے، بے شک منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔

وَ جَآءُوۡ عَلٰی قَمِیۡصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ۔ ۲۵

ترجمہ (یوسف کی قمیض پر) جھوٹا خون لگالائے۔

وَ مَنۡ ھُوَ کَاذِبٌ۔ ۲۶

ترجمہ۔ کون جھوٹا ہے؟

وَاِنۡ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيۡهِ كَذِبُهٗ ۔۲۷

ترجمہ۔ وہ (بالفرض) جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے۔

فَعَقَرُوۡهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِىۡ دَارِكُمۡ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعۡدٌ غَيۡرُ مَكۡذُوۡبٍ ۔۲۸

ترجمہ۔ انہوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ تب (صالح نے) کہا! تم صرف تین دن مزے اٹھالو (پھر تم پر عذاب آجائے گا) یہ اللہ کی وعید ہے جو (ہرگز) جھوٹی نہیں ہوگی۔

قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ ۔۲۹

ترجمہ۔ نوح نے دعا کی اے میرے رب! میری مدد فرما کیونکہ یہ میری تکذیب کر رہے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّكُمۡ اَيُّهَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُكَذِّبُوۡنَ ۔۳۰

ترجمہ۔ پھر بے شک تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اس شخص کو جنت کے درمیان میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں، جو ہنسی اور مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ ۳۱؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کے مجھ میں چار بری عادتیں ہیں۔ ا۔ میں چوری کرتا ہوں۔ ۲۔ شراب پیتا ہوں۔ ۳۔ بدکاری کرتا ہوں۔ ۴۔ جھوٹ بولتا ہوں تاہم میں ان سب کو نہیں چھوڑ سکتا، ہاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں تو میں کسی ایک بری عادت کو چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم جھوٹ کو چھوڑ دو چنانچہ جب اس نے جھوٹ کو ترک کیا تو آہستہ آہستہ تمام برائیاں (چوری، شراب نوشی اور بدکاری) چھوٹتی چلی گئیں اور وہ نیکی کے راستے پر چل پڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم مجھے جھوٹ نا بولنے کی ضمانت دے دو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ۳۲؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ فجور (گناہ) تک پہنچاتا ہے اور فجور دوزخ تک پہنچاتا ہے۔ ایک شخص جھوٹ

بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع تلاش کرتا ہے حتیٰ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ ۳۳؎

حضرت حفص بن عاصمؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کے وہ سنی سنائی بات کو بیان کردے۔ ۳۴؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آخر زمانہ میں ایسے دجال اور کذاب ہوں گے جو تم سے ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں، کہیں وہ تم گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔ ۳۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس وقت تک بندہ کا ایمان مکمل نہیں ہوگا' جب تک کہ وہ جھوٹ کر ترک نہ کردے حتیٰ کے مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے اور ریا کو ترک کردے خواہ وہ اس میں صادق ہو۔ ۳۶؎

حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں، ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمایا! میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ارض مقدسہ میں لے گئے میں نے دیکھا وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس کھڑا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا تھا' اس نے وہ آنکڑا اس کی باچھ میں داخل کیا اور آنکڑے سے اس کی باچھ کو کھینچ کر گدی تک پہنچا دیا' پھر وہ آنکڑا دوسری باچھ میں داخل کیا اور اس باچھ کو گدی تک پہنچا دیا، اتنے میں پہلی باچھ مل گئی اور اس نے پھر اس میں آنکڑا ڈال دیا (الی قولہ) جبرئیل علیہ السلام نے کہا! جس شخص کی باچھ پھاڑ کر گدی تک پہنچائی جارہی تھی یہ وہ شخص ہے جو جھوٹ بولتا تھا پھر اس سے وہ جھوٹ نقل ہو کے ساری دنیا میں پھیل جاتا تھا اس کو قیامت تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔ ۳۷؎

امیرالمومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! ایمان کی نشانی یہ ہے! تم اپنے لئے فائدہ مند جھوٹ پر اپنے

لئے نقصان دہ سچ کو ترجیح دو۔

اے بیٹے بہت زیادہ جھوٹے شخص سے ہرگز دوستی نا کرنا کیونکہ وہ سراب کی طرح ہے جو دور کی چیز کو قریب اور قریب کی چیز کو دور کر کے
تمھیں دکھائے گا۔

بغیر تحقیق سنی سنائی باتوں کو آگے نا بڑھانا کیونکہ جھوٹے کے لئے یہی کافی ہے کے وہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق وتصدیق آگے بڑھا دیتا ہے۔ بدترین کلام جھوٹ ہے۔

جھوٹا شخص پستی اور بے عزتی سے ملحق ہو جاتا ہے۔ جھوٹ ذلت ہے۔

جھوٹے شخص کے پاس کوئی مروت نہیں۔

اللہ نے جھوٹوں کو نسیان کے ذریعے نقصان پہنچایا ہے۔ جھوٹ کا انجام سب سے برا انجام ہے
جھوٹے شخص کی سب سے پہلی سزا تو یہ ہے کے اس کی کہی ہوئی سچ بات بھی لوگ ٹھکرا دیتے ہیں
اللہ کے نزدیک سب سے عظیم خطا جھوٹی زبان ہے۔ دو چیزیں کبھی جھوٹ سے جدا نہیں ہو سکتیں۔
ا۔ بہت وعدے۔ ۲۔ بہت زیادہ عذر خواہی۔

انسان اس وقت تک ایمان کی لذت محسوس نہیں کر سکتا جب تک وہ مذاق اور سنجیدگی دونوں حالتوں میں جھوٹ سے کنارا کشی اختیار نا کر لے۔ جھوٹ دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔

جھوٹ تمھیں ہلاک کر دے گا بھلے تم امن وامان میں ہی کیوں نا رہو۔

تمھاری جھوٹ کے لئے سرزنش کے لئے بس یہی کافی ہے کے تم کو یہ معلوم ہے کے تم جھوٹے ہو۔

جھوٹے کے پاس امانت داری اور بدکار کے پاس تحفظ نہیں ہوتا۔ جھوٹ اور مروت کبھی اکھٹی نہیں ہو سکتیں۔ جھوٹے کے پاس کوئی شرم نہیں۔

جو جھوٹ میں معروف ہو جاتا ہے لوگوں کا اس پر سے بھروسہ اٹھ جاتا ہے۔

جس کا جھوٹ معروف ہو جاتا ہے اس کا سچ بھی قابل قبول نہیں رہتا۔ علم کی سب سے بڑی روکاوٹ جھوٹ ہے۔ ۳۸؎

اہم نکتہ:

جھوٹ کو ام الخبائث بھی کہا جاتا ہے یعنی تمام خباثتوں کی اصل وجہ اور جڑ۔ یہ ایک ایسی روحانی بیماری ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو کھا جاتی ہے دوسری جانب جھوٹا شخص چاہے کبھی سچ بھی بولے لیکن لوگ اس پر اعتبار نہیں کرتے اور اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں، اور نا قابل اعتبار شخص معاشرے کا نہایت گرا ہوا فرد ہوتا ہے جس کی اپنے اور پرائے سب ہی سرزنش کرتے ہیں تاہم جھوٹ انسان کو ہلاکت میں مبتلا کر دیتا ہے اور ایسا انسان اپنے جھوٹ کے سبب جہنم واصل ہو جاتا ہے۔

نیند موت کی ایک قسم ہے:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ
فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ
مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔۳۹

ترجمہ۔ خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں (ان کی ارواح) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

النوم۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ن۔و۔م) سے مشتق ہے۔ ۴۰

نوم۔ سے مراد نیند۔

منام۔ سے مراد سونے کی جگہ۔

منام۔ سے مراد نیند یا خواب۔

نامت الریح۔ سے مراد ہوا سو گئی یعنی ساکن ہو گئی۔

نامت النار۔ سے مراد آگ کی تپش کا ماند پڑ جانا۔

نام عن حاجتہ۔ سے مراد اپنی ضروریات سے غافل ہو جانا۔
النومتہ۔ سے مراد نا قابل ذکر۔
النویم۔ سے مراد اپنی چیزوں سے غافل انسان یا گمنام انسان۔ ۱۴؎
انسان اپنی ساری زندگی صرف دو ہی کام کرتا ہے۔ ۱۔ سوتا ہے۔ ۲۔ جاگتا ہے۔
ان دو ہی کیفیات میں اس کی تمام زندگی بسر ہوتی ہے۔ انسانی روح کی ساخت میں مسلسل حرکت پذیری پائی جاتی ہے ہر انسان بیداری کی طرح عالم خواب میں بھی کچھ نہ کچھ کرتا ہے لیکن اسے اس بات کا شعور نہیں ہوتا یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کے اسے عالم خواب میں اپنے کئے گئے اعمال یاد نہیں رہتے اگر کسی طرح سے حافظہ کی قوت اور جسمانی عادتوں میں ردو بدل کر کے اس کو اس قابل بنا لیا جائے تو انسان عالم خواب کے اعمال کو بھی یاد رکھ سکے گا۔
حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں!
روحانی لوگوں کے اندازے کے مطابق! انسان بحالت خواب ایک گھنٹے میں
(ایک لاکھ اسی ہزار میل) کا سفر طے کرتا ہے۔
حضور قلندر بابا اولیا فرماتے ہیں! خاکی دنیا کے ساتھ ایک دوسری دنیا بھی آباد ہے اس دوسری دنیا کو مذہب کی زبان میں عالم اعراف یا عالم برزخ کہتے ہیں اس دوسری دنیا میں انسان کا ہر روز آنا جانا لگا رہتا ہے لیکن اس روز کے آنے جانے کے کئی حقائق انسان کی آنکھوں سے پوشیدہ اور مستور ہیں تاہم دوسری دنیا میں انسان کی یہ آمد و رفت غفلت کی حالت میں واقع ہوتی ہے یعنی جب انسان گہری نیند سو جاتا ہے تو اس کا وجود خاکی دنیا ملکوتی میں داخل یا منتقل ہو جاتا ہے جہاں وہ چلتا، پھرتا، کھاتا پیتا اور کئی لوگوں سے ملاقاتیں کرتا ہے انسان نے اس کیفیت کا نام خواب رکھ دیا ہے تاہم انسان نے کبھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کے خواب بھی زندگی کا ایک جز ہے۔ ۴۲؎

ارشادات خداوندی:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ۔ ۴۳

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تمھارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام پاؤ۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا ۔ ۴۴

ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے تمھارے لئے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام بنایا۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ کہہ دو بھلا! اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لئے تم پر دن رکھے، تو اللہ کے سوا کون ہے جو تم کو رات لا دے جس میں تم آرام حاصل کرو کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو؟

وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۔ ۴۶

ترجمہ۔ رات کو ہم نے لباس ٹھہرایا اور دن کو ہم نے کمانے کے لئے بنایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کو سونا اور دن میں اس کا فضل تلاش کرنا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ ۔ ۴۸

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے جس نے تمھارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام پا سکو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے وقت سیدھی کروٹ سوتے جبکہ اپنے سیدھے ہاتھ کو سیدھے کان کے نیچے رکھتے تھے۔ طبی اعتبار سے آج کی موجودہ تحقیق بھی اسی طریقے کو درست جانتے ہوئے اس کی سفارش کرتی ہے کیونکہ اس طریقے سے انسان کے اندر سکون اور اطمینان کی کیفیات کے ساتھ ہی ہاضمے کی درست کارکردگی بھی سامنے آئی ہے تاہم سیدھا سونا مضر صحت اور نیند کے لئے بدترین قسم تصور کی جاتی ہے البتہ کچھ دیر کے لئے سیدھے لیٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کو عادت بنا لینا ٹھیک نہیں۔ اسی طرح سے منہ کے بل سونا (الٹا سونا) یہ بھی نیند کی انتہائی بدترین قسم مانی جاتی ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے سونے سے منع فرمایا ہے، ایک جگہ اس طریقے کو شیطان کا

طریقہ اور دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریقے کو جہنمیوں کا طریقہ بیان فرمایا حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں اوندھے منہ سوتے دیکھا تو اس کو اٹھا دیا اور اس سے فرمایا! تم کھڑے ہو جاؤ یا بیٹھ جاؤ کیونکہ یہ انداز جہنمیوں کے سونے کا ہے۔۴۹؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیلولہ (دوپہر کا آرام) کیا کرو کیونکہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔۵۰؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت قیلولہ فرماتے جو محض چند منٹوں کا آرام ہوتا۔

جدید تحقیق کے مطابق! انسانی صحت پر قیلولہ کے انتہائی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں جبکہ باقاعدگی سے قیلولہ کرنے والے قابل رشک صحت اور لمبی عمر کے مالک ہوتے ہیں۔

ماہرین کے مطابق! دس منٹ کی ہلکی نیند (Nap) اگلے چار گھنٹوں تک کے لئے انسان کو تروتازہ اور چوکنا رکھتی ہے جبکہ اس کی توجہ اور ارتکاز پر بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں تاہم اسی نیند کے دورانیہ کو اگر بیس منٹ تک بڑھا لیا جائے تو اس سے

انسانی یاداشت پر نہایت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں ہلکی نیند کے دوران انسانی دماغ میں برقی سرگرمیوں کی زبردست لہریں وجود میں آتی ہیں جنھیں Sleep Spindle کہتے ہیں یہ انسان کے سیکھنے اور بہتر یاداشت کے عمل کے لئے اضافے کا سبب ہے اور اس کے لئے نہایت مجرب بھی ہے دوپہر میں کھانے کے بعد لئے گئے قیلولے سے بلڈ پریشر اور انسان کا قلبی نظام یعنی (Cardiovascular System) بھی بالکل ٹھیک رہتا ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! یقین اور معرفت کے ساتھ سونا حالت شک میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جنھیں بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نا ملا، کتنے ہی رات کے عبادت گزار ایسے ہیں جنھیں رت جگوں کے سوا کچھ حاصل نا ہو سکا لیکن عارفوں کی نیند اور افطاریاں کتنی عمدہ ہیں۔

نیند کتنی بری شے ہے جو قلیل عمر کو مزید قلیل کر دیتی ہے اور کثیر اجر و ثواب کو ختم کر دیتی ہے۔
جو رات کو بہت زیادہ سوتا ہے وہ ایسے بے شمار اعمال کو کھو دیتا ہے جن کی تلافی دن میں ممکن نہیں
رات کی نیند دن کے عزم و استقامت کو کتنا توڑنے والی ہے۔
برا ہو زیادہ سونے والوں کا جنھوں نے سو کر اپنی عمر تو کم کر ہی لی ساتھ ہی عبادات کا اجر و ثواب بھی کم ہو گیا۔
بہت زیادہ سونا اور بہت زیادہ کھانا انسان کو تباہ اور برباد کر دیتا ہے۔
نیند تکلیف سے آرام اور موت کے موافق ہے۔ ۵۱

نیند کی اہمیت:

جدید تحقیق کے مطابق ! آج کا انسان ماضی کے انسان کی بہ نسبت ایک گھنٹہ کم سوتا ہے انسانی دماغ کسی کارخانے کی مانند ہے جس میں ضروری اور بے ضروری کئی خیالات اور رجحانات پائے جاتے ہیں لہٰذا جب انسان گہری نیند سوتا ہے تو دوران نیند اس کے دماغ میں پائے جانے والے کھربوں نیورانز (Neurons) مضر صحت خیالات اور ان کے اثرات کو ختم یا صاف کرتے ہیں۔ ایک اچھی نیند کسی بھی انسان میں یکسوئی، قوت ارتکاز، ذہانت بہترین یادداشت اور جسمانی کارکردگی کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہے اور کئی قسم کے موذی امراض جن میں ذیابطیس، ہائی بلڈ پریشر، ڈپریشن، انگزائٹی، امراض قلب، کینسر، ہڈیوں کی بوسیدگی، بغیر وجہ کی تھکن، چڑ چڑاپن، موٹاپا، معدے کے متعدد امراض اور الزائیمر کے شدید خطرات سے انسان کو بچاتی ہے جبکہ کئی قسم کے جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی امراض سے محفوظ و مامون بھی رکھتی ہے۔
امریکی سائنسدانوں کی ایک تحقیق کے مطابق اگر انسان مسلسل جاگتا رہے یا اپنی مطلوبہ نیند کو پورا نہ کر سکے تو ایسی صورت میں اس کے دماغی خلیات کو شدید نقصانات پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے نیز وہ اعصابی و دماغی تھکن کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے دماغی خلیات کی ٹوٹ پھوٹ کا بھی شکار ہوتا ہے کیونکہ ایسی صورت حال میں دماغی خلیات سے
Free Radicals کا اخراج شروع ہو جاتا ہے جو دماغی صحت مند خلیات پر حملہ آور ہوتے

ہیں۔میڈیکل سائنس کے حوالے سے یہ صورت حال انسان کے لئے انتہائی مضر اور خطرناک ہے۔کینیڈا کے ایک ماہر امراض دماغ ڈاکٹر اسٹینلے کارین کے مطابق اگر کوئی شخص رات میں ایک گھنٹہ کم سوئے تو اگلے دن اس کی ذہانت کے ایک آئی کیو پوائنٹ میں کمی واقع ہوجائے گی اس کے برعکس اگر انسان اپنی مطلوبہ نیند کو پورا کرے تو ایسی صورت میں اس کے دماغ میں Anti Oxidant Chemicals بنتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے انتہائی سودمند تصور کئے جاتے ہیں۔

سائنسی تحقیق کے مطابق! انسانی جسم کا ہر عضو ہر نو سال کے بعد نیا بن جاتا ہے لیکن اس کے دماغ میں قطعاً کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی کیونکہ اگر دماغ میں خلیاتی تبدیلی واقع ہوگی تو انسان کی پرانی یاداشت ختم ہوجائے گی لہٰذا کم نیند کے شکار شخص کے دماغی نیورانز بری طرح سے تباہ ہوجاتے ہیں جن کی واپسی کسی بھی صورت میں ممکن نہیں یعنی یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے جو کے کسی بھی صورت میں پورا نہیں کیا جاسکتا نیند کی کمی کے شکار افراد دکھ سکھ کے مواقع پر انتہائی شدید جذبات کا اظہار کرتے ہیں تاہم اگر ان سے مذاق کیا جائے تو وہ مشتعل ہوکر مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔

معمر افراد عام طور پر نیند کی کمی کا شکار ہوتے ہیں لہٰذا ان کی دماغی کارکردگی شدت سے متاثر ہوتی ہے کیونکہ مناسب نیند کی بدولت ہی دماغی فضلے کی صفائی ممکن ہے اگر فضلہ دماغ میں موجود رہے گا تو ایسی صورت میں بے شمار جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی عوارض کے لاحق ہونے کے قوی امکانات ہیں لہٰذا ایک اچھی نیند کسی بہترین ٹانک سے کم نہیں۔

اللہ ہر چیز پر (وکیل) یعنی کارساز ہے:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ۔ ۵۲

ترجمہ۔اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے،اور وہی ہر چیز کا (وکیل) کارساز ہے۔

الوکیل۔عربی زبان کا لفظ ہے جو (و۔ک۔ل) سے مشتق ہے۔ ۵۳

وکل۔ کے معنی معاملہ کسی کے سپرد کر دیا۔ ۵۴؎ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ۔ ۵۵

ترجمہ۔ ان سے کہو کے موت کا جو فرشتہ تم پر مقرر کیا گیا ہے وہ پورا کا پورا تمھیں اپنے قبضے میں لے لے گا پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔

الوکیل۔ کے معنی کارساز یا نگران کے ہیں۔ ۵۶؎

عربی زبان میں **وکیل** اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے شخص کے کام کا نگران ہو۔ ۵۷؎

وکیل۔ سے ہی ایک لفظ کفیل بھی نکلا ہے جس کے معنی کسی بات کا ذمہ دار ہے۔ ۵۸؎

الوکیل ۔اللہ کا اسم صفاتی ہے جس کے معنی اللہ تعالی اپنی کل مخلوقات کا نگران اور کارساز ہے۔ ۵۹؎

اسم الوکیل کا نظام کائنات میں کردار:

اسم **الوکیل** کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے اللہ تعالی اپنے بندوں کے ہر کام سے نا صرف واقف ہیں بلکہ اس کی نگرانی بھی فرما رہے ہیں اسی طرح سے اللہ تعالی انسانوں کی کل ضروریات اور احتیاجات کے لئے کافی ہیں یعنی اللہ تعالی نے جب نوع انسانی کو تخلیق فرمایا تو اس کو بحر و بر میں عزت و اکرام عطا فرمایا لہٰذا ایک قابل احترام تخلیق کے بعد اللہ تعالی اس نوع انسانی سے یہ توقع رکھتے ہیں کے وہ خود بھی اپنا اکرام کرے یعنی نوع انسانی اللہ کی ایک احسن تخلیق ہے چنانچہ کل نوع انسانی کو اللہ کے آگے ہی سر بہ سجود ہونا چاہئے دوسری جانب نوع انسانی کے سی فرد کو یہ بھی زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی ضروریات اور احتیاجات کو کسی غیر کے سامنے بیان کر کے اپنے منصب انسانی سے گرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی مسلمان کو خود کو ذلت میں ڈالنا جائز نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا ذلت میں ڈالنے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ اپنے آپ کو کسی ایسی مصیبت میں ڈال لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا

ہو۔ ٦٠؎

اگر تمھاری جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کا ذکر تم اللہ ہی سے کرو۔ ٦١؎

اگر تمھارا نمک ختم ہو جائے تو اللہ ہی سے طلب کرو۔ ٦٢؎

ان احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نوع انسانی بالخصوص مسلمانوں سے مخاطب ہو کر انھیں ان کے عزت و وقار کا احساس دلایا جا رہا ہے کیونکہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے انسان کی عزت اور وقار کو شدید دھچکا لگتا ہے اور اللہ تعالی کو یہ ناپسند ہے کے اس کی بہترین تخلیق کے وقار پر کوئی حرف آئے اللہ تعالی نے انسان کو نہایت محبت سے تخلیق فرمایا ہے لہٰذا وہ ہی ان کا کفیل اور وکیل ہے اور اپنی کل مخلوقات کی کل حاجات کو پورا کرنے کا ذمہ دار اللہ ہی کی ذات ہے۔

ارشادات خداوندی:

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔٦٣۔ ترجمہ۔ اللہ کافی ہے حمایت کرنے والا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۚ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۚ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۔٦٤

ترجمہ۔ اللہ تمھارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تمھارا کافی کارساز اور افی مددگار ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۔٦٥

ترجمہ۔ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اللہ کے بھروسے پر کام کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔٦٦

ترجمہ۔ (شیطان) ان لوگوں پر مسلط نہیں ہو سکتا جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۔٦٧

ترجمہ۔ ان سے کہہ دو کے تم ان پر حوالدار نہیں بنائے گئے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔٦٨۔ ترجمہ۔ اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔٦٩۔ ترجمہ۔ اللہ کارساز کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے صبح وشام کو سات مرتبہ یہ پڑھا کرو حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ۔اس کے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں میں اللہ کافی ہوگا۔ ۷۰ے

✿

حوالہ کتب:

۱۔سورہ الزمر۔آیت۔۲۔

۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۔

۳۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضی حسینی زنیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔

۴۔القاموس المحیط۔علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی

۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۹۔

۶۔سورہ یوسف۔آیت۔۵۴۔

۷۔سورہ یوسف۔آیت۔۲۴۔

۸۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ

۹۔الجامع الاحکام القرآن۔ج۔۲۔ص۔۱۴۶ ۔مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔۱۳۸۷ھ۔

۱۰۔البحر المحیط۔علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ)۔ج۔۱۔ص۔۶۵۸۔۶۵۹۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۲۔سنن النسائی۔امام عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔ج۔۶۔رقم الحدیث ۳۱۷۸۔مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۱۳۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔مطبوعہ دار معرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۱۴۔سنن دار قطنی۔امام علی بن عمر دار قطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۵۔المعجم اوسط۔امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض ۱۴۰۵ھ۔دار الفکر بیروت۔۱۴۲۰ھ۔

۱۶۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دا عالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۱۷۔غرر الحکم۔

۱۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۱۹۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۲۔
۲۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۔
۲۳۔سورہ الزمر۔آیت۔۳۲۔
۲۴۔سورہ منافقون۔آیت۔۱۔
۲۵۔سورہ یوسف۔آیت۔۱۸۔
۲۶۔سورہ ھود۔آیت۔۹۳۔
۲۷۔سورہ مومن۔آیت۔۲۸۔
۲۸۔سورہ ھود۔آیت۔۶۵۔
۲۹۔سورہ مومنون۔آیت۔۲۶۔
۳۰۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۱۔
۳۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعا لکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۶۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۸۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۰۲۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۳۹۔سورہ الزمر۔آیت۔۴۲۔
۴۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۲۔لوح وقلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔مکتبہ تاج الدین بابا اولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۴۳۔سورہ یونس۔آیت۔۶۷۔
۴۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۴۷۔
۴۵۔سورہ القصص۔آیت۔۲۷۔
۴۶۔سورہ النباء۔آیت۔۱۰۔۱۱۔

۴۷۔سورہ روم۔آیت۔۲۳۔
۴۸۔سورہ المومن۔آیت۔۶۱۔
۴۹۔ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۵۰۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۵۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔ص۔۴۸۷۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔
۵۲۔سورہ الزمر۔آیت۔۶۲۔
۵۳۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۔سورہ السجدہ۔آیت۔۱۱۔
۵۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۸۔لمفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی ۔)۔دارالشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۵۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۰۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)۔ج۔۷۔ص۔۲۷۴۔مطبوعہ دارلکتاب العربی بیروت۔۱۴۰۲ھ۔
۶۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۶۲۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۶۳۔سورہ النسا۔آیت۔۱۳۲۔
۶۴۔سورہ النسا۔آیت۔۴۵۔
۶۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۵۹۔
۶۶۔سورہ النحل۔آیت۔۹۹۔
۶۷۔سورہ انعام۔آیت۔۶۶۔
۶۸۔سورہ النسا۔آیت۔۱۶۶۔
۶۹۔سورہ النسا۔آیت۔۱۷۱۔
۷۰۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

۴۰۔سورہ المومن/ غافر (مومن اللہ کا ایک اسم صفاتی)

نام:

سورہ **المومن**۔کا ایک نام الغافر بھی ہے،عربی زبان میں غافر کے معانی بخشنے والے کے ہیں،تاہم المومن عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ اللہ کا ایک اسم صفاتی بھی ہے،مومن کی جمع مومنین ہے،مومن اللہ کے ایسے نیک بندے ہیں جو اللہ کے ہر حکم کی پیروی کو صدق دل اور محبت سے کرتے ہیں۔

اسحاق بن عبد اللہ ؒ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر درخت کیلئے پھل ہے اور قرآن کے پھل حم والی سورتیں ہیں،یہ سورتیں ایسے باغات ہیں جن میں سرسبز وشاداب گھاس ہے، جس شخص کو یہ پسند ہو کے وہ جنت کے باغات میں خوب چرے تو اس کو چاہیئے کے حامیم والی سورتیں پڑھے۔

شان نزول:

سورہ مومن مکی سورہ ہے،جس میں کل آیات کی تعداد ۸۵ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۹ ہے۔

مضامین:

۱۔قرآن کریم اللہ کا اتارہوا کلام ہے۔

۲۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

۳۔اللہ بخشنے والا اور عذاب دینے والا ہے۔

۴۔انسانوں کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۵۔کفار اللہ کی آیات پر جھگڑتے ہیں۔

۶۔حضرت نوح اور ان کی قوم کا تذکرہ۔

۷۔کفار کا ذکر۔

۸۔عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کا ذکر جو مومنین کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔

۹۔اللہ آسمان سے رزق اتارتا ہے۔

۱۰۔قیامت کے دن مشرکین کا انجام۔

۱۱۔اہل ایمان کو صبر کا حکم۔

۱۲۔فرعون کا ذکر۔

۱۳۔فرعون کی مومنہ بیوی کا ذکر۔

۱۴۔اللہ کی ذات اور صفات پر دلائل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے صبح اٹھ کر آیت الکرسی اور حٰم سے لے کر الیہ المصیر (المومن) تک پڑھا اس کی صبح سے شام تک حفاظت کی جائے گی اور جس نے شام میں پڑھا اس کی صبح تک حفاظت کی جائے گی۔[۱]

ہر لمحہ اللہ کی تسبیحات:

ہر لمحہ اللہ کی تسبیحات کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْاۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ۔[۲]

ترجمہ۔جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے اور جو اس کے گردا گرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں

(یعنی فرشتے) وہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور مومنوں کے لئے بخشش مانگتے رہتے ہیں کے اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے رستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے

رَبَّنَا وَ اَدۡخِلۡهُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ اِلَّتِیۡ وَعَدۡتَّهُمۡ وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ
اٰبَآئِهِمۡ وَ اَزۡوَاجِهِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِهِمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ۔۳

ترجمہ۔اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کے بہشتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں ان کو بھی۔ بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

وَ قِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَ مَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ وَ ذٰلِكَ هُوَ
الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۔۴

ترجمہ۔اور ان کو عذابوں سے بچائے رکھ اور جس کو تو اس روز عذابوں سے بچالے گا تو بے شک اس پر مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

تسبیح:

تسبیح۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (س۔ب۔ح) سے مشتق ہے۔۵

السباح۔عربی زبان میں تیز رفتار گھوڑے، اونٹ اور پیراک کو بھی کہتے ہیں۔

سبح۔سے مراد جو شخص تلاش معاشش میں تگ و دو کرے یا دوڑے بھاگے۔

السبح۔عربی زبان میں زمین کے گھومنے کو بھی کہا جاتا ہے۔

سبح۔سے مراد کسی بھی کام کی تکمیل کے لئے جد و جہد اور پوری تگ و دو کرنا ہے۔

سبحان اللہ۔کا ایک مطلب اللہ کی جانب نہایت تیز رفتاری سے جانا۔

سبح۔سے مراد پانی یا ہوا میں نہایت تیزی سے دوڑنا۔۶

التسبیح۔سے مراد اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں تیزی سے عمل کرنا۔

یسبحون۔ سے مراد فلک میں تیزی سے گردش کرنے والے ستارے اور سیارے۔ ۷؎

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَہَاۤ اَنۡ تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّہَارِ ؕ وَ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۸

ترجمہ۔ نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کے چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

اِنَّ لَکَ فِی النَّہَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا۔ ۹

ترجمہ۔ دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَ تَسۡبِیۡحَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ۔ ۱۰

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کے جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی اور سب اپنی نماز اور تسبیح کے طریقے سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ ۱۱

ترجمہ۔ تمام مخلوقات جو آسمان اور زمین میں ہیں، وہ سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں، اور وہی غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَ یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ ۚ وَ یُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیۡبُ بِہَا مَنۡ یَّشَآءُ وَ ہُمۡ یُجَادِلُوۡنَ فِی اللّٰہِ ۚ وَ ہُوَ شَدِیۡدُ الۡمِحَالِ۔ ۱۲

ترجمہ۔ رعد اور فرشتے سب اس کے خوف سے اس کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بڑی قوت والا ہے۔

وَّ سَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّ اَصِيۡلًا ۔۱۳۔ترجمہ۔اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ۔۱۴

ترجمہ۔توتم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

تسبیحات سے مراد کل اشیاء کائنات اپنی اپنی تسبیحات، مقاصد، جدوجہد، اپنے دائرہ کار، حصول معاش، طورطریق اور عبادات سے بخوبی واقف ہیں، سوائے چند سرکش انسان اور جنات کے، باقی کل اشیاء کائنات اللہ کی مطیع اور فرمانبردار ہے، اور نہایت خلوص اور شدت کے ساتھ اپنے مقاصد کی جانب نہایت تیزی سے گامزن اور عمل پیرا ہیں تاہم باطل قوتوں کے خلاف مزاحمت اور جدوجہد کو بھی تسبیح کہا گیا ہے، چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی جانب مہم پر روآنہ ہوئے تو انھوں نے اللہ سے اپنے بھائی ہارون کی وزارت طلب فرمائی تاکہ دونوں بھائی مل کر فرعون کے دربار میں جا کر اللہ کی بہت پاکی بیان کریں اور اللہ کی بہت تسبیح بیان کریں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كَيۡ نُسَبِّحَكَ كَثِيۡرًا ۙ وَّ نَذۡكُرَكَ كَثِيۡرًا ۔۱۵

ترجمہ۔اور تجھے کثرت سے یاد کریں تاکہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں۔

قرآن کریم میں تمام انسانوں کے لئے دن میں تسبیحات یعنی صلوۃ کو فرض فرمایا ہے چنانچہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کو صلوۃ کے قیام کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی بھی دن میں پانچ بار صلوۃ قائم کر کے اللہ کی حمد وثناء اور تسبیحات کا اہتمام کرتے ہیں، دوسری جانب صلوۃ ایک ایسا پروگرام ہے جس میں انسانی حرکات وسکنات اور الفاظ انسان کے جذبہ عمل کا بے تابانہ اظہار کرتے ہیں، قرآن کریم کے مطابق! تسبیحات کا اصل مقصد اللہ کے قاعدے قوانین کی مکمل پاسداری کرنا ہے اور اللہ کی اطاعت میں پوری جدوجہد اور سرگرمی سے عمل پیرا ہونا ہے۔

تسبیح میں شدت کا پہلو نمایاں ہے جب ہی سبحان اللہ کہنے والے کے ذہن میں یہ بات پوری طرح سے راسخ ہوتی ہے کے اللہ تعالیٰ تمام عیوب اور نقائص سے پاک اور منزہ ہے، دوسری جانب ان الفاظ میں شدت، قوت مضبوطی اور تیزی کا عنصر بھی نمایاں ہے یہی وجہ ہے کے عربی زبان کا لفظ

کساءِ مسبح کا مطلب نہایت مضبوطی اور سختی سے بنا ہوا کمبل ہے۔
اس اعتبار سے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۔ کے معانی۔صفات الٰہی کو نہایت تیزی، شدت اور مضبوطی کے ساتھ اپناتے ہوئے عام کرنا ہے۔سورہ الصفت میں جب حضرت یونس علیہ السلام کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا تو اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۔۱۶۔ترجمہ۔پھر اگر وہ (خدا کی) پاکی بیان نہ کرتے۔
لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔۱۷
ترجمہ۔تو اس روز تک کہ لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اسی کے پیٹ میں رہتے۔
علماءِ لغات کے مطابق! اگر یہ لفظ (مسبحین) سبح سے ہوتا تو اس کے معانی تیراک ہوتے لیکن سبح کے اعتبار سے اس کے معانی پوری قوت اور شدت سے جدوجہد کرنے والا چنانچہ واقعے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کے حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے لئے نہایت شدت سے اللہ کے حضور معافی پیش کی جس کے نتیجے میں مچھلی نے بلاآخر انھیں ساحل پر اگل دیا، اور اگر وہ اللہ کی پاکی بیان نا کرتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔
وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۔۱۸
ترجمہ۔اور (فرشتے کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے۔
وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۔۱۹۔ترجمہ۔اور ہم صف باندھے رہتے ہیں۔
وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۔۲۰۔ترجمہ۔اور اللہ پاک کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔
یعنی فرشتوں کا انتہائی قوت، جدوجہد، شدت، اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل میں مصروف عمل رہنا۔
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔۲۱ ترجمہ۔یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے۔
اس آیت میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں! اللہ تعالی ان تمام غلط تصورات سے بہت دور ہے جو لوگوں نے اللہ سے متعلق گھڑ رکھے ہیں۔
فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔۲۲

ترجمہ۔تو جس وقت تم کو شام ہو اور جس وقت صبح ہو خدا کی تسبیح کرو یعنیٰ (نماز پڑھو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بازی لے گئے مفردون، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مفردون کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ ۲۳؎

جب کوئی شخص صبح یا شام میں (۱۰۰) بار سُبْحٰنَ اللّٰہِ وبحمدہ کہے گا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس شخص سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے ان کلمات کے۔ ۲۴؎

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کے لوگ تمھیں دیوانہ کہیں۔ ۲۵؎

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا! کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ لوگوں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس کو چاہئے کے وہ (۱۰۰) بار سُبْحٰنَ اللّٰہِ کہے اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دئے جائیں گے۔ ۲۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص صبح اور شام کے وقت (۷) مرتبہ یہ کلمات کہے گا تو اللہ اس شخص کی پریشانیوں سے اسے کافی ہوگا چاہے ان کے کہنے میں وہ سچا ہو یا جھوٹا

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ ۲۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص دن میں (۱۰۰) مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے گا تو اس شخص کے لئے (۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اس کے (۱۰۰) گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ کلمات شام تک پورا دن شیاطین سے اس شخص کی حفاظت فرمائیں گے اور کوئی شخص اس سے زیادہ افضل عمل نہیں کرسکتا سوائے اس شخص کے جو اس سے بھی زیادہ مرتبہ یہی عمل

دہرائے۔ ۲۸؎

موذی چیزوں اور بیماریوں سے بچانے والا ذکر:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے رات میں ایک بچھو نے کاٹ لیا جس کے کاٹنے سے مجھے شدید تکلیف پہنچی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم شام کے وقت یہ کلمات کہہ دیتے تو وہ بچھو تمھیں نقصان نہ پہنچاتا۔ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ ۲۹؎

جنت کے پودے:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو حکم دیجئے کہ وہ جنت میں زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں کیونکہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور زمین وسیع ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا! جنت کے پودے کیا ہیں؟

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ ۳۰؎

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہا اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا گیا۔ ۳۱؎

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سُبْحٰنَ اللهِ والحمد لله ولَآ اِلٰہَ اِلَّا اللهُ ۔ اللهُ اکبر کہوں تو یہ بات مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ ۳۲؎

حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا جس کے پتے خشک تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر اپنی چھڑی ماری تو سوکھے پتے جھڑنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحٰنَ اللهِ ولَآ اِلٰہَ اِلَّا اللهُ ۔ اللهُ اکبر کہنا بندے کے گناہ کو گرا دیتا ہے جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ ۳۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے نہایت اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں حتیٰ کے یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔ ۳۴؎

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کرے اور سب سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ ۳۵؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں کرنا دل کو سخت بنا دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوتا ہے۔ ۳۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا! تم جب بھی عبادت کرو تو تصور احسان کے ساتھ عبادت کرو صحابہ کرام نے پوچھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ تصور احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تصور احسان کا مطلب ہے تم یہ تصور کرو کے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ تصور قائم نہیں ہوتا ہے تو پھر یہ تصور کرو کے اللہ تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے یعنی ہر عبادت میں اللہ کی طرف مکمل توجہ اور اس کے احساس کا ہونا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو یاد کرتا ہے، ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔ ۳۷؎

جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں انھیں فرشتے اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انھیں گھیر لیتی ہے اور اطمینان قلب انھیں میسر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ ۳۸؎

شیطان انسان کے قلب سے چمٹا رہتا ہے اور وہ صرف اللہ کے ذکر سے بھاگتا ہے۔ ۳۹؎

جو شخص اللہ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہے اور جو شخص اللہ کو کسی محفل یا مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اس سے بہتر محفل یا مجلس میں یاد فرماتا ہے۔ ۴۰؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، میں عرض کیا کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے وصیت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم سے جس قدر ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور تم جو برا کام کرو اس کے بعد توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ کرو اور کھلم کھلا

گناہ کی توبہ کھلم کھلا کرو۔ ۴۱؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے کے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ ۴۲؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دن میں (۱۰۰) مرتبہ پڑھا اس کے گناہ معاف کردئے جائیں گے چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ ۴۳؎

حضرت خولہ بنت حکیمؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! جو شخص کسی منزل پر اترا اور اس نے یہ کلمات کہے! اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو اسے اس منزل سے چلے جانے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ ۴۴؎

حضرت ابو سعید خدریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے کون سے بندے افضل، اونچے مرتبے والے اور اللہ سے زیادہ نزدیک ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں پھر میں نے دوبارہ سوال کیا کے کیا ان ذاکرین کے درجات شہداء سے بھی بڑھ کر ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں اگرچہ کسی شخص نے اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو ہی کیوں نہ مارا ہو اور اتنی شدید جنگ لڑی ہو کے اس کی تلوار بھی ٹوٹ گئی ہو اور وہ خود خون میں ہی کیوں نہ رنگ گیا ہو تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے کے درجات شہید سے بلند ہوں گے۔ ۴۵؎

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ سے کیا جائے بہترین رزق وہ ہے جو بہ قدر کفایت ہو۔ ۴۶؎

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صبح کو تم میں سے ہر ایک شخص کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے پس ہر ایک تسبیح (سُبْحٰنَ اللّٰهِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) کہنا بھی صدقہ ہے ہر ایک تہلیل (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کہنا بھی صدقہ ہے اور تکبیر (اللّٰہُ اکبر) کہنا بھی صدقہ ہے۔ ۴۷؎

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص باوضو ہو کر اللہ کا ذکر

کرے اور ذکر کرتے کرتے سو جائے پھر رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلے اور وہ اس وقت اللہ سے دنیا و آخرت کی کوئی خیر طلب کرے تو اللہ اسے وہ خیر ضرور عنایت فرمائے گا۔۴۸؎

اللہ کا ذکر چھوڑنے کا نقصانات:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی جگہ یا مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لئے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی اور جو کوئی کسی جگہ لیٹا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لئے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی۔۴۹؎

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر انسان اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان یہ کہتا ہے کے اسے رہنے کا ٹھکانہ اور اور کھانے کو کھانا مل گیا۔۵۰؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، جو لوگ مجلس سے اٹھیں اور اس مجلس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کریں تو وہ گویا کسی مردار گدھے پر سے اٹھے اور آخرت میں ان پر یہ مجلس باعث حسرت ہوگی
(اور وہ تمنا کریں گے کے کاش اس مجلس میں ہم نے اللہ کا ذکر کرلیا ہوتا)۔۵۱؎

ذکر یا تسبیحات کی اقسام:

ذکر کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

ا۔ذکر قلبی:

اللہ کو دل میں یاد کرنا یہ ذکر کی سب سے اعلیٰ قسم ہے کے انسان دنیاوی کاموں میں مصروف رہے لیکن اس کا دل اللہ کی یاد میں محو ہو۔

۲۔ذکر قولی:

اللہ کا ذکر زبان سے کرنا یعنی اللہ کے اسماء الحسنیٰ کا ورد کرنا، استغفار کرنا، درود شریف پڑھنا، اللہ کی

حمد وثناء کرنا اور اللہ کی بنائی ہوئی کائنات پر غور فکر کرنا۔

۳۔ذکرعملی:

اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا بھی ذکر الٰہی کی عملی قسم ہے یعنی اللہ کے حکم پر نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نیکی کے کام، سلام میں پہل، جنازے میں شرکت، مریض کی عیادت، رزق حلال کمانا، والدین کی عزت اور احترام کرنا، بچوں سے شفقت کرنا، سچ بولنا، وعدہ پورا کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، مصافحہ کرنا، ایک دوسرے کو تحائف بھیجنا، مسکرا کر ملنا، الغرض ہر وہ عمل جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اس کو کرنا دراصل ذکر الٰہی کی عملی قسم ہے اور اللہ کو عمل ہی چاہیے جو انسان کو جنت میں لے کر جائے گا ورنہ زبانی کلامی باتیں تو سب ہی کر لیتے ہیں۔

تسبیحات کے فوائد:

تسبیحات کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔تسبیحات اور ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان اور چین ملتا ہے۔

۲۔انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

۳۔اس کی زندگی خیر و برکت اور سکون آتا ہے۔

۴۔انسان کی سوچ اللہ کی جانب رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل، پریشانی اور مسائل کا بہتر طریقے سے مقابلہ کرتا ہے۔

۵۔اس میں عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔

۶۔اللہ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔

۷۔گناہ مٹتے ہیں اور نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔

۸۔انسان کا شمار اللہ کے مقرب بندوں میں ہوتا ہے۔

۹۔وہ کئی قسم کی نفسیاتی، دماغی، ذہنی اور جسمانی بیماریوں سے بچتا ہے۔

۱۰۔تسبیحات کی برکتوں سے کئی ناگہانی حادثات، بلاؤں اور وباؤں سے بھی اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

۱۱۔ اللہ دشمنوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو دین اور دنیا میں بلند درجات سے نوازتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کے اللہ تعالی نے تسبیحات اور ذکر الٰہی کو دلوں کی جلا قرار دیا ہے۔ذکر اللہ کا نور ہے۔

عافیت کے ۱۰ جز ہیں، جن میں سے ذکر الٰہی کے علاوہ ۹ جز خاموشی میں ہیں اور ایک جز بے وقوفوں کی صحبت سے پرہیز میں ہے۔

ہر وہ بات جو ذکر الٰہی سے خالی ہو لغو ہے۔

جو شخص آخرت کو یاد رکھے گا وہ اس کی تیاری بھی کرے گا۔

تین کام بڑے مشکل ہیں ۔۱۔ ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا۔ ۲۔ اپنے مال کے ذریعے اپنے بھائیوں کی مدد کرنا۔ ۳۔لوگوں کے درمیان خود سے انصاف کرنا۔اعضاء کا بہترین عمل یہ ہے کہ تمھاری زبان ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

ذکر دو طرح کے ہیں ۔۱۔ اللہ کا ذکر زبان سے کرنا۔ ۲۔حرام اشیاء میں مبتلا ہونے کے وقت ذکر الٰہی کرنا یہاں دوسرا ذکر پہلے کے مقابلے میں فضیلت میں افضل تر ہے۔

سب سے بہترین عمل یہ ہے کے تم مرتے دم تک ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہو۔

اللہ کو غافلوں کے درمیان یاد کرنے والا اس سر سبز پودے کی طرح ہے جو خشک گھاس کے درمیان ہو یا اس تعمیر شدہ گھر کی طرح ہے جو خرابات کے درمیان ہو۔تسبیحات عقل کی وحشتوں کو دور کرتا ہے اور قلب کو روشن کرتا ہے اور رحمتوں کے نزول کا بھی سبب ہے۔

تسبیحات عقل کی روشنی نفس کی حیات اور سینے کی جلا ہے۔

مومن ہمیشہ بہت زیادہ ذکر الٰہی کرنے والا، اپنی آخرت کو بہت یاد کرنے والا، اپنی پریشانیوں پر

صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے والا ہوتا ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اپنی زبان کو ذکر الٰہی کے سوا ہر چیز سے روکے رکھے۔ ذکر محبوب کے ساتھ بیٹھنے کی طرح ہے۔

ذکر جمیل دو زندگیوں میں سے ایک زندگی ہے۔ ذکر انسیت اور محبت کی کنجی ہے۔

ذکر سے سینے میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ ذکر الٰہی نہایت بافضیلت عبادت ہے۔

خلوت کو ذکر الٰہی سے آراستہ کرو۔

اگر تم دیکھو کے اللہ تمھیں اپنے ذکر سے مانوس کرر ہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کے وہ تمھیں دوست رکھنے لگا ہے۔

بہترین عبادت، تسبیحات یا ذکر الٰہی کے لئے جاگتی آنکھوں میں رات گزار دینا ہے۔

تسبیحات کے ذریعے نعمتوں کا نزول چاہا جاتا ہے۔ تسبیحات ایمان کا ستون اور شیطان سے بچاؤ کا راستہ ہے۔

تسبیحات ہر نیک انسان کی خوبی اور ہر مومن کی روش ہے۔ تسبیحات اور ذکر الٰہی نفسانی (نفسیاتی امراض) بیماریوں کا علاج ہے۔

اللہ کو یاد رکھنے والا اس کا ہم نشین ہوتا ہے جو اس سے انس رکھتا ہے۔ جو اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اس کو یاد کرتا ہے۔

تسبیحات آنکھوں کو روشن اور ضمیر کو مانوس کر دیتا ہے۔ ذکر الٰہی متقیوں کا شیوہ ہے۔

اللہ کو یاد رکھنے والا انسان کامیاب انسانوں میں سے ہوتا ہے۔

تمھارے لئے ذکر الٰہی لازم ہے کیونکہ یہ دلوں کا نور ہے۔ ذکر الٰہی میں قلب کی حیات ہے۔

ذکر الٰہی پورے ہوش وحواس، ظاہر، باطنی قلبی اور لسانی کیفیات کے ساتھ مکمل جانتے بوجھتے اور سوچ سمجھ کر کیا کرو کیونکہ درحقیقت تم اس وقت تک ذکر الٰہی کر ہی نہیں سکتے جب تک اپنے آپ اور اپنے نفس کو فراموش نا کر دو۔ ۵۲؎

اہم نکتہ:

پروفیسر رفیق احمد فرماتے ہیں! جب کوئی شخص مسلسل تسبیحات کرتا ہے تو وہ گویا اللہ کے قبضے میں

آجاتا ہے یعنی دوست کبھی بھی اپنے دوست کو تنہا نہیں چھوڑتا، وہ اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے، اس کا خیال رکھتا ہے، اس کی فکر کرتا ہے اور ہمیشہ اس سے دو ہاتھ بڑھ کر اس کی خدمت کرتا ہے۔

تسبیحات اور ذکر الٰہی کے بے شمار نفسیاتی فوائد ہیں جو نفس انسانی پر نہایت مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔ تسبیحات اور ذکر الٰہی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کے انسان دنیا کے غم بھلا کر اللہ کی یاد میں اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کو دماغی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے دوسری جانب اس ذکر کی تاثیر سے اس پر انوار اور تجلیات کی ایسی نورانی بارش ہوتی ہے جس میں وہ پرسکون اور ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔

۱۔ ذکر الٰہی سے دلوں کو اطمینان اور چین ملتا ہے۔

۲۔ انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

۳۔ اس کی زندگی خیر و برکت اور سکون آتا ہے۔

۴۔ انسان کی سوچ اللہ کی جانب رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل، پریشانی اور مسائل کا بہتر طریقے سے مقابلہ کرتا ہے۔

۵۔ اس میں عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔

۶۔ اللہ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ گناہ مٹتے ہیں اور نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔

۸۔ انسان کا شمار اللہ کے مقرب بندوں میں ہوتا ہے۔

۹۔ وہ کئی قسم کی نفسیاتی، دماغی، ذہنی اور جسمانی بیماریوں سے بچتا ہے۔

۱۰۔ ذکر الٰہی کی برکتوں سے کئی ناگہانی حادثات، بلاؤں اور وباؤں سے بھی اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

۱۱۔ اللہ دشمنوں سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو دین اور دنیا میں بلند درجات سے نوازتے ہیں۔

امر الٰہی:

امر الٰہی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ۔ ۵۳

ترجمہ۔ مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تا کہ ملاقات کے دن سے ڈراوے۔

امر۔ عربی زبان کا لفظ ہے جو، (ا۔م۔ر) سے مشتق ہے۔

امر۔ سے مراد پتھروں سے بنایا ہوا نشان جو راستے یا صحرا میں بنائے جاتے ہیں، تا کہ صحیح راستے کی نشاندھی ہو سکے۔

امیر۔ اس شخص کو کہتے ہیں جس سے کوئی مشورہ طلب کیا جائے۔

امر۔ سے مراد کسی چیز کا بہت ہو جانا ہے۔

الامر۔ سے مراد برکت والا۔

امر۔ کے ایک معنی حکم کے بھی ہیں۔

امر۔ کی جمع امور بھی ہے۔

الامیر۔ عربی زبان میں حاکم کو بھی کہتے ہیں۔ ۵۴

ارشادات خداوندی:

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا۔ ۵۵

ترجمہ۔ جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک بیل ذبح کرو۔ وہ بولے، کیا تم ہم سے ہنسی کرتے ہو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى

اَمۡرٍ جَامِعٍ لَّمۡ يَذۡهَبُوۡا حَتّٰى يَسۡتَاۡذِنُوۡهُ۔ ۵۶

ترجمہ۔ مومن تو وہ ہیں جو خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لئے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو پیغمبر خدا کے پاس جمع ہوں تو ان سے اجازت لئے بغیر چلے نہیں جاتے۔

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔ خدا کا حکم (یعنی عذاب گویا) آ ہی پہنچا تو (کافرو) اس کے لیے جلدی مت کرو۔ یہ لوگ جو (خدا کا) شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاک اور بالاتر ہے۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِيَهُمُ الۡمَلٰۤئِكَةُ اَوۡ يَاۡتِىَ اَمۡرُ رَبِّكَ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ۔ ۵۸

ترجمہ۔ کیا یہ (کافر) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس (جان نکالنے) آئیں یا تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) آ پہنچے۔ اسی طرح اُن لوگوں نے کیا تھا جو اُن سے پہلے تھے اور خدا نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

فَانۡطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيۡنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقۡتَهَا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡــًٔـا اِمۡرًا۔ ۵۹

ترجمہ۔ دونوں چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو (خضر نے) کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے اس لئے پھاڑا ہے کے سواروں کو غرق کردیں یہ تو آپ نے بڑی (عجیب) بات کی۔

وَاَمَّا الۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ فِى الۡمَدِيۡنَةِ وَكَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنۡ يَّبۡلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسۡتَخۡرِجَا كَنۡزَهُمَا ۖ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلۡتُهٗ عَنۡ اَمۡرِىۡ ذٰلِكَ تَاۡوِيۡلُ مَا لَمۡ تَسۡطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا۔ ۶۰

ترجمہ۔ اور وہ جو دیوار تھی سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی (جو) شہر میں (رہتے تھے) اور اس کے نیچے ان

کا خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا۔ تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور (پھر) اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی ہے اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ یہ ان باتوں کا راز ہے جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔٦١

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کے وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے) یہ خدا رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔

امر۔ سے مراد قانون خداوندی بھی ہے جو کائنات میں اللہ کے حکم کی صورت میں جاری وساری ہے جس طرح طبیعی کائنات یعنی Physical World اور اس میں موجود کل اشیاء کائنات ایک خاص قانون کے اندر جکڑے ہوئے ہیں بالکل اسی طرح سے انسانی تہذیب وتمدن بھی اللہ کے خاص نظام کے تحت جکڑے ہوے ہیں، ان اقوام اور تہذیبوں کی بھی موت زندگی، دوست، دشمن، امن، جنگ، پڑوسی، اچھی بری تقدیر اور عروج وزوال کو اللہ نے لکھ دیا ہے جبکہ ان کے یہاں بھی مکافات عمل کا قانون جاری وساری ہے اور ان کی بھی اصلاح کے لئے بے شمار پیغمبر بھیجے گئے تا کہ ان کی رہنمائی اور ہدایت کی جاسکے تاہم اللہ جس کو مٹنا چاہتا ہے اس کے لئے بھی اللہ کے یہاں دلیل اور برھان ہیں جبکہ جن کو ابھی قائم رکھنا ہے ان کے لئے بھی اللہ کے یہاں دلیل اور برھان موجود ہیں جبکہ انسان اللہ کے سامنے جتنا چاہے زور لگا لے وہ اللہ کی مشیت اور تقدیر کو بدل نہیں سکتا۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ

اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ وَ لَوۡ تَوَاعَدۡتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِى الۡمِيۡعٰدِ وَ لٰكِنۡ
لِّيَقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحۡيٰى
مَنۡ حَىَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۔ ٦٢

ترجمہ۔جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اتر گیا) تھا اور اگر تم (جنگ کے لیے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم وتاخیر ہو جاتی۔لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اسے کر ہی ڈالے تاکہ جو مرے بصیرت پر یعنی (یقین جان کر) مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر یعنی (حق پہچان کر) جیتا رہے اور کچھ شک نہیں کے خدا سنتا جانتا ہے۔

وَاٰتَيۡنٰهُمۡ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ ۔ ٦٣۔ترجمہ۔ان کو دین کے بارے میں دلیلیں عطا کیں۔

ذٰلِكَ اَمۡرُ اللّٰهِ اَنۡزَلَهٗۤ اِلَيۡكُمۡ ۔ ٦٤

ترجمہ۔یہ اللہ کے احکامات ہیں جو اس نے تم پر نازل کئے ہیں۔

امر خداوندی کی اقسام:

امر خداوندی کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

۱۔اللہ کا قانون متعین اور تدبیر محکم ہے۔

۲۔اللہ کا امر قوانین کائنات کی شکل میں متشکل ہے،اور یہ قوانین ہر شے کے اندر جاری وساری ہے۔

۳۔اللہ کا قانون انسانوں سے متعلق جس میں اللہ نے وحی الٰہی کے ذریعے پیغمبروں تک انسانوں کے لئے پیغامات پہنچائے۔

❁

حوالہ کتب:

۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

۲۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔

۳۔سورہ المومن۔آیت۔۸۔

۴۔سورہ المومن۔آیت۔۹۔
۵۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۶۔لمفردات باالفاظ القرآن۔علامہ راغب اصفہانی (متوفی۔)۔دار الشامیہ بیروت لبنان۔۱۴۱۶ھ۔
۷۔ لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۸۔سورہ یٰسین۔آیت۔۴۰۔
۹۔سورہ مزمل۔آیت۔۷۔
۱۰۔سورہ النور۔آیت۔۴۱۔
۱۱۔سورہ الحدید۔آیت۔۱۔
۱۲۔سورہ رعد۔آیت۔۱۳۔
۱۳۔سورہ احزاب۔آیت۔۴۲۔
۱۴۔سورہ الواقعہ۔آیت۔۹۶۔
۱۵۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۱۶۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۴۳۔
۱۷۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۴۴۔
۱۸۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۴۔
۱۹۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۵۔
۲۰۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۶۶۔
۲۱۔سورہ الصّف۔آیت۔۱۵۹۔
۲۲۔سورہ روم۔آیت۔۱۷۔
۲۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۲۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۵۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۳۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۳۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۳۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۹۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۰۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۱۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
۴۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۴۳۔بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔
۴۶۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۴۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۴۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۹۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۵۲۔تجلیات حکمت۔مولف۔آیت اللہ اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع۔دفتر تبلیغات اسلامی۔
۵۳۔سورہ المومن۔آیت۔۱۵۔
۵۴۔ لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۵۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۷۔
۵۶۔سورہ النور۔آیت۔۶۲۔
۵۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۔
۵۸۔سورہ النحل۔آیت۔۳۳۔
۵۹۔سورہ کہف۔آیت۔۱۷۔
۶۰۔سورہ کہف۔آیت۔۸۲۔
۶۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔
۶۲۔سورہ انفال۔آیت۔۴۲۔
۶۳۔سورہ الجاثیہ۔آیت۔۱۷۔
۶۴۔سورہ طلاق۔آیت۔۵۔

۴۱۔سورہ حٰمٓ السجدہ (حروف مقطعات)

نام:

حٰمٓ السجدہ۔عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا شمار حروف مقطعات میں کیا جاتا ہے، اس سورہ کو سورہ الفصلت بھی کہا جاتا ہے۔

اسحاق بن عبد اللہ ؒ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر درخت کیلئے پھل ہے اور قرآن کے پھل حم والی سورتیں ہیں، یہ سورتیں ایسے باغات ہیں جن میں سرسبز وشاداب گھاس ہے، جس شخص کو یہ پسند ہو کے وہ جنت کے باغات میں خوب چرے تو اس کو چاہیئے کے حامیم والی سورتیں پڑھے۔

خلیل بن مرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں سونے سے قبل سورہ ملک اور سورہ حٰمٓ السجدہ ضرور پڑھا کرتے تھے۔

شان نزول:

حٰمٓ السجدہ مکی سورہ ہے، جس میں کل آیات کی تعداد ۵۴ ہے جبکہ اس میں کل رکوع کی تعداد ۶ ہے۔

مضامین:

۱۔اللہ الرَّحْمٰنِ بھی ہے اور الرَّحِیْمِ بھی ہے۔

۲۔نزول قرآن کی حکمتیں۔

۳۔تخلیق کائنات کا ذکر۔

۴۔قوم عاد اور ثمود کا تذکرہ۔

۵۔مشرکین کا رد۔

۶۔کفار کا انجام۔

۷۔حضرت موسیٰ کا ذکر۔

۸۔توحید اور قیامت کا ذکر۔

۹۔اللہ نے ہر شے کا احاطہ کر رکھا ہے۔

خدائے الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْمِ :

خدائے الرَّحْمٰن اور الرَّحِیْم کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ‌ۚ ۔۱

ترجمہ۔(یہ کتاب خدائے) رحمٰن ورحیم (کی طرف) سے اُتری ہے۔

الرَّحْمٰنِ :

الرَّحْمٰنِ ۔عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی بے حد رحم کرنے والا ہے۔

الرَّحْمٰنِ ۔(ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا یہ اسم صفاتی (۵۷) مرتبہ آیا ہے اللہ کے دونوں اسماء مبارک یعنی الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْمِ کا مادہ (ر۔ح۔م) ہے جبکہ رحمت کا صرف یہی ایک مادہ ہے جس سے اللہ کے اسما الرَّحْمٰن اور الرَّحِیْمِ بنے۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں حروف مقطعات پر خاصی بحث کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے الر کی تفسیر میں فرمایا کے انا اللہ اری، میں اللہ دیکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک دوسری روایت ہے کے الر۔حم اور ن سے مل کر اللہ تعالیٰ کا نام الرَّحْمٰن بنتا ہے۔

قتادہ سے یہ روایت ہے کے یہ حروف یعنی الر قرآن کریم کے اسماء ہیں۔۲

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں، رحمت اس رقت قلبی کا نام ہے جس کا تقاضا محروم پر رحم کیا جائے کبھی

یہ لفظ رقت کے معنی اور کبھی صرف احسان کے معانی میں مستعمل ہے تاہم جب رحمت صفت الٰہی کے معانی میں ہو تو وہ صرف اور صرف احسان اور افضال ہے جبکہ اگر کسی انسان میں یہ صفت ہو تو وہ رقت اور شفقت کے ہم معنی ہو گی الرحمان کا اطلاق اللہ کے سوا کسی دوسرے پر جائز نہیں کیونکہ الرَّحْمٰن کے معانی جس کی رحمت ہر شے پر محیط ہو چنانچہ یہ صفت الٰہیہ صرف اور صرف اللہ جلا جلالہ کو ہی زیب دیتی ہے کیونکہ اسی کی رحمت ہر شے پر محیط ہے دوسری جانب الرَّحِيْمِ کے مقابلے میں اسم الرَّحْمٰنِ میں زیادہ شدت اور جوش ہے جس میں اللہ کی رحمت اور محبت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس میں ایک ہیجانی اور طوفانی کیفیت پوشیدہ ہو۔

اسم الرَّحْمٰن کا نظام کائنات میں کردار:

الرَّحْمٰنِ عربی زبان میں نہایت مبالغہ کے صیغہ ہے اس کو سمجھنے کے لئے ہم اپنی زبان میں کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں جیسے کوئی شخص بہت زیادہ سخی اور فیاض ہو تو ہم اس کی تعریف میں حاتم طائی کی مثال پیش کرتے ہیں یا کوئی حسین ہو تو ہم اس کے حسن کی شدت کو حسین وجمیل کہہ کر واضح کرتے ہیں اسی طرح سے اگر کوئی ذہین ہو تو ہم اس کو بلا کا ذہین کہتے ہیں کسی لمبے قد کے انسان کو لمبا تڑنگا، موٹے کو موٹا تگڑا، گورے کو گورا چٹا، کالے کو کالا کلوٹا وغیرہ کہہ کر اپنے موقف میں وزن پیدا کرتے ہیں۔

اسی طرح سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں یہ اشارہ ملتا ہے جب الرحمن کی صفت بے کراں کو الرحیم کے ساتھ متصل کرتے ہوئے اللہ کی بے انتہاء رحمت کا ذکر وادراک دراصل عقل انسانی کی طاقت سے باہر ہے انسان اگر اپنی ساری عمر بھی صفت الرحمن کو سمجھنے میں لگا دے لیکن پھر بھی وہ اس صفت کی آگہی سے نا آشنا ہی رہے گا۔

لغات العرب میں نہایت شدت اور جوش کے اظہار کے لئے کچھ الفاظ اس قسم کے نظر آتے ہیں مثلاً اگر عرب بھوک کی شدت سے بے چین ہو گا تو کہے گا کے انا جوعان (میں بہت شدید بھوکا ہوں) اگر وہ پیاس کی شدت سے مرا جا رہا ہو گا تو کہے گا کے انا اب شان یعنی (میں پیاس سے مرا جا رہا ہوں) اگر وہ بہت شدید غصے میں ہو گا تو ہے گا کے انا غضبان

یعنی (میں بہت زیادہ غصے میں ہوں)۔

اسی طرح سے الرَّحْمٰنِ کا مطلب اللہ تعالیٰ کی انتہائی درجے کی محبت، رحمت اور شفقت جو وہ اپنی مخلوقات سے کرتے ہیں۔

ارشادات خداوندی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔ ۳۔ ترجمہ۔ اَلرَّحْمٰنُ عرش پر متمکن ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ ۴

ترجمہ۔ اَلرَّحْمٰنُ نے قرآن کی تعلیم دی، اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ ۵

ترجمہ۔ کہہ دیجئے! تم اللہ کو پکارو یا اَلرَّحْمٰنُ کو پکارو تم جس کو بھی پکارو گے سب اچھے نام اسی کے لئے ہیں۔

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ ۶

ترجمہ۔ کیا تو اَلرَّحْمٰنُ کی آفرینش میں کوئی نقص دیکھتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ ۷

ترجمہ۔ تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحْمٰن والرَّحِيْمِ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ ۸

ترجمہ۔اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحمنُ، ارحَمُوا أهلَ الأرضِ يَرْحَمْكُم مَن فِي السَّماء۔٩

ترجمہ۔رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ۔١٠

ترجمہ۔جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔١١ے

بدبخت انسان کے دل سے ہی رحم کو سلب کر لیا جاتا ہے۔١٢ے

حضرت سعید بن زیدؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے بڑا سود یہ ہے کے مسلمان کی عزت کو ناحق پامال کیا جائے اور یہ رحم اَلرَّحْمٰنُ کی پیچیدہ شاخوں میں سے ہے جس نے اس کو قطع کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔١٣ے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک جب اللہ تعالی مخلوق کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا تو رحم کھڑا ہو گیا اور کہا کے یہ وہ جگہ ہے کے جہاں تجھ سے قطع کرنے سے پناہ مانگی جاتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا کہ! ہاں کیا تو اس بات سے راضی ہے کے جو تجھ سے وصل رکھے گا میں اس سے وصل رکھوں گا اور جو تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا رحم نے کہا کے کیوں نہیں اللہ تعالی نے فرمایا کے پس یہ تم کو مل گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ۔١٤

ترجمہ۔تم سے یہ بعید نہیں کہ اگر تم کو زمین میں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور رشتے توڑ ڈالو گے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرا بنا دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا۔

الرَّحِيۡمِ:

الرَّحِيۡمِ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی نہایت مہربان ہیں، الرَّحِيۡمِ (ر۔ح۔م) سے مشتق ہے۔

قرآن کریم میں اسم الرَّحِيۡمِ (۹۵) مرتبہ آیا ہے۔ رحمت اگر دائم ہوجائے گی تو اسے اسم الرَّحِيۡمِ کہا جائے گا۔

اَلرَّحۡمٰنُ کا اطلاق صرف اللہ پر جبکہ الرَّحِيۡمِ کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہوسکتا ہے الرَّحِيۡمِ کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔

عربی زبان میں رحم سے مراد ماں کے جسم کا وہ محفوظ حصہ جس میں بچہ پیدائش سے قبل نشونما پاتا ہے۔ ۱۵؎

رحم سے مراد قرابت داری اور خوبی رشتے داری کی بھی ہے جبکہ رحم کی جمع ارحام ہے۔ ۱۶؎

رحم سے ہی ایک لفظ رحمۃ بھی ہے جس کے معنی وہ عطیہ جو کسی کی ظاہری اور باطنی تمام تقاضوں کو پورا کردے۔ ۱۷؎

لفظ رحم میں نرمی کا عنصر پوشیدہ ہے چنانچہ یہ لفظ سختی کے مقابلے میں بولا جاتا ہے تاہم رحم سے مراد مہربان، ہمدرد، نرم خو، وفا کیش اور رقت کے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

رحمۃ کے ایک معنی وہ عطیہ خداوندی یا سامان زیست ہے جو انسان کو بغیر کسی معاوضہ کے عطا کیا جائے۔

ایک قول ہے کے اللہ دنیا میں اَلرَّحۡمٰن ہے کیونکہ اس کی رحمت مومن اور کافر دونوں پر ہے لیکن آخرت میں وہ الرَّحِيۡمِ ہے کیونکہ آخرت میں اس کی رحمت صرف مومنوں پر ہی ہوگی۔ کافروں پر نہیں۔ ۱۸؎

اسم الرَّحِيۡمِ کا نظام کائنات میں کردار:

اسم الرَّحِيۡمِ کی نفوذ پذیری کل کائنات میں ہمہ وقت جاری وساری ہے جیسا کے کائنات میں

موجود تمام اشیاء ایٹم سے مل کر بنی ہیں اور انسانی جسم بھی اربوں کھربوں ایٹموں کا مجموعہ ہے سائنسدانوں نے محتاط اندازے کے مطابق! ایک انسان میں (دس ارب، ارب، ارب) ایٹموں کا اندازہ قائم کیا ہے۔ حالیہ تحقیق کے مطابق ایک انسان کے جسم میں کل ایٹم کی تعداد!

There are approximately 7,000,000,000,000,000,000,000,000,000, atoms in the human body.

بتائی گئی ہے ایٹم اللہ کی اتنی باریک مخلوق ہے جیسے نہایت طاقتور خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جاسکتا تاہم اس کی جسامت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کے ایک واحد ایٹم کا قطر ایک ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہوتا ہے لیکن حیران کن امر یہ ہے کے ہر ایٹم اپنے اندر نہایت مکمل، مضبوط، مربوط، متوازن اور پیچیدہ نظام لئے ہوئے ہے۔ ہر ایٹم کے مرکز میں ایک نیوکلیس پایا جاتا ہے نیوکلیس کے اندر پروٹان اور نیوٹران ہوتے ہیں جبکہ اس کے اردگرد الیکٹران ز پائے جاتے ہیں جو اپنے محور کے گرد مسلسل گردش کرتا ہے۔

ایٹم سے زیادہ باریک اس کا نیوکلیس ہے جس کے بارے میں سائنسدان یہ کہتے ہیں کے نیوکلیس کا حجم ایٹم کے حجم کا دس کروڑواں حصہ ہوتا ہے لیکن اس کا وزن ایٹم کے وزن کا 99,5 فیصد ہوتا ہے۔

سائنسدانوں نے ایک انسانی جسم میں (14x1029) الیکٹرانز کی تعداد فرض کی ہے تاہم انسانی زندگی کی بقاء کے لئے ان کے خیال میں تقریباً (37)10.056x10 مرتبہ اللہ کی رحمت درکار ہے یاد رہے یہاں (37)10 سے مراد (دس کھرب، کھرب، کھرب) تعداد ہے یعنی ایک انسانی جسم میں پائے جانے والے ایٹمز کے نظام کو سنبھالنے کے لئے اللہ کی اس قدر رحمت ہر لمحہ درکار ہے چہ جائیکہ کائنات کی دیگر مخلوقات کی بات یہاں نہیں کی جارہی صرف ایک انسان انفرادی حیثیت میں ایٹم کے حوالے سے ذکر کیا جارہا ہے جبکہ انسان کے دیگر نظام اور افعال واعمال کا بھی یہاں تذکرہ نہیں کیا جارہا۔

سائنسدان یہ کہتے ہیں کے اگر یہ انسانی جسمانی نظام لمحے کے ہزارویں حصے میں بھی بگاڑ کا شکار ہوا

تو انسان کسی خوفناک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔

پروفیسر فائن برگ کے مطابق! مادہ کی بنیاد یعنی ایٹم کو اپنے قیام اور بقاء کے لئے اپنے سے بڑھ کر کسی ماورائی طاقت کی ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے تاہم اس وابستگی کے نتیجے میں نظام کائنات نہایت منظم اور متوازن طریقے سے صدیوں سے قائم ودائم ہے۔

سائنسدانوں کے مطابق! کسی بھی ایٹم کا نیوکلیس ایک سیکنڈ میں دس ارب مرتبہ نہایت تیزی کے ساتھ مرتعش ہوتا ہے اگرچہ یہ حرکت اتنی زیادہ تیز ہوتی ہے جس کو عام انسانی آنکھ سے دیکھنا ناممکنات میں سے ہے دوسری جانب یہ حرکت اس قدر تیز ہوتی ہے کے وہ شے ساکن نظر آتی ہے قابل غور نکتہ یہ ہے کے نیوکلیس میں پروٹانز مثبت چارج کے حامل اور نیوٹرانز بے بار یعنی نیوٹرل ہوتے ہیں جبکہ الیکٹرانز اپنے الیکٹرک چارج کی وجہ سے نیوکلیس کے گرد گھومتے رہتے ہیں تاہم تمام الیکٹرانز منفی چارج کے حامل ہوتے ہیں ایٹم کے نیوکلیس کا مثبت چارج الیکٹرانز کو اپنی جانب کھینچتے ہیں جبکہ کے ایٹم کے باہر جتنے بھی الیکٹرانز ہوتے ہیں ان کے اندر اتنے ہی پروٹانز بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایٹم کے برقی چارج کا توازن برقرار رہتا ہے لیکن اگر پروٹان اور الیکٹرانز کا برقی چارج ایک جیسا نہ ہوتو کائنات میں موجود تمام ایٹم پروٹانز میں موجود فاضل مثبت چارج کے باعث مثبت چارج کے حامل ہوجائیں گے جس کے نتیجے میں تمام ایٹمز ایک دوسرے کو دور دھکیل دیں گے اور لمحے کے ہزارویں حصے میں تمام کائنات بکھر کر رہ جائے گی دنیا کے تمام انسان، حیوان چرند، پرند، سورج، چاند، ستارے، سیارے، درخت، پہاڑ، سمندر، زمین اور آسمان یعنی کل اشیائے کائنات کا توازن بگڑ جائے گا اور وہ لمحہ کے ہزارویں حصے میں اس صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی جیسے کے وہ کبھی وہاں تھی ہی نہیں۔

سائنسدانوں کے مطابق! اگر الیکٹرانز اور پروٹانز میں موجود برقی چارج کے توازن کا سوکروڑواں حصہ بھی بگاڑ کا شکار ہوا تو ایسے میں تمام کائنات اور اجزائے کائنات بری طرح سے بکھر کر رہ جائیں گے، یہاں اللہ کی صفت الرَّحِيْمِ تمام اشیائے کائنات کو نہایت رحمت کے ساتھ نا صرف جوڑے ہوئے ہے بلکہ اس نظام کو نہایت خوبصورتی سے چلا رہی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۔١٩۔ ترجمہ۔ میری رحمت ہر شے کو اپنے اندر سما لیتی ہے۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا ۔٢٠

ترجمہ۔ پروردگار رحمت اور علم کے لحاظ سے ہر شے پر حاوی ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۔٢١۔ ترجمہ۔ وہ بخشنے اور محبت کرنے والا ہے۔

سزا اور جزا کے منصفانہ نظام اور عدل و انصاف کی نہایت تاکید اللہ کے نظام میں پائی جاتی ہے دوسری جانب اللہ کی قائم کردہ حدود، سزا، پرسیش، آزمائش اور موت میں بھی رحم کا عنصر پوشیدہ اور مستور ہے جس طرح والدین اور اساتذہ بچوں کی غلطیوں کو سدھارنے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ یا سزا سے کام لیتے ہیں تا کہ بچوں میں سدھار پیدا ہو اور وہ قابل انسان بن سکیں لیکن ان سزاؤں اور ڈانٹ ڈپٹ کے پیچھے ہرگز دشمنی یا بغض وعناد کا عنصر موجود نہیں ہوتا صرف اور صرف اصلاح کی خاطر یہ تنبیہات کی جاتی ہیں بالکل اسی طرح سے اللہ نے انسان کی تخلیق نہایت محبت سے فرمائی اللہ یہ کبھی نہیں چاہتے کے انسان جتنی خوبصورت مخلوق کو داخل جہنم کر دیا جائے چنانچہ انسان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر سزا کے نظام کی اشد ضرورت تھی جس میں سوائے رحم کے کوئی دوسرا عنصر شامل نہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۔٢٢۔ ترجمہ۔ اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ سب سے زیادہ اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے کنبے سے محبت کرتا ہے۔ ٢٣

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کو بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ! مجھ کو بھی نہیں سوا اس کے اللہ مجھے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے ڈھانپ دے۔ ٢٤

ارشادات خداوندی:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ

اللہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۔۲۵

ترجمہ۔اے میرے وہ بندوں جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا، بے شک وہ بہت غفور اور رحیم ہے۔

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۔۲۶

ترجمہ۔جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت سے لطف اندوز کرواتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس ہوجاتے ہیں (اللہ) الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ہے۔

وَ لَئِنۡ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَۃً ثُمَّ نَزَعۡنٰھَا مِنۡہُ اِنَّہٗ لَیَئُوۡسٌ کَفُوۡرٌ ۔۲۷

ترجمہ۔کبھی ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد اسے پھر محروم کردیتے ہیں تو وہ مایوس ہوجاتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے۔

وَ اِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَۃً فَرِحُوۡا بِھَا وَ اِنۡ تُصِبۡھُمۡ سَیِّئَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡھِمۡ اِذَا ھُمۡ یَقۡنَطُوۡنَ ۔۲۸

ترجمہ۔جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس پر پھول جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے کئے ہوئے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ یکایک مایوس ہوجاتے ہیں۔

یہاں رحمۃ بمقابلہ سیئۃ (مایوسی) آیا ہے۔

والدین کے لئے دعا کے حوالے سے قرآن انسان کو یہ تلقین کرتا ہے!

وَ اخۡفِضۡ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ۔۲۹

ترجمہ۔دعا کیا کرو کے اے میرے رب! (والدین) پر رحم فرما جس طرح سے انھوں نے رحمت اور شفقت سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

سامانِ رحمت جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے قرآن کریم میں اسے بھی رحمت بتایا گیا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۳۰

ترجمہ۔ دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات ، کے مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح سے زندہ کرتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
زندگی کی وہ تمام خوشگواریاں (نعماء) بھی رحمت کہلاتی ہیں جو بغیر کسی معاوضے کے حاصل ہوں۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۔۳۱

ترجمہ۔ اگر ہم (انسان) کو نعمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ یہ کہتا ہے کے میری تو ساری مشکلات دور ہو گئیں، بے شک وہ اترانے لگتا اور شیخیاں بگھارتا ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں جب ایک جگہ دو یتیم بچوں کے خزآنے کو جو دیوار کے ساتھ مدفون تھا اس کو ایک وقت مررہ تک ڈھانپ دیا گیا تا کہ جب وہ بچے جوان ہوں تو انھیں یہ خزآنہ ملے چنانچہ اس انتظام کو بھی رحمت خداوندی سے تعبیر کیا گیا۔ ۳۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات:

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا سب سے بڑا نام یعنی اسم اعظم ان دو آیات میں ہے۔

۱۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔۳۳

ترجمہ۔ تمھارا خدا ایک ہی خدا ہے اس الرَّحْمٰنُ و الرَّحِيْمُ کے سوا کوئی خدا نہیں۔

۲۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔۳۴

ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور خبر گیری کرنے والا ہے۔ ۳۵؎

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے ۱۰۰ رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت کو تمام مخلوق میں رکھ دی اور ۹۹ رحمتیں اپنے پاس رکھ لیں۔ ۳۶ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص یا اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے) جب کہہ کر اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ مقرر فرماتے ہیں پس جو شخص تین مرتبہ یہ کلمہ کہتا ہے تو فرشتہ اس سے یہ کہتا ہے کے اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡن تیری طرف متوجہ ہے تو اب جو چاہے اس سے طلب کر لے۔ ۳۷ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ایک طرف سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا ایک شخص یا اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ کہہ رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص سے کہا کے اب تو سوال کر اللہ نے تیری جانب نظر کرم فرمالی ہے۔ ۳۸ے

اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ ۳۹ے

تم مومنین کو آپس کے رحم، محبت اور ہمدردی میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے اگر جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی تکلیف سے سارا جسم بے خوابی اور بخار محسوس کرتا ہے۔ ۴۰ے

تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ ۴۱ے

رحم اسی شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بدبخت ہو۔ ۴۲ے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے! میری امت، امت مرحومہ ہے یعنی (جس امت پر اللہ کا رحم ہو) آخرت میں (میری امت) پر کوئی عذاب نہ ہوگا اس کا عذاب دنیا میں فتنوں زلزلوں، قتل اور بلاؤں کی صورت میں ہے۔ ۴۳ے

قرآن کریم میں اسم الرَّحِیۡمُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ الرَّحۡمٰنُ کا اطلاق صرف اللہ پر جبکہ الرَّحِیۡمُ کا اطلاق اللہ کے سوا غیر اللہ پر بھی ہوسکتا ہے۔

الرَّحِیۡمُ کے معنی جو بہت رحم کرتا ہو۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ

عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۔ ۴۴

ترجمہ۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں پر شفیق اور مہربان (رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ) ہیں۔

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۔ ۴۵

ترجمہ۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

المحصی:

اللہ احاطہ کرنے والا ہے، اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ دیکھو یہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے سے شک میں ہیں۔ سن رکھو کہ وہ ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

المحصی۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ح۔ص۔ی) سے مشتق ہے۔ ۴۷

المحصی۔ جس کے معانی گننے کے ہیں۔

عربی زبان میں الحصی چھوٹی چھوٹی کنکریوں یا سنگریزوں کو کہتے ہیں کیونکہ اہل عرب ابتداء میں چیزوں کو گننے کے لئے کنکریوں کی مدد لیا کرتے تھے۔

حصی۔ سے ہی ایک لفظ احصاء بھی ہے۔ عربی زبان میں احصاء سے مراد گنتی کرنے کے بعد کسی چیز کو حاصل کر لینا اور اس کو اپنے احاطے میں لے لینا۔

المحصی۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی جس کے معانی شمار کرنے والا خوب یاد رکھنے والا اور گن کر رکھنے والا۔ ۴۸

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَكُلَّ شَىۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ كِتٰبًا ۔ ۴۹ ترجمہ۔ ہم نے ہر ایک چیز کو گن گن کر لکھ رکھا ہے۔

اسم المحصی کا نظام کائنات میں کردار:

اسم المحصی کی نظام کائنات میں نہایت عمیق نفوذ پذیری پائی جاتی ہے یعنی اللہ کے علم میں کائنات کی کل جزئیات اور کلیات ہیں جن سے وہ اچھی طرح سے باخبر ہے انسان چونکہ اشرف المخلوق اور مکلف ہے لہٰذا اس کے اعمال و کردار پر بھی اللہ کی گہری نظر ہے کیونکہ انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے اور ان پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد انسانوں کی ہدایت اور اصلاح تھی چنانچہ ہدایت اور رہنمائی کے اس قدر اہتمام کے بعد ضروری ہے کے بنی نوع انسانیت اللہ کے بتائے ہوئے پیغامات پر نہ صرف عمل کرے بلکہ دنیا اور آخرت میں سر بلند اور کامیاب بھی ہو سکے۔

غور طلب نکتہ یہ ہے کے انسانوں کی کثیر تعداد جو انسانی شماریات تو ایک طرف دنیا کے سپر ڈو پر کمپیوٹرز پر بھی ان کے ریکارڈ کو بنانا ناممکنات میں سے ہے چہ جائیکہ ان کے ہر چھوٹے بڑے اعمال کا ریکارڈ اور حساب کتاب بالکل ٹھیک ٹھیک اندازے سے گننا یا لکھنا عقل انسانی کو حیران اور ششدر کرنے کے لئے کافی ہے۔

اسم المحصی انسانی اعمال کے ریکارڈز کو گننے، لکھنے، ناپنے، شمار کرنے اور خوب یاد رکھنے پر مامور اسم مبارک ہے۔

اللہ کے اسم صفاتی المحصی کے آگے دنیا کے سپر فاسٹ کمپیوٹرز بھی ناکارہ اور ہیچ ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے جو بے شمار کائناتی دنیاؤں میں آباد ہیں کے تمام اعمال کو ان کی نیتوں کے ساتھ نا صرف لکھ، گن، ناپ اور شمار کر رہے ہیں بلکہ یہ سب Data ایک نہایت عظیم اور تیز رفتار کمپیوٹر میں Save بھی ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۔۵۰

ترجمہ۔ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے ساتھ لازم کر کے اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے

اور قیامت کے دن ہم ان کے نامہ اعمال نکال کر ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور وہ اس کو اپنے روبرو کھلا ہوا دیکھ لیں گے وہ اپنے نامہ اعمال پڑھ لیں گے اور آج اپنا حساب لینے کے لئے تو خود ہی کافی ہے۔

یعنی انسان کے سامنے ایک فلم کی طرح اس کے اعمال کا ریکارڈ پیش کر دیا جائے گا جس کا وہ انکار نہیں کر پائے گا۔

دوسرا انتہائی اہم نکتہ یہ ہے کے اعمال تو ایک جانب لکھے جا رہے ہیں دوسری جانب انسان کی نیت کو دیکھتے ہوئے جزا اور سزا کا فیصلہ بھی کیا جا رہا ہے۔

اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے!

بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بے شک انسان وہی کچھ پائے گا جو اس نے نیت کی ہوگی۔ ۵۱؎

ابوکشبہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس امت کی مثال چار لوگوں جیسی ہے۔

۱۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اپنے مال اور علم کے مطابق اپنے مال میں تصرف کرتے ہوئے اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔

۲۔ ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا تو وہ یہ کہتا ہے کے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو اللہ کی راہ میں (پہلے والے شخص) کی طرح خرچ کرتا اس پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔

۳۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے مال تو عطا کیا ہے لیکن علم عطا نہیں کیا اور وہ اپنے مال کو غلط راستے پر ناحق خرچ کرتا ہے۔

۴۔ ایک شخص ایسا ہے جسے اللہ نے نہ ہی علم دیا اور نہ ہی مال دیا لیکن وہ یہ کہتا ہے! اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو (تیسرے شخص) کی طرح ناحق خرچ کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ ۵۲؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ ۵۳؎

رومی لکھتے ہیں! انسان کی اصل ہستی اس کی سوچ اور نیت ہے باقی جسم تو ہڈیوں اور گوشت سے

مرکب ہے۔

روز قیامت اللہ تعالیٰ کا نظام عدل وانصاف قائم ہوگا میزان رکھ دی جائے گی جس میں انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ ۵۴

ترجمہ۔ جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ ۵۵

ترجمہ۔ بے شک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرمائے گا، اگر نیکی ہوگی تو اس کو بڑھادے گا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

انسانوں کے اعمال کا درست حساب کتاب رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس نظام میں فرشتے بھی موجود ہیں جو انسانوں کے اعمال کو ریکارڈ اور مرتب کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ ۵۶

ترجمہ۔ بے شک تم پر نگہبان ہیں اور وہ کراماً کاتبین ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتے ہیں۔

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ ۵۷

ترجمہ۔ اللہ تم پر نگہداشت کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے، یہاں تک کے جب تم سے کسی کو موت آجاتی ہے تو اس کو ہمارے فرشتے قبض کر لیتے ہیں، اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ

ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُوَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِوَ
جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌلَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ
هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۔۵۸

ترجمہ۔جب دو لینے والے آس پاس بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنےنہیں پاتا کے اس کے پاس ایک نگہبان نہ ہواور موت کی سختی آ پہنچی جس کا آنا برحق ہے یہ وہ ہے کے جس سے تو بدکتا ہے اور صور پھونکا جائے گا اور یہی وعید کا دن ہوگا اور ہر شخص اس طرح سے آئے گا کے اس کے ساتھ ایک فرشتہ اسے لانے والا اور ایک گواہ ہوگا، واقعی بات یہ ہے کہ تو اس کی طرف سے غفلت میں تھا، سوہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹادیا سو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

روز قیامت جب لوگوں کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا تو یہ کام اللہ کے لئے نہایت سرعت، آسان اور تیز رفتار ہوگا۔اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ۔۵۹

ترجمہ۔ہمارا کام تو بس ایک لمحہ کی بات ہے جیسے پلک کا جھپکنا۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ
تَنْكِيْلًا۔۶۰

ترجمہ۔اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ
مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا۔۶۱

ترجمہ۔بے شک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرے گا اور اگر نیکی ہوگی تو اس کو بڑھادے گا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۔۶۲

ترجمہ۔آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا۔

ارشادات خداوندی ہیں:

هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۔٦٣

ترجمہ۔اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کے مجرمین اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کے ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے جس میں ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج نہیں جو کچھ انھوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا برابر ظلم نہیں کرے گا۔

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۔٦٤

ترجمہ۔وہ سب پر محیط ہے اور اس نے ان کو شمار کر رکھا ہے،سب روز قیامت فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔٦٥

ترجمہ۔ہم یقیناً ایک دن مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں اور جو کچھ افعال انھوں نے کئے ہیں وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں اور جو کچھ آثار انھوں نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ بھی ہم ثبت کر رہے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔٦٦

ترجمہ۔اس دن یہ ذلت کا عذاب ہوگا جب اللہ ان سب کو پھر سے زندہ کر کے اٹھائے گا اور انھیں بتا دے گا وہ کیا کچھ کر کے آئے ہیں وہ سب کچھ بھول گئے مگر اللہ نے ان کا سب کیا دھرا گن گن کر محفوظ کر رکھا ہے اور اللہ ایک ایک چیز پر شاہد ہے۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۔٦٧

ترجمہ۔تا کہ وہ (رسول) یہ جان لیں کے انھوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دئے اور وہ

(اللہ) ان کے پورے ماحول کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور ایک ایک چیز کو اس نے گن رکھا ہے۔

وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ كِتٰبًا ۔۶۸۔ترجمہ۔ہم نے ہر ایک چیز کو گن گن کر لکھ رکھا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۔۶۹۔ترجمہ۔بے شک تمھارا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نماز کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے!

اللهم حاسبنی حساباً یسیراً ۔

ترجمہ۔اللہ میرے اعمال کا آسان حساب لیجئے گا۔

حضرت عائشہؓ نے پوچھا کے آسان حساب سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

آسان حساب کا مطلب یہ ہے کے انسان اپنے اعمال نامہ کو دیکھ لے اور اللہ اس سے درگزر فرمائے اور عائشہ! حقیقت تو یہ ہے کے اس دن جس شخص کا حساب کھل گیا سمجھ لو وہ برباد ہوگیا۔۷۰؎

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا اور لاشریک ہے وہ دلوں کی نیتوں اور انسان کے اندر کے بھید کو بھی جانتا ہے وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ ہر شے پر چھایا ہوا ہے ہر شے پر اس کا زور چلتا ہے۔۷۱؎

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔۷۲؎

حوالہ کتب:

۱۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۲۔

۲۔الجامع البیان ۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) ۔ج۔۱۱۔ص۔۱۰۵۔مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۰۹ھ۔
۳۔سورہ طٰہٰ ۔۵۔
۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۔۴۔
۵۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۱۰۔
۶۔سورہ الملک۔آیت۔۳۔
۷۔سورہ البقرہ۔آیت ۱۶۳۔
۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۹۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔ ۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۱۲ھ۔دارارقم بیروت
۱۱۔سنن ترمذی ۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔ رقم الحدیث ۔ ۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ) ۔ رقم الحدیث ۔ ۳۵۷۔مطبوعہ دار احیاالتراث العربی۔
۱۴۔سورہ محمد۔ ۲۲۔ ۲۳۔
۱۵۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔ ۱۴۱۸ھ۔
۱۶۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۱۷۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ)۔مطبوعہ المطبعہ الخیریہ مصر۔
۱۸۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ)۔ص۔۱۹۲۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔۱۴۱۸ھ۔
۱۹۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۶۔
۲۰۔سورہ المومن۔آیت۔۷۔
۲۱۔سورہ البروج۔آیت۔۱۴۔
۲۲۔سورہ انعام۔آیت۔۱۲۔
۲۳۔کتاب اسماوالصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داراحیاالتراث العربی۔ بیروت۔
۲۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۱۴۱۲ھ۔
۲۵۔سورہ الزمر۔آیت۔۵۳۔
۲۶۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۲۔
۲۷۔سورہ ہود۔آیت۔۹۔
۲۸۔سورہ روم۔آیت۔۳۶۔
۲۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۲۴۔
۳۰۔سورہ روم۔آیت۔۵۰۔
۳۱۔سورہ ہود۔آیت۔۱۰۔
۳۲۔سورہ کہف۔آیت۔۸۲۔
۳۳۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔
۳۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۔۲۔
۳۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۷۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۳۸۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت۔۱۴۱۸ھ۔
۳۹۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ
۴۰۔بخاری۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ
۴۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔رقم الحدیث۔۳۱۱۷۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۴۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۴۴۔سورہ التوبہ۔آیت۔۱۲۸۔
۴۵۔سورہ الانبیا۔آیت۔۱۰۷۔
۴۶۔سورہ حٰم السجدہ۔آیت۔۵۴۔
۴۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۴۹۔سورہ النبا۔آیت۔۲۹۔

۵۰۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۱۳۔۱۴۔
۵۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
سنن النسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)۔مطبوعہ دارالمعرفہ۔بیروت۔۱۴۱۲ھ۔
۵۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔بیروت۔
۵۴۔سورہ الزلزال۔آیت۔۷۔۸۔
۵۵۔سورہ النسا۔آیت۔۴۰۔
۵۶۔سورہ النفطار۔آیت۔۱۰۔۱۲۔
۵۷۔سورہ انعام۔آیت۔۶۱۔
۵۸۔سورہ ق۔آیت۔۱۷۔۲۲۔
۵۹۔سورہ القمر۔آیت۔۵۰۔
۶۰۔سورہ النسا۔آیت۔۸۴۔
۶۱۔سورہ النسا۔آیت۔۴۰۔
۶۲۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔
۶۳۔سورہ کہف۔آیت۔۴۹۔
۶۴۔سورہ مریم۔آیت۔۹۴۔
۶۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۱۲۔
۶۶۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۶۔
۶۷۔سورہ جن۔آیت۔۲۸۔
۶۸۔سورہ النبا۔آیت۔۲۹۔
۶۹۔سورہ انعام۔آیت۔۱۶۵۔
۷۰۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ)۔مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔دارارقم۔بیروت۔
۷۱۔نہج البلاغہ۔مرتب۔ڈاکٹر تصدق حسین۔خطبہ۔۶۸۔رومیل ہاؤس آف پبلیکیشنز۔راولپنڈی۔۲۰۱۶ء۔
۷۲۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

----------------------ختم شد----------------------